آدابِ معرفت

جدید ایڈیشن

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ
پی ایچ ڈی (امریکہ)

آدابِ معرفت

جدید ایڈیشن

سلسلہ قادری ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہر طالب کیلئے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ کتاب آداب معرفت کے مطالعے کیلئے وقت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور مقرر کریں، اللہ کی توفیق سے یہ کتاب تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی زندگی کو معرفت کے عروج پر لے جائے گی۔ انشاء اللہ!

افادات

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ
(پی۔ ایچ۔ ڈی: امریکہ)

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : آدابِ معرفت جدید ایڈیشن
افادات : شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ
(پی۔ایچ۔ڈی : امریکہ)
ترتیب : مولانا سید محمد عادل شیراز، مولانا محمد ولید الرشیدی (استاذ جامعہ مدنیہ قدیم لاہور)
ناشر : دفتر ماہنامہ عبقری
عالمی مرکز روحانیت وامن 78/3، عبقری سٹریٹ نزد قرطبہ مسجد مزنگ چونگی لاہور
اشاعت : اگست 2015ء
قیمت : **400/=** روپے

اہم بات

حتیٰ الامکان کوشش کی ہے کہ الفاظ، آیات اور احادیث میں کوئی غلطی نہ ہو، لیکن پھر بھی ہم ہر پل اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ آپ کی تحقیقی نظر کہیں بھی کوئی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے تو ضرور اطلاع کیجئے ہم شکر گزار رہیں گے۔

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
حال دل	15
انتساب	17
فصل اول	18
تزکیۂ کی حقیقت اور اسکا طریقہ کار	18
اللہ سے ملاقات کا آسان راستہ	18
تزکیۂ نفس کی ضرورت	19
تزکیۂ نفس کی اہم مثال	20
شاہراہ معرفت کے کامیاب ڈرائیور	20
معرفت الٰہی کیلئے لاجواب نسخہ	21
حصول معرفت کیلئے ایک جنتی کی نصیحت	21
راہ معرفت کے سفر کی خصوصیت	22
باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت	22
وقت کی قدردانی معرفت کیلئے بہت ضروری	23
ضیاع وقت کے اسباب	24
ایک منٹ کی قدر و قیمت	24
وقت کو ضائع کرنا......نقصان ہی نقصان	25
دنیا و آخرت کی مثال	26
اپنوں سے کچھ تلخ باتیں	26
معرفت الٰہی سے محروم 12 افراد	27
موجودہ معاشرے میں تزکیۂ کی ضرورت	28
تزکیۂ باطن کے انسانی زندگی پر اثرات	28
تصوف کیا نہیں ہے	29
تصوف کیا ہے......!	30
تین مجاہدے	31
مقبول عبادت کا نام ہی تصوف ہے	31

مضامین	صفحہ نمبر
تزکیۂ نفس کا عملی پہلو	32
اصلاح نفس کی اہمیت	33
دل ایک قیمتی خزانہ	33
دل کا تابع ہوجانا ہی تصوف کی اصل ہے	34
دل کو آئینہ کی طرح صاف وشفاف کیجئے	34
دل سے نکلا ہوا ایک جملہ انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے	35
پرنور دل کی برکات	35
نفس اور اس کی اقسام اصلاح نفس کے پانچ طریقے	36
''نفس'' انسان کا پہلا بڑا دشمن	37
نفس کی تعریف واقسام	37
شیطان اور نفس کا دھوکہ	38
نفس کی لذات سے منہ پھیر لینا	38
خواہش نفس کی سزا	38
حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اور نفس کو ملامت	39
اہل اللہ کا اپنے نفس کو بہلانا	40
''شیطان'' انسان کا دوسرا بڑا دشمن	41
شیطان لعین کی چالیں	41
آدمی کے چار دشمن	41
شیطان کی سوانح عمری	41
شیطان کے دوست اور دشمن......آپ کون ہیں	42
شیطان کے (15) دشمن	42
شیطان کی استقامت......لمحہ فکریہ!	43
نفس اور شیطان سے مقابلہ	43
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات	44
شیطانی چال دھوکہ وفریب	45

مضامین	صفحہ نمبر
عورت اور نوخیز لڑکے کے ساتھ شیطان	46
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ابلیس سے معرکہ	46
موت کے وقت شیطانی حملے اور ان سے بچنے کی تدابیر	47
شیطان کا طریقہ واردات	47
(1) اصلاح نفس کا پہلا طریقہ **اخلاص نیت**	50
اخلاص ترقی کی کنجی	51
طالب کی نیت کیا ہونی چاہیے	51
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاص کی حکایت	52
انسان کی نیت کا زندگی پر اثر	52
ایک ولی کی شان اخلاص	53
اخلاص ولی کی برکات	53
نہایت اہم بات	54
اصلاح نفس کا دوسرا طریقہ **نیک صحبت کی ضرورت**	55
اہل اللہ کی صحبت احادیث کی روشنی میں	56
نیک صحبت کا ثبوت قرآن سے	56
نیک صحبت اہل اللہ کی نگاہ میں	57
اسلاف میں صحبت صالحین کا رجحان	57
نیک صحبت پیران پیر کی نگاہ میں	57
سلاطین اسلام اور صحبت اہل اللہ	58
اہل اللہ سے مشابہت کی برکات	59
نیک صحبت کی مثال	60
بزرگوں کی صحبت اکسیر اعظم ہے	60
نسبت ایک عظیم نعمت	61
ہماری دینی نسبتیں	61
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام نسبت	62

مضامین	صفحہ نمبر
نسبت کا مٹی پر اثر	63
احترام نسبت کیلئے چالیس سال رونا	63
بری صحبت کے (7) نقصانات	64
8 قسم کے لوگوں کی صحبت کا نتیجہ	65
مرشد کی ضرورت اور اہمیت	65
آیت وسیلہ کی تفصیل	66
مرشد کے بغیر کامیابی مشکل ہے	66
ہر فن کیلئے ماہر کی ضرورت	67
صرف ذکر کافی نہیں......!	67
موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت	68
دوسری مثال	68
انتخاب شیخ	68
بیعتِ اصلاح کی اہمیت	69
بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں	69
بیعت اصلاح پر احادیث مبارکہ	70
بیعت کی اقسام	71
نور علم کیلئے مرشد کامل کی ضرورت	73
ایک دنیا دار عالم اور درویش	73
اہل علم......اور شیطان کا دھوکہ	74
اہل علم کا غیر عالم سے بیعت ہونا	75
آداب بیعت	75
اعتقاد	76
بیعت کا مقصد اور طریقہ	78
بیعت کے (8) فائدے	79
بیعت کے متعلق عمومی اشکالات اور ان کا جواب	80
بیعت کیا ہے	80
غلط سوچوں کی اصلاح	80

مضامین	
اعتراض اور اسکا جواب	81
بیعت سے فائدہ کیسے ہوتا ہے؟	81
کیا صرف بیعت کرنا ہی کافی ہے؟	82
بیعت میں جلد بازی نہیں......!	82
صحبت شیخ کا طریقہ	83
اذکار نقصان دہ بھی ہوسکتے ہیں	84
آداب شیخ کی اہمیت اور ضرورت ادب تصوف کا رکن اعظم ہے	85
ادب باکمال اہل اللہ کی نظر میں	85
اولیائے کرام کے ادب بھرے واقعات	86
مرشد کا ادب والدین سے زیادہ	86
مرشد کی خدمت میں ادب کی انتہا	87
اہل اللہ کے پاس جانے کا اک خاص ادب	87
کیسا بہترین ادب اور کیسی پیاری طلب	88
ذرا سی بے ادبی محرومی کا سبب	89
بدبختی کی تین علامتیں	90
شیخ محی الدین رحمہ اللہ اور ادب شیخ کی اہمیت	91
(35) آداب شیخ	92
مرشد کی صحبت کے اثرات	95
صحبت سے تو ہی صحابی بنے	95
مرشد کی صحبت استقامت کا ذریعہ	95
میرے مرشد رحمہ اللہ اور صحبت مرشد	96
دیہاتی پر بزرگ کی نگاہ کا اثر	97
مرشد سے فیض کب ملتا ہے......؟	98
مستقل صحبت ضروری ہے	99
محبت شیخ کی اہمیت کے واقعات	101
مرشد سے والہانہ محبت	101

مضامین	
مرشد کی تکلیف میری تکلیف کا سبب بن گئی	101
مرشد کی زیارت ظلمت دور ہونے کا ذریعہ	102
علامہ خالد کردی رحمہ اللہ کی محبت شیخ	103
فنا فی الشیخ کی مثالی حالت	104
شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ کا احترام مرشد	105
شیخ کی خدمت کے فوائد	106
خدمت مرید کی ترقی کا راز	106
اللہ والوں کی خدمت اور لاکھ دفعہ بخاری پڑھنا	107
خدمتِ ولی پر مغفرت کی بشارت	108
خدمت نے استاد الحدیث بنادیا	109
مریدین کا خلوص رائیگاں نہیں جاتا	109
پیران پیر کا 40 سال استقامت سے چلنا	110
سالکین استقامت امام غزالی سے سیکھیں	110
مرشد کی سختی اور ڈانٹ	111
شیخ کی خوشی وناراضگی	112
طریقت کے آفات وبلیات	113
مریدین کیسے چلیں......خوب ترقی کریں......؟	114
مریدین کیلئے نہایت قیمتی باتیں	114
مخالفت سے ضرور بچیں	115
تصور کیا ہے اور کیوں کیا جائے؟	116
اللہ والوں کے قیمتی موتی	116
مجاہد کبیر سید احمد شہید رحمہ اللہ کا فرمان	116
دنیا وآخرت میں کامیابی کی چھ باتیں	117
بیعت ہونے والوں سے کچھ اہم باتیں......؟	118
روزانہ کے معمولات	119
اصلاح کا آسان پیکیج	120
پیر بھائیوں کے آداب	121

مضامین	
جلدی ترقی اور کامیابی کے راز	122
خود کو کبھی کامل نہ سمجھیں	123
خواجہ محمد بکا کا رلا دینے والا قصہ	123
معرفت کے ضائع ہو جانے کا خوف	125
عارفین کیلئے خاص نصیحت	126
ابتداء میں چلنے والے پریشان نہ ہوں	126
رخصت و عزیمت	126
وساوس کا علاج	127
مبتدی کیلئے نقصان دہ امور	127
فقہاء کی تین نصیحتیں	128
باب اول اولیائے کرام کے حقوق و آداب	129
اولیاء اللہ احادیث کی روشنی میں	130
ولایت کے مختلف لباس شاہی لباس رکھنے والے اولیائے کرام	133
حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ	133
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی مالداری	134
بادشاہت میں چھپا ہوا اللہ کا ولی	134
باکمال لوگ......باکمال اولاد	135
ولی کا عمدہ لباس اور بدگمانی کی سزا	137
اولیائے کرام اور کسب حلال	138
انبیاء علیہم السلام و اکابر اسلام کے پیشے	138
اہل اللہ کی تجارت میں دیانتداری	139
پاکیزہ تجارت کا بصیرت افروز واقعہ	140
مثالی تجارت مثالی معرفت کا ذریعہ	140
چالیس ہزار کا نقصان برداشت کرنا	142
فقیرانہ لباس رکھنے والے اولیائے کرام	142

مضامین	
حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی فقیرانہ شان	142
وقت کا قطب ٹھیلے والے کے لباس میں	142
وقت کے خلیفہ کی بے پناہ سادگی	143
گمنام خستہ حال اللہ کا ولی	144
اولیاء کے مختلف ذوق	145
اہل اللہ کی الٹی بھی سیدھی	145
اپنے آپ کو اہل اللہ کے برابر نہ سوچئے	145
مجنون کے روپ میں ایک ولی کا قصہ	146
ہماری کمزور ذہنی سطح اور اولیاء کا مقام	147
اہل اللہ کی شان	148
ندوہ کا دیہاتی اور اہل اللہ کی پہچان	148
اولیائے کرام کا ذوق عبادت	149
ایک بزرگ کا مثالی ذوق عبادت	149
خواجہ محمد عاقل رحمہ اللہ کے نظام الاوقات	150
اولیائے کرام کی گستاخی کا وبال	150
اللہ والوں کی محبت کی ضرورت	150
گستاخ کا اندھا ہو جانا	151
گستاخ ولی کا بندر بن جانا	151
بے ادبی کی سزا موت	152
اہل اللہ کی اعتقادی گستاخی کی سزا	153
نفلی روزہ اور ولی کی ناراضگی	153
اللہ والوں کو ستانے کی سزا	154
اہل اللہ کی بد دعاؤں کا وبال	154
اولیائے کرام کا ذوق توحید و شریعت	155
اہمیت توحید و شریعت	156
اتباع سنت اور اجتناب بدعت کی نصیحت	156
شاہ محمد سلیمان رحمہ اللہ کا ذوق شریعت	157

مضامین	
اوامر شریعت ہر مرید کی ضرورت	157
اذان میں کوتاہی پر تنبیہ	159
حج کی اہمیت	160
حضرت امام ربانی کا اتباع شریعت	161
اولیائے کرام کا مقام تقویٰ	162
ایک ولی کی بہن کا تقویٰ	162
امام احمد رحمہ اللہ کا تقویٰ	162
پانچ چیزوں کی تلاش	164
اولیاءکرام کا انداز تربیت	164
گناہ کی فرمائش اور تربیت کا بہترین انداز	164
اہل اللہ کی بصیرت اور عقل کی شکست!	165
حکمت سے بے حیا عورت باحیا بن گئی	167
حضرت حکیم الامت کا انداز تربیت	169
اولیائے کرام اور گناہگاروں سے پیار	169
تسبیح خانہ کا پیغام......محبت اور رواداری	169
جانی دشمن......مرشدی کا سلوک	170
ایک بزرگ اور جنات کی تربیت	171
بازارِ حسن سے......مقام ولایت کا سفر	172
مشہور ڈاکو کی جنید بغدادی رحمہ اللہ سے ملاقات	173
اولیاءکرام کا امتحان لینا	174
حضرت گنج شکر رحمہ اللہ کا امتحان	174
خانقاہ کی خدمت بھی امتحان کا ذریعہ	175
بوڑھی عورت دلہن کیوں بنی......!	176
ایک ولی کا دوسرے ولی سے امتحان لینا	178
اولیائے کرام کی بصیرت	178
سوکھے ٹکڑے کی برکت	178
چوری کا حکم......یا پراسرار حکمت	178

مضامین	
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ کی باطنی بصیرت	179
عورت سے نکاح اور اس کو طلاق	179
اصلاح نفس کا تیسرا طریقہ ”ذکر اللہ“	181
احادیث میں فضیلت	182
ذکر اللہ کے فضائل وفوائد	183
غفلت کا علاج	183
ذکر الٰہی گلشن دل کی بہار	184
ذکر اللہ پرندوں کی غذا	185
ویران دل......کیسے آباد ہو؟	186
کھانے کے وقت ذکر اللہ کا خیال	187
طریقہ ذکر قادری، ہجویری	188
منازل سلوک (لطائف)	188
ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل	189
سلسلہ قادریہ کے کمالات	190
ذکر نفی اثبات کی فضیلت اور اہمیت	192
ذکر اللہ سے جسمانی بیماریوں کا علاج	193
تلاوت قرآن کی فضیلت اور برکت	194
روزانہ بارہ ہزار قرآن پاک کا ختم	195
قرآن سے محبت ہو تو ایسی	195
قرآن مجید کی بے ادبی پر فوری سزا	196
وہ تجارت جس میں گھاٹا نہیں......!	196
درود شریف کی فضیلت وبرکت	197
درود شریف میں کوتاہی کی تلافی	199
ایک خاص ادب	199
اصلاح نفس کا چوتھا طریقہ محاسبہ اور مراقبہ	200
حضرت تمیم داری رضی اللہ کا محاسبہ!	201

مضامین	
مریدین کیلئے محاسبے کے ضرورت	202
مراقبہ	202
مراقبے کے کمالات	203
اقسام مراقبہ	204
مراقبہ موت	205
اصلاح نفس کیلئے مجاہدے کی ضرورت	206
چار کام......اصلاح آسان	206
کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، کم ملنا	207
بازاری کھانے......!	207
شجرہ طیبہ وقادری ہجویری	208
(فصل دوم) مقصد تصوف اخلاق کا حاصل ہونا ہے	210
تصوف کا حاصل درستگی اخلاق	211
اچھے اخلاق احادیث کی روشنی میں	211
اچھے اخلاق کیا ہیں......؟	212
درستگی اخلاق کا پتہ کیسے چلے......!	213
اخلاق کی پہلی قسم توحید	213
جوتو میرا تو سب میرا	214
اللہ کے سوا اور کوئی در نہیں	214
پیارے اللہ کی بے پناہ رحمت	215
اللہ کا در ہر وقت کھلا ہوا ہے	216
خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ	216
(11) کلمات مقام معرفت کے راز	217
اخلاق کی دوسری قسم ”نیت کی پاکیزگی“	218
نیت بدلنے سے معاملہ بدل جانا	218
محمد بن واسع رحمہ اللہ کو خواب میں تنبیہ	218
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا اخلاص	219
اخلاق کی تیسری قسم ”توکل“	220
توکل کی تعریف	220
توکل قرآن وحدیث کی روشنی میں	220
بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ اور توکل کی اہمیت	221
توکل کا عجیب واقعہ	222
اخلاق کی چوتھی قسم ”تفویض“ اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرنا	223
تقدیر ”تدبیر“ سے نہیں روکتی	223
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ	223
تقدیر پر راضی رہنے کی فضیلت	225
تقدیر کے ذریعے خاص مقام پانے والی عورت	225
ہماری عورتوں کیلئے ایک ولیہ کا سبق	226
میرے اللہ کا مجھ پر بہت کرم ہے	227
اخلاق کی چھٹی قسم ”خوف وامید“	227
(1) گناہوں پر سزا کا ڈر	228
(3) برے خاتمہ کا ڈر	228
انبیاء علیہم السلام کے خوف الٰہی کے واقعات	228
اندھیرا چھا جانے کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نصیحت	229
اولیاء کرام کے خوف الٰہی کے واقعات	230
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف الٰہی	231
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حالت اللہ کے خوف سے	231
خوف الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ	233
اخلاق کی ساتویں قسم ”اللہ کی رضا پر راضی رہنا“	234
خوش نصیب ترین شخص	234
ناگواریوں پر صبر کا مقام	234
شکوہ مقام رضا کے خلاف ہے	235
اللہ کی مشیت اللہ ہی جانیں	236
اخلاق کی آٹھویں قسم ”صبر“	236

مضامین	
صبر کی تین قسمیں	236
صبر احادیث مبارکہ کی روشنی میں	237
بیٹے کی موت پر صحابیہ کا مثالی صبر	238
اولیائے کرام کا مقام صبر	240
عارفین کے حالات	240
اولیاءکرام پر مشکلات کے پہاڑ	240
آگ برسانے کے قابل	241
تکلیف بھی نعمت مگر کب......!	242
مصائب وغم میں (11) اسلامی آداب	243
اخلاق کی نویں قسم ''شکر''	245
شکر سوعبادتوں کی ایک عبادت	245
شیطان کا بنیادی داؤ......ناشکری پیدا کرنا	245
بیٹا یا بیٹی ایک نعمت......اور شیطان کا وسوسہ	246
شکر پر (4) انعامات	247
ناشکری نعمتوں کے چھن جانے کا سبب ہے	247
شکرانہ نعمت پر قبولیتِ دعا	249
اخلاق کی دسویں قسم ''تواضع''	250
تواضع اپنایئے اونچا مقام معرفت پایئے	250
تواضع حقیقی راز پانے کا ذریعہ	250
امام الانبیاء علیہ السلام کا مقام تواضع	251
کسی مسلمان کو حقیر نہ جانو......!	253
آئیں لوگوں کو معاف کرنا سیکھیں......!	253
آنحضرت ﷺ کا لوگوں کو معاف کرنا	253
اللہ کی رضا کیلئے اپنے حقوق چھوڑ دیجئے	254
مقدمہ میں درگزر کا مثالی قصہ	254
کتا افضل ہے یا انسان......!	255
ہر شخص دوسرے کو بزرگ سمجھتا	256

مضامین	
حضرت فاروق اعظمؓ کی بے مثال انکساری	257
مخالف کو معافی اور درگزر	258
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی انکساری	259
خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ کی نصیحت	261
اخلاق کی گیارہویں قسم ''تبلیغ''	263
علم کے پانچ مرحلے	263
تسبیح خانہ کا پیغام سارے عالم میں امن وامان	263
دعوت کے ساتھ دعا کا اہتمام	266
دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	267
پاکیزہ نوجوان نرس کی ہدایت کا ذریعہ	267
تبلیغ کے (7) آداب	269
اشاعت دین میں اہل اللہ کی کوششیں	269
سارے عالم میں محبت ومعرفت کا پیغام	269
سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ	270
شیخ شبلی اور چیونٹی کا احترام	272
اخلاق کی تیرہویں قسم ''تقویٰ کا حاصل ہونا''	273
مریدین سے بہت اہم نصیحت......!	273
مسلمان ہر وقت آن ڈیوٹی ہے	274
گناہوں پر ندامت اولیاء کی غذا	274
تقویٰ ایک چھوٹے بچے سے سیکھیں......!	275
چھوٹے گناہوں کے نقصانات	276
حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت	276
بغیر وضو نماز کا خوفناک انجام	276
کئی معمولی چیزوں کا بڑا انجام	277
قطرہ شہد تباہی کا سبب بن گیا	277
ذرا سا غصہ چالیس سال لڑائی کا سبب	278
ایک عورت کا بلی کو باندھنا	278

مضامین	
چھوٹی سی برائی......بڑے عذاب کا سبب	279
ناپ تول میں معمولی کمی بیشی پر گرفت	280
بدنظری پر سارا قرآن بھول جانا	280
ذرا سی غلطی کا پہاڑوں جیسا وبال	281
دنیا کی ویرانی کا سبب	282
گناہ بڑا ہو یا چھوٹا (10) عیوب سے خالی نہیں	283
گناہوں کی چند مثالیں	283
مقام معرفت میں سب سے بڑی رکاوٹ	284
چند مشہور و معروف گناہ	284
گناہوں کے (21) دنیاوی نقصانات	285
چند گناہوں کا خطرناک انجام	288
قبروں سے کون......کیسے اٹھایا جائے گا؟	288
اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کی علامات	290
گناہ دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب	291
ناچ گانا کے نقصانات	292
جادو کرنے کے نقصانات	293
لڑائی جھگڑے کے نقصانات	293
یتیم کا مال کھانا اور اس پر ظلم کرنے کے نقصانات	294
شراب نوشی کے نقصانات	295
ظلم کی مختلف صورتیں	296
رشوت کا انجام......پریشانی اور بدحالی	296
نور تقویٰ کیسے پیدا ہوتا ہے؟	296
جہنم کے ہولناک مناظر	297
جنتی اور جہنمی کی کیفیت	298
جہنمی کی چیخ و پکار	298
چھوٹی سی نیکیوں کے کمالات	299
بنی اسرائیل کی ایک بدکردار عورت کا واقعہ	299

مضامین	
شیخ چلی کا ایک دلچسپ واقعہ	300
مقام معرفت کیلئے اخلاص کی ضرورت	300
بلی کی خدمت بخشش کا سبب	301
ایک مکھی پر شفقت کا عجیب واقعہ	302
پرندوں کی بددعا......اور ایک روٹی سے حفاظت	303
نبی علیہ السلام کی بددعا اور صدقہ سے حفاظت	304
حفاظت نگاہ پر ایمان افروز واقعہ	304
ایک نہایت مختصر اور مبارک دعا	305
اخلاق کی چودھویں قسم ''توبہ''	307
گناہگار پریشان نہ ہوں......!	307
توبہ، استغفار اور دعا کے (23) آداب	307
اخلاق کی سولہویں قسم ''حقیقت دعا''	309
شیطان کا وسوسہ	310
احادیث میں فضیلت	310
دعا کی بدولت بیٹے کا زندہ ہو جانا	311
(17) آداب دعا	311
اسطرح دعا ضرور قبول ہوتی ہے	312
کن لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی	312
قبولیت دعا کے خاص (21) اوقات	312
اخلاق کی سترہویں قسم ''محبت الٰہی''	314
محبت کس سے کی جائے؟	314
بے پناہ محبت الٰہی کے واقعات	315
اللہ سے ملاقات کا شوق	315
مخلوق سے محبت معرفت الٰہی کا ذریعہ	315
کسی کو حقیر نہ سمجھیں	316
تھوڑی سی محبت کا یہ حال	317
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہاء محبت	318

مضامین	
محبت الٰہی باندی سے سیکھیں	320
اللہ کن سے محبت کرتے ہیں......؟	321
محبت الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ	323
تصوف کا دوسرا مقصد بداخلاقی سے اجتناب مریدین کی باطنی بیماریاں اوران کے علاج	324
زبان کی آفات کا بیان زبان کی پہلی آفت ''کثرت کلام''	325
زبان کی حفاظت حدیث کی روشنی میں	325
زبان سب سے قیمتی حصہ......!	325
زبان کی بداحتیاطی کے (5) نقصانات	326
زبان کی دوسری آفت ''جھوٹ''	327
جھوٹ کے نقصانات	327
بچوں سے بھی جھوٹ نہ بولئے	327
زبان کی تیسری آفت ''غیبت''	328
غیبت کے (8) نقصانات	328
غیبت کی اجازت کے مواقع	329
غیبت کا کفارہ	330
زبان کی چوتھی آفت ''تہمت''	330
تہمت ایک سنگین جرم ہے	330
اللہ والوں کی احتیاط	331
تہمت کی سزا کا عبرت ناک واقعہ	332
بہتان کے (7) نقصانات	332
زبان کی پانچویں آفت ''مذاق اڑانا''	332
مذاق کرنے والے کے ساتھ جنت میں مذاق	332
مذاق اڑانے کے (6) نقصانات	333
زبان کی چھٹی آفت ''تعریف بے جا''	333
بے جا تعریف کے نقصانات	333
زبان کی ساتویں آفت ''چغل خوری''	334

مضامین	
چغل خوری کی تعریف	334
چغل خور جنت میں نہیں جائے گا	334
چغلی کے نقصانات	334
زبان کی آٹھویں آفت ''دورخی باتیں''	335
زبان کی نویں آفت ''لعنت گوئی''	335
عیب چینی کا انجام	336
زبان کی دیگر آفتیں	366
زبان کی حفاظت کے تین علاج	366
قلب کی آفات کا بیان دل کی پہلی برائی ''غصہ''	337
غصہ ایک آگ ہے	337
غصہ کے (9) نقصانات	337
غصہ کا علاج	338
دل کی دوسری برائی ''حسد''	338
زمین وآسمان میں سب سے پہلا حسد	338
حسد کے (7) نقصانات	339
بغض کے (6) نقصانات	340
دل کی تیسری برائی ''ریا کاری''	340
ریا کاری کی اقسام	340
ریا کاری کی پانچ نشانیاں	341
ریا کی بدولت نیکی کا برائی بن جانا	342
دل کی چوتھی برائی ''تکبر''	343
تکبر سب سے بڑا حجاب	344
سبق آموز نصیحت	344
ذرا سے تکبر پر تیس سال استغفار کرنا	344
دل کی پانچویں برائی ''بخل''	345
نقصانات	345
بخل کا علاج	345

مضامین	
دل کی چھٹی برائی ''دنیا کی محبت''	346
دنیا کی مثالیں	346
کافر کی کامیابی سے خوش نہ ہوں......!	346
موت سے بچنا ممکن نہیں؟	347
مال کمانا برا نہیں......مال کی محبت بری ہے	347
دل کی ساتویں برائی ''حرص''	348
نقصانات	348
حرص کا علاج	348
دل کی آٹھویں برائی '' فضول خرچی''	349
مال مفت دل بے رحم	349
فضول خرچی کے نقصانات	349
اسراف کی مختلف (13) شکلیں	349
دل کی نویں برائی ''شہوت''	351
بدنظری کی نحوست	351
بدنگاہی سے حفاظت	351
ناجائز شہوت پر سخت عذاب	352
بدنظری کے نقصانات	353
دل کی دسویں برائی ''بدگمانی اور تجسس''	353
بدگمانی اور تجسس	353
دوسروں کو گناہوں سے بچائیے	354
جنت ناگواریوں کے ساتھ	356
(7) اصلاح نفس کا پانچواں طریقہ اتباع سنت	358
اعمال کی تین قسمیں	358
اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت	359
حضور اکرم ﷺ کے تین حقوق	359
قرآن مقدس میں اتباع سنت کی تعلیم	359
نبی کریم ﷺ سے محبت کی ایک جھلک	360

مضامین	
زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا	361
سانپ کا عشق مصطفی ﷺ	361
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا احترام سنت	363
سنت کی زندگی اہل اللہ سے سیکھیں......!	364
اتباع سنت حصول سکون کا ذریعہ	364
سنت کی مخالفت پر بے ہوش ہو جانا	365
سنت قبر میں نجات کا ذریعہ	365
مسنون کھانے سے رغبت	366
حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ کا اتباع سنت	367
سنت کی بے حرمتی پر عبرتناک واقعات	368
مسواک کی بے حرمتی پر جانور بن جانا	368
حدیث کی حقارت کا عبرت انگیز واقعہ	369
سنت پر استقامت کرامت سے بڑھ کر	370
اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد کے آداب	371
(2)......انبیاء علیہم السلام سے متعلق عقائد کے آداب	371
(3)......قیامت سے متعلق عقیدے کے آداب	372
صحت کے آداب	373
لباس کے آداب	375
راستے کے (13) آداب	376
بازار میں پڑھنے کی دعائیں	377
سفر کے (13) آداب	377
سفر کی دعائیں	378
اہل اللہ کی ادب والی نماز	378
حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی کیفیت حضوری	378
نماز جہنم کی آگ بجھانے کا سبب	378
سانپ بھی نماز میں خلل نہ لا سکا	379
نماز کے (25) آداب	379

مضامین	
نماز کا اہتمام کرنے والے کیلئے (9) انعامات	380
قریب المرگ کے آداب	381
قریب المرگ کو تلقین کے آداب	381
مردے کو نہلانے کے آداب	382
مسنون کفن کے آداب	382
قبرستان کے (4) آداب	383
رمضان المبارک کے (19) آداب	384
اکابر کا رمضان میں عمل	384
روزہ سے متعلق دعائیں	385
صدقہ کی فضیلت وآداب	386
حضرات شیخین میں صدقے کا جذبہ	386
اہل اللہ کی زندگی میں صدقہ کی اہمیت	387
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ کرنا	387
اسلامی تاریخ کا ایک تابندہ واقعہ	387
راہ خدا میں صدقے کے (11) آداب	388
حج کے (9) آداب	388
مدینۃ المنورہ کا ادب اور محبت	389
سرزمین طیبہ کا ادب	389
مدینہ منورہ میں رہنے والوں کی بے ادبی کا انجام	389
مسکراہٹ معرفت پانے کا ذریعہ	390
مسکرانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے	390
اولیائے کرام کا ظریفانہ انداز	391
ظریفانہ جملے	391
دودھ کا دودھ پانی کا پانی	392
کیا مردے سنتے ہیں؟	393
ہنسنے کے 11 آداب	394
نیند سے جاگتے وقت کے آداب	394

مضامین	
لباس پہننے کا طریقہ	395
بیت الخلاء جانے کے (15) آداب	395
بیت الخلاء سے متعلق دعائیں	396
غسل کرنے کے آداب	396
مسنون اور مستحب غسل کا بیان	397
وضو کرنے کے (17) آداب	397
مسواک کرنے کے آداب	398
مسواک کے دیگر مواقع	398
نماز کیلئے چلنے کے آداب	399
گھر سے باہر آنے کے (2) آداب	399
مسجد میں داخل ہونے کے (3) آداب	399
مسجد کی فضیلت	399
مسجد میں رہنے کے (14) آداب	400
اذان کا جواب دینے کے (2) آداب	401
صفوں میں بیٹھنے کے (10) آداب	401
فضیلت	401
نماز سے فارغ ہونے کے بعد کے (4) آداب	402
صبح وشام کے (12) آداب	402
اشراق کی نماز کے (3) آداب	404
صبح ناشتہ کے آداب	404
چاشت کی نماز کے آداب	404
فضیلت	405
کھانا کھانے کے آداب	405
مسنون کھانوں کے نام	405
کھانا کھانے کے (30) آداب	406
کھانا کھانے کی مسنون دعائیں	407
تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے آداب	408

مضامین	
نماز ظہر کے آداب	408
نماز عصر کے (4) آداب	409
نماز مغرب کے (3) آداب	409
گھر میں داخل ہوتے وقت کے (5) آداب	409
گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا	410
نماز عشا کے (10) آداب	410
سونے سے پہلے کے آداب	410
سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں	411
کس طرح اور کس وقت سونا نہیں چاہیے.....؟	412
نماز استخارہ کے آداب	412
سنت کے مطابق استخارہ	412
استخارے کی فضیلت	413
صلوٰۃ استخارہ کا طریقہ	413
صلوٰۃ الحاجت کے آداب	414
نماز تہجد کی برکت و آداب	414
فضیلت	414
جمعہ کے (3) آداب	415
نکاح کے ذریعے مقام معرفت	415
ترقی معرفت کیلئے نکاح کی ضرورت	415
رشتوں کے سلسلہ میں ٹینشن فری ہو جائیے	415
رشتہ دیکھنے میں کیا مدنظر ہو؟	416
جن کے رشتے نہ ہوتے ہوں وہ یہ کام کریں	417
میاں بیوی کی محبت معرفت الٰہی کا ذریعہ	418
خاوند کی خوشنودی کا اجر	418
بیوی ہو تو ایسی......!	418
بیوی کے ذمہ شوہر کے (7) حقوق	419
عورت کی خوبی	420

مضامین	
خواتین کی باطنی خوبصورتی کا راز	420
میاں بیوی دونوں جنتی	421
عورتوں کے روحانی امراض	421
لباس، زیور اور میک اپ کے بارے میں احتیاط	421
عورتوں کی زبردست غلطی	421
عقل مند عورت	422
خواتین کیلئے پردہ کے آداب	423
بیٹے کے انتقال پر پردے کی فکر	423
بے پردہ عورت کی آخرت میں رسوائی	424
خواتین کیلئے پردہ کے (8) آداب	424
مثالی خواتین کا بے مثال تقویٰ	425
آدھا اسلام عورت کے ذریعے پھیلا!	425
مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ کا تقویٰ	425
ولیہ کا جنازہ چور کی ہدایت کا ذریعہ	426
ایک ولیہ کیلئے دنیا جیتی جاگتی جنت	427
ایک امریکی خاتون کا شاہراہ معرفت پر سفر	428
نیک سیرت خواتین اور تربیت اولاد	429
معرفت کی پہلی درس گاہ	429
تہجد پڑھنے والی مائیں	430
حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی والدہ کی تربیت	431
امانت کی ذمہ داری کا احساس	433
بیٹی کی پرورش کی برکات	434
مثالی ازدواجی زندگی سے معرفت الٰہی کا سفر	434
قابل رشک ازدواجی زندگی	434
بیوی کے درگزر پر جنت میں داخلہ	435
ساس اور بہو کیسے خوشگوار زندگی پائیں......!	435
شوہر اللہ کا تعلق کیسے پائے؟	436

مضامین	
بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں	436
شوہروں کی خطرناک غلطیاں	436
رازداری کے آداب	438
خوشگوار تعلقات کیلئے	439
بچہ کی ولادت کے بعد کے آداب	439
بچہ پیدا ہونے کے بعد	439
بچے بالغ ہونے سے پہلے	440
والدین کی خدمت کے آداب	441
والدین کی خدمت ترقی کا راستہ	441
نیک اولاد......والدین کیلئے تحفہ	441
سسکتی ماں کی بددعا کا وبال	442
ماں کی بے ادبی کی سزا	443
والدین کی خدمت کے (18) فضائل	443
والدین کی نافرمانی کے نقصانات	444
والدین کو ایصال ثواب کی دعا	444
بال، ڈاڑھی کے متعلق (10) آداب	444
تلاوت کرنے کے (12) آداب	445
آپس کی محبت والفت کی (12) فضیلتیں	455
خط لکھنے کے آداب	446
مہمان داری کے آداب	446
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جذبہ اکرام	446
خلیفہ وقت اور مہمان کا اکرام	447
امانت اور دیانتداری کے آداب	447
امانت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا عجیب واقعہ	447
اجتماعیت اور اتحاد کے آداب	448
اجتماعیت کے (5) آداب	449
مشورہ کے آداب	449
وعدہ کرنے کے (6) آداب	450
سلام کرنے کے (17) آداب	451
مصافحہ کرنے کے (10) آداب	451
ہمارا مقام ولایت ہمارے پڑوس میں	452
پڑوسیوں کے (11) آداب	453
بارگاہ رسالت ﷺ سے ملے (11) آداب	453
مقروض پڑوسی کا خیال	454
پڑوسی کی خاطر خود تکلیف میں رہنا	454
تحفہ کے (4) آداب	454
غیرمسلموں کے (4) آداب	455
بدتمیزی کا جواب حسن اخلاق سے	456
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم دشمنوں کے ساتھ	456
غیرمسلموں کے آداب	457
جانوروں کے حقوق وآداب	458
شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ اور بلی کی خیرخواہی	458
بلی کے بچے کی دعا سے مغفرت ہو جانا	459
جانور پالنے کے (12) آداب	460
خادموں کے ساتھ حسن سلوک کے (5) آداب	462
شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا خادم سے درگزر	462
مالک ومزدور کے (4) آداب	462
نصیحت کرنے کے بہترین آداب	463
چھینک اور جمائی کے آداب	464
نام رکھنے کے آداب	464
حقوق العباد کی کوتاہی کا وبال	465
سسرالی رشتہ داروں کے آداب	465
یتیموں وکمزوروں کے (4) آداب	465
جنت میں نبی کریم ﷺ کا پڑوس	466

مضامین	
عام مسلمان بھائیوں کے آداب	466
معاملات کی اہمیت	468
قرض کے آداب	468
امام صاحب رحمہ اللہ کا قرض خواہ سے حسن سلوک	469
معاشرت مقام معرفت کیلئے بہت ضروری	470
سیاست بھی مقام ولایت کا ذریعہ	470
نعتیہ کلام کے آداب	471
چاند کی تاریخوں کی اہمیت اور آداب	471
جوائنٹ فیملی کیلئے (10) آداب	472
دونہایت اہم کام	473
موبائل رکھنے کے (11) آداب	473
دوسروں کو تکلیف سے بچایئے ولی اللہ بن جایئے	474
چوری کی مختلف (9) صورتیں	475
پرسکون گھر کیلئے (10) آداب	475

مضامین	
بچوں کیلئے سکول و مدرسہ کے آداب	476
نیکی کے (6) آداب	477
احترام انسان کے (7) آداب	478
صلہ رحمی سے معرفت کی بلندی حاصل کریں	479
معرفت کیلئے معاملات کی ضرورت	481
معاملات کی تلافی بہت مشکل ہے	481
تقسیم میراث کی اہمیت	482
میراث تقسیم نہ کرنے کے (9) نقصانات	482
حکیم الامت رحمہ اللہ کی احتیاط	483
برکت والی تجارت کے آداب	484
دیانتدار تاجروں کی (10) فضیلتیں	485
رزق حرام	486
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط	486
ناپ تول میں کمی......نفع یا نقصان؟	487

مختصر اعمال پر عظیم اجر

حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حور عین تسبیح پڑھتی ہے تو جنت کے ہر درخت پر پھول لگ جاتے ہیں۔ (حادی الارواح) ☆......حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دنیا کا چھوڑنا آخرت کا حق مہر ہے۔ (التذکرہ للقرطبی) ☆......راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا اور مسجدوں کو صاف کرنا حور عین کا حق مہر ہے۔ (التذکرہ للقرطبی) ☆......مٹھی بھر کھجوریں اور روٹی کا ٹکڑا (صدقہ) حور عین کا حق مہر ہیں۔ (التذکرہ للقرطبی) ☆......جس شخص نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ اس کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے حتیٰ کہ اس کو اختیار دیں گے حوروں میں سے جس کو چاہے لے لے۔ (مسند احمد) ☆......تین کام ایسے ہیں جس شخص کے پاس ان میں ایک بھی ہوگا اس کی حور عین کے ساتھ شادی کی جائے گی۔ 1۔ وہ شخص جس کے پاس ضرورت کی امانت خفیہ طور پر رکھی گئی اور اس نے اس کو خوف خدا کی وجہ سے ادا کر دیا۔ 2۔ وہ شخص جس نے اپنے قاتل کو معاف کر دیا۔ 3۔ وہ شخص جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد ”قل ھو اللہ احد“ (پوری سورۃ اخلاص) کی تلاوت کی۔ (ترغیب اصفہانی) ☆......جب مومن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا کو قبول کیا جاتا ہے اور حور بناؤ سنگھار کرتی ہے۔

حال دل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ میں کیسے خوش اور چین سے رہ سکتا ہوں حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور کو اپنے منہ میں لیا ہے اور اس نے کان لگا رکھا ہے کہ کب اس کو صور پھونکنے کا حکم دے دیا جائے اور وہ صور پھونک دے۔

ذرا سوچئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے پردہ فرمائے آج 1400 سال سے بھی زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے اور حال یہ ہے کہ ہر آنے والی صبح ایک نیا فتنہ، نئی آزمائش اور نئے کٹھن سے کٹھن حالات لارہی ہے۔ ایمان بچانا مشکل سے مشکل ہوتا جارہا ہے۔ اس وقت میں بہت زیادہ ضرورت ہے کہ اپنے بڑوں کے دامن کو نہایت مضبوطی سے تھاما جائے اور پاکیزہ زندگی کو اپنی نسلوں میں منتقل کیا جائے۔ موجودہ ماڈرن معاشرہ ہمیں کیسے افراد اور کیسی نسلیں فراہم کررہا ہے میں اور آپ خوب جانتے ہیں......!

ایک روتی سسکتی بوڑھی ماں میرے پاس آئی اور روتے ہوئے اپنی بپتا سنائی کہ میری جوان اولاد نے مجھے مار مار کر لاغر کردیا اور میری کمر پر ان کی مار کے نشانات ہیں......! اسی طرح ایک بوڑھے میاں بیوی آکر کہنے لگے کہ میں آپ کو کیا اپنی کہانی سناؤں......! میری بہت بڑی کوٹھی تھی اور بہت مال واسباب تھا، زندگی کی ہر شے میسر تھی لیکن جیسے جیسے میری اولاد جوان ہوتی گئی ویسے ویسے ہم پیرانہ سالی کی طرف ڈھلتے گئے، آج ہمارا یہ عالم ہے کہ جہاں میں اپنے کتے باندھا کرتا تھا میری سگی اولاد نے ہم میاں بیوی کو وہاں رکھا ہوا ہے اور دو وقت سوکھی روٹی جس طرح کتے کو ڈالی جاتی ہے اس طرح ہم بوڑھے میاں بیوی کے آگے رکھ کر چلے جاتے ہیں......!

قارئین! دور حاضر کے پرفتن معاشرے کی یہ صرف ایک جھلک ہے وگرنہ آج مقدس رشتے اور محترم ناطے سب پامال ہوچکے ہیں اور یہ فتنے دنیا کو سمیٹ سمیٹ کر قرب قیامت کی دہلیز پر لے جارہے ہیں اور عیسیٰ علیہ

السلام، امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے میدان ہموار کر رہے ہیں۔ اس دور میں وہی کامران ہوگا جو استقامت کے ساتھ ایمان اور اعمال پر ثابت قدم رہے۔

بہت عرصے سے بندے سے وابستہ حضرات کا تقاضا تھا کہ راہ سلوک میں چلنے والے سالکین کی رہنمائی کیلئے کوئی جامع کتاب ہو، جس کے مطابق وہ اپنی زندگی کو ڈھال سکیں اور اس ایمان سوز ماحول میں اپنے ایمان کو بچاسکیں۔ محض اللہ کریم کی توفیق اور اس کے فضل سے مرشدی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین کی تعلیمات کا نچوڑ جمع کرنے کی کوشش کی ہے اللہ رحمٰن اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور زیادہ سے زیادہ تمام لوگوں کے حق میں اور بالخصوص بندے سے وابستہ حضرات کے حق میں نافع بنائے۔

میں سلسلہ قادری ہجویری سے وابستہ ہر شخص سے چاہے وہ مرد ہو یا عورت یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کو ضرور بالضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں اور رہنمائی کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے قیامت کے دن اللہ پاک ہم سب کا آسان حساب لے یعنی اعمال پر نظر ڈالتے ہی درگزر فرمادے اور اللہ کریم اپنی شان کریمی کے صدقے ہم سے پوچھ گچھ نہ فرمائے کیونکہ جس سے پوچھا گیا وہ ہلاک ہوگیا اور ہمیں ایسی جنت میں داخل فرمادے جس میں یہ اعلان کیا جائے گا۔ تمہارے لئے صحت ہے اب کبھی بیمار نہ ہوگے، تمہارے لئے زندگی ہے کبھی موت نہ آئے گی۔ تمہارے لئے جوانی ہے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تمہارے لئے خوشحالی ہے کبھی کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ (مسلم)

زیر نظر کتاب اسی سکون صحت اور خوشحالی کی تلاش ہے اللہ پاک ہم سب کو نصیب فرمائے۔

خواستگار اخلاص وعمل

بندہ حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی اللہ عنہٗ

انتساب

مشائخ طریقت کے ان سرخیل بزرگوں کے نام جن کی تعلیمات کی روشنی پورے عالم میں پھیلی اور جن کے ذریعے گناہ گاری اور فسق میں اپنی مثال آپ لوگ مقام ولایت کی چوٹیوں پر نہ صرف فائز ہوئے بلکہ اوروں کیلئے ہدایت، رہنمائی اور بھلائی کا ذریعہ بن گئے۔ میری مراد...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(1) حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(2) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(3) حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(4) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(5) حضرت خواجہ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

(6) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اور مجھے میری جان سے زیادہ عزیز حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے مجھے اولیاء کرام کا ادب سمجھایا اور میری رگ رگ میں بسایا۔

﴿فصل اول﴾

تزکیۂ کی حقیقت اوراسکا طریقہ کار

اللہ سے ملاقات کا آسان راستہ

تزکیۂ قلب دل کی پاکیزگی کو کہا جاتا ہے یعنی دل ودماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں فکر آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے، عام طور پر انسان کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے، جو شریعت کے خلاف ہیں اور جن میں نفس کو مزہ آتا ہے، ان رجحانات کے رخ کو تبدیل کر کے نفس کو ہدایت اور خیر پر لگانے کی محنت کا نام تصوف و سلوک ہے۔ یعنی ایک ایسی کیفیت کا حاصل ہوجانا جو انسان کو ہر جگہ اپنے خالق کی موجودگی کا احساس دلاتی رہے پھر یہ کیفیت انسان کے گناہوں کیلئے رکاوٹ اور نیکی کے کام میں اس کی معین ومددگار ہوجائے۔ اسی کو مرتبہ احسان وسلوک، تزکیۂ نفس، طریقت اور اخلاص بھی کہتے ہیں۔ اس مقام کے بعد انسان رہتا تو دنیا میں ہی ہے، کھاتا کماتا بھی ہے، اور دیگر ضروریات زندگی کو بھی پورا کرتا ہے اور یہ تزکیہ قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے۔

تزکیۂ نفس قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن کریم میں جن جن مقامات پر نبوت کے فرائض کا تذکرہ کیا گیا ہے تزکیۂ کو ان میں ضرور ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے (1)...... ”کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلواعلیکم ایاتنا ویزکیکم “(البقرۃ:۱۵۱) ترجمہ: جیسا کہ ہم نے بھیجے تمہارے درمیان ایک رسول ﷺ تم میں سے جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتے اور تمہارا تزکیۂ کرتے ہیں۔ (2)...... دعائے ابراہیمی میں ذکر ہوا: ” ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتك ویعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم “(البقرۃ:۱۲۹) ترجمہ: اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیۂ کرے بیشک تو بہت بڑی قوت وحکمت والا ہے۔ (3)...... سورہ آل عمران میں ایک مقام پر مومنوں پر احسان جتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین “(آل عمران:۱۶۴) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جبکہ ان میں ایک رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں کے درمیان سے معبوث فرمایا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ان کا تزکیہ کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے قبل کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد ہیں۔

1۔ تلاوت آیات، 2۔ تعلیم کتاب، 3۔ تعلیم حکمت اور 4۔ تزکیۂ نفس۔

کتاب آداب معرفت کا مقصد:۔ اس وقت زیرنظر ''کتاب آداب معرفت'' تزکیۂ نفس سے متعلق ہے۔ اللہ والو! یہاں میں صرف تزکیۂ کے مفہوم کو واضح کرتا ہوں۔ انسان میں اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ ''**ونفس وما سواھا فالھمھا فجو رھا وتقواھا**'' (الشّمس: ۸،۷) ترجمہ: اور (قسم ہے) جی کی اور جیسا کہ اس کو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اس کو ڈھٹائی (بدی) کی اور بچ کر چلنے (پرہیز گاری) کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں نیکی اور پرہیز گاری والی ملکوتی صلاحیتیں انسان کو خیر مثلاً خدا پرستی، شرافت نفس، تقویٰ، احسان، عدل، صبر ورضا، رحم وعفو، شکر، توکل، نرم دلی، رواداری، شجاعت، سخاوت کی طرف متوجہ کرتی اور خالق کی معرفت کا سبق دیتی ہیں اور دوسری بہیمی یعنی حیوانی صلاحیتیں انسان کو کھانے پینے، جنسی خواہشات کی تکمیل فسق و فجور اور برائی کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اور یہ صلاحیتیں شر مثلاً، ہوس پرستی، کفرونافرمانی، غرور، عیش پرستی، غصہ، ظلم، جلد بازی، بے صبری، لالچ، انتقام، سنگدلی، بزدلی، حسد، کینہ جیسی بری عادات کی طرف لے آتی ہیں۔ (ملخصًا حجۃ اللہ البالغہ)

انسانی وجود میں ہر وقت ان دونوں مخالف طاقتوں کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے۔ نفس و شیطان انسان کو رذائل (برائی) میں ملوث کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی مقدس تعلیمات سے اسے برے اخلاق سے بچا کر اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار بنانا چاہتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ''**قد افلح من زکاھا وقد خاب من دسھا**'' (الشّمس: ۹: ۱۰) وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور نقصان اٹھانے والا قرار پایا جس نے اسے گناہوں میں دبا دیا۔

تزکیۂ نفس کی ضرورت

تزکیۂ نفس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایک شخص نہایت خوبصورت آواز میں تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی تلاوت سن کر اس کی تعریف کریں اور لوگوں میں اس کی شہرت ہو...... ممکن ہے کہ اس کو یہ بات حاصل ہو جائے لیکن کیونکہ اس کی نیت میں ریا کاری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح کوئی شخص قرآن کریم کا درس دیتا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعلیم کتاب کا نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریضہ نیابت انجام دے رہا ہے لیکن اس کا مقصود یہ ہے کہ اس تعلیم سے وہ لوگوں پر اپنے علم وفضل کا رعب قائم کرے، دولت کمائے، شہرت حاصل کرے، جیسا کہ ایک حدیث میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ اس کے ذریعہ علماء سے مقابلہ کرے گا اور جاہلوں سے مجادلہ یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ارے اللہ والو! دیکھ لیجئے دین کا علم حاصل کرنا کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے حدیث میں آتا ہے کہ فرشتے طالب علم کے قدموں نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں لیکن اگر عظیم الشان کام میں بھی مقصد ٹھیک نہ ہو تو یہی علم جہنم میں لیجائے گا۔

الغرض قرآن کریم کی تلاوت ہو یا تعلیم کتاب وحکمت ان تمام پاکیزہ امور کیلئے ضروری ہے کہ انسان کی نیت درست ہو، اس کے نفس کا تزکیۂ ہو چکا ہو۔ اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ اصلاح باطن کتنا زیادہ ضروری ہے۔ اور جسے ''اخلاص'' کا نام دیا جاتا ہے۔

تزکیۂ نفس کی اہم مثال

کیونکہ مثال سے بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں ایک مثال عرض کرتا ہوں: ایک اللہ والے فرماتے ہیں اگر آپ کو یہ اطلاع ملے کہ فلاں دن فلاں دفتر میں یا فلاں گھر میں بادشاہ سلامت یا وزیراعظم صاحب تشریف لائیں گے۔ اب یہاں ضروری ہے کہ بادشاہ کی آمد سے پہلے صفائی ہو، کوڑا کرکٹ ہٹایا جائے، راستے درست کیئے جائیں، دفتر کی عمارت پر رنگ روغن ہو جس کمرے میں بادشاہ کو جلوہ افروز ہونا ہے اسے صاف ستھرا کیا جائے۔ خوشبو سے بسایا جائے، قیمتی قالین بچھائے جائیں اور صفائی اور ستھرائی کے بعد جھنڈیاں، پینافلیکس و دیگر سامان آرائش لگائے جائیں یہ سارا انتظام وزیراعظم صاحب کی آمد سے پہلے ہوگا۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ دفتر میں کوڑا کرکٹ بھرا ہوا ہو دیواروں پر جالے تنے ہوئے ہوں، ہر کونے سے تعفن زدہ بدبو اٹھ رہی ہو، دیواروں کا پینٹ بالکل خراب ہو چکا ہو اور صرف چند جھنڈیاں لگادی جائیں ایک قیمتی قالین بچھا دیا جائے اور اس کمرے میں وزیراعظم صاحب کو لاکر بٹھا دیا جائے۔ اب ذرا سوچیے کہ ایک ملک کے وزیراعظم صاحب کے لیے یا کسی اعلیٰ حکمران کیلئے ہم کتنا اہتمام کریں گے......! اور اللہ کی محبت کو دل میں لانے کیلئے ہمیں کتنا اہتمام کرنا چاہیے......!!

امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' میں ہے کہ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔ مومن کا کمال یہ ہے کہ وہ اسے حقیقی معنوں میں رب جلیل کا عرش بنائے تاکہ اس میں رب جلیل جلوہ افروز ہو۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے نفس کا تزکیۂ کیا جائے یعنی دل سے کفر و شرک، معاصی اور رذائل اخلاق کو دور کیا جائے جب دل ہر قسم گناہ سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے تو اسے ''قلب مزکی'' (پاک دل) کہتے ہیں۔ اب اس کو سجانے کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ عمل اللہ کے ذکر اور اسکے انوار سے انجام پاتا ہے۔ اب اس بات کو میں آپ کی خدمت میں دوسری مثال سے عرض کرتا ہوں۔

شاہراہ معرفت کے کامیاب ڈرائیور

معرفت یا تزکیۂ کیا ہے؟ اس سفر کو آپ کیسے طے کر سکتے ہیں؟ یہ کوئی ناممکن مرحلہ ہے یا حلوہ کھانے سے زیادہ آسان......! اس سفر میں آپ کامیاب ڈرائیور کیسے بن سکتے ہیں۔ یہاں میں ایک اہم گذارش اپنے تمام متعلقین سلسلہ جویری سے عرض ضرور کروں گا کہ معرفت کے عظیم راستے پر چلتے ہوئے میرے لیے بھی خصوصی دعائیں فرمائیے گا کہ میں آپ سے زیادہ خود کو اس راستے کا محتاج سمجھتا ہوں۔ ایک سمجھدار آدمی نے اس راستے کو اس مثال سے سمجھایا ہے۔

مثال

ہم بے شمار گاڑیاں سڑک پر چلتی دیکھتے ہیں ان میں سے کچھ مناسب رفتار سے ایک سیدھ میں چل رہی ہوتی ہیں جو کہ ہمیں متاثر کرتی ہیں اس طرح کی گاڑیاں دیکھ کر ہم بخوبی اندازہ کر لیتے ہیں کہ گاڑیوں کے ڈرائیور کس طرح کے ہیں؟

اسی طرح اگر ہم اپنی زندگی کی گاڑی کامیابی کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ دل کے ایکسیلیٹر پر قابو پائیں، اپنے غصے کی سپیڈ کو کنٹرول میں رکھیں، دماغ کے بریک کو بھی مضبوط رکھیں اور اپنے ظرف کے ٹائر اونچی کوالٹی کے لگائیں تاکہ ہمارے خیالات، ایمان واعمال کی ٹیوب پنکچر ہونے سے بچی رہے، طبیعت کی ڈگی کو وسیع رکھیں، اپنی زبان کے سپیڈومیٹر میں شرافت کی سوئی لگانا ہوگی اور اپنی آنکھوں کی ہیڈ لائٹس میں خلوص کی روشنی رکھنا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ہمارے پاس خوش اخلاقی کا لائسنس بھی ہونا چاہیے تاکہ ہم دنیا کی ہر سڑک پر اپنی زندگی کی گاڑی کامیابی سے چلا سکیں۔ اس طرح ہم معرفت کی زندگی کی گاڑی کے کامیاب ڈرائیور بن سکتے ہیں۔ آیئے! ہم سب عزم کرتے ہیں کہ جس طرح ایک ناآشنا شخص کچھ عرصہ مسلسل محنت کرنے کے بعد ایک کامیاب ڈرائیور بن سکتا ہے تو کیا کچھ عرصہ ہم معرفت کے راستے پر محنت کر کے کامیاب ڈرائیور نہیں بن سکتے......!

معرفت الٰہی کیلئے لاجواب نسخہ

میں اکثر آپ کو طبی نسخے، اور ٹوٹکے تو دیتا ہی رہتا ہوں لیکن آج میں آپ کو ایک دانا حکیم کا معرفت پانے کا نسخہ دیتا ہوں۔ ایک دانا حکیم نے مقام معرفت پانے کیلئے ایک نسخہ تیار کیا ہے جو ہر باطنی مریض کیلئے واقعی لاجواب ہے جس نے بھی استعمال کیا تمام باطنی بیماریوں سے پاک ہو کر معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ گیا۔ میں سلسلہ ہجویری کے تمام متعلقین چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین ہر کسی سے ضروری گذارش کروں گا آپ ضرور بالضرور اس نسخے کو استعمال کریں۔

اجزاء:۔ سچائی کی کلیاں، دیانت داری کے پھول، عاجزی کے انگور، محبت کی کستوری، اتفاق کا مغز، سادگی کے پتے، اخلاق کی مٹھاس، **مقدار:** بقدر ضرورت۔ **ترکیب:** ان اشیاء کو دل کی ہنڈیا میں ڈالیں اور ریاضت کے چولہے پر رکھ کر عشق الٰہی کی تیز آنچ دیں اوپر اخلاص کا ڈھکن دے کر کافی دیر تک پکنے دیں، یادالٰہی کی ہوا دینا نہ بھولیں۔ جب پک کر تیار ہو جائے تو شریعت کی نفیس بوتلوں میں بھر لیں۔

طریقہ استعمال:۔ صبح و شام رحم دلی کی گلقند ملا کر انصاف کے چمچ سے کھائیں۔ **پرہیز:** غصے کی مرچیں، حرص و خواہشات کی کھٹاس اور کینہ آور اشیاء سے مکمل پرہیز کریں۔ **نوٹ:** دوا کو مخفی اعمال کے فریزر میں رکھیں تاکہ شیطان کی دسترس سے محفوظ رہے۔

حصول معرفت کیلئے ایک جنّی کی نصیحت

معرفت الٰہی کی جستجو اور کوشش صرف انسانوں کیلئے ضروری نہیں بلکہ جنات بھی اس راہ میں بہت کوشش کرتے نظر آتے

ہیں۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مرشد ہجویری رحمہ اللہ کی خدمت میں بارہا دیکھا کہ جنات اصلاح اور تزکیۂ کیلئے آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے ان میں سے چند واقعات میں نے ''حیات مرشد ہجویری'' میں بھی لکھے ہیں۔ تاریخ میں بھی بہت سے واقعات اس قسم کے لکھے ہیں ایک واقعہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ''حضرت صالح بن عبدالکریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اس کا شوق تھا کہ کسی جن سے ملاقات ہو اور اس سے بات چیت کروں۔ چنانچہ ایک جن عورت کو دیکھا اور میں اس کے ساتھ ہو گیا اور اس سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو تو اس نے کہا: لکھو! غزالہ کہتی ہے تمام کاموں سے بہتر کام یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ تعلق قائم کرو اور ایک لمحہ بھی غفلت نہ کرو اگر وہ لمحہ فوت ہو گیا تو کبھی ہاتھ نہیں آ سکتا۔ (صفة الصفوة، ذكر المصنفين من عبادالجن) اس نصیحت میں اس نے احساس دلایا کہ ''تعلق مع اللہ'' بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اس کے حکموں پر عمل کیا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے اور ساتھ ہی یہ بتلا دیا کہ دنیا کی اس چھوٹی سی زندگی میں لمحہ لمحہ قیمتی ہے۔ اس لئے ان لمحات کی قدر کرو اور ان کو فضولیات میں ضائع کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا تعلق نصیب فرمائے اور لمحہ لمحہ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تزکیۂ جس طرح مرد حضرات کیلئے ضروری ہے اس طرح خواتین بھی شرعی احتیاطوں کے ساتھ کسی اللہ والے سے بذریعہ خط و کتابت اپنی اصلاح کرا سکتی ہیں۔ اپنے بچوں کو بھی نیک لوگوں کی مجالس میں لیجانے کی عادت بنانی چاہیے کہ بچپن کے نقوش بڑے گہرے ہوتے ہیں۔

راہ معرفت کے سفر کی خصوصیت

جب آدمی دنیا کے کسی سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اگر منزل پر پہنچ گیا تو سفر کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ نہ پہنچ سکا تو بھٹکا راہی۔ مثلاً ایک شخص کراچی سے پشاور کیلئے روانہ ہوا مگر راستے ہی میں انتقال ہو گیا تو سمجھا جاتا ہے کہ سفر ادھورا رہ گیا۔ مگر معرفت کا صراط مستقیم ایسا عجیب راستہ ہے کہ اس پر آدمی کو جہاں بھی موت آ جائے وہیں منزل ہے۔ اسی لیے سورۂ فاتحہ میں صراط مستقیم کی دعا سکھائی گئی ہے اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اسے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست''

باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت

اللہ والو! تزکیۂ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کی اس طرح اصلاح ہو جائے کہ تمام اخلاق حمیدہ پیدا ہو جائیں اور اخلاق رذیلہ سے بچا جا سکے۔ حدیث شریف میں بھی اسی تزکیۂ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ خراب ہو تو پورا جسم خراب ہوتا ہے اور جب اس کی اصلاح ہو جائے تو پورے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ دل ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اسی دل پر محنت کر کے مخلوق کو اللہ سے ملاتے تھے۔ جس طرح دنیوی زندگی کا مدار دل پر ہے اسی طرح دینی حالت کا مدار بھی اسی پر ہے کہ انسان کا دل بادشاہ ہے اور دیگر تمام اعضاء اسی کے پیروکار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

سے مالا مال ہوئے اور فیضان نبوت ﷺ کونسل درنسل تا قیامت جاری فرمایا۔ حضرات مشائخ نے لکھا ہے کہ تزکیۂ یعنی اپنی اصلاح فرائض کے درجہ میں ہے چاہے وہ عوام الناس ہوں یا علماء فضلا ہوں۔ تزکیۂ کی کچھ تفصیل مشائخ کی کتابوں سے درج کی جاتی ہے تا کہ اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

(1)......حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف رکھنا، ہر جگہ پاکیز گی وسچائی کو لازم رکھنا ہی تصوف ہے۔

(2)......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ توبہ کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام جس علم کو سلوک و تصوف یعنی اصلاح باطن کہتے ہیں اس کا حاصل کرنا نماز روزے کی طرح فرض ہے کیونکہ اس کا نتیجہ (اخلاق رذیلہ سے) صفائی قلب ہے۔ (تفسیر مظہری)

(3)......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (جیسے باقی علوم فرض ہیں) اسی طرح علم سلوک (علم باطن) بھی فرض ہے جو دل کے حالات ہیں جیسے توکل، خشیت، رضا بالقضاء وغیرہ۔ (تعلیم المتعلمین)

(4)......امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق ہوا۔ اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ حاصل کیا وہ فاسق ہوا۔ اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔ (اللمعات شرح مشکوٰۃ)

(5)......علامہ شامی نے احوال قلب کی تفصیل بیان فرما کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومن کو لازم ہے کہ رذائل یعنی بُرے اخلاق کو دور کرنے کے لئے اتنا علم حاصل کرے جتنا اپنے نفس کو اس کا محتاج سمجھے اور ان کا ازالہ فرض عین ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(6)......حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اصلاح باطن کو فرض قرار دیا ہے۔ (التکشف عن مہمات التصوف)

وقت کی قدر دانی معرفت کیلئے بہت ضروری

وقت کی قدر و منزلت ویسے تو ہر شخص کیلئے ہی ضروری ہے مگر طالبین معرفت کیلئے تو اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے مشائخ مریدین کی قدم قدم پر نگرانی کرتے اور لمحے لمحے کی حفاظت کرتے تھے۔ میرے شیخ رحمہ اللہ کو میں نے زندگی بھر دیکھا کہ وہ مریدین کے ایک ایک لمحے کو پرکھتے رہتے تھے۔ اب میں آپ حضرات کے سامنے اسکی اہمیت بیان کرتا ہوں جس سے پتا چلے گا کہ اس کی قدر دانی ہم سب کیلئے کتنی ضروری ہے۔ وقت انسان کے پاس ایک ایسا خزانہ ہے جو سب سے زیادہ قیمتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ اس خزانہ کو سب سے زیادہ ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر اس کو صحیح استعمال کیا جائے تو یہ انسان کو ایسی بلندی دیتا ہے کہ انسان بآسانی اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور اگر اس کو غلط استعمال کیا جائے تو یہ اس بلندی سے کئی گنا زیادہ تنزلی میں دھکیل دیتا ہے اور عجیب ترین بات یہ ہے کہ اگر دنیا کی کوئی چیز گم ہو جائے مثلاً مال و دولت کھو جائے یا علم کھو جائے یا کوئی ہنر کھو جائے تو انسان محنت کر کے اس کو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن وقت اگر گم ہو جائے تو انسان ہزار ہاتھ پاؤں بلکہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے اس خزانے کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس خزانہ کا صحیح استعمال گداگر کو بادشاہ بنا دیتا ہے اور اس کا غلط استعمال

بادشاہ کو فقیر بنا دیتا ہے۔ گناہ گار سے گناہ گار کو اللہ کا ولی اور دوست بنا دیتا ہے۔ اس کا صحیح استعمال قوموں کو ترقی یافتہ بنا دیتا ہے اور ضیاع وقت قوموں کی تنزلی کے گہرے کنویں میں پھینک دیتا ہے۔

ضیاع وقت کے اسباب

اگر آج ہم دیکھیں تو کتنے ہمارے لیے ضیاع وقت کے اسباب بنائے گئے ہیں: مثلاً جگہ جگہ سینما گھر بنا دیئے گئے، پھر ٹی وی، وی سی آر اور اس طرح کے بہت سے آلات کو عام کر دیا تا کہ ہمیں باہر جانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے پھر انٹرنیٹ، فیس بک نے تو کمال کر دیا، اگر آپ ان چیزوں کو دیکھ کر تھک جاتے ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ موبائل کے جدید ماڈلز کو عام کر دیا گیا ہے تا کہ جو بے حیائی تم نے دیکھنی ہے اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے آپ اس ذریعے سے تعلقات قائم کریں اور ضیاع وقت کی نعمت حاصل کریں...... رہی سہی کسر پارکوں نے پوری کر دی ہے کہ جس کے پاس ضیاع وقت کی نعمت مذکورہ بالا چیزوں سے حاصل کرنے کی گنجائش نہیں ہے تو وہ کسی قریبی پارک میں چلا جائے اور گھوم پھر کر اور اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ضیاع وقت کی نعمت حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ہم دینی و دنیاوی ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے وقت کا صحیح استعمال کرنا ہوگا اور ضیاع وقت کے تمام اسباب سے بہت ہی زیادہ بچنا ہوگا اور اپنی نئی نسل کے دل میں وقت کی صحیح قدر کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔ صرف ترقی ترقی کی تسبیح پڑھنے سے ہم ترقی یافتہ نہیں بن سکتے۔ اللہ پاک ہمیں وقت کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مقام معرفت کیلئے حفاظت وقت لازم

جب ہر کامیابی کے پیچھے ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں وقت کی قدر دانی کا جوہر واضح نظر آتا ہے تو پھر کیا مقام معرفت اور اللہ کا دوست بننے کیلئے وقت کی کوئی ضرورت اور اہمیت نہ ہوگی...... کیوں نہیں! بلکہ سچ پوچھیے تو جتنا اہتمام اہل اللہ نے وقت کی قدر دانی کا کیا ہے اتنا شاید کسی اور چیز کا نہ کیا ہو۔ اہل اللہ تو اپنے جسم سے نکلنے والی ہر ہر سانس کی نگرانی کرتے ہیں، پاس انفاس کا ذکر اسی کی ایک عملی صورت ہے۔ میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ کو بارہا وقت کی بہت زیادہ حفاظت کی تلقین کرتے دیکھا الحمدللہ اسی کا اثر ہے کہ میں خود بھی اس کی کوشش کرتا ہوں اور اپنے متعلقین سے بھی یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ ہم سب کیلئے آسان فرما دے۔ آمین!

ایک منٹ کی قدر و قیمت

اب میں آپ کو کئی مثالوں کے ذریعے وقت کی قدر پر مقام معرفت پانے کی کئی صورتیں عرض کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہماری زندگی میں ایک ایک منٹ کی کتنی قدر و قیمت ہے اور واقعی سلوک (اللہ کی محبت کا راستہ) میں کامیابی کیلئے بھی وقت کے صحیح استعمال کی بہت ضرورت ہے۔

(1)...... اللہ کی تلاش میں نکلنے والا شخص ایک منٹ میں خلوص بھرا سجدہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ (تاریخ

میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ تفصیل اپنی جگہ آئے گی)۔ (2)......صرف ایک منٹ میں قرآن کریم کا ایک صفحہ تلاوت کرکے لاکھوں نیکیاں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ (3)......اللہ کریم کا ذکر کرنے والا شخص ایک منٹ میں 60 سے زائد مرتبہ اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لے سکتا ہے اور مختلف تسبیحات پڑھ سکتا ہے۔ (4)......صرف ایک منٹ میں کم از کم دس دینی مسائل سیکھے جاسکتے ہیں۔ (5)......صرف ایک منٹ میں اللہ والوں کی صحبت دل کی دنیا بدل سکتی ہے۔ (6)......خوف خداوندی سے نکلنے والا آنسو جہنم کی آگ کو بجھا سکتا ہے تو ایک منٹ میں کس قدر آنسو بہا کر اللہ کی رضا اور دوزخ سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (7)...... بڑے سے بڑا گناہگار شخص ایک منٹ میں نہ صرف توبہ کرسکتا ہے بلکہ اپنے روٹھے رب کو منا کر خاص معرفت کی چوٹی پر پہنچ سکتا ہے۔ (8)...... درود شریف پڑھنے والا ایک منٹ میں تقریباً پچاس مرتبہ مختصر درود پاک پڑھ سکتا ہے۔ (9)......ماں باپ کا سخت نافرمان ایک منٹ میں ان کی قدم بوسی کرکے خود کو فرمانبرداروں میں شامل کرسکتا ہے۔ (10)......والدین کا فرمانبردار اپنے والد یا والدہ میں سے کسی ایک کی طرف محبت کی نظر ڈال کر ایک منٹ میں مقبول حج کا ثواب حاصل کرسکتا ہے۔ (11)......سو سال کا بوڑھا کافر صرف ایک منٹ میں کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ (12)......خدانخواستہ کسی کفر کا کلمہ کہنے پر ایک منٹ سے پہلے آدمی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے (اللہ اپنی حفاظت میں رکھے)۔ (13)...... پوری زندگی میں ہر منٹ زندگی کا قیمتی حصہ ہے نجانے کون سا منٹ ہمیں اس دار فانی سے آخرت کی پہلی منزل (قبر) کی طرف منتقل کردے۔ یاد رکھئے! زندگی کا ہر منٹ قیمتی ہے جو ہمیں موت کے قریب کر رہا ہے۔ اسلئے بہترین سالک وہ ہے جو اپنے ہر ہر لمحے پر نگرانی کرتا رہے۔ یہ جو فرمایا جاتا ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے والے لوگ بہت جلدی ترقی کرتے ہیں یہ بالکل سچی حقیقت ہے۔ اگر آپ محاسبہ کی حقیقت جاننا چاہیں تو وہ بھی وقت کی صحیح قدردانی ہی کا نام ہے۔ (محاسبہ کے تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی)۔

وقت کو ضائع کرنا......نقصان ہی نقصان

ایک بادشاہ نے اپنے ملک میں اعلان کروایا کہ جو شخص جھوٹ بولتا ہوا پایا جائے گا، دیندار قاضی سے پوچھ کر اسے سخت سزا دی جائے گی۔ اعلان کا سننا تھا کہ لوگ ایک دوسرے سے بھاگنے لگے کہ کہیں جھوٹ کے الزام میں پکڑے نہ جائیں۔ بادشاہ اور وزیر دونوں بھیس بدل کر شہر میں گھومنے لگے۔ ایک تاجر کے پاس سے ان کا گزر ہوا تو رک کر اس سے گپ شپ شروع کی۔ بادشاہ نے تاجر سے پوچھا: آپ کی عمر کیا ہے؟ تاجر نے جواب دیا بیس سال۔ آپ کے پاس دولت کتنی ہے؟ بادشاہ نے پوچھا۔ تاجر نے کہا ستر ہزار۔ آپ کے لڑکے کتنے ہیں؟ بادشاہ نے تیسرا سوال کیا۔ تاجر نے کہا ایک۔

بادشاہ اور وزیر نے واپس آکر دفتر میں ریکارڈ دیکھا تو تاجر کے جوابات کو غلط پایا اور تاجر کو طلب کرلیا۔ آپ نے تینوں جوابات غلط دیئے ہیں لہٰذا اعلان کے مطابق تمہیں سزا دی جائے گی۔

تاجر: پہلے میری غلطی تو ثابت کیجئے۔ بادشاہ نے کہا: سرکاری دفتر میں آپ کی عمر پینسٹھ سال درج ہے۔ تاجر بولا: جناب! میری زندگی کے بیس سال ہی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزرے ہیں اس لئے میں اسی کو اپنی عمر سمجھتا ہوں۔ پھر بادشاہ

نے کہا دولت بھی آپ نے غلط بتائی ہے آپ کے پاس بے شمار دولت ہے۔ جبکہ آپ کا کہنا ہے کہ صرف ستر ہزار ہیں۔ تاجر نے کہامیں نے ستر ہزار روپے مسجد کی تعمیر میں خرچ کیے ہیں اور اسی کو اپنی دولت سمجھتا ہوں جو آخرت میں میرے کام آجائے۔

بچوں کے متعلق بھی آپ نے غلط کہا ہے...... سرکاری رجسٹر میں آپ کے بچوں کی تعداد پانچ ہے جو آپ نے خود درج کرائی ہے۔ تاجر نے جواب دیا: جناب! میرے چار بچے نالائق، بد اخلاق اور آوارہ ہیں، بس ایک اچھے اخلاق و کردار کا ہے۔ میں اسی کو اپنی اولاد سمجھتا ہوں کہ آخرت کے اعتبار سے انشاءاللہ وہی کام آئے گا۔

بادشاہ تاجر کے جوابات سن کر بہت خوش ہوا، اس نے تاجر سے کہا بے شک عمر وہی گننے کے لائق ہے جو اللہ کی اطاعت میں گزرے، دولت وہی گننے کی لائق ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوئی ہو اور وہی اولاد، اولاد کہلانے کے لائق ہے جس کے اعمال و اخلاق اچھے ہوں۔ اسی طرح آج ہماری زندگی بھی اللہ کی معرفت اور اللہ کے تعلق کے بغیر بالکل ویران ہے آج بھی ہمارے پاس وقت ہے...... اور یہ وقت مرنے سے پہلے تک باقی ہے لیکن مرنے کے وقت کا ہمیں کوئی علم نہیں......!۔

دنیاوآخرت کی مثال

ہماری زندگی مثل برف کی مانند پگھلتی جارہی ہے۔ اور ہمیں پھر بھی کچھ مرنے کا خیال نہیں پچھلے ادوار کے نوکر اور غلام بھی کتنے عقل مند اور دانا ہوتے تھے اور کس طرح اپنے اللہ کو راضی کرنے کی فکر میں لگے رہتے تھے ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے ایک نوکر کو بلایا اور اسے تین درہم دے کر کہا کہ جاؤ...... ایک درہم یہاں اور وہاں، دوسرا یہاں نہ وہاں، تیسرا یہاں خرچ کرو۔

نوکر درہم لے کر چلا گیا۔ ایک مسجد تعمیر ہورہی تھی اس نے ایک نے ایک درہم وہاں دے دیا۔ آگے گیا تو ایک مداری تماشا دکھارہا تھا اس نے ایک درہم وہاں دے دیا اور ایک درہم کے پھل لے آیا۔ واپس آکر اس نے خلیفہ ہارون رشید کو بتایا کہ ایک درہم اس نے مسجد کی تعمیر پر خرچ کیا جو آپ کو یہاں (دنیا) اور وہاں (آخرت) میں کام آئے گا۔ دوسرا میں نے مداری کو دیا جو آپ کو یہاں نہ وہاں کام آئے گا۔ تیسرے درہم کے میں پھل لے آیا جو آپکو یہاں کام آئیں گے۔ خلیفہ ہارون رشید نوکر کی عقلمندی سے بہت خوش ہوئے اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔

اپنوں سے کچھ تلخ باتیں......!

کیونکہ اس کتاب کا بنیادی مقصد سلسلہ قادری ہجویری سے وابستہ حضرات کی تربیت ہے تلخی، ڈانٹ تربیت کا حصہ ہے۔ ایک دانشور نے ذرا کچھ تلخ لہجے میں دنیا کی حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ایک سوال ہے کہ انسان کو کیوں پیدا (تخلیق) کیا گیا؟ اس کا جواب: اگر معلوم نہیں...... یہ آپ کی علمی کمزوری ہے، معلوم کیجئے ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی کیونکہ جب تک آپ کو علم نہیں ہوگا، آپ کی زندگی بے مقصد زندگی ہوگی۔ اگر معلوم ہے...... اپنے اعمال میں جھانکیں کہ میرا عمل کیسا ہے؟ کیونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے، اگر عملی زندگی مخالف ہے تو یہ آپ کی عملی کمزوری ہے، سنبھل جایئے وگرنہ قبر اور آخرت میں حساب ہوگا......!

آج کا مسلمان

ذرا سوچیں آج کا مسلمان تعلیم انگلینڈ میں حاصل کرنا چاہتا ہے، ملازمت امریکہ میں کرنا چاہتا ہے، رہنا کینیڈا میں چاہتا ہے، بات انگریزی میں کرنا چاہتا ہے، کھانا چائینز رائس، اٹالین پیزا اور رشین سلاد چاہتا ہے، مصنوعات جاپانی استعمال کرنا چاہتا ہے، چھٹیاں یورپ میں گزارنا چاہتا ہے، فلمیں ہالی ووڈ کی دیکھنا چاہتا ہے، موسیقی انڈین سننا چاہتا ہے، لیکن زندگی کے اختتام پر مرنا مکہ میں چاہتا ہے، تدفین مدینہ میں چاہتا ہے اور موت کے بعد زندگی جنت میں گزارنا چاہتا ہے کیا سادگی ہے ......ذار غور کیجئے......احساس کیجئے......فکر کیجئے......!!! ایک اللہ والے نے فرمایا اللہ معاف فرمائے آج تو ہمارا یہ حال ہو گیا کہ زندگی فرعون کی طرح عیش و مستی والی گزارنا چاہتے ہیں اور آخرت موسیٰ علیہ السلام کی چاہتے ہیں۔ آسائشات اور مال و اسباب اگر گناہ و نافرمانی کے بغیر ہوں تو بہت ہی بڑی نعمت ہیں اور خیر و بھلائی کا ذریعہ ہیں۔

معرفت الٰہی سے محروم 12 افراد

معرفت الٰہی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تعلق اور دوستی کو وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے جس سے اللہ کریم دوستی کر لیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ جل جلالہ کو سخت ناپسند ہیں قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر آیا ہے۔ قرآن کریم سے بارہ افراد کی نشاندہی میں آپ دوستوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کی حفاظت اس طرح فرمائے جیسے ماں اپنے چھوٹے بچے کی کر حفاظت کرتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ وہ بارہ افراد یہ ہیں:

(1)......"فان الله لا يحب الكفرين "تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ (سورۃ آل عمران:۳۲)۔
(2)......"والله لا يحب الظلمين "اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ (سورۃ آل عمران:۵۷)۔ (3)......"ان
الله لا يحب من كان مختالا فخورا "یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی بازوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ النساء:۳۶)
(4)......"ان الله لايحب من كان خوانا اثيما "یقیناً دغاباز گناہ گار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ النساء)۔
(5)......"لايحب الله الجهر بالسوء "برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ النساء:۱۴۸)۔
(6)......"والله لا يحب المفسدين " اور اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔ (سورۃ المائدۃ:۶۴)۔ (7)......"ان
الله لا يحب المعتدين" بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ المائدۃ:۸۷)۔
(8)......"انه لا يحب المسرفين " بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الاعراف:۳۱)۔
(9)......"ان الله لايحب الخائنين "اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ الانفال:۵۸)۔
(10)......"انه لا يحب المستكبرين " بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ النحل:۲۳)۔
(11)......"ان الله لا يحب كل خوان كفور "خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (سورۃ الحج:۳۸)۔
(12)......"ان الله لا يحب الفرحين "اللہ تعالیٰ اترانے (اکڑنے) والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (سورۃ القصص:۷۶)

موجودہ معاشرے میں تزکیۂ کی ضرورت

تزکیۂ باطن کے انسانی زندگی پر اثرات

اس وقت دنیا میں بدامنی اور بے سکونی کے جو حالات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ دین سے دوری اور بد اخلاقی ہے۔ صوفیاء کرام رحمہم اللہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آراستہ ہوتے تھے اور یہی اخلاق غیر مسلموں اور بے دینوں کو ان کے قریب لاتے تھے اور ان کی اصلاح اور تزکیۂ کا ذریعہ بنتے تھے۔ ہر آنے والا وقت قیامت کے قریب کر رہا ہے اور ہر دور میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت مزید سے مزید بڑھتی جا رہی ہے۔

آج تصوف کی حقیقی تعلیمات کی جتنی ضرورت ہے شاید آج سے پانچ سو سال پیشتر نہیں تھی اور شاید آج سے پانچ سو سال بعد جتنی ضرورت ہوگی وہ آج سے کہیں زیادہ ہوگی۔ عبادات والے، تہجد والے اور تمام طرح کی عبادات والے اکثر نظر آتے ہیں لیکن اچھے اخلاق والے آج کے دور میں ناپید ہیں۔ تصوف و تزکیۂ کی اگر ایک لفظ میں تعریف کریں تو وہ عمدہ اخلاق ہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ دور حاضر میں اس محنت کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔

(1)......سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تصوف پر عامل ہو تو وہ تمام بُری عادات سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ تصوف یعنی عشق تمام انسانی برائیوں کو دور کرنے کی محنت کا نام ہے۔ تصوف مذہب کی روح ہے یعنی خدا کے ساتھ زندہ رابطہ پیدا کرنے یا اُسے اپنے باطن کی گہرائیوں میں مشاہدہ کرنے کا نام ہے۔

(2)......اولیاء کی خدمت میں رہنے سے مزاج میں تواضع پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ خود سراپا عاجزی ہوتے ہیں۔ مختصر طور پر ایک بزرگ کی عاجزی اور مخلوق کی خیر خواہی کا واقعہ لکھا جاتا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ لوگ آئے کہنے لگے: حضرت! ایک صاحب کا کہنا ہے کہ میں حاجی صاحب کا داماد ہوں اس نسبت کی وجہ سے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور تحائف دیتے ہیں بلکہ وہ صاحب تو لوگوں سے اپنی دیگر ضروریات بھی پوری کر رہے ہیں۔ حضرت نے خاموشی سے بات سننے کے بعد فرمایا کہ بھائی میری تو کوئی بیٹی نہیں ہے۔ تو وہ صاحب میرے داماد کیسے ہو گئے! اگر کوئی شخص میری ذات سے دنیا کا نفع لے رہا تو کوئی بات نہیں میری ذات سے کسی کو نفع ہو رہا ہے۔ دیکھیں ہمارے بڑوں کا کتنی عظمت اور رعایت کا مزاج تھا ایسے شخص سے بھی درگزر کیا جو ان کے نام پر دنیا کما رہا ہے۔

(3)......تصوف کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کافر اور مومن، ہندو و مسلم، کالے اور گورے غرض ہر کسی سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ میں صرف اپنے عیب ہوتے ہیں۔ وہ برائی سے تو نفرت کرتا ہے مگر برائی کرنے والے سے نفرت نہیں کرتا۔

(4)......صوفی کے، دل و دماغ سے تعصب، تنگ نظری، نفرت، حقارت، امتیاز، رنگ ونسل، اختلافِ امت، فرقہ بندی، گروہ بندی، بے جا پاسداری، یا باطل پسندی کے جذبات بالکل مٹ چکے ہوتے ہیں، اس لیے وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا، انسان تو انسان وہ تو جانوروں پر بھی رحم کرتا ہے۔

لیکن یہ بات نہایت ہی اہم ہے کہ یہ تمام تبدیلی مرشد کامل کی صحبت کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ ہر فن صاحب فن کی صحبت میں رہ کر ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

تصوف کیا نہیں ہے

بعض ناواقف لوگ تصوف وتزکیۂ کی حقیقت اور بیعت کی غرض کو سمجھنے میں بہت دھوکا کھاتے ہیں اور بہت سی غیر ضروری اور غیر متعلق باتوں کو اس میں شامل کر لیتے ہیں میرے مرشد ہجویری رحمہ اللہ اس معاملے میں بہت ہی زیادہ احتیاط فرمایا کرتے تھے اور شریعت کے پاکیزہ دامن کو ہمیشہ تھامے رکھنے کی تلقین فرمایا کرتے اور جس کسی میں اس معاملے میں کوتاہی دیکھتے اس کی بھرپور اصلاح فرماتے۔ اب میں ان تعلیمات کا خلاصہ آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ کس مبارک محنت کا نام ہے......؟ اور کتنا آسان ہے......؟۔ اللہ ہم سب کی اصلاح فرمائے۔ آمین!

☆......مے ومستی، رقص وسرود، مزاج کی بے خودی اور غیر مہذبانہ حرکات کا نام تصوف نہیں بلکہ سراسر اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے اور نہ ہی قبروں پر غیر اسلامی حرکات کا نام ہے۔ نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے۔

☆......تصوف کیلئے نہ کشف وکرامات ضروری ہیں نہ ہی پراسرار روحانی ملاقات اور نہ عالم لاہوت کی سیر ہونا شرط ہے اور نہ ہی سچے خواب یا خوابوں میں بزرگوں سے ملاقات ہونے کا وعدہ ہے۔

☆......کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف نہیں۔ نہ مقدمات جیتنے کا نام ہے اور نہ ہی یہ بات لازمی ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت کے تمام مقامات طے ہو جائیں گے۔

نہ تصرفات لازم ہیں کہ خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین وقرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جائے یا ایسی باطنی کیفیات پیدا ہونے کا وعدہ ہے کہ ہر وقت یا کم از کم عبادت کے وقت لذت سے سرشار اور مست رہے۔ عبادت میں خطرات ہی نہ آئیں خوب رونا آئے ایسی محویت ہو جائے کہ اپنے پرائے کی خبر ہی نہ رہے۔ نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضروری ہے۔

دم درود، تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا نام تزکیۂ وتصوف نہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں یہ ساری چیزیں تصوف کا حصہ سمجھی جانے لگی ہیں اور ہم ان ہی باتوں کی تکمیل کیلئے اولیاء و بزرگوں کے پاس جانے لگے ہیں۔ یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے اس سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، بزرگوں کے پاس اخلاص سے اپنی اصلاح اور تربیت کی نیت سے آنا چاہیے۔

تصوف کیا ہے......!

تصوف سے اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور پر چلنا ہے ان حکموں میں بعضے ظاہر سے متعلق ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ اور جیسے نکاح طلاق وادائے حقوق العباد وغیرہ اور جیسے لین دین، پیروی مقدمات وشہادت، وصیت، تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام وکلام، طعام ومنام، قعود وقیام، مہمانی ومیزبانی وغیرہ ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔

اور بعضے باطن سے متعلق ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا، دنیا سے محبت کم ہونا، اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی رہنا، حرص نہ کرنا، عبادت میں دل کا حاضر رکھنا، دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی نہ ہونا، غصے کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو تصوف کہتے ہیں اور ظاہری احکام کی طرح ان باطنی احکام پر عمل کرنا بھی فرض واجب ہے۔ نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی واجبی سی نماز پڑھ لی یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی یا غرور یا غصے کے غلبے سے کسی پر ظلم ہوگیا یا حقوق تلف ہوگئے اور اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط بھی کی جائے تب بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی۔

پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھہری لیکن یہ باطنی خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور جو سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستگی کا طریقہ بہت کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے تو نفس کی مکاری اور چالبازی سے اس پر عمل مشکل ہوجاتا ہے۔ ان ضرورتوں کی وجہ سے پیر کامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان کا علاج اور تدبیر بھی بتاتا ہے اور نفس کے اندر درستگی کی استعداد اور ان کے علاج کے طریقوں میں آسانی اور تدبیروں میں طاقت پیدا ہونے کے لیے کچھ اذکار واشغال کی بھی تعلیم کرتا ہے جس پر چل کر مرید باآسانی اپنی منزل پالیتا ہے اور یہ طریقہ لاکھوں اہل اللہ کی زندگی کا آزمودہ ہے۔

ایک بہت بڑے اللہ والے جو تصوف کے امام تھے اور وقت کے مجدد تھے وہ فرما رہے ہیں کہ ''وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے، تصوف کا یہ ہے کہ جب کسی طاعت کے ادا کرنے میں سستی ہو تو اس سستی کا مقابلہ کرکے اس طاعت کو انجام دے، اور جب کسی گناہ سے بچنے میں نفس سستی کرے تو اس سستی کا مقابلہ کرکے اس گناہ سے بچے، بس اسی سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے میں سستی ہو رہی ہے اور دل چاہ رہا ہے کہ مسجد میں نہ جاؤ گھر میں ہی نماز پڑھ لو یا نماز کی چھٹی کرلو، اب اس سستی کا علاج سوائے چستی کے اور کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا سستی کے مقابلے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ہمت دی ہے اس کو استعمال کرو، جب ہمت کو استعمال کروگے تو سستی زائل ہوجائیگی، اگر ہمت کو استعمال نہیں کروگے تو یہ سستی تمہارے اوپر اور قبضہ جماتی چلی جائے گی کیونکہ اس سستی کا حال یہ ہے کہ تم جتنا اس کے سامنے ہتھیار ڈالوگے یہ اتنی ہی تمہارے اوپر قابو پائے

گی۔ آج تم سے ایک فرض چھڑایا، کل کو دوسرا فرض چھڑائے گی، آج ایک گناہ کرایا، کل کو دوسرا گناہ کرائے گی اور اگر تم اس کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور اپنے آپ کو مضبوط کرلیا کہ مجھے یہ کام نہیں کرنا یا مجھے یہ کام ضرور کرنا ہے تو پھر یہ سستی کمزور پڑتی چلی جائے گی اور اسی کا نام اصلاح اور تزکیہ ہے۔

خلاصہ......خوف خدا......اتباع مصطفیٰ ﷺ......نفس کی خواہشات کی مخالفت ....

تین مجاہدے......نفس کے ساتھ......شیطان کے ساتھ......ماحول کے ساتھ ....

مقبول عبادت کا نام ہی تصوف ہے

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ان تعبد الله کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك ''احسان یہ ہے کہ......تو اللہ کی عبادت (اس طرح) کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ پاتا پس تحقیق وہ تو تجھے دیکھتا ہی ہے۔'' (صحیح بخاری) یہ ہے رجوع الی اللہ جو تصوف و تزکیہ کی حقیقت ہے۔

☆......☆......☆

تزکیۂ نفس کا

عملی پہلو

www.ubqari.org www.ubqari.org

تصوف کا عملی پہلو

اصلاح نفس کی اہمیت

خدا شاہد ہے گر سینے میں دل بیدار ہوجائے   تیری ہر ہر نظر کون ومکاں سے پار ہوجائے
جو تو حق کی حمایت کیلئے تیار ہوجائے   نگاہیں تیر بن جائیں زبان تلوار ہوجائے

کیونکہ ہماری اصلاح کا محور دل ہے اس لیے اب میں اس کی تفصیل آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اس روحانی مادے کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں ''قلب'' ہے یہ وہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جو پورے جسم کو خون فراہم کرتا ہے یہ ہمارا نہیں میڈیکل سائنس کا موضوع ہے۔ بلکہ میری مراد قلب سے وہ ہے جس میں ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں خیالات اور الہامات کا نزول ہوتا ہے، جو علم کا گھر ہے جو ایمان اور معرفت الٰہی کا مسکن ہے۔ جو عشق ومحبت کا میدان ہے، جہاں عقل وخرد۔ علم وحکمت، سچائی، ایثار وہمدردی، صبر وشکر، قناعت واطاعت، حلم وبردباری کی بستیاں ہیں اور شرک وبت پرستی، ریاکاری، نفس پرستی، بغض وحسد، وساوس، سرکشی، خودغرضی وخودستانی کے خاندان ڈیرے جماتے ہیں۔ یہ خیر وشر کے درمیان جنگ کا محاذ ہے۔ اس کائنات کے سائنسدان، انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، جو اس مادے یعنی ''قلب'' میں پوشیدہ قوانین اور قوتوں کا پتہ لگاتے ہیں اور پھر ان سے وہ توانائی حاصل کرتے ہیں جو ارضی مادے سے کہیں زیادہ طاقتور اور مفید ہے۔ اس روحانی مادے کا مرکز بھی انسانی جسم کے قلب ہی میں ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مقام وہ خلا ہے جو جسمانی قلب کے اندر موجود ہوتا ہے اور جس میں سیاہ خون ہوتا ہے، اس کے عجائبات بھی بہت زیادہ اور حیرت انگیز ہیں۔

دل ایک قیمتی خزانہ

اس بڑے بکس کی کوئی قیمت نہیں جس میں گھر کی ردی چیزیں، پھٹے پرانے کپڑے رکھے جاتے ہوں، حفاظت کیلئے اس بکس کو کوئی تالا نہیں لگاتا۔ لیکن اگر بڑے بکس میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ رکھ کر اس میں دس لاکھ کا موتی رکھ دیا جائے تو اسے ہروقت ایک بڑا تالا لگا کر رکھا جاتا ہے، راتوں کو بھی اٹھ اٹھ کر اس کو دیکھتے ہیں کہ کہیں کسی نے تالا کھول تو نہیں لیا۔

اللہ والو! انسان کا جسم ایک بڑا بکس ہے، اس بڑے بکس میں چھوٹا سا دل ہے اہل دل میں اللہ تعالیٰ نبوت کا موتی رکھ دیں تو وہ نبی بن جاتا ہے، (اب آخری نبی...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا) اور اپنی محبت کا موتی رکھ دیں تو وہ ولی ہوجاتا ہے۔ اس بڑے بکس کی قیمت اس چھوٹے سے دل سے ہوتی ہے۔ اللہ والوں کے سینے کے حاشیہ میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ والوں کے جسم کے بڑے بکس میں دل کا ایک چھوٹا سا صندوقچہ ہے، اس صندوقچہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا قیمتی موتی ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب اپنے کپڑے دھوتا ہوں تو فوراً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کاش میں اپنے قلب کو بھی اسی طرح مل کر دھوتا۔

دل کا تابع ہوجانا ہی تصوف کی اصل ہے

عمدۃ القاری جو مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ دل کیونکہ جسم کا بادشاہ ہے، جب بادشاہ صحیح ہوگا تو اعضاء جو اس کی رعایا اور عوام ہیں وہ بھی صحیح ہوں گے۔ لہٰذا دل کی اصلاح اور نگرانی اہم کاموں میں سے ہے۔

ہماری بھی زندگی کا مشاہدہ ہے کہ انسان کے جسم کے کسی ایک حصے پر اگر فالج ہوجائے صرف وہی ایک حصہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے بقیہ جسم کام کرتا رہتا ہے مثلاً زبان پر فالج ہوا تو زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا اسی طرح ہاتھ، پاؤں، دماغ وغیرہ پر اگر فالج ہوا تو وہ حصہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے لیکن بقیہ جسم کام کرتا رہتا ہے اور یہی فالج جب انسان کے دل پر ہو اور انسان کا دل کام کرنا چھوڑ دے تو بندہ مر جاتا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ دل اصل ہے جسمانی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی۔

دل کو آئینہ کی طرح صاف وشفاف کیجئے

اب تمام دوستوں کی خدمت میں دل کی صفائی کی اہمیت کو بیان کرنے کیلئے ایک مثال کو عرض کرتا ہوں جس کو مولانا رومی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے کاری گر ہیں، چینیوں نے کہا ہم اچھے کاری گر ہیں۔ بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے کہا: تم دونوں اپنی اپنی صفائی دکھلاؤ! دونوں کی کاری گری کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا اور اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کر دی۔ چینیوں سے کہا آدھے مکان میں تم اپنی کاری گری دکھلاؤ، اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے آدھے میں تم اپنی صناعی (کاری گری) کا نمونہ پیش کرو۔ چینیوں نے تو دیوار پر پلستر کر کے قسم قسم کے بیل، بوٹے، پھول، پتے رنگ برنگ کے بنائے اور اپنے حصہ کو مختلف نقش ونگار اور رنگارنگ بیل بوٹوں سے گل وگل زار بنا دیا۔ ادھر رومیوں نے دیوار پر پلستر کر کے ایک بھی پھول، پتہ نہیں بنایا اور نہ ہی کوئی ایک رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلستر کو صیقل کرنا (رگڑنا) شروع کیا اور اتنا شفاف اور چمک دار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی۔ جب دونوں نے اپنی اپنی کاری گری ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے، جونہی دیوار درمیان میں سے ہٹی، چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گل کاری رومیوں کے حصے میں نظر آنے لگی اور تمام بیل بوٹے رومیوں کی دیوار میں ظاہر ہوگئے جسے رومیوں نے صیقل (صاف) کر کے آئینہ بنا دیا تھا۔ بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیونکہ ایک ہی قسم کے نقش دونوں طرف نظر آرہے تھے۔ آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی (کاری گری) اعلیٰ ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صناعی (کاری گری) بھی دکھلائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاری گری بھی چھین لی۔

مولانا رومی رحمہ اللہ نے اس قصہ کو نقل کر کے آخر میں بطور نصیحت کے فرمایا ہے: اے عزیز! تو اپنے دل پر رومیوں کی صناعی (کاری گری) جاری کر، یعنی اپنے دل کو ریاضت ومجاہدہ سے مانجھ کر اتنا صاف کر لے کہ تجھے دنیا کے سارے نقش و نگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں یعنی تو اپنے دل سے ہر قسم کا مادی میل کچیل نکال پھینک اور اسے علوم ربانی کی روشنی سے منور

کر دے۔ جب یہ مقام انسان کو مل جاتا ہے تو ایسے انسان کو ہی عارف کہتے ہیں اور دل کو صاف کرنے کی جو محنت ہے اس ہی کا نام تصوف ہے۔

دل سے نکلا ہوا ایک جملہ انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ وقت کے بادشاہ تھے، شاہانہ مزاج رکھتے تھے، آپ کے رجوع الی اللہ کے مختلف واقعات کتابوں میں لکھے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن آپ اپنے شاہی محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فقیر نے صدا لگائی کہ یہ مسافر خانہ کس کا ہے؟ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ بہت غصہ ہوئے کہنے لگے کیا تمہیں مسافر خانہ نظر آتا ہے، یہ تو شاہی محل ہے اس نے کہا کہ آپ سے پہلے اس محل میں کون تھا؟ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے کہا میرا باپ اس نے کہا ان سے پہلے کون تھا؟ کہا میرا دادا، اس فقیر نے کہا تبھی تو کہہ رہا ہوں کہ مسافر خانہ ہے اگر شاہی محل ہوتا تو پہلے والے بادشاہ کبھی اس کو چھوڑ کر نہ جاتے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے اسی وقت بادشاہت کو خیر باد کہا اور معرفت الٰہی کی زندگی اختیار کر لی۔

پرنور دل کی برکات

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں: اطاعت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دل منور ہو جاتا ہے اور اس کی روشنی تمام تاریکیوں کو ختم کر دیتی ہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ دل کی حالت مثل آئینہ کے ہو جاتی ہے اور شیطان جب بھی کوشش کرتا ہے کہ اس چمکتے دمکتے دل کے قریب ہو تو اس کی گرمی اس کو نقصان پہنچاتی ہے آخر کار شیطان اس دل سے اتنا خوفزدہ ہو جاتا ہے جیسے ایک بکری شیر یا بھیڑیے کو دیکھتے ہی کانپ اٹھے۔ جب شیطان اس دل سے ناکام نامراد واپس ہوتا ہے تو شیاطین جمع ہوتے ہیں اور آپس میں سوال کرتے ہیں کہ کیا ہوا پھر خود ہی جواب دیتے ہیں کہ انسان کے دل کے نور نے مارا۔ (الجواب الکافی لابن القیم)۔ نفس اور شیطان انسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں، ان ہی کی بدولت انسان خیر سے ہٹ کر شر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ہمارا مقابلہ ساری زندگی ان ہی دونوں کے ساتھ ہے۔ اللہ پاک ہمیں ان کی چال بازیوں اور مکاریوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

نفس اور اس کی اقسام

اصلاح نفس کے پانچ طریقے

(1) اخلاص

(2) نیک صحبت کی ضرورت

(3) ذکر کی کثرت

(4) محاسبہ، مراقبہ اور مجاہدہ

(5) اتباع سنت

''نفس'' انسان کا پہلا بڑا دشمن

نفس کی تعریف واقسام

مرشدی ہجویری رحمہ اللہ نفس کی مکاریوں اور چال بازیوں پر بہت ہی تفصیلی علم رکھتے تھے اور اکثر اس موضوع پر لب کشائی بھی فرماتے اور اپنی دعاؤں میں نفس مطمئنہ کی دعا بہت ہی کثرت سے فرماتے۔ اب نفس اسکی اقسام اور شرارتوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو نفس مطمئنہ عطا فرمادے۔ آمین!

انسان کوئی بھی خیر کا کام کرتا ہے یا شر کا کام کرتا ہے تو یہ نفس ہی کی بدولت ہوتا ہے۔ نفس کی تعریف یہ ہے کہ انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس کے ذریعے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اب وہ خواہش نیکی کی ہو یا برائی کی اس کو نفس کہتے ہیں۔ نفس ہمارا دوست نما دشمن ہے جو شخص نفس کی بات مانتا ہے وہ برائیوں میں پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ نفس انسان کو خیر سے دور کرنے اور بدی وشر کی طرف لانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے کیونکہ نفس اپنی حقیقت کے اعتبار سے ''امارہ بالسوء'' ہے کہ وہ انسان کو برائی کی تعلیم دیتا ہے، گناہ کی طرف ابھارتا ہے، نیکی سے دور کرتا ہے لیکن اگر اس نفس کو دبا دیا جائے اور اس کی خواہشات کے آگے نیکی وخیر کا بند باندھ دیا جائے تو اس کی سرکشی کچھ کم ہو جاتی ہے اور یہ ''لوامہ'' بن جاتا ہے یعنی پہلے تو برائی پر آمادہ کرتا تھا اب برائی پر ملامت کرتا ہے۔ پھر اس کی خواہشات کا مزید گلا گھونٹ دیا جائے اور اس کے ہر کہے کو ٹال دے اور اس پر بالکل بھی عمل نہ کرے تو یہ نفس ''مطمئنہ'' بن جاتا ہے جس کو کہا جاتا ہے کہ شریعت عین طبیعت ہو جائے یعنی شریعت کے احکامات پر عمل کرنے کیلئے طبیعت خوب آمادہ ہو لیکن جہاں شریعت کی خلاف ورزی ہو، گناہ کے کام ہوں تو طبیعت بے چین ہو جائے اور گناہ سے وہ ایسے دور بھاگے جیسے کسی شخص پر آگ کا انگارہ پھینک دیا جائے تو وہ اس سے دور بھاگتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی برائی کی خواہش پیدا ہو بھی جائے لیکن نہ اس کی طرف میلان ہو اور نہ ہی عمل تو بھی مطمئنہ ہی رہے گا۔ بہر حال قرآن پاک میں نفس کی ان تینوں قسموں کا ذکر آتا ہے۔

(1) نفس امارہ بالسوء...... (یوسف:53) (2) نفس لوامہ...... (القیامہ:2) (3) نفس مطمئنہ...... (الفجر:27)

نفس کی سرکشی کو توڑنے کیلئے اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ رہ کر خیر میں ترقی کرنے اور شر سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کو ''اصلاح نفس'' کہا جاتا ہے۔

جس طرح کوئی شخص میڈیکل کی کتاب دیکھ کر ڈاکٹر نہیں بن جاتا اسی طرح محض نفس کے مکروفریب کے بارے میں پڑھ کر اور ان کا علاج جان کر کوئی اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرسکتا۔

جس طرح کسی ناتجربہ کار کو کوئی کام سونپ دیا جائے تو وہ اس کو صحیح طور سے انجام دینے کے بجائے اس کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح جو بغیر کسی مصلح اور شیخ کے نفس کو از خود قابو کرنا چاہے تو وہ نفس کو قابو کرنے کی بجائے خود اس نفس کی چالوں کا شکار ہو جاتا ہے اور گمراہی کے راستے پر چل پڑتا ہے، اس لئے نیکی وخیر کے پہلے دشمن ''نفس'' کو از خود قابو نہ کیجئے بلکہ شیخ کامل کے مشورہ سے قابو کیجئے۔

شیطان اور نفس کا دھوکہ

ارے اللہ والو! انسان کے یہ دونوں دشمن بہت ہی خطرناک ہیں انسان کو دھوکا شیطان بھی دیتا ہے اور نفس بھی مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے۔ شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے کہ اس کی تاویل سمجھا دیتا ہے کہ یہ کام کرلو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ اور فلاں مصلحت ہے۔ جب کسی گناہ کیلئے تاویل مصلحت دل میں آئے تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے اور نفس گناہ لذت کی بنیاد پر دیتا ہے، کہتا ہے یہ گناہ کرلو بڑا مزاہ آئے گا۔ جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کیلئے آئے تو سمجھ لو یہ نفس کا دھوکا ہے۔

نفس کی لذات سے منہ پھیر لینا

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میرے سامنے دنیا اور اس کی رونق وزینت اور خواہشات کو پیش کیا گیا۔ میں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر میرے سامنے آخرت کی نہریں، محل اور رونق کو پیش کیا گیا میں نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر مجھ سے کہا گیا اگر تو دنیا کی طرف مائل ہو جاتا تو ہم آخرت کو چھپا لیتے۔ یعنی آخرت سے تجھ کو محروم کر دیتے اور اگر تو آخرت کی طرف مائل ہوتا تو ہم اپنے آپ کو تجھ سے چھپا لیتے، یعنی تو دیدار الٰہی سے محروم رہتا چونکہ تو نے دونوں چیزوں سے اعراض کیا ہے اس لیے دونوں عالموں میں ہم نے تیرا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا اے اللہ! میں کیونکر تجھ کو پا سکتا ہوں، فرمایا اپنی روح کو جسم سے جدا کر دے اور آ جا۔

تین سو برس کا مجاہدہ ناکافی

بسطام ہی کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک روز عرض کی کہ تیس سال سے دن کو روزے رکھتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن افسوس کہ میرے باطن میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیس برس کیا تو تین سو برس بھی یہی کرے تو بھی تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ تیری ترقی کے درمیان تیرا نفس حجاب اکبر بنا ہوا ہے۔ اس کے علاج پوچھنے پر فرمایا بتائے تو دیتا ہوں مگر شاید تو اسے قبول نہ کرے گا فرمایا کہ گدڑی پہن کر اور اخروٹوں کا ایک ٹوکرا لے کر ان لوگوں کے درمیان جا بیٹھ جو تجھے جانتے ہوں۔ پھر لڑکوں کو جمع کر کے کہہ کہ جو مجھے ایک تھپڑ لگائے گا اسے ایک اخروٹ ملے گا۔ تمام شہر میں اسی طرح گشت لگا اور جہاں تیری ذلت سب سے زیادہ ہو وہیں بیٹھ جا یہی تیرا علاج ہے۔

خواہش نفس کی سزا

ابوتراب بخشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بہت عرصے میں کبھی میرے دل میں کسی چیز کی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ ہاں صرف ایک مرتبہ دل میں یہ خواہش ضرور ہوئی کہ روٹی اور انڈے مل جاتے تو کھاتا۔ میں ایک دفعہ سفر میں تھا کہ میرا گزر ایک گاؤں میں ہوا، گاؤں کا ایک شخص میرے ساتھ ہو لیا اور مجھ کو گاؤں کے سردار کے پاس لے گیا اور کہا یہ شخص بھی چوروں کے ساتھ

تھا۔ گاؤں کے سردار نے یہ سن کر مجھے 70 کوڑے لگوائے۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص نے مجھ کو پہچان کر لوگوں سے کہا یہ تو ابوتراب بخشی (رحمہ اللہ) ہیں یہ سن کر لوگوں نے مجھ سے معافی مانگی اور ایک شخص مجھ کو اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے روٹی اور انڈے پیش کیے میں نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا ستر درے کھانے کے بعد روٹی اور انڈے کھانے کو ملے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اور نفس کو ملامت

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ مشہور ولی اللہ گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے تو مجھے دیکھ لے۔ اسکے بعد آپ رحمہ اللہ ڈاڑھی ہاتھ میں پکڑتے اور رونا شروع کر دیتے اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتے اے فضیل! جوانی میں تو گنہگار تھا بڑھاپے میں ریاکار ہو گیا اور اللہ کی قسم گناہگار ریاکار سے بہت بہتر ہے۔

نفس کی نہ ماننے کا انعام

ایک درویش کسی شہر میں رہتے تھے، عیال دار بھی تھے آپ کو نور باطن سے معلوم ہوا، ایک ولی اللہ مجذوب کامل جنگل میں شہر سے ایک دو میل کے فاصلے پر بھوکے پڑے ہیں اور استغراق میں بے ہوش ہو رہے ہیں ان کے دل میں آیا کیا ہی اچھا ہو جو کوئی اس مجذوب کو روٹی کھلا آئے چونکہ آپ خود پاؤں سے معذور تھے چل پھر نہ سکتے تھے۔ آپ نے اپنی عورت سے کہا ان کی عورت صالحہ تھی اور فرمانبردار، اس نے عرض کی کہ اگر مجھے اس کار خیر کی اجازت ہو تو میں اس کام کو سرانجام دے سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اجازت ہے جاؤ کھلا آؤ چنانچہ وہ روٹی لے کر چلنے تیار ہو گئیں، لیکن اس جنگل اور شہر کے درمیان ایک دریائے عظیم تھا کہ بجز کشتی اس سے گزرنا دشوار تھا۔ اس عورت نے کہا کہ کیا کروں، روٹی تو لے جاتی مگر اس وقت کشتی نہیں ملتی کیونکہ رات کا وقت بہت گزر چکا اور تیرنا نہیں جانتی۔ یہ سن کر اس بزرگ نے فرمایا کہ تو روٹی لے جا۔ جب دریا کے کنارے پر پہنچے تو دریا کو میرا اسلام کہنا۔ بعد اس کے کہنا کہ میرے خاوند نے آپ کو کہا ہے کہ میں نے تمام عمر اپنی عورت سے ازدواجی تعلق نہیں کیا۔ اگر اس کا یہ کہنا سچ ہے تو مجھے راستہ دے دے۔ عورت نے کہا کیا عجیب بات ہے ہمارے تو چار بچے ہیں۔ آپ جھوٹ بول کر دریا سے راستہ مانگتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تو اسی طرح دریا سے کہہ دے اگر وہ راستہ دے دے گا تو اس بات کو سچ جان لینا اور گزر جانا، ورنہ پھر واپس آ جانا۔ چنانچہ وہ چلی گئی اور جب دریا کے کنارے پر آئی اور اس دریا سے کہا تو دریا فوراً پھٹ کر آدھا ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہو گیا اور بیچ میں دوسرے کنارے تک راستہ خشک نکل آیا۔ عورت چلی گئی اور اس بزرگ کے آگے روٹی رکھ دی۔ انہوں نے بغیر پوچھے خوب شکم سیر ہو کر روٹی کھائی۔ حلال رزق تھا اس سے خوب راحت حاصل ہوئی۔ عورت نے برتن اٹھا لیے اور رخصت کے وقت کہا کہ پہلے تو میرے خاوند نے مجھے ایک بات کہی تھی میں وہ کہہ کر دریا کو پار کر آئی۔ چنانچہ میں نے کہا اور دریا نے راستہ دے دیا۔ حالانکہ میرے چار بچے خاوند کے نطفہ سے موجود ہیں۔ آپ بھی کچھ فرمائیے تاکہ راستہ مل جائے اور گھر پہنچ جاؤں کیونکہ جب میں دریا سے نکل آئی تھی تو دریا اسی وقت مل گیا تھا۔ ان بزرگ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے نیک بخت! جا دریا سے میرا اسلام کہہ کر یہ کہہ دینا کہ وہ فقیر جس کو میں روٹی

کھلا کر آئی ہوں کہتا ہے کہ میں نے تمام عمر میں کبھی روٹی نہیں کھائی۔ اگر یہ بات سچ ہے تو مجھے راستہ دے دے۔ عورت نے کہا کہ عجب کمال ہے جو دو جھوٹوں میں آیا ہے اور دریا بھی مان لیتا ہے۔ پہلا تو جھوٹا تھا ہی، یہ دوسرا جھوٹ کہ خود میرے سامنے روٹی کھائی اور پھر انکار۔ فقیر نے جواب دیا کہ اے نیک بخت جھوٹ نہیں۔ اس معاملہ میں ہم دونوں سچے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمارا یہ سچ قبول فرمالیا ہے۔ تیرے خاوند نے جو کہا کہ میں نے کبھی اپنی عورت سے ازدواجی تعلق نہیں کیا تو وہ سچا ہے کہ اس نے شہوت کے حکم یا نفس کی لذت و خواہش اور عیش کے خیال سے کبھی یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کہ اس نے مجھ پر اس کا حق فرض کیا ہے اس حکم کو ادا کیا نہ کہ اپنی نفسانی لذت کے واسطے۔ جب اس نے حکم الٰہی کی تکمیل کی تو پھر یہی کام اس کی عبادت میں لکھا گیا اور کثرت خلوص کے ساتھ وہی عبادت مظہر تجلیات رضائے الٰہی ہوگئی اور وہ خصوصی تعلق موجب مشاہدہ ذاتی ہوگیا اور بہت بڑا عمل اور کمال شجاعت ہے کہ اس نے نفس و شہوت کے غلبہ کو دبا کر حکم الٰہی کے تابع کر کے کام کیا اور میں نے جو کہا ہے کہ میں نے روٹی کبھی نہیں کھائی سو دراصل میں نے پیٹ بھرنے اور لذت اور خوشی کے واسطے کبھی نہیں کھائی بلکہ فقط نفس اور بدن کا جو حق میرے اوپر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہوا ہے وہ حکم ادا کرنے کے واسطے کھاتا ہوں۔ اس میں لذت اور شہوت کا کچھ دخل نہیں۔ ہم دونوں سچے ہیں، امتحان کی غرض سے یہ کہا گیا کہ ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگیا یا نہیں۔ جب وہ عورت واپس آئی تو اسی طرح دریا کو پھر کہا۔ چنانچہ بدستور سابق پھر راستہ ہوگیا اور دریا سے نکل کر گھر آئی اور تمام قصہ اپنے خاوند سے بیان کیا تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا کہ الحمدللہ میرا عمل بے ریا رہا اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔

اہل اللہ کا اپنے نفس کو بہلانا

زیاد بن زیاد رحمہ اللہ ایک غلام تھے لیکن اس کے باوجود حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی ان کی عزت و تکریم کرتے تھے، ان ہی کے بارے میں ایک بزرگ فرماتے تھے کہ زیاد بہت عابد و زاہد ہیں۔ محمد بن منکدر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ایک دن میں نے زیاد بن زیاد رحمہ اللہ کو مسجد میں دیکھا وہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے۔ اے نفس! بیٹھ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ کیا اس جگہ سے بھی کوئی اچھی جگہ تجھ کو میسر ہوگی اور تجھ کو دنیا بھی کتنی چاہیے اور کیا وہ روٹیاں جو ملتی ہیں کافی نہیں ہیں۔ محمد بن منکدر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ یہ فرماتے جاتے تھے اور انکے آنسو بہتے جاتے تھے۔

یہاں میں مختصر طور پر نفس کی اصلاح کا طریقہ بھی لکھ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب کوئی ہمیں برا بھلا کہتا ہے تو اس سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور جو لوگ بڑی عقیدت سے لمبے چوڑے القاب لکھ بھیجتے ہیں ان سے نفس پھولتا ہے، برا بھلا کہنے والوں سے اس کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے تمام قریبی دوستوں کو کہہ رکھا ہے کہ لوگ جو میرے عیب بیان کرتے ہیں مجھے وہ بتایا کرو میری تعریف مجھے نہ بتایا کرو اور اللہ کے فضل سے پروٹوکول اور اپنی تعریف سے مجھے جتنی کوفت ہوتی ہے شاید کسی اور چیز سے نہ ہوتی ہو......!! اللہ کریم ہم سب کو اخلاص والے اعمال عطا فرمائے۔ آمین!

''شیطان''انسان کا دوسرا بڑا دشمن

شیطان لعین کی چالیں

نیکی وخیر کا دوسرا دشمن ''شیطان'' ہے جو بہت عبادت گزار تھا لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ رب تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہو گیا تو پھر اس نے بدی اور شر کو پھیلانے کا بیڑا اٹھایا اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کیلئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا۔ شیطان کے پاس گم راہ کرنے کیلئے مختلف چالیں اور حیلے بہانے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر شیطان سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا ہے اور اس سے دوستی لگانے سے منع کیا ہے۔ فرمایا: بے شک شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے تم اسے دشمن ہی سمجھنا (دوست نہ بنانا)۔ (فاطر:6) شیطان کی دوستی نیکی وخیر سے دور کر دیتی ہے اور انسان عارضی لذتوں کے حصول کیلئے اپنے خالق اور اس کے حکموں کو بھلا دیتا ہے، پھر اگر رب تعالیٰ کی طرف سے رحمت نہ ہو اور توبہ کی توفیق حاصل نہ ہو اور گناہوں کی وادی میں بھٹکتے بھٹکتے ہی اسے موت آجائے تو پھر عذاب کا خطرہ ہے۔

بہرحال خیر سے دور کرنے والی اور شر پر آمادہ کرنے والی دو چیزیں نفس اور شیطان کی چالوں اور حیلوں سے ہوشیار رہ کر زندگی بسر کیجئے۔ گناہ کر بیٹھیں تو گھبرائیں نہیں فوراً در توبہ پر آجائیں اور رب تعالیٰ کے حضور ندامت کا اظہار کریں، گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگئے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کیجئے تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ پھر خوب نیکیاں کیجئے۔ (ہود)

بے شک نیکیاں کرنا گناہوں کو ختم کر ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی وخیر کو اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

آدمی کے چار دشمن

حضرت ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خوب جان لے! تیرے چار دشمن ہیں اور تجھے ان سب کے ساتھ جہاد کرنے کی ضرورت ہے: (1)...... پہلا دشمن دنیا ہے جو بہت ہی دھوکہ باز اور مکار ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''سو تم کو دنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے''۔ (لقمان:۳۳)۔ (2)...... دوسرا دشمن آپ کا اپنا نفس ہے جو کہ بدترین دشمن ہے۔ (3)...... تیسرا دشمن شیطان (جن) ہے۔ (4)...... چوتھا دشمن انسانی شیطان ہے اس سے بچو! کہ یہ شیطان جن سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ شیطان جن تو وسوسہ ڈال کر تکلیف دیتا ہے اور انسانی شیطان وہ برا ساتھی ہے جس کی تکلیف ظاہری اور اعلانیہ ہوتی ہے وہ ہمیشہ آپ کے لئے ایسے حیلوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ آپ کو آپ کے مقاصد سے دور کر دے۔ (تنبیہ الغافلین)

شیطان کی سوانح عمری

نام: ابلیس ......☆شہر: غافلوں کے دل ......☆کاروبار: برائی کی دعوت، نیکی سے روکنا...... ☆ مدت

کاروبار: قیامت کی صبح تک...... ☆رہائش گاہ: وہ مقامات جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں...... ☆نشست گاہ: بازار...... ☆سرمایہ: آرزوئیں، امیدیں، تمنائیں...... ☆مرغوب کھانا: مردار کا گوشت (غیبت کرنا، سننا) ...... ☆شکار گاہیں: عورتیں...... ☆ آرزوئیں: سارے لوگ کافر ہو جائیں...... ☆ دنیاوی بیوی: ''کاسیات عاریات'' (باریک کپڑے پہننے والیاں)...... ☆محبوب لوگ: جو لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوں...... ☆پریشان کن بات: کثرت استغفار...... ☆ دائمی ٹھکانہ: جہنم...... ☆ زیادہ رلانے والی چیز: سجدوں کی کثرت...... ☆شہرت کی ابتداء: جس دن آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا...... ☆ جائے کاروبار: گندی اور گناہ کی جگہیں...... ☆ شناخت: سرکشی اور گمراہی...... ☆ کوڈ نمبر: میں، میں...... تکبر کے الفاظ...... ☆ ساتھی: منافق لوگ۔

آپ کے منہ سے شیطان کے (9) جوابات

کسی دانا اور عقل مند آدمی نے ہماری عام زندگی میں شیطانی الفاظ کا اس انداز میں ذکر کیا ہے۔ فکر کیجئے......! کہیں خدانخواستہ میں تو اس میں ملوث نہیں اللہ ہم سب کی شیطان کے مکر وفریب اسکی چال بازیوں اور مکاریوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

(1)...... جب دین کی بات کہی جائے تو کہتا ہے...... اصل چیز تو انسانیت ہے۔ (2)...... جب نماز کی بات کہی جائے تو کہتا ہے...... میرا لباس ٹھیک نہیں۔ (3)...... جب روزے کی بات کرو تو کہتا ہے...... کیا روزے میں ہی اسلام ہے؟ (4)...... جب زکوٰۃ کی بات کی جائے تو کہتا ہے...... بینک میں خود ہی کٹ گئی۔ (5)...... جب جہاد کی بات کرو تو کہتا ہے...... اصل جہاد تو نفس سے ہوتا ہے۔ (6)...... جب شرعی پردے کی بات کی جائے تو کہتا ہے...... اصل پردہ تو نظر کا ہوتا ہے (7)...... جب شرعی داڑھی کی بات کرو تو کہتا ہے...... داڑھی سنت ہے، فرض نہیں۔ (8)...... جب علماء کی بات کرو تو کہتا ہے...... ساری خرابیاں مولویوں کی پیدا کردہ ہیں۔ (9)...... جب شریعت پر چلنے کی تاکید کرو تو کہتا ہے...... مولویوں والی باتیں مت کرو، تم اپنے آپ کو ٹھیک کرو، یہ میرا اور میرے رب کا معاملہ ہے۔

شیطان کے دوست اور دشمن...... آپ کون ہیں؟

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کسی بزرگ کی شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے دشمن کون لوگ ہیں اور کتنے ہیں؟ اس نے کہا پندرہ قسم کے لوگ میرے دشمن ہیں:

شیطان کے (15) دشمن

(1)...... سب سے پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (2)...... عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔ (3)...... عاجزی کرنے والا مالدار۔ (4)...... سچا تاجر۔ (5)...... اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا عالم۔ (6)...... خیر خواہی کرنے والا مومن۔

﴿7﴾......رحم دل مومن۔ (8)......توبہ کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے والا۔ (9)......حرام سے بچنے والا۔ (10)...... ہمیشہ باوضو رہنے والا مومن۔ (11)...... کثرت سے صدقہ کرنے والا مومن۔ (12)......لوگوں کے ساتھ اچھائی کرنے والا مومن۔ (13)......لوگوں کو نفع پہنچانے والا مومن۔ (14)......قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا عالم و حافظ۔ (15)......رات میں ایسے وقت تہجد پڑھنے والا جس وقت سارے لوگ سو رہے ہوں۔

شیطان کے(10)دوست

آپ ﷺ نے شیطان سے پوچھا تیرے دوست کتنے ہیں؟ اس نے کہا دس آدمی میرے دوست ہیں:۔ (1)......ظالم حکمران۔ (2)......تکبر کرنیوالا مالدار۔ (3)...... خیانت کرنیوالا تاجر۔ (4)......شرابی۔ (5)......چغل خور۔ (6)...... زانی۔ (7)......یتیم کا مال کھانے والا۔ (8)......نماز میں سستی کرنے والا۔ (9)......زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا۔ (10)...... لمبی لمبی امیدیں باندھنے والا یعنی عمل تو نہ کچھ کرے لیکن امیدیں اللہ تعالیٰ پر باندھ رہا ہو کہ اللہ میری بخشش کر دیں گے پھر شیطان نے کہا یہی لوگ میرے بھائی اور دوست ہیں۔

شیطان کی استقامت......لمحہ فکریہ!

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا: شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا حضرت آدم علیہ السلام کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا۔ ابدی لعنت کو قبول کر لیا مگر منافقت نہ کی۔ اگر ہم اس کو مشورہ دیتے کہ کم بخت نہیں مانتا آدم کو دل سے نہ سہی ظاہراً تو سجدہ کر لے مقابلہ کر کے کیوں جہنمی بنتا ہے؟

وہ کیا کہتا؟ یہی تو جواب دیتا کہ جہنم منظور ہے مگر منافقت نہیں ہوسکتی مگر وہ باطل کیلئے اتنی صلاحیت و استقامت کا ثبوت دے تو ہم حق کیلئے کیوں نہ دیں......!!

شیطان کے پانچ بیٹے

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کے پانچ بیٹے ہیں ان میں سے ہر ایک کو اس نے ایک کام پر متعین کر دیا ہے۔ (1)...... ''ثبر'' اس کے ذمہ مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں وہ لوگوں کو ہلاک ہونے، گریبان چاک کرنے، گال پیٹنے، شکوے شکایت کرنے اور جاہلیت کے نعرے لگانے کا حکم دیتا ہے۔ (2)...... ''اعوذ'' اس کے ذمہ زنا ہے وہ زنا کو خوبصورت انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ (3) ...... ''مسنوط'' اس کے ذمہ مختلف انداز سے جھوٹ کو پھیلانا ہے۔ (4)...... ''واسم'' اس کا کام اہل وعیال کو آپس میں لڑانا ہے اور ایک دوسرے کے عیوب کو دوسرے کے سامنے بیان کر کے بھڑکانا ہے۔ (5)...... ''زلنبور'' اس کے ذمہ بازار میں گناہ کروانا ہے۔

نفس اور شیطان سے مقابلہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنی خواہشات کو دل ہی میں مار ڈالو اور دلوں کو ان میں نا مرنے دو

کیونکہ جس نے اپنی خواہشات کو پاؤں کے نیچے دبا دیا شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے اور وہ شخص جو خواہشات کو دل میں جگہ دے شیطان اس پر سوار ہو جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔

شیطان جیسا بنانے والے چار اعمال

ایک بزرگ نے شیطان کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ لوگ تیرے بہکانے سے بہت جلد بہک جاتے ہیں؟ شیطان کہنے لگا کہ آج سے پہلے مجھ سے کسی نے یہ سوال نہیں کیا۔ وہ چار باتیں یہ ہیں: (1)...... بات بات پر قسم کھانا۔ (2)...... جھوٹ بولنا۔ (3)...... نماز نہ پڑھنا۔ (4)...... غیبت کرنا۔

یہ سن کر وہ بزرگ فرمانے لگے خدا کی قسم اب میں ان تمام چیزوں سے بہت زیادہ بچنے کا اہتمام کروں گا۔ شیطان بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے اس نے آج مجھے دھوکہ دے دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی...... وہ چار گدھوں کو ہانک رہا تھا...... ان گدھوں پر سامان لدا ہوا تھا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے ان گدھوں کے ہانکنے اور سامان کے بارے میں پوچھا...... ابلیس نے جواب میں کہا کہ تجارت کا سامان ان گدھوں پر لدا ہوا ہے...... اور خریدنے والوں کی تلاش کر رہا ہوں...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی بات سن کر پوچھا پہلے گدھے پر کیا سامان ہے؟

ابلیس نے کہا ظلم...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا؟

ابلیس نے کہا بادشاہ...... دوسرے گدھے کے بارے میں پوچھا کہ اس پر کیا لدا ہوا ہے؟

ابلیس نے کہا حسد...... حضرت عیسیٰ السلام علیہ نے پوچھا کون خریدے گا؟

شیطان کہنے لگا علماء...... حضرت عیسیٰ السلام نے پوچھا تیسرے گدھے پر کیا لادر کھا ہے؟

ابلیس نے کہا خیانت...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون خریدے گا؟

شیطان نے کہا تاجر...... پھر چوتھے گدھے کے بارے میں پوچھا کہ اس پر کیا لادر کھا ہے؟

ابلیس نے کہا ''مکروفریب'' حضرت عیسیٰ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا؟ شیطان نے کہا ''عورتیں'' (المستطرف)

جبرائیل علیہ السلام کے روپ میں شیطان ملعون

ایک مرتبہ مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ معظّمہ سے بھکر واپس آیا، وہاں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آلور کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے جو یہ دعوٰی کرتا ہے کہ اللہ نے اسے نماز معاف کر دی، یہ سن کر میں اس کے پاس گیا امراء اور دوسرے بڑے لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں اس کے قریب پہنچا میں نے اسے سلام نہیں کیا، بلکہ اس کے

نزدیک جا کر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان نماز سے فرق ہوتا ہے، اس درویش نے مجھے جواب دیا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور جنت سے کھانے لاتے ہیں، خدا کا سلام پہنچاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تمہارے لئے نماز معاف کردی گئی اور تم خدا کے خاص مقرب ہو، میں نے اس درویش سے کہا کہ کیا بیہودہ بکواس کرتے ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو نماز معاف نہیں ہوئی، تجھ جیسے جاہل کیلئے کیسے معاف ہوسکتی ہے۔ وہ جبرائیل نہیں شیطان ہے جو تیرے پاس آتا ہے اور تجھے دھوکہ دیتا ہے، جبرائیل تو وحی لانے والے فرشتے ہیں جو سوائے پیغمبران علیہم السلام کے کسی کے پاس نہیں آتے۔ رہا وہ کھانا جو تمہارے پاس آتا ہے وہ بھی سراسر غلیظ کھانا ہے۔ اس درویش نے کہا کہ وہ کھانا تو بہت مزیدار ہوتا ہے اور میں اس میں لذت محسوس کرتا ہوں میں نے کہا اب اگر وہ فرشتہ تمہارے پاس آئے تو تم " لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم " پڑھنا۔ میں دوسرے دن پھر اس درویش کے پاس گیا وہ مجھے دیکھ کر میرے قدموں میں گر پڑا۔ اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کے کہنے پر عمل کیا جب وہ فرشتہ آیا تو میں نے "لاحول" پڑھی، وہ فوراً میرے سامنے سے غائب ہوگیا اور وہ کھانا جو اس نے مجھے دیا وہ غلیظ ہو کر میرے ہاتھ سے گر گیا، یہاں تک کہ میرے سارے کپڑے ناپاک ہوگئے، اس کے بعد میں نے اس بے نمازی درویش کو توبہ کرائی اور اس کی جس قدر نمازیں فوت ہوئی تھیں ان کی قضاء پڑھوائی۔ (بزم صوفیہ)

شیطانی چال دھوکہ وفریب

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول تھا، ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کو پوجتی ہے۔ سن کر اس کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کے لئے چل دیا اور راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا، عابد سے پوچھا کہاں جارہے ہو۔ اس نے کہاں فلاں درخت کاٹنے جارہا ہوں۔ شیطان نے کہا، تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کے واسطے چھوڑ دیا۔ عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں نہیں کاٹنے دوں گا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا، وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا، شیطان نے اپنی بے بسی کو دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا ایک بات سن لے عابد نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا کہ اللہ نے تجھ پر اس کو کاٹنا فرض تو نہیں کیا، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں، تو اس کی پرستش نہیں کرتا، اللہ کے بہت سے نبی ہیں اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹوا دیتا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا، پھر مقابلہ ہوا وہ عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے کہا اچھا سن ایک فیصلہ والی بات تیرے نفع کی کہوں، اس نے کہا کہہ۔ شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اس کام سے باز آ میں تجھے روزانہ تین دینار (اشرفی) دیا کروں گا۔ جو روزانہ تیرے سرہانے رکھے ہوئے ملا کریں گے۔ تیری بھی ضرورتیں پوری ہوجائیں گی، اپنے رشتہ داروں پر بھی احسان کرسکے گا۔ فقیروں کی مدد کرسکے گا اور بہت سے ثواب کے کام کرسکے گا، اس میں ایک ہی ثواب ہوگا اور وہ بھی بیکار کہ وہ لوگ پھر دوسرا لگالیں گے۔ عابد کی سمجھ میں آگیا قبول کرلیا، دو دن تو وہ ملے تیسرے دن سے ندارد۔ عابد کو غصہ آیا اور

کلہاڑی لے کر پھر چلا، راستہ میں وہ بوڑھا ملا پوچھا کہاں جارہا ہے؟ عابد نے بتایا کہ اسی درخت کو کاٹنے جارہا ہوں، بوڑھے نے کہا کہ تو اس کو نہیں کاٹ سکتا۔ دونوں میں جھگڑا ہوا وہ بوڑھا غالب آ گیا اور عابد کے سینہ پر چڑھ گیا، عابد کو بڑا تعجب ہوا اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب ہو گیا۔ اس بوڑھے نے کہا پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالص اللہ کے واسطے تھا اس لئے اللہ جل شانہ، نے مجھے مغلوب کر دیا تھا اس مرتبہ دیناروں کا دخل تھا اس لئے تو مغلوب ہوا، حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے۔

عورت اور نوخیز لڑکے کے ساتھ شیطان

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر نامحرم عورت کے ساتھ ایک اور ہر نوخیز لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں جو نہیں دیکھنے والوں کی نظر میں بہ شکل آراستہ پیش کرتے ہیں ان سے احتراز برتنا چاہیے۔

جنید بغدادی کا ابلیس سے مکالمہ

ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے ابلیس کو دیکھنے کی خواہش کی، مسجد سے جو باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا چلا آ رہا ہے، آپ کے قلب مبارک کو اس کی صورت دیکھتے ہی وحشت سی پیدا ہوئی۔ آپ نے جو اس سے پوچھا کہ تو کون ہے بولا کوئی نہیں تمہاری آرزو ہوں۔ آپ نے فوراً کہا ملعون تجھے کس نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنا۔ انکساری سے جواب دیا کہ جنید رحمہ اللہ سوچیے تو میں کس طرح اللہ کے سوا دوسرے کو سجدہ کرتا۔ مجھے تو بڑی غیرت آئی کہ اسے چھوڑ کر غیر کو سجدہ کروں۔ لگتی ہوئی بات تھی آپ یہ جواب سن کر سوچنے لگے کہ بات تو سچ کہتا ہے۔ اسی وقت آسمان سے ندا آئی کہ اس سے کہہ کہ ملعون تو جھوٹ بولتا ہے اگر تو بندگی میں کامل ہوتا تو آقائے حقیقی کے حکم سے کبھی اعراض کی جرأت نہ کرتا۔ ابلیس نے آپ کا یہ جواب سنا تو سٹپٹا گیا، چیخ ماری اور یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ واللہ! آپ نے میرے تن میں آگ لگا دی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ابلیس سے معرکہ

آپ کے فرزند سید موسیٰ رحمہ اللہ نے اپنے والد کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ میں ایک ایسے جنگل میں تھا جہاں کھانے پینے کے لیے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ میں وہاں چند روز رہا' لیکن پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔ پیاس سے میری حالت غیر ہو گئی۔ اچانک ایک ابر ظاہر ہوا اور بارش شروع ہو گئی' میں نے اس پانی سے پیاس بجھائی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر اس ابر میں ایک روشنی نظر آئی جو آسمان پر چاروں طرف پھیل گئی۔ اس روشنی میں سے آواز آئی: ''اے عبدالقادر! ہم تیری عبادت اور ریاضت سے خوش ہو گئے ہیں' اس لیے ہم نے تمہارے لیے ہر حرام چیز کو حلال کر دیا ہے''۔

میں نے یہ سن کر شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کی اور کہا: ''اے ملعون! دور ہو' کیسی باتیں کرتا ہے!'' اس پر روشنی غائب ہو گئی اور دھواں سا چھا گیا اور آواز آئی: ''اے عبدالقادر! تم اپنے علم اور سمجھ بوجھ کی وجہ سے بچ گئے ہو ورنہ اسی جنگل میں تم جیسے بے شمار لوگوں کو گمراہ کر چکا ہوں''۔ میں نے جواب دیا: ''اے ملعون! میں اپنے علم سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے بچا ہوں''۔

کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے کیسے معلوم کیا کہ وہ آواز شیطان کی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے اس فقرے سے کہ تم پر حرام چیزیں حلال کر دی گئی ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام چیزوں کا نہ حکم دیتا ہے اور نہ انہیں پسند کرتا ہے''۔

موت کے وقت شیطانی حملے اور ان سے بچنے کی تدابیر

ہوشیار رہئے! موت کے وقت قرآن وحدیث کی روشنی کی رو سے شیطان مسلمانوں کو بہکاتا ہے، انسان کا یہ ازلی دشمن اخیر وقت میں ایمان پر چھاپہ مارتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر اس وقت انسان اپنی خود حفاظت نہیں کر سکتا۔

شیطان کا طریقہ واردات

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو (مسلمان) قریب الموت ہوں ان کے پاس رہو اور ان کو کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرو اور ان کو جنت کی بشارت دو کیونکہ اس وقت میں بڑے بڑے عقل مند مرد و عورت حیران ہو جاتے ہیں، اور شیطان اس وقت اس کے ساتھ سب وقتوں سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (کنز العمال)

بعض روایات میں ہے کہ جب انسان نزع (جان کنی) کی حالت میں ہوتا ہے تو دو شیطان اس کے دائیں اور بائیں آ کر بیٹھتے ہیں، داہنی جانب والا شیطان مرنے والے کے پاس باپ کی شکل میں آ کر کہتا ہے کہ بیٹا! میں تجھ پر مہربان ہوں عیسائیوں کا مذہب اختیار کر کے مرنا اور وہ تمام دینوں میں بہتر ہے اور بائیں طرف والا شیطان ماں کی شکل میں آ کر کہتا ہے کہ بیٹا! میں نے تجھے گود میں پالا ہے تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ یہود کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے۔

(التذکرۃ للقرطبی)

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الدرہ الفاخرہ فی کشف علوم الاخرۃ'' میں لکھا ہے کہ جب انسان جان نکلنے کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو بڑے بڑے عقلاء و حکماء کی عقلیں اس وقت بے کار ہو جاتی ہیں تو انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان اپنے لشکر کو لے کر پہنچتا ہے اور یہ سب ان لوگوں کی شکلوں میں آتے ہیں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور مرنے والے کے خیر خواہ نیک اور متقی دوست و احباب سمجھے جاتے تھے۔ پھر شیاطین اسے کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے پہلے اس موت کی گھاٹی سے گزر چکے ہیں ہم تجھے خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کر لے وہی بہترین مذہب ہے، اگر مرنے والے نے ان کی بات نہ مانی تو شیاطین کی دوسری جماعت اسی طرح دوسرے احباب کی شکل میں آ کر کہتی ہے کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لے۔ الغرض شیطان کا کام بہکانا اور پھسلانا ہے۔

امام ابوجعفر قرطبی رحمہ اللہ کا واقعہ وفات

امام قرطبی رحمہ اللہ کا جب نزع کا وقت شروع ہوا حاضرین نے کہا کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھئے انہوں نے کہا: نہیں جب افاقہ ہوا تو پوچھنے پر بتلایا کہ دو شیطان میرے سامنے کھڑے تھے ایک یہ کہہ رہا تھا کہ نصاریٰ کے مذہب پر مرنا، دوسرا کہتا تھا کہ یہود کے مذہب پر مرنا، میں ان کے جواب میں نہیں کہہ رہا تھا۔ (التذکرۃ للقرطبی)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا واقعہ وفات

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابا جان کی وفات کے وقت میں جبڑا باندھنے کیلئے کپڑا ہاتھ میں لئے کھڑا تھا کہ آپ پسینہ پسینہ ہوجاتے تھے اور ہوش میں آنے پر ''لَابَعْدُ لَابَعْدُ'' فرماتے۔ میرے پوچھنے پر فرمایا شیطان میرے سامنے کھڑا ہے اور دانتوں میں انگلیاں دیئے ہوئے کہہ رہا تھا افسوس اے احمد! تم ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ میں اس کے جواب میں کہہ رہا تھا ''لَابَعْدُ لَابَعْدُ'' کہ ابھی نہیں چھوٹا جب تک موت نہ آجائے، یعنی جب تک سانس باقی ہے میں تیرے مکروہ فریب سے غافل نہیں۔ (سیر اعلام النبلاء)

اسی طرح امام رازی رحمہ اللہ کا موت کے وقت شیطان سے مناظرہ مشہور ہے۔ شیطان کے دھوکہ میں وہی آتا ہے جس کا ایمان کمزور ہو۔ چونکہ ہمارا ایمان بھی کمزور ہے اس لئے ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا اور موت کے وقت شیطانی دھوکہ سے محفوظ رہنے کی تدابیر اختیار کرنی ہوں گی۔

موت کے وقت شیطانی دھوکہ سے بچنے کی (7) تدابیر

آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں موت کے وقت شیطانی مکروفریب سے بچنے کی چند تدبیریں درج ذیل ہیں۔

(1)......سب سے بڑی تدبیر تو ایمان کی پختگی ہے۔ (2)......استقامت اختیار کرے۔ استقامت کے تین درجہ ہیں: (الف) ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آخری وقت تک ایمان کی حالت پر قائم رہے (ب) درمیانہ یہ ہے کہ غفلت سے کبھی گناہ ہوجائے تو خوف خدا کرتے ہوئے فوراً توبہ کرے (ج) اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سے بچے اور اطاعت اختیار کرے۔ (3)...... جنابت کی حالت میں تھوڑی دیر بھی بغیر وضو کے نہ رہے۔ (4)......اپنے نفس، لباس اور مکان کو ایسی چیزوں سے پاک رکھے جو رحمت کے فرشتے داخل ہونے میں رکاوٹ ہیں مثلاً، کتا، حالت جنابت میں ایک نماز کا وقت قضا کردینے والا شخص (مرد ہو یا عورت) اور بجنے والا زیور۔ (مشارق الانوار)۔ (5)......والدین کی مکمل فرماں برداری کرے کیونکہ نافرمانی کی صورت میں بری (حالت کفر میں) موت کا شدید خطرہ ہے۔ (6)......مرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کی جائے، جس کی صورت یہ ہے کہ اس کے سامنے ہلکی آواز سے کلمہ پڑھا جائے اور اس سے یہ نہ کہا جائے کہ تو کلمہ پڑھ۔ (7)......مرنے والے کے پاس کچھ قرآن کریم پڑھا جائے بالخصوص سورہ یٰسین۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی میت کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرمادیتے ہیں۔ (مسند احمد) امام شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مختصر تذکرہ قرطبی'' میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام کا اس بات میں اتفاق ہے کہ خاتمہ اسی شخص کا خراب ہوتا ہے جو پہلے سے باطنی گناہوں پر اصرار کرتا ہو یعنی کبیرہ گناہوں کی پرواہ نہ کرتا ہو، جو پہلے سے نیک ہو اس کا خاتمہ خراب ہوتے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ، ہم سب کا خاتمہ کامل ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مرشد کامل کی ضرورت نفس وشیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کیلئے ہوتی ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

چوں تو کردی ذات مرشد راقبول   ہم خدا آمد ز ذاتش ہم رسول
نفس نتواں کشت الاذات پیر   دامن آں نفس کش محکم بگیر

ترجمہ: جب تو نے پیر کی ذات کو قبول کر ہی لیا تو اب اس سے تجھے اللہ تعالیٰ بھی مل گیا اور رسول اللہ ﷺ بھی مل گئے۔ اس نافرمان نفس کو پیر (کامل) کی ذات کے سوا کوئی نہیں مار سکتا، تو اس نفس کو مارنے والے پیر کا دامن مضبوط تھام لے۔

☆......☆......☆

(1) اصلاح نفس کا پہلا طریقہ

اخلاص نیت

اخلاص ترقی کی کنجی
طالب کی نیت کیا ہونی چاہیے
مخلص مرید کی جلد کامیابی
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاص کی حکایت
قطبی کا ثواب بخاری کے برابر
نیت کی درستگی کی ضرورت
اخلاص ولی کی برکات

(1)......اصلاح نفس کا پہلا طریقہ (اخلاص نیت)

اخلاص ترقی کی کنجی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنے کیلئے ایمان شرط تھا۔ جبکہ اہل اللہ سے فیض حاصل کرنے کیلئے شرط اخلاص ہے، بس بات اتنی سی ہے انبیاء علیہم السلام کی صحبت کیلئے ایمان شرط اور اولیاء کی صحبت کیلئے اخلاص شرط، اب اگر اخلاص کے ساتھ آئے تو صحبت کا فائدہ ہوگا، اخلاص کے ساتھ نہیں آئے گا تو فائدہ نہیں ہوگا۔ ہمارے اس زمانے کے جتنے بزرگان دین ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ اللہ والوں کے پاس جاتا رہے، ان کی صحبت میں جتنا موقع مل جائے اس سے فائدہ اٹھاتا رہے کیونکہ وہ ہر ایک کو محبت سے دیکھتے ہیں، ان کی نظر میں مضرت نہیں ہوتی اور ان کی نظر میں نقصان نہیں ہوتا، محبت کی نظر کا فائدہ پہنچتا ہے، اگر محبت غیر معمولی ہوگی تو تاثیر غیر معمولی ہوگی۔ فارسی کا ایک شعر بہت پڑھا جاتا ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھنا، بغیر ریا کے ایک سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

طالب کی نیت کیا ہونی چاہیے

ایک سچا طالب جو معرفت کے راستے کی طلب کرتا ہے اس کی سب سے پہلے یہ نیت ہونی چاہیے کہ وہ اس راستے میں سب سے پہلا قدم خالص اللہ کی رضا کیلئے اپنی اصلاح کرنا رکھے، اس کا کوئی دوسرا مقصد نہ ہو نہ کشف وکرامات نہ خلافت واجازت اور نہ اس کے علاوہ کوئی ذاتی غرض ہو۔ اب اخلاص کی اہمیت پر اکابرین کے چند واقعات عرض کیے جاتے ہیں تاکہ اخلاص کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ یہ نعمت اللہ کریم ہم سب کو عطا فرما دے۔ آمین!

مخلص مرید کی جلد کامیابی

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ نے بغداد میں شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی صاحب ''عوارف'' کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا ''فوائد الفواد'' میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمہ اللہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ اپنے مرشد کے پاس صرف سترہ دن ٹھہرے تھے کہ انہیں روحانی نعمتیں اور خرقہ خلافت مل گیا۔ خانقاہ کے دوسرے درویشوں کے دل میں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین رحمہ اللہ سے شکایت کی کہ ہم سالہا سال سے ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول ہیں اور ابھی تک آپ کی خلافت سے مشرف نہیں ہوئے، لیکن یہ ہندوستانی چند روز ہی میں آپ کی خلافت سے سرفراز ہو گیا، ان کے جواب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ گیلی لکڑیاں لے کر آئے تھے، جن میں آگ دیر میں لگتی ہے اور بہاؤالدین زکریا رحمہ اللہ خشک لکڑیاں لایا تھا، جنہوں نے فوراً ہی آگ پکڑ لی۔

(خزینۃ الاصفیاء بحوالہ فوائد الفواد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاص کی حکایت

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو معرکہ قتال میں پچھاڑا اور ذبح کا ارادہ کیا۔ مرتا کیا نہ کرتا اس کم بخت نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوکا، اب چاہیے تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو فوراً ہی ذبح کر ڈالتے مگر تھوکنے کے بعد آپ فوراً اس کے سینہ پر سے کھڑے ہو گئے اور فوراً اسے چھوڑ دیا وہ یہودی بڑا متعجب ہوا کہ میری اس حرکت کے بعد تو ان کو چاہیے تھا کہ مجھے کسی طرح جیتا نہ چھوڑتے مگر انہوں نے اس کے برعکس معاملہ کیا آخر اس سے نہ رہا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی کہ آپ نے اگر مجھ کو کافر سمجھ کر قتل کرنا چاہا تھا تو تھوکنے کے بعد کیوں چھوڑ دیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی اس فعل کے بعد میرا رہا کر دینا بظاہر عجیب ہے مگر بات یہ ہے کہ اول جب میں نے تجھ پر حملہ کیا تو اس وقت بجز رضائے حق کے مجھے کچھ مطلوب نہ تھا اور جب تو نے مجھ پر تھوکا تو مجھے غصہ اور جوش انتقام پیدا ہوا میں نے دیکھا کہ اب میرا تجھے قتل کرنا محض خدا کیلئے نہ ہوگا بلکہ اس میں نفس کی بھی آمیزش ہو گی اور میں نے نہ چاہا کہ نفس کیلئے کام کر کے اپنے عمل کو ضائع کروں اس لئے تجھے رہا کر دیا۔ وہ یہودی یہ سن کر فوراً مسلمان ہو گیا اور سمجھ گیا کہ واقعی یہی مذہب حق ہے جس میں شرک سے اس درجہ نفرت دلائی گئی ہے کہ کوئی کام نفس کیلئے نہ کرو بلکہ محض خدا کی خوشنودی کیلئے کرنا چاہیے۔

قطبی کا ثواب بخاری کے برابر

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص اپنے کسی عزیز کیلئے ایصال ثواب کرانے کیلئے آئے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اس وقت ''قطبی'' (منطق کی درسی کتاب) کا سبق پڑھا رہے تھے۔ فرمایا کہ ہم یہ قطبی کا سبق پڑھ کر تمہارے عزیز کے لئے ایصال ثواب کر دیں گے۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضرت! قطبی پڑھ کر ایصال ثواب؟ ایصال ثواب تو قرآن کریم یا بخاری شریف وغیرہ پڑھ کر ہوتا ہے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہمارے نزدیک قطبی میں اور بخاری میں کوئی فرق نہیں، اس لئے کہ بخاری شریف پڑھنے سے جو مقصود ہے، قطبی پڑھنے سے بھی وہی مقصود ہے۔ (یعنی اللہ کی رضا) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ جو ثواب بخاری شریف پڑھنے سے ملتا ہے، وہی ثواب قطبی پر بھی عطا فرمائیں گے، اگر نیت درست ہو۔

نیت کی درستگی کی ضرورت

ایک شخص نے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تمہارے قلب اور نیت کو درست رکھے، کیونکہ ان دونوں کا صحیح حالت پر رہنا سخت مشکل ہے اور گناہ کے چھوٹے ہونے پر کبھی نظر نہ کرو، بلکہ اس ذات کی بڑائی پر نظر کرو جس کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔

انسان کی نیت کا زندگی پر اثر

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بادشاہ محل سے نکل کر سلطنت کی دیکھ بھال کیلئے نکلا

لیکن وہ رعایا سے خطرہ محسوس کرر ہا تھا چنانچہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس مقیم ہوا جس کے پاس ایک گائے تھی۔ جب گائے شام کو واپس آئی تو اس آدمی نے گائے سے اتنا دودھ دوہا جتنا کہ تیس گائیوں سے نکلتا ہے۔ بادشاہ اتنا دودھ دینے والی گائے کو دیکھ کر حیران ہوگیا اور اس نے سوچا کہ یہ گائے تو اس سے ہتھیا لینی چاہیے۔ جب دوسرا دن ہوا تو گائے چراگاہ کی طرف چرنے چلی گئی۔ پھر جب شام کو واپس آئی تو اس دن پہلے کے مقابلے میں نصف دودھ نکلا۔ یہ معاملہ دیکھ کر بادشاہ نے گائے والے کو بلایا اور کہا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کل تو گائے نے کافی دودھ دیا تھا تو آج کیوں کم ہوگیا؟ کیا گائے آج اسی چراگاہ پر نہیں گئی جس پر کل گئی تھی آخر بات کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟ اسی چراگاہ پر گئی تھی لیکن آج ایسا ہوا کہ کل کی حالت دیکھ کر بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ غلط سلوک نہ کرنے کا عزم ختم کرچکا تھا چنانچہ اسی وجہ سے اس کا دودھ آج کم نکلا اس لئے کہ جب بادشاہ ظالم ہو یا رعایا کے ساتھ ظلم کرر ہا ہو تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر بادشاہ نے یہ عہد کیا کہ وہ اب گائے اس سے ظلم کے طور پر نہیں لے گا چنانچہ پھر دوسرے دن یہ ہوا کہ گائے چرنے کیلئے چلی گئی۔ شام کو جب واپس آئی تو دوہنے والے نے اتنا دودھ دوہا جتنا کہ پہلے دن گائے سے دودھ نکلا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر بادشاہ کو عبرت ہوئی اور انصاف برتنا شروع کردیا اور کہا کہ واقعی جب بادشاہ ظلم کرر ہا ہو یا رعایا ظالم ہو تو برکت جاتی رہتی ہے۔ اب میں ضرور انصاف کیا کروں گا اور اب سے اچھے حالات ہی پر غور وخوض کیا کروں گا۔ (رواہ البیہقی فی الشعب)

ایک ولی کی شان اخلاص

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں عرفہ کے دن عصر کے بعد ابوعبید تستری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کے کھیت میں کھڑا ہوا تھا، ابوعبیدؒ اس وقت اپنے کھیت میں ہل چلا رہے تھے۔ اچانک ایک ابدال وہاں آئے اور ان سے آہستہ سے کچھ کہنے لگے۔ ابوعبیدؒ نے جواب میں کہا نہیں۔ وہ یہ جواب سن کر بادل کی طرح اڑے اور ہوا میں تحلیل ہوگئے۔ میں نے ابوعبیدؒ سے پوچھا یہ بزرگ آپ سے کیا کہہ رہے تھے۔

ابوعبیدؒ نے کہا یہ کہہ رہے تھے، میرے ساتھ حج کو چلو۔ میں نے انکار کردیا۔ میں نے پوچھا آپ نے انکار کیوں کردیا تو وہ فرمانے لگے میری نیت حج کی نہیں تھی بلکہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ میں آج رات تک اس زمین میں ہل چلاؤں گا اور یہ کام مکمل کروں گا۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں ان کے ساتھ حج کو چلا گیا تو کہیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ نہ بن جاؤں اور مجھ سے یہ سوال نہ کیا جائے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے لیے شروع کیے ہوئے عمل پر دوسری نیت کیوں کی۔ میں اس وقت جس کام میں مشغول ہوں، اس میں میرے نزدیک ستر حج سے زیادہ کا ثواب ہے کیونکہ اس میں میری نیت اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہے۔

اخلاص ولی کی برکات

حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ کے (تلاوت قرآن) کے حروف اچھے نہ تھے، ایک مرتبہ وہ تہجد پڑھ رہے تھے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ آئے اور ان کے پیچھے شریک ہوگئے لیکن ان کی غلطیوں کی وجہ سے نیت توڑ کر گھر چلے گئے اور وہاں تہجد

پڑھ کر سو رہے تھے، خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا اور سوال کیا: آپ کے نزدیک کون سا عمل پسندیدہ ہے؟ ارشاد ہوا: ''الصلوٰۃ خلف الحبیب العجمی'' یعنی حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا۔

نہایت اہم بات

نیت کی درستگی ہر شخص کیلئے ہی ضروری ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کی ابتداء میں نیت درست کرنے کی اہمیت کو بیان کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پوری کتاب پڑھنے سے قبل نیت کا درست کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب آپ کو نیت کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہو گا......! آج میں بھی اپنی نیت کو درست کر لوں آپ بھی نظر ثانی کریں۔

یا اللہ! ہمیں اس کتاب اور طریق معرفت سے محض تیری رضا اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مقصود ہے۔

یا اللہ! میری نیت کو خالص اپنے لئے کر دے۔ آمین!

☆......☆......☆

www.ubqari.org www.ubqari.org

﴿کونوا مع الصادقین﴾

تمنادرد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی   نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینے میں
میری زندگی کا مقصد میری زیست کا سہارا   تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب   تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پر مرنا
مجھے آگیا ہے جینا مجھے آگیا ہے مرنا

اصلاح نفس کا دوسرا طریقہ

نیک صحبت کی ضرورت

- اہل اللہ کی صحبت احادیث کی روشنی میں
- نیک صحبت کا ثبوت قرآن سے
- نیک صحبت اہل اللہ کی نگاہ میں
- نیک صحبت کیوں اختیار کی جائے
- نسبت ایک عظیم نعمت
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترامِ نسبت
- بری صحبت کے 7 نقصانات
- مرشد کی ضرورت اور اہمیت
- موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت
- انتخاب شیخ
- بیعتِ اصلاح کی اہمیت
- اہل علم کا غیر عالم سے بیعت ہونا
- آداب بیعت
- بیعت کے متعلق عمومی اشکالات اور ان کا جواب
- آداب کی اہمیت اور ضرورت
- اولیائے کرام کے ادب بھرے واقعات

(2)......اصلاح نفس کا دوسرا طریقہ

نیک صحبت کی ضرورت

اہل اللہ کی صحبت احادیث کی روشنی میں

اہل اللہ اور اللہ کے دوستوں کی صحبت کی اور انکی خدمت میں حاضری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ عبادت کی کوئی نہ کوئی قضاء ہے جبکہ صحبت اہل اللہ کی کوئی قضاء نہیں۔ اب میں تفصیل کے ساتھ آپ کو اس صحبت کو سمجھا تا ہوں۔ صحبت کی اتنی اہمیت ہے کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والا صحابی نہیں بن سکتا اور ایک منٹ کے لیے بارگاہ عالی ﷺ میں آنے والے صحابی بن جاتے ہیں۔

صحابہ کرام کو صحبت نبوی ﷺ کی ضرورت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کیفیات ملتی تھیں وہ گھر جا کر نہیں ملتی تھیں۔ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ" نافق حنظلہ نافق حنظلۃ "حنظلہ منافق ہوگیا۔ کہتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے انہوں نے فرمایا بھائی! کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگے جو حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہوتی ہے وہ گھر پر نہیں ہوتی۔ اب یہ کتنی پکی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جو کیفیت تھی وہ کچھ اور ہوا کرتی تھی۔ اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" لما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منھا کل شی "اور جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا ہر چیز پر تاریکی چھا گئی اور جس دن نبی علیہ السلام مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز پر نور چھایا ہوا تھا، ہر چیز روشن و منور ہوگئی تھی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے ابھی نبی علیہ السلام کے دفن کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہمیں اپنے دل کی کیفیت میں واضح فرق نظر آنے لگا یعنی پہلے صحبت کا جو اثر تھا وہ کچھ اور تھا اب حالت کچھ اور تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی فرق محسوس کرتے تھے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی بندہ کو اس حال میں دیکھو کہ اس کو زہد، یعنی دنیا کی طرف سے بے رغبتی و بے رخی اور کم سخنی (یعنی لغو اور فضول باتوں سے زبان کو محفوظ رکھنے کی صفت) اللہ نے نصیب فرمائی ہیں، تو اس کے پاس اور اس کی صحبت میں رہا کرو۔ کیونکہ جس بندے کا یہ حال ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت کا القاء ہوتا ہے۔ (شعب الایمان للبیھقی)

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے بندے کے عمل کی قوت مضبوط ہوتی ہے اور نیکی کے کاموں کا شوق پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صالحین کی صحبت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

نیک صحبت کا ثبوت قرآن سے

(1)......"واتبع سبیل من اناب الیّ" (سورہ لقمان:۱۵) اللہ پاک فرماتے ہیں:" جو بندے میری طرف

رجوع ہیں ان کی اتباع کرو‘ تفسیر مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے اس میں سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں اور دوسرے نمبر پر صالحین اُمت مراد ہیں۔ (2)......”واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه“ (سورۂ کھف :۲۸) ”اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں“۔ (3)......”يا أيها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين“ (سورۂ توبہ :۱۱۹) ”اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو“

نیک صحبت اہل اللہ کی نگاہ میں

اسلاف میں صحبت صالحین کا رجحان

شروع وقت سے اس وقت تک اور قیامت تک یہی قانون فطرت جاری ہے اور جاری رہے گا کہ ظاہر و باطن کی اصلاح کیلئے ہر دور کے صلحاء کی صحبت کا فیض جاری رہے گا۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ بڑے بڑے اہل علم وفضل جن کا طوطی بول رہا تھا اس کے باوجود انہوں نے صلحاء بزرگوں کی صحبت کو ضروری سمجھا اور بعض اوقات تو ایسے صلحاء جو بظاہر اصطلاحی عالم بھی نہ تھے۔ لیکن وقت کے سلاطین اور اہل علم کو ان کی مجالس میں محبت وعقیدت سے بیٹھا دیکھا گیا۔

امام غزالی رحمہ اللہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی مبارک زندگیاں ہمارے لیے مینارہ نور ہیں جن کا مطالعہ ہمیں یہی پیغام دیتا ہے کہ کتابی علوم کے ساتھ ساتھ صلحائے امت کی صحبت بھی نہایت ضروری ہے۔ اسی صحبت صالح کی برکت سے علم وعمل کی دنیا میں ان حضرات کا فیض پھیلا اور ان سے کثیر خلق خدا نے استفادہ کیا۔ ہندوپاک میں ہمارے اسلاف واکابر بھی جہاں علم نبوت سے آراستہ تھے وہاں صحبت صالح کی بدولت ”نور نبوت“ سے بھی سرفراز تھے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ 113 اولیائے کامل سے فیض حاصل کرنے کیلئے ان کی خدمت میں گئے اور سخت ترین مجاہدے کرتے رہے۔

اہل اللہ کی صحبت، ولی اللہ کی نگاہ میں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اگر کوئی شخص علماء کی طرف دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نظر سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ روز قیامت تک اس شخص کے لیے اللہ سے بخشش مانگتا ہے اور جس کے دل میں علماء ومشائخ کی محبت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ہزار سال کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھنے کا حکم فرماتا ہے اور اگر اسی حال میں مرجائے تو حق تعالیٰ اس کو عالموں کا درجہ مرحمت فرماتا ہے اور اسکا مقام علیین ہوتا ہے۔

نیک صحبت پیران پیر کی نگاہ میں

ہمارے سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ کے نیک بندے دنیا والوں کے لیے نعمت خداوندی ہیں۔ ان کی مجلسیں معصیت وسیاہ کاری کے ڈھیر کو جلا کر راکھ کردیتی ہے اور یاد الٰہی اور بھلائی کی کھیتی کو

سیراب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ’’اہل دل کی صحبت اختیار کرتا کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔ ضرورت ہے ایسے شخص کی جو سمجھدار ہو اور احکام خداوندی پر عمل کرنے والا ہوتا کہ وہ تجھے مہذب بنائے، تجھے علم پڑھائے اور تجھے اچھی نصیحتیں کرے‘‘۔

خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ اور نیک صحبت کی تمنا

خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے، جب اس بات کا تذکرہ آیا کہ جمعہ کے اندر ایک ساعت ایسی ہے کہ جو کچھ دعا اس وقت کی جائے قبول ہو جائے گی۔ ہر ایک نے اپنی ایک تمنا کا ذکر کیا کہ اگر ہم کو وہ وقت میسر ہو تو ہم یہ مانگیں۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ کا جواب ذرا سنئے وہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو وہ ساعت ملے تو میں نیک صحبت مانگوں۔

ولی کی صحبت کی برکات

ایک بزرگ فرماتے کہ ایک مرتبہ میں ایک مسجد میں گیا تو مجھے مسجد میں نہایت نورانیت محسوس ہوئی مجھے اس کی وجہ تلاش کرنے کی جستجو ہوئی، ایک طرف دیکھا کہ ایک صاحب بیٹھے ہیں جن کا باطن نہایت نورانی تھا اور ان کے تمام لطائف ذاکر تھے، میں ان سے ملا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے مجاہدہ و ریاضت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو، البتہ میں تھوڑی دیر سید احمد صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ تو گویا وہ سارا نور ان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے کا تھا۔

نیک صحبت برسوں کے مجاہدے سے بہتر

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے نیک صحبت تو وہ شے ہے کہ بزرگوں نے بھی اس کی تمنا فرمائی ہے۔ البتہ اگر نیک صحبت میسر نہ ہو تو ناموافق صحبت سے خلوت بہتر ہے۔ ورنہ نیک صحبت ایک لمحے کی بھی بعض مرتبہ ایسی مؤثر ہو جاتی ہے کہ برسوں کا مجاہدہ بھی وہ کام نہیں کرتا ہے۔ عارف باللہ حضرت عارفی رحمہ اللہ نے فرمایا: لغزشیں ہونا فطرت انسانی ہے اگر لغزشیں نہ ہوں تو ترقی نہ ہو۔ مگر ان لغزشوں سے بچنے کیلئے اور متنبہ ہونے کیلئے تمام بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے اللہ والوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور اپنی طرف کسی کمال کو منسوب کرنا چھوڑ دیا۔

سلاطین اسلام اور صحبت اہل اللہ

تاریخ ہند کے مطالعے سے یہ صداقت واضح ہو سکتی ہے کہ التمش، غیاث الدین بلبن، فیروز تغلق، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان نے عاشقان الٰہی کے آستانوں پر حاضری دی ہے۔ ان عاشقان الٰہی کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں۔

(1)......التمش، سیدی حضرت اقدس قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کا غلام تھا۔ (2)...... بلبن، شیخ شیوخ عالم خواجہ فرید الدین گنج شکر جودھنی رحمہ اللہ کا غلام تھا۔ (3)......فیروز تغلق، حضرت اقدس خواجہ نصیر الدین چراغ رحمہ اللہ دہلوی کا غلام تھا۔ (4)......اکبر، حضرت شیخ سلیم چشتی رحمہ اللہ کا مرید تھا۔ (5)...... جہانگیر، حضرت اقدس شیخ میاں میر رحمہ اللہ کا معتقد تھا۔ (6)......شاہجہان، حضرت اقدس شیخ میاں میر رحمہ اللہ اور حضرت شیخ فضل اللہ برہانپوری

رحمہ اللہ کا معتقد تھا۔ (7)......سلطان احمد خاں بہمنی، حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمہ اللہ کا غلام تھا۔ (8)......فاتح جونا گڑھ و چانپانیر سلطان محمود المقلب بہ بے گڑھا (دو قلعوں والا)، حضرت اقدس سید شاہ عالم رحمہ اللہ (نبیرہ مخدوم جہانیاں) کا غلام تھا۔ (9)......بانی سلطنت گجرات سلطان گجرات، سلطان احمد خاں اول، حضرت اقدس شیخ احمد کھنور رحمہ اللہ کا غلام تھا۔

ان سب بادشاہوں کا یہ عالم تھا کہ ان فقیروں کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے اور ان کی کفش برداری کو اپنی عزت خیال کرتے تھے۔

اہل اللہ سے مشابہت کی برکات

ایک بزرگ فرمانے لگے: جی ہاں جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اسکی ہر ہر ادا سے محبت ہوتی ہے اہل اللہ کا ظاہر بھی اللہ کریم کو اتنا پسند ہوتا ہے کہ ان کا ظاہر اپنانے والے کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ محروم نہیں کرتے۔ روایات میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے ساحرین (جادوگروں) کو جمع کیا تو وہ لوگ اسی لباس میں آئے تھے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس تھا آخر مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین (جادوگر) مسلمان ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: یا الٰہی! یہ سامان فرعون کے اسلام لانے کیلئے ہوا تھا۔ پھر کیا وجہ بنی کہ اس پر فضل نہ ہوا اور ساحرین (جادوگروں) کو ایمان کی توفیق ہو گئی؟

ارشاد ہوا: اے موسیٰ! یہ تمہاری سی صورت بنا کر آئے تھے۔ ہماری رحمت نے پسند نہ کیا کہ ہمارے محبوب کی صورت والے لوگ دوزخ میں جائیں، اس لئے ان کو ایمان کی توفیق ہو گئی اور فرعون کو اتنی مناسبت بھی نہ تھی اس لئے اس کو یہ دولت نصیب نہ ہو سکی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم انبیاء کرام اور صالحین کی شکل اور ان جیسا لباس اپنائیں تا کہ ہمارے دلوں پر اس کا اثر ہو۔

نیک صحبت کیوں اختیار کی جائے......!

اب اس مشابہت کو میں مثال سے عرض کرتا ہوں اللہ کرے ہم سب کی سمجھ میں بات آ جائے۔ ہمارے ہاں ایک محاورہ مشہور ہے کہ ''خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے''۔ ہر چیز اپنا اثر کرتی ہے، آپ روز دریا کے کنارے دو چار گھنٹے جا کر بیٹھیں مزاج میں رطوبت پیدا ہو جائے گی اس لیے کہ پانی کی صحبت اختیار کی، آپ آگ کے پاس بیٹھیں رہیں گے تو مزاج میں گرمی پیدا ہو جائی گی، آپ مٹی پر بیٹھیں تو مزاج میں خشکی پیدا ہو جائے گی۔ جب یہ تمام چیزیں جو بے شعور اور بے جان کہلاتی ہیں اثر کرتی ہیں تو جب آپ کسی جان دار کے پاس بیٹھیں گے تو اس کا اثر کیوں نہ ہو گا؟

اگر ایک شریف و با اخلاق شخص مسلسل بدکاری کی مجالس میں آتا جاتا رہے ان سے ربط و تعلق رکھے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمام امور اور اخلاق و عادات میں برے لوگوں کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن جائے گا۔ مضبوط اعصاب وقوت ارادی رکھنے والا فرد اگر شرابیوں، افیونیوں اور دیگر نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں کا ساتھی بن جائے تو وہ دن بھی دیکھ لے گا کہ اس کے قوی اعصاب شل ہو کر اس کو جواب دے دیں گے اور ارادے میں وہ تزلزل پیدا ہو گا کہ عادی نشہ کرنے والوں سے

بھی کئی قدم آگے بڑھ جائے گا۔ کیونکہ ظاہری رفاقت و دوستی بدکاروں سے تھی جس کا اثر باطن میں بھی سرایت کر جائے گا۔ ایک مشہور حدیث آپ نے کئی دفعہ سنی ہوگی۔ "عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم " (رواه ابو داؤد) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار انہی میں ہوگا۔ اس لیے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور برے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے بچیں۔

نیک صحبت کی مثال

اس نیک صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے عطر فروش کی دکان کہ یا تو وہاں سے عطر خریدو گے، ورنہ کم سے کم خوشبو سے دماغ کو راحت ہوگی۔ اسی طرح نیک صحبت سے کوئی نہ کوئی بات کام کی حاصل ہو جاتی ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
(تھوڑی دیر کے لئے اولیاء اللہ کے پاس بیٹھ جانا سو سالہ طاعت بے ریا سے بہتر ہوتا ہے)۔

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند
(صالح کی صحبت تم کو صالح کر دے گی اور بد بخت کی صحبت تم کو بھی بد بخت بنا دے گی)۔

صحبت نیکاں اگر یک ساعت است   بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است
(نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی حاصل ہو جائے تو وہ سو سالہ زہد وطاعت سے بہتر ہے)۔

بزرگوں کی صحبت اکسیر اعظم ہے

اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھنا بہت ہی ضروری ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، خواہ اپنے آپ کو کیسا ہی قابل سمجھ رہا ہو یا لوگ آپ کو بڑا قابل سمجھ رہے ہوں، اللہ والوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ بعض اوقات ایک کلمہ کہہ دیتے ہیں ساری عمر کیلئے وہ دل پر نقش ہو جاتا ہے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے، اگر اللہ والوں کی صحبت کی مٹھاس ہمیں نصیب ہو جائے تو اللہ کی توفیق سے ساری عمر اس کی چاشنی ملتی رہتی ہے صرف کتابیں پڑھ لینے سے یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بے عنایات حق و خاصان حق   گر ملک شد سیه هستش ورق
بغیر حق تعالیٰ اور خاصان حق کی عنایتوں کے اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا بھی نامۂ اعمال سیاہ ہو۔

ان واقعات اور مثالوں سے ہمیں اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت اور اہمیت سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ یہ کتنی زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ہمیں ان سے ایک تعلق حاصل ہو جاتا ہے اسے نسبت کہتے اور پھر یہ نسبت نسبت مع اللہ کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ نسبت کیا ہے......؟ اسکو کس طرح سمجھا جائے......؟ اور اس کے کمالات کیا ہیں......؟ میں آپ کی خدمت میں مختصر انداز میں عرض کرتا ہوں۔ اللہ کریم ہم سب کو اپنے فضل سے عطا فرما دے۔ آمین!

نسبت ایک عظیم نعمت

عمل کی اپنے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو بس آسرا یہی ہے

نسبت ایک عظیم حقیقت

نسبت ایک عظیم حقیقت ہے، عالی نسبتوں سے بے قیمت چیزیں قیمتی ہو جاتی ہیں، نسبتوں نے ہم کو بنایا ہے نسبتوں نے ہم کو سنوارا ہے، ہمارے معاشرے کا مدار بھی نسبتوں پر ہے، انہی نسبتوں سے رشتے داریاں قائم ہیں، نسبت ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اللہ پاک نے بھی ہمیں بار بار نسبتوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔

(1)......رمضان المبارک کی خصوصیت یہ بتائی گئی کہ اس میں قرآن نازل ہوا یعنی رمضان کی نسبت نزول قرآن کے ساتھ ہے۔ (سورۂ بقرہ)۔ (2)......اللہ پاک نے حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والے شہر مکہ کی قسم کھائی۔ (سورۂ بلد، ۱۔۳)۔
(3)......غازیوں سے نسبت رکھنے والے گھوڑوں کی قسم کھائی۔ (سورۂ عادیات ۱۔۵)

عجائبات کی مثال

اگر ہم دنیا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو عجائبات نظر آئیں گے، ٹوٹی پھوٹی کرسی نظر آئے گی، جس کا کوئی پرسان حال نہ ہو، جب یہ کہا جائے یہ فلاں بادشاہ کی کرسی ہے یا فلاں بزرگ کی نشست گاہ ہے تو یہی بے قیمت کرسی انمول بن کر عجائب خانے کی زینت بنتی ہے، دنیا کے عجائب خانوں میں شوکیسوں میں سجی قدیم کتابیں صرف نسبت ہی کی وجہ سے باوقار بنتی ہیں۔

ہماری دینی نسبتیں

(1)......دنیا میں پانی تو بہت سے تھے لیکن چاہ زمزم کو نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نقش پا کے ساتھ ہے اسی نسبت نے اس کو نہایت ہی محترم بنا دیا کہ آج ہر شخص کو اس کی تلاش ہے۔ (2)......ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی بظاہر عام سی عورتیں تھیں لیکن حضور ﷺ کی نسبت نے ان کو اتنا محترم بنایا کہ تمام مسلمانوں کی ماں بنا دیا۔ (3)......حضور ﷺ نے بیت اللہ کی نسبت سے اس کی سمت کا بھی ادب سکھایا ہے کہ بیت اللہ کی طرف تھوکنے سے بھی منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)۔
(4)......حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم سے مس ہونے یعنی نسبت رکھنے والی قمیص کی یہ شان ہے کہ جب وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی گئی تو بے نور آنکھوں میں نور آ گیا۔ (سورۂ یوسف)۔ (5)......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر فرمائی تھی وہ پتھر اتنا محترم ہو گیا کہ وہ پتھر بیت اللہ کے سامنے رکھا گیا (سورۂ بقرہ) اور اس مقام ابراہیم کو اللہ پاک نے اپنی نشانی قرار دیا (سورۂ آل عمران)۔ (6)......صفاء و مروہ پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوڑی تھیں ان کے پائے مبارک کی نسبت سے بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کو یہاں کی سعی کا حکم ہوا۔ (سورۂ بقرہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترامِ نسبت

حضرات صحابہ کرام نبی کریم ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا کتنا احترام کرتے اس کی مثال ملنا نہایت مشکل ہے، چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

(1)...... حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو سے بچے پانی کی نسبت کو حاصل کرنے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ٹوٹ پڑی اور اس پانی کو اپنے چہرے اور جسم پر ملنے لگے (بخاری شریف)۔ (2)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کے موئے مبارک سر سے اتار رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاروں طرف گھیرا ڈالے بیٹھے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کوئی بال مبارک نیچے گرے۔ (مسلم شریف)۔

(3)...... حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مس فرمایا تو آپ نے ساری زندگی پیشانی کے بال نہیں کٹوائے اور بال یہاں تک بڑھ گئے کہ وہ جب کھولتے تو وہ زمین سے لگ جاتے۔ (کتاب الشفاء)۔

(4)...... منیٰ میں آپ ﷺ نے سر مبارک حلق کرایا تو آپ کے موئے مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم ہوئے ان میں سے چند حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے جو آپ نے اپنی ٹوپی میں رکھ لیے اس کے برکت سے آپ کو ہر محاذ پر کامیابی ہوتی۔ (حجة الله على العلمين بحواله مستد رك)

نسبت کا روٹی پر اثر

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دعوت پر حاضر ہوا...... ایک باندی میرے لئے ایک تولیہ لائی تولیہ کافی میلا تھا...... حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو صاف کر کے لے آؤ...... وہ باندی بھاگ گئی اور جلتے تندور میں اس تولیے کو ڈالا اور اٹھا کر واپس لے آئی...... میں نے دیکھا کہ وہ تولیہ بالکل صاف ستھرا میرے سامنے تھا...... مجھے حیرانگی ہوئی میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے...... انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تھے...... میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک دھلوائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ خشک کرنے کیلئے یہ تولیہ پیش کیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک خشک کیئے، اس دن سے آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا...... جب یہ میلا ہو جاتا ہے ہم اسے آگ میں ڈالتے ہیں آگ اس میل کو تو کھا لیتی ہے...... صاف تولیہ ہم آگ سے باہر نکال لیتے ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے روٹیاں لگائیں...... نبی علیہ السلام نے بھی ایک دو بنا کر دیں...... کافی دیر کے بعد جب سب لگ گئیں تو حیران ہوئیں کہ وہ پک ہی نہیں رہیں، اسی طرح آٹے کا آٹا موجود ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، بیٹی! کیا ہوا؟ عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دو تین روٹیاں ایسی ہیں جو پک نہیں رہیں...... فرمایا،

ہاں یہ وہی روٹیاں ہوں گی جن پر تیرے والد کے ہاتھ لگ گئے اب آگ اس آٹے پر اثر نہیں کر سکتی یہ کمال تھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت کا۔

نسبت کے مٹی پر اثرات

برطانیہ کا ایک باشندہ کہتا ہے کہ میں احد پہاڑ کی تھوڑی سی مٹی اپنے گھر تبرک کے طور پر لے آیا اور اہل خانہ کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد یہ مٹی میری قبر میں رکھ دینا چند دنوں بعد میں نے صندوق کھولا جس میں وہ رکھی گئی تھی تو میں نے دیکھا وہ کپڑا جس میں رکھی ہوئی تھی گیلا اور تر ہو چکا ہے (میں حیران ہوا کہ پانی کہاں سے آگیا) میں نے وہاں سے نکال کر دوسرے کپڑے میں لپیٹ کر دوسرے صندوق میں رکھا اور چند دنوں بعد اسے دیکھا تو وہ کپڑا ابھی گیلا ہو گیا پھر تیسرے صندوق میں بھی یہی حال ہوا میں مولانا محمد ابراہیم صاحب (میاں چنوں) کے پاس حاضر ہوا۔ (استاذ الحدیث حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے شاگرد تھے) میں نے سارا ماجرا سنا دیا حضرت نے فوراً فرمایا بھائی! یہ مٹی جہاں سے لائے ہو وہیں پہنچا دو میں نے کہا کہ حضرت میں تو تبرک سمجھ کر لایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے میری قبر کو جنت کا باغ بنا دے تو فرمایا کہ تم نے اس مٹی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر مدینہ منورہ سے جدا کر دیا اور اس پہاڑ سے دور کر دیا جس سے حضور ﷺ محبت کرتے تھے اور جو پہاڑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا تھا اس جدائی میں یہ مٹی روتی ہے تو اس کے آنسوؤں سے ہر کپڑا گیلا ہو جاتا ہے (یہ عشق کی باتیں ہیں عقل کی نہیں) یہ چیزیں قانون وضابطہ نہیں ہیں بلکہ عشق ہے آخر کار انہوں نے وہ مٹی واپس پہنچا دی۔

احترام نسبت کیلئے چالیس سال رونا

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات جب اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے مصر میں ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ابا جی! آپ نے میری جدائی میں رو رو کر اپنی آنکھیں بھی سفید کر لی ہیں اور میری جدائی میں چالیس سال روتے رہے۔ یہاں تک کہ بینائی بھی چلی گئی۔ اگر دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہوتی تو قیامت کے دن میدان محشر میں ہو جاتی۔ پھر آپ اس قدر کیوں روئے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو جواب دیا، آج بھی سنہری حروف میں لکھ کر والد اپنی اولاد کیلئے گھر میں ایسی جگہ لگائے جہاں چوبیس گھنٹے نظر پڑتی رہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میرے پیارے یوسف (علیہ السلام)! میں تیری جدائی میں نہیں رویا، میں نے ایک آنسو بھی تمہاری جدائی میں نہیں نکالا، میں تو اس لئے روتا رہا کہ جب تم مجھ سے جدا ہوئے تو تمہارا بچپن تھا اور مجھے ہر وقت خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ تم کسی ایسے ماحول میں نہ چلے جاؤ کہیں ایسے اخلاق خراب کرنے والے لوگوں کی صحبت میں نہ پھنس جاؤ جو تمہیں خاندان نبوت سے دور کر دے۔

مرشد کی نسبت کا اثر

آنکھ کا اثر پڑتا ہے، یہ سب جانتے ہیں کہ یہ نظر بد ہے، بچوں کو نظر لگتی ہے "العین حق" نظر کا لگ جانا حق ہے۔ بعض

لوگوں کی نظر اتنی بری ہوتی ہے کہ صحیح وتندرست کو دیکھ لیں تو وہ بیمار ہو جائے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق بھی ہو جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہوتے ہیں ان کی نظر میں بھی بڑی صلاحیت ہوتی ہے:

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اصل بات یہی ہے کہ بعض مرتبہ ایسی نظر ہوتی ہے کہ ایک ہی نظر میں کام ہو جاتا ہے، نسبت حاصل ہو جاتی ہے اور نسبت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پھر آدمی ادھر ادھر بھٹکتا نہیں ہے۔ مولانا محمد احمد رحمہ اللہ نے اس کو سمجھانے کیلئے کہا ہے۔

ان کی گلی کو چھوڑ کے جانے نہ پائے نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام

اس بات کو بہت آسانی سے سمجھا دیا، نسبت کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آدمی بھاگنا نہ چاہے، بھاگنا چاہے گا لیکن ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ بھاگ نہیں پائے گا، اس کا نام ہے نسبت۔ جب اللہ والوں کے پاس رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، مانگتا ہے تو دیتا ہوں، پناہ چاہتا ہے تو پناہ دیتا ہوں۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ اولیاء محفوظ ہوتے ہیں اور محفوظ کا مطلب بعض لوگ غلط سمجھ لیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ گناہ نہیں ہوتا، گناہ پر باقی نہیں رہتے، اصرار نہیں کرتے، توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔ معصوم صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہے اور کوئی نہیں۔ جب آدمی نیک لوگوں کی صحبت میں رہے گا تو وہ چیز اس کو حاصل ہو جائے گی اب جس وقت حاصل ہو جائے۔ بعض مرتبہ کئی سال رہنا ہوتا ہے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بعض مرتبہ چند لمحوں کیلئے آئے کام بن گیا۔

یہ تو ساری نیک صحبت کی برکات تھیں بری صحبت کیا گل کھلاتی ہے اور اسکے کیا نقصانات ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

بری صحبت کے (7) نقصانات

اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک برے لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں، ذکر اللہ سے اور فکر آخرت سے غافل ہیں۔ جن کا مشغلہ وقت جیسی قیمتی شے کو ضائع کرنا اور ایسے اعمال میں مشغول ہونا ہے جو قیامت کے دن حسرت وندامت اور عذاب کا سبب بنیں گے۔ ایسے افراد کی صحبت کے سات نقصانات کا تذکرہ میں آپ کے سامنے کرتا ہوں۔

(1)......نقصان یہ ہے کہ برا آدمی غلطیوں پر روکنے کے بجائے حوصلہ افزائی کرے گا اور اس طرح گناہوں کی محبت دل میں جڑ پکڑتی جائے گی۔ (2)......نقصان یہ ہے کہ انسان جن لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے ان کے اخلاق وعادات کا اثر اس کی شخصیت پر ضرور پڑتا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو کہ کس سے دوستی کر رہے ہو۔ (ترمذی)۔ (3)......نقصان یہ ہے کہ انسان گناہوں سے غافل بھی ہو جائے تو ان برے لوگوں کو دیکھ کر گناہ یاد آ جاتے ہیں اور معصیت کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ (4)......نقصان یہ ہے کہ ایک برے آدمی سے دوستی کرو گے تو وہ تمہیں اپنے جیسے دس برے لوگوں سے ملوائے گا جو شاید اس سے بھی زیادہ گمراہ اور دین

سے بیزار ہوں گے۔ (5)...... نقصان یہ ہے کہ برا آدمی دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتا ہے جس کی وجہ سے دین کی عظمت ختم ہوتی چلی جاتی ہے اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ بیٹھنے والا صحیح عقیدہ سے منحرف ہو جاتا ہے۔ (6)...... نقصان یہ ہے کہ ایسے لوگ بڑے مطلبی اور مفاد پرست ہوتے ہیں۔ جب تم سے اپنا فائدہ دیکھیں گے تو دوستی رکھیں گے اور اپنا مفاد ختم ہوتے ہی تم سے بے تعلق ہو جائیں گے۔ (7)...... نقصان یہ ہے کہ ان کی مجلسیں غیبت، بہتان اور گالی گلوچ سے خالی نہیں ہوتیں۔ ایسی مجالس کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں سے ذکر اللہ کے بغیر کھڑے ہو گئے تو گویا وہ گدھے کے پاس سے اٹھے اور یہ مجلس ان لوگوں کیلئے قیامت کے دن حسرت کا سبب ہوگی۔ (رواہ ابو داؤد باسناد صحیح) اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا فرماں بردار بنالے اور صالحین کی رفاقت دونوں جہانوں میں نصیب فرمائے۔ آمین!

8 قسم کے لوگوں کی صحبت کا نتیجہ

ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرماتے ہیں۔ (1)...... جو مالداروں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں دنیا کی محبت اور حرص بڑھا دیتے ہیں۔ (2)...... جو غریبوں اور مسکینوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں شکر اور اپنی تقسیم رضا مندی کو بڑھا دیتے ہیں۔ (3)...... جو بادشاہ اور حکام کے پاس بیٹھتا ہے اس میں تکبر اور سنگ دلی بڑھتی ہے۔ (4)...... جو عورتوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان ہوتا ہے۔ (5)...... جو نابالغ لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں غفلت اور مزاح بڑھتا ہے۔ (6)...... جو فاسق لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں گناہوں پر دلیری و جرأت اور توبہ کرنے میں سستی زیادہ ہوتی ہے۔ (7)...... جو نیک لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں نیکیوں کی رغبت اور حرام سے پرہیز بڑھاتے ہیں۔ (8)...... جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں علم اور تقویٰ کا اضافہ فرماتے ہیں۔

☆......☆......☆

مرشد کی ضرورت اور اہمیت

حیات انسانی کی یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ انسان جس علم سے یا فن میں نا آشنا ہو تو اس کو جاننے کے لیے وہ کسی ماہر فن استاد کی طرف رجوع کرتا ہے، تاکہ ماہر کی رہنمائی اور دستگیری سے اپنے مقصد میں کامیابی اور کمال حاصل کر سکے۔ جب دنیاوی امور میں بغیر رہنما کے کامیابی ممکن نہیں تو دینی اور روحانی امور میں بغیر رہنما اور اُستاد کے کس طرح کامیابی ہو سکتی ہے؟ جہاں ہر ہر قدم پر نفس اور شیطان گھات لگا کر بیٹھے ہوں اور وہ ابلیس جس نے یہ قسم کھائی ہو۔

"فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ" "کہ (اے اللہ) تیری عزت کی قسم میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا"۔

اسی لیے اولیاء کرام کسی نہ کسی بزرگ کی صحبت کو حرز جان سمجھتے تھے حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ یار نیک کی صحبت کار نیک سے بہتر ہے کیونکہ کار نیک میں ریا آسکتی ہے لیکن یار نیک تم کو صراط مستقیم پر لگانے کی کوشش کرے گا۔

آیت وسیلہ کی تفصیل

(1)......خالق کائنات نے قرآن مجید میں سورۃ المائدہ میں فرمایا ہے: " یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ و جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون " تو ایمان والو اللہ کے تقویٰ پر رہو اور اس کے حضور وسیلہ مقبول تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کو حصول قرب الٰہی کیلئے مقبول وسیلہ تلاش کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، بعض علمائے راہ معرفت نے وسیلہ سے مراد مرشد کامل بھی لیا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ اپنی تصنیف قرب دیدار میں آیت مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" ایں آیت در باب وسیلہ مرشداست "

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ شاہ اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سالکان راہ حقیقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ حقیقی کامرانی و کامیابی حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ و ریاضت سے پہلے تلاش مرشد ازبس ضروری ہے مفسرین کرام لکھتے ہیں:" الوسیلۃ فی الاصل مایتوصل بہ الی الشیءِ ویتقرب بہ الیہ " یعنی جس چیز کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں عبادات، گناہوں سے بچنا، یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں مرشد کامل اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کو خواب غفلت سے بیدار کر کے اس کے اندر یاد الٰہی کی تڑپ اور ادب و عشق معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرتا ہے پس وہ قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔

مرشد کے بغیر کامیابی مشکل ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں شیوخ کو اپنا رہبر بنانا بہت ہی ضروری ہے، کیونکہ جو تجربہ کار ہیں انہیں اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ خوبی و کمال حاصل کرنے میں شیخ کی مدد کے بغیر ہرگز کامیابی نہیں ہو سکتی اور جو لوگ شیخ کے بغیر کامیاب ہو گئے ہیں، انھوں نے بھی مدد لی ہے لیکن انکی مدد ایسے طریقے سے کی گئی ہے کہ انھیں خبر نہیں ہوئی۔ بچہ ایک شہر سے سفر کر کے دوسرے شہر پہنچے اور وہ پہنچ کر کہنے لگے کہ دیکھو میں نے کسی سے مدد نہیں لی مگر اس بچے کو کیا پتا کہ اماں جان کی گود میں یہاں تک آیا ہے راستہ بھر اماں جان کی گود میں پڑے سوتے رہا مگر اسے خبر نہیں ہوئی۔

اسی طرح دوسری مثال یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص بھی کسی سوتے ہوئے یا بیمار شخص کو عرفات پہنچا دے اور عرفات میں بھی یہ شخص سوتا رہے تو بھی اس کا حج قبول ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ عرفات پہنچنے سے پہلے کوئی صاحب بے ہوش ہو گئے اور اسی حالت میں اس کو ایمبولینس میں لا کر عرفات لے جایا گیا۔ اب یہ صاحب سمجھتے ہیں کہ میں خود ہی عرفات

گیا تھا اور خود حج کر کے مزدلفہ پہنچا ہوں۔

اسی طرح چند بزرگوں کے بارے میں جو غلط فہمی ہے کہ وہ بغیر کسی مدد کے اللہ کے تعلق والے بن گئے نہیں اللہ والو! ان کی بھی کسی نہ کسی نے مدد کی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کو ایک شخص کے بارے میں یہ کشف ہوا کہ اس کا نام اہل شقاوت (گناہگاروں/بدبختوں) میں درج ہے۔ آپ یہ دیکھ کر تڑپ گئے اور مدتوں اس کے حق میں دعا کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا نام سعید (نیکوکاروں) میں درج کر دیا گیا۔ ان حضرت کو اس کا بھی علم نہ ہوا ہوگا کہ میں جو سعید بن گیا ہوں تو کسی کی دعا کی برکت سے۔ وہ سمجھتے ہوں گے کہ میرا کوئی عمل بڑا مقبول ہوا جو میں بزرگ ہوگیا۔ حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

گرا ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا

یعنی اگر اس راستے پر سفر کرنے کا ارادہ ہے تو پھر شیخ کا ہاتھ تھام کر چلو۔ بغیر شیخ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ہر فن کیلئے ماہر کی ضرورت

جس طرح طب کی کتابوں میں ہر قسم کے نسخہ جات، طریق علاج، وزن ادویہ اور طریق علاج موجود ہے۔ پھر کسی ماہر طبیب اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہمارے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے؟ ظاہر ہے ایسا نہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ جان عزیز ہے اور احتیاطِ تقاضا یہ ہے کہ طب کی کتابوں اور اپنے علم پر بھروسہ نہ کیا جائے، بلکہ اچھی طرح چھان بین کر کے کسی ماہر کو تلاش کیا جائے۔ اسی طرح اگر ایمان عزیز ہو اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کو تلاش کرے کیونکہ روحانی طبیب کے بغیر روحانی صحت، تزکیۂ باطن اور تعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔

یہ دنیا کا اصول ہے کہ جس فن میں ماہر بننا ہے اس کے ماہر کے پاس کچھ وقت گزارا جائے مثلاً آپ کو کامل گھڑی ساز بننا ہے تو آپ گھڑی سازی میں ماہر کے پاس کچھ دن رہیں گے اسی طرح دیگر فنون ہیں۔ اسی طرح دین میں کامل بننے کیلئے کسی دین کے کام کے ماہر کی صحبت میں رہنا پڑے گا۔

صرف ذکر کافی نہیں......!

ایک صاحب حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے کہنے لگے حضرت! ذکر اللہ میں یہ صفت ہونی چاہیے تھی کہ وہ کافی ہو جاتا، مرشد کی صحبت کی ضرورت ہی نہ ہوتی؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کام بنائے گا تو ذکر اللہ ہی بنائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی عادت یوں ہی جاری ہے کہ شیخ کی صحبت کے بغیر صرف ذکر کام بنانے کیلئے کافی نہیں، اس لئے صحبت شیخ شرط ہے۔ جس طرح کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو، ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کر سکتی۔

جب کار اسٹارٹ نہیں ہوتی تو بیٹری چارج کراتے ہیں اسی طرح جب دین کی کار یعنی قلب کی ہمت کمزور ہو جانے سے نہ چلے تو کسی اللہ والے سے اس کی بیٹری چارج کرائی جاتی ہے۔ اس لیے کسی اللہ والے سے بیعت ہونا ضروری قرار پایا۔

موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت

قیامت کی اکثر نشانیاں پوری ہوچکی ہیں ہر آنے والی صبح روز نت نئے فتنے لا رہی ہے قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک روئے زمین پر ایک بھی اللہ والا موجود ہے اسلئے اگر آج ہم بھی اپنے ایمان کو بچانا چاہتے ہیں تو کسی اللہ والے کے ساتھ جڑ جائیں اگر چہ ہماری اپنی کوئی حیثیت نہیں لیکن ان اللہ والوں کے ساتھ جڑ جانے کی وجہ سے ہم بے قیمت بھی قیمتی ہوجائیں گے۔ اس نسبت کو میں چند مثالوں کے ذریعے سمجھاتا ہوں۔

جس طرح دو اینٹیں ہیں دونوں ایک ہی بھٹے میں تیار ہوتی ہیں ایک کو مسجد کے فرش میں لگا دیا گیا۔ اور دوسری کو بیت الخلاء میں لگا دیا گیا۔ مسجد والی اینٹ کا مرتبہ اتنا بڑھا کہ وہاں ہر شخص پیشانی رکھنا سعادت سمجھتا ہے اور جس اینٹ کی نسبت بیت الخلاء کے ساتھ ہوئی اُس میں کوئی ننگے پیر جانا گوارا نہیں کرتا۔ ارے اللہ والو! یہ ہے نسبت کی برکت کہ اچھی نسبت نے عزت بخشی اور اور بری نسبت ذلت و رسوائی کا سبب بنی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی نسبت کو کسی اللہ والے کے ساتھ اٹکا لیں۔ وگرنہ یہ نسبت اور تعلق تو کہیں نہ کہیں بھٹک ہی جائے گا۔

دوسری مثال

ہماری عام زندگی میں ایک گتے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن جب یہی گتہ قرآن مقدس کی جلد بن جاتا ہے تو اس گتے پر بظاہر کوئی لفظ لکھا ہوا نہ بھی ہو اس کے باوجود بھی علماء نے لکھا ہے کہ اس گتے کو بھی بے وضو چھونا جائز نہیں کیوں کہ اب اس گتے کی نسبت عظمت والی کتاب کے ساتھ ہوگئی۔ اب اس نسبت نے اس بے حیثیت گتے کو بھی محترم بنا دیا۔ سبحان اللہ۔

اسی طرح جو گناہ گار سے گناہ گار شخص بھی کسی اللہ والے سے جڑ جاتا ہے اس کی اہمیت اور حیثیت بھی محترم ہوجاتی ہے اور اسے عزت نصیب ہوتی ہے۔

تیسری مثال

ایک ٹرین کئی ڈبوں پر مشتمل ہوتی ہے اگر اس کے ساتھ ایک اور کمزور سا بے حیثیت ڈبہ جوڑ دیا جائے تو جس منزل پر یہ بقیہ ٹرین پہنچے گی وہاں وہ ان کے ساتھ لگا ہوا بے حیثیت ڈبہ بھی پہنچ جائے گا۔ اسی طرح ہم بالکل بے حیثیت ہیں نہ خود چلنے کی ہم میں طاقت ہے اور نہ ہی ہمت۔ اگر ہم بھی اپنے آپ کو کسی مضبوط انجن کے ساتھ یا ڈبہ کے ساتھ جوڑ لیں گے تو اللہ کے فضل و کرم سے ہم بھی اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔

انتخاب شیخ

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ تزکیۂ نفس یعنی اصلاح باطن جو کہ مقاصد رسالت میں سے ہے، اس کے لیے کسی رہبر اور رہنما کی ضرورت ہے، جسے مرشد، استاد یا شیخ کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں۔ جس طرح انسان اپنے دنیا کے دیگر

اہم معاملات میں غور وفکر اور چھان بین کے بعد فیصلہ کرتا ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ شیخ کے انتخاب کے وقت فیصلہ کریں کیونکہ یہ آپکی دنیا اور آخرت دونوں کا معاملہ ہے نہایت ہی اطمینان کے بعد ہاتھ میں ہاتھ دیں کیونکہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے مردہ بدست زندہ یعنی مردہ جس طرح بے بسی کے عالم میں سراپا دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح سچا طالب بھی اپنے شیخ کے تعمیل حکم کا پابند رہتا ہے۔ طالبین کی سہولت کے لیے چند شرائط لکھی جاتی ہیں جو شیخ کامل میں ہونا نہایت ہی ضروری ہیں۔

(1)......ایسے شخص کو مرشد بنایا جائے جو رموز آشنا اور منزل معرفت کا حامل ہو اور فن رہبری میں ماہر بھی ہو۔

(2)......جو پابندی شریعت، تقویٰ وطہارت اور حسن معاملات سے آراستہ ہو کیونکہ جو شخص خود باعمل نہ ہو یا وہ نابینا ہو وہ دوسروں کی بھی رہنمائی نہیں کرسکتا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هو اه و کان امره فرطا “ (سورۂ کہف ۲۸) ”اس شخص کی پیروی مت کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے بھلا دیا اور اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اسکا کام حد سے بڑھا ہوا ہے“۔

(3)......بیعت ہوتے وقت احتیاط اس لیے بھی ضروری ہے کہ راہ سلوک میں رہزن بہت زیادہ اور رہبر بہت ہی کم ہیں کہیں یہ نہ ہو کہ آدمی سراب کو دریا سمجھ کر پیاس بجھانے کی لاحاصل کوشش میں خود کو ہلاک کردے، یا ببول کو باغ اِرم جان کر اپنے آپ کو لہولہان کردے۔ اور آخرت میں سوائے خسارے اور نقصان کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل کی تین صفات ذکر کی ہیں۔ (1)......دین انبیاء علیہم السلام کا ہو (2)......تدبیر اطباء کی سی ہو (3)......اور سیاست بادشاہوں کی سی ہو۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دل کی صفائی تو کفار اور غیر مسلم کو بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ دل کی مثال آئینہ کی طرح ہے۔ آئینہ گردآلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے اور عرق گلاب سے بھی لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کے لیے اتباع سنت کسوٹی ہے۔ (رجوم المذنبین)

بیعتِ اصلاح کی اہمیت

جب یہ بات جان لی گئی کہ شیخ کامل کی صحبت اور انکی مجلس میں حاضری نہایت ہی ضروری ہے وگرنہ اس کے بغیر دنیا کی بھول بھلیوں اور شیطان کی چال بازیوں میں ملوث ہونا بہت ممکن ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔ تو اس سے بیعت کی اہمیت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ بیعت کا عمل کوئی رسمی چیز نہیں بلکہ یہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اولیاء عظام رحمہم اللہ کی سنت ہے۔ جسکا ثبوت قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اور لاکھوں اولیائے کرام کے حالات میں ملتا ہے۔

بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں

بیعت اصلاح قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

(1)......"یاایّھا النّبی اذا جاء ک المومنٰت یبایعنك علٰی ان لاّ یُشر کن با لله شیئا ولا یسرقن ولا یز نین ولا یقتلن اولاد ھنّ ولا یأتین ببھتا نٍ یّفترینه بین ایدیھنّ وارجلھنّ ولا یعصینك فی معروفٍ فبایعھنّ واستغفرلھنّ اللّٰه ان اللّٰه غفورٌ رحیم o" (سورة الممتحنه ١٢) "اے نبی ﷺ! جب آئیں آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لیے اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں گی اللہ کا کسی کو، چوری نہ کریں گی اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں، اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور آپکی نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو آپ ان کو بیعت کر لیں اور معافی مانگیں ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (2)......"ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیھم " (اے محبوب ﷺ) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

بیعت اصلاح پر احادیث مبارکہ

(1)......"حضور ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت جو آپ ﷺ کے گرد جمع تھی ان سے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرلو کہ تم شرک نہ کرو گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے۔ (بخاری و مسلم، ملخصاً)۔ (2)......عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں چند افراد حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ ہم نے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا یارسول ﷺ! ہم کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، پانچ وقت کی نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ملخصاً)۔ (3)......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "تم لوگوں میں اس وقت کوئی غیر آدمی (اہل کتاب) تو نہیں ہے؟ ہم نے کہا نہیں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تب آپ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ (ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا لا الہ الا اللہ) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا الحمد للہ! اے میرے اللہ تو نے اسی کلمے کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا، اسی کا مجھے حکم دیا اور اسی کلمے کے پڑھنے پر مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ (الترغیب والترہیب)۔ (4)......حضرت بشیر بن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس بات پر بیعت لیتے ہیں؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس بات پر کہ تو گواہی دے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و تنہا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں پانچ وقت کی نماز وقت پر ادا کرو گے۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو گے، رمضان کے روزے رکھو گے، بیت اللہ کا حج کرو گے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو گے..............اس کے بعد آپ ﷺ نے دست مبارک دراز فرما کر حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کو بیعت

فرمالیا (مسند احمد، بیہقی، مجمع الزوائد، ملخصاً)۔ (5)......حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے اوپر شرطیں عائد فرمائیں کیونکہ آپ (بیعت وایمان کیلئے شرائط کا علم) مجھ سے زیادہ رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو صرف اللہ وحدہ کی عبادت کرے گا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا نماز قائم کرے گا، زکوٰۃ ادا کرے گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے گا۔ (مسند احمد، سنن النسائی)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا قول

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''القول الجمیل''میں سورۂ فتح کی آیت ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم ......الخ کے تحت صوفیائے کرام کی بیعت اصلاح سے متعلق نتیجہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ بیعت اصلاح کا جو طریقہ حضرات صوفیاء کے درمیان رائج ہے یہ بدعت نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی بیعت اصلاح لینا ثابت ہے۔

ان آیات اور احادیث مبارکہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات اور احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بیعت اصلاح کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت لینا بالکل واضح ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے پاک نفوس تو اپنی اصلاح اور تربیت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لیں اور آج ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہ ہو تو اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی کہیے یا اور کچھ....!! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا یہ طریقہ کسی ایک ہی طرز کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ کبھی آپ تنہا مرد سے بیعت لیتے، کبھی لوگوں کی ایک جماعت سے بیعت لیتے، کبھی عورتوں سے بیعت لیتے اور کبھی تو آپ نے نابالغوں سے بھی بیعت لی ہے۔

بیعت کی اقسام

بیعت کی عام طور پر تین قسمیں ہیں: (1)......بیعت اسلام۔ (2)......بیعت جہاد۔ (3)......بیعت توبہ۔

صوفیائے کرام کا جو معمول ہے وہ بیعت توبہ ہے جسے بیعت اصلاح اور بیعت تصوف بھی کہتے ہیں۔ بیعت کا اصل مقصد تزکیۂ نفس اور اپنی اصلاح ہے سالک یعنی بیعت کرنے والا اس بات پر اپنا تعلق اور اپنی نسبت کسی صاحب نسبت سے قائم کرتا ہے کہ میں ان کے ہاتھ پر اپنے گناہوں کی توبہ کرتا ہوں اور آئندہ اپنی ذات کی اصلاح اور اپنی آخرت کو سنوارنے کیلئے ان سے پوچھ پوچھ کر، ان کی ہدایات کے مطابق چلوں گا۔ بیعت کا یہ عمل کوئی رسمی چیز نہیں بلکہ اس کا ثبوت قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اور لاکھوں اولیائے کرام کے حالات میں ملتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ بیعت اس لئے ہے کہ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے ان سے بچا جائے اور جو کچھ شریعت نے جائز کیا ہے اس کو زندگی میں لے آنے کیلئے عہد اور وعدہ کیا جائے۔ قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ سے خواتین کا بیعت اصلاح کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے ثابت ہے۔ اس لئے اصلاح باطن کی غرض سے شرعی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے متبع کامل شیخ سے خواتین بیعت کر سکتی ہیں اور کرنی بھی چاہیے۔

محقق علماء کی بیعت اصلاح

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے علماء کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دینی علوم سے فراغت کے فوراًبعد منبر و محراب کی زینت بننے سے پہلے کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرو۔ کتب سے علوم نبوت حاصل ہوتے ہیں تو اللہ والوں کی صحبت سے نور نبوت حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ہر دور کے وہ اکابر جن کے فیوض آج بھی جاری ہیں ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہی نظر آتا ہے وہ تزکیہ کیلئے وقت کے اہل اللہ کی خدمت میں بیٹھے اور اپنی زندگی کو تابناک بنایا۔

تاریخ میں جتنے بھی محقق علمائے کرام ملتے ہیں ان میں سے اکثریت کسی نہ کسی اللہ والے سے وابستہ تھی۔ ذیل میں ایسے بہت سے حوالے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مثلاً (1)......سید احمد شہید رحمہ اللہ کی بیعت و خلافت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ سے تھی اور آپ کی بیعت تصوف اپنے والد مکرم امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جو برصغیر میں اشاعت حدیث کا سبب بنے اور شاہ صاحب کی بیعت اصلاح اپنے والد محترم شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے تھی جو چاروں سلسلوں میں مجاز تھے اور ان کی بیعت اصلاح حضرت خواجہ سید عبداللہ واسطی رحمہ اللہ سے اور ان کی سید آدم بنوری رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) سے بیعت تھی اور خلافت حاصل تھی۔ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)۔ (2)......امام رازی رحمہ اللہ کی بیعت توبہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ کے ساتھ تھی۔ (3)......شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ (4)......اسی طرح مولانا جامی جیسی شہرہ آفاق شخصیت جن کی کتاب آج ہر عالم کیلئے پڑھنا لازم ہے آپ کی بیعت اصلاح خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔ (5)......امام غزالی رحمہ اللہ کے شیخ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ تھے۔ (6)......علامہ سید محمد شریف جرجانی رحمہ اللہ کی بیعت خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ سے تھی۔ (7)......صاحب تفسیر مظہری مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کی بیعت حضرت شیخ مرزا مظہر جان جاناں سے تھی۔ (8)......علمائے اہل حدیث کی معروف اور بنیادی بزرگ شخصیت حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے تھی اور ان کا سلسلہ بیعت نقشبندیہ کے معروف بزرگ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور اسی طرح شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ بھی لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔ (دبستان حدیث، مولانا اسحاق بھٹی) حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا ابوبکر غزنوی، مولانا داؤد غزنوی اور لکھوی خاندان رحمہم اللہ کے اسلاف بھی بیعت فرماتے تھے۔ (9)......حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور خود مستقل شیخ تھے مگر باوجود اس کے جب شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو

شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ نے یہ خیال نہیں کیا کہ میری تو تکمیل ہوچکی ہے اب مجھ کو کسی دوسرے بزرگ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ شاہ عبدالغنی کے بعد وہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوگئے۔ بعض لوگوں نے جب عرض کیا کہ حضرت! آپ تو خود مستقل شیخ ہیں! آپ کو اب کیا ضرورت تھی؟ تو شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ بھائی آدمی جب تک زندہ رہے اس کو چاہیے کہ سر پر کسی نہ کسی بڑے کو موجود رکھے۔ پہلے میرے شیخ موجود تھے، اس لئے ضرورت نہ تھی، اب جب ان کا انتقال ہوگیا، تو میں نے حضرت حاجی صاحب کی طرف رجوع کیا۔ پھر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بڑا نہ میسر نہ ہو تو کسی چھوٹے ہی کو مشورہ میں شریک کرلینا چاہیے۔ خواہ بعد مشورہ لینے کے ترجیح اپنی ہی رائے کو دے اور عمل اپنی رائے پر کرے، مگر مشورہ تو کرلے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے کو آزاد نہ رکھے۔

نور علم کیلئے مرشد کامل کی ضرورت

ایک بزرگ فرمانے لگے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ مولویوں کو کیا ہوا جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں؟، یہ لوگ تو خود لکھے پڑھے ہیں، وہاں کیا چیز ہے! جس کیلئے وہاں جاتے ہیں؟، وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں؟ تو ان بزرگ نے فرمایا: میں ایک مثال بتاتا ہوں، فرض کرو ایک شخص تو وہ ہے جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا اس کو یاد نہیں مگر مزے لیے ہوئے کھا رہا ہے۔ بتلاؤ تو مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والا کا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے والے کا، ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کا محتاج ہے، نہ کہ برعکس، اسی طرح ہم ''اہل الفاظ'' ہیں اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ ''صاحب معنی'' تو صاحب معنی محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ ''صاحب معنی'' کا محتاج ہوتا ہے، واقعی خوب حقیقت واضح ہوگئی جس سے علماء و عرفاء میں فرق سمجھ میں آ گیا۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ ﷺ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

☆ ایک اللہ والے فرمایا کرتے تھے کہ نری عربی پڑھنے سے انسان عالم تو ہوجاتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی زندگی میں عمل بھی آجائے عمل کیلئے ضروری ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کی جائے اور صحبت بھی تربیت حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے۔

ایک دنیا دار عالم اور درویش

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ وہ کسی دنیا دار عالم کے پاس پہنچے، جن کے یہاں بڑے بڑے محل اور دنیا کا سامان تھا۔ عرض کیا کہ حضرت! مجھے وضو کرنا نہیں آتا، مجھے وضو کرا دیجئے۔ چنانچہ وہ عالم ان کو وضو کرانے لگے، اس درویش نے کسی عضو پر چار مرتبہ پانی ڈال لیا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ اسراف ہے، تین مرتبہ ڈالو، درویش صاحب نے فرمایا

کہ یہ اتنے بڑے محل اور طرح طرح کے سامان جو تمہارے یہاں میں دیکھتا ہوں اس میں اسراف نہیں ہے اور ایک چلو پانی میں اسراف ہوگیا۔ ان مولوی صاحب کے دل پر ایک چوٹ لگی اور سب ذخیرہ خیرات کر کے اللہ کی یاد میں مشغول ہوگئے۔ دیکھئے! اس ایک دم کی صحبت نے کیا کچھ کر دیا اور اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم دین وہی کار آمد ہے کہ جس سے دین درست ہو اور دنیا سے بے رغبت کر دے۔ اس واقعے سے آپ کو یہ شبہ نہ ہو کہ بہت سے اہل اللہ بھی تو ایسے گزرے ہیں جن کے پاس خوب دنیا کی رونقیں تھیں...... تو اس کا جواب یہ ہے کہ سانپ وہی شخص پکڑتا ہے جو سانپ سے بچنے کا منتر جانتا ہے۔ اہل اللہ کیونکہ مجاہدوں کی بھٹی میں پسنے کے بعد اپنے دل کو اس قابل بنا لیتے ہیں کہ دنیا جب ان کے پاس آتی ہے تو ان کی جیب میں تو آتی ہے مگر ان کے دل میں نہیں آتی۔ (شاہانہ مزاج رکھنے والے اولیاء کرام رحمہم اللہ کی تفصیل آگے آرہی ہے)

ہمارے اکابر کی کامیابی کا راز

علماء وطلباء سب کیلئے صحبت اہل اللہ کا اہتمام ضروری ہے۔ ہمارے اکابر کی کامیابی کا ایک بڑا راز یہی تھا وہ کسی نہ کسی مشائخ طریقت سے جڑے ہوئے تھے۔

ایک بزرگ خدا کی قسم کھا کر فرمانے لگے اگر اہل علم کامل مشائخ کی صحبت کی طرف توجہ کریں تو مسلمان ساری تباہیوں سے بچ جائیں۔ کم از کم چھ ماہ کسی بزرگ کی خدمت میں رہیں اس طرح کہ اپنے تمام حالات انکے سامنے پیش کر دیں اور جس طرح وہ کہیں بالکل اسی طرح عمل کریں اگر وہ ذکر و شغل تجویز کریں تو ذکر و شغل میں مصروف ہو جائیں اور اگر وہ اس سے منع کر کے کسی دوسرے کام میں لگائیں تو وہاں لگ جائیں اور ان کے ساتھ محبت بڑھائے اور ان کی حالت کو دیکھتا رہے کہ کسی چیز کے لینے کے وقت یہ کیا برتاؤ کرتے ہیں اور دینے کے وقت کس طرح پیش آتے ہیں یہ اخلاق سیکھنے کا موقع ہے اور عملی زندگی کی مشق ہے۔ آج عملی زندگی کا بڑا فقدان ہے۔

اہل علم ......اور شیطان کا دھوکہ

بعض لوگ جو معمولی لکھنے پڑھنے کے بھروسے پر اہل اللہ کی صحبت سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خود لکھے پڑھے ہیں۔ ہم کو کسی کی ضرورت نہیں، ہم خود کتابوں میں دیکھ لیں گے۔ ایسے لوگوں کیلئے میرے مرشد حضرت ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف کی حقیقت کبھی کتابوں سے سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ ایک بزرگ فرمانے لگے کیا کبھی طب کی کتابیں دیکھ کر بیوی کو مسہل بھی دیا ہے، حکیم لوگوں کے پاس کیوں دوڑے آتے ہو اور اگر کوئی اس وقت کہتا ہے کہ تم نے کتاب میں دیکھ کر خود علاج کر لیا ہوتا تو یوں فوراً کہتے ہو کہ میاں خدا جانے کیا کمی رہ جائے۔ جس کی وجہ سے علاج میں غلطی ہو جائے۔ مجھ کو حیرت ہے کہ ہر فن میں تو اس کے جاننے والوں کا اتباع کرتے ہیں، لیکن دین کے اندر ہر شخص مجتہد بنتا ہے۔ یاد رکھو! جو کچھ کسی نے پایا ہے وہ صحبت اور اتباع کی بدولت پایا ہے۔

اہل علم کا غیر عالم سے بیعت ہونا

(1)...... حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ کو حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی ذات گرامی سے بہت عقیدت تھی وہ آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے تھے۔ آپ کے شاگردوں نے ایک روز حضرت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ اتنے بڑے مجتہد و امام ہو کر ایک دیوانے اور غیر عالم کے پاس جاتے اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہ امر آپ کی شان کے منافی ہے۔ حضرت امام رحمہ اللہ نے شاگردوں سے کہا بے شک میں علم ان سے بہتر جانتا ہوں لیکن خدا کو وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اور فرماتے "راس الحکمة مخافة الله" کہ دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے اور یہ دانائی مجھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی مجلس میں ہی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ جب ان کی صحبت میں آتے تو عرض کرتے کہ مجھ سے خدا کی باتیں کیجئے۔ (2)...... سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اپنے شیخ میاں جی حافظ نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ کی صحبت میں بیٹھے نظر آتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ جو کہ بہت بڑے عالم تھے وہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے جو باقاعدہ عالم نہیں تھے۔ اسی طرح حضرت آدم بنوری رحمہ اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور بالکل ناخواندہ تھے آپ سے بھی بڑے بڑے اہل علم حضرات نے کسب فیض کیا۔ (3)...... حضرت مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ اور پیر طریقت شیخ الحدیث استاد العلماء مولانا رشید احمد رحمہ اللہ جیسے علم و فضل کے آفتاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی صحبت میں اپنے علم و فضل کو جلا بخشتے نظر آتے ہیں۔ (4)...... مرشد العلماء حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اپنے تمام علمی و عملی کمالات کو اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا فیض بتاتے ہیں اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اصطلاحی لحاظ سے مکمل عالم بھی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کو مجدد وقت بنایا اور زندگی کے مختلف شعبوں سے سعید روحوں کو آپ کے گرد جمع فرما دیا تاریخ کا مایہ ناز کام آپ سے لیا۔

سوچئے! کتنے بڑے بڑے اہل علم حضرات ایک ایسے شخص کی صحبت میں نہ صرف باادب بیٹھے نظر آتے ہیں بلکہ ان کے حالات و ملفوظات کو اپنی کتب میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ نقل فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کو منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آداب بیعت

خموش اے دل بھری محفل میں چلاّنا نہیں اچھا   ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضرت ابو حفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف سراسر ادب ہے، ہر وقت ہر مقام اور ہر حال کا ادب، جس نے ان آداب کی رعایت کی وہ باکمال اولیاء کے مقام کو پہنچ گیا اور جس نے آداب کو ضائع کیا وہ محروم رہا چاہے وہ خود کو کامل سمجھ رہا ہو۔

بیعت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی خواہش کو شیخ کے تابع کر دے۔ راہ سلوک میں کامیابی اسی کو ملتی ہے اور ترقی وہی

کرسکتا ہے جو اپنی انا اور رائے کو ختم کردے اور انہی باتوں پر عمل کرے جو اس کا شیخ اسکو تعلیم کرے اور ظاہر ہے کہ متبع شریعت شیخ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا۔

آداب شیخ کا خلاصہ چار باتوں میں ہے: (1)......اعتقاد (2)......انقیاد (3)......اطلاع (4)......اور اتباع۔

اعتقاد:۔ اپنے شیخ سے اعتقاد اور محبت کے بارے میں میرے مرشد حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ”مرشد سے محبت نہ کرو بلکہ عشق کرو اور عشق بھی والہانہ اور سچا، جو چیز بھی مرشد کی محبت اور عقیدت کے درمیان حائل ہو تو اُس کو ذبح کردو“۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”**من لم یعتقد فی شیخہ الکمال لایفلح علی یدہ ابدا**“ (یعنی جو شخص اپنے شیخ کے کمال کا اعتقاد نہ رکھے گا وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے گا)۔

اپنے مرشد سے عقیدت اور محبت میں جتنی پختگی زیادہ ہوگی مرید شیخ کے فیض سے اتنا ہی زیادہ مستفید ہوگا۔ اس لیے اپنے مصلح اور رہنما سے عقیدت اور حسن ظن کے بغیر اُس کی بات ماننا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مرشد سے قلبی تعلق کے بغیر نہ معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی سلوک کی تکمیل۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ” سمیت المحبة لانها تمحو من القلب ماسوی المحبوب “ یعنی محبت کو محبت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے۔ مرشد کی محبت اس درجے کی ہو ۔

آہ وہ کیا دن تھے جب دل محبت سے سرشار تھا میکدے میں جسم کے، جو سانس تھا میخوار تھا
خار پر بھی آنکھ اٹھتی تو مل جاتا تھا پھول محفل ہستی کا جو بھی منظر تھا گلزار تھا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعت کی برکت سے بہت سے طالبینِ خدا اپنے حسنِ ظن کی وجہ سے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پر ان کے مرشد بھی نہیں پہنچے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سلوک میں خود پرواز نہایت ہی اُونچی تھی انھوں نے اپنے مرشد کو ایک مقام پر رُکا ہوا دیکھا کہ شیخ کی ترقی نہیں ہو رہی تو شیخ سے یہ سارا واقعہ عرض کردیا۔ شیخ نے اپنے صادق مرید سے توجہ کرنے کا کہا۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کو توجہ دی جس کی وجہ سے شیخ رکے ہوئے مقام سے نکل گئے۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ پانچ، چھ دن تک توجہ دیتے رہے لیکن اس کے باوجود اپنے شیخ سے محبت وعقیدت اور ادب واحترام میں کوئی فرق نہ پڑا۔ جو واقعی حقیقت میں مخلص ہوتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں خود اعلیٰ مقام تک پہنچ جائیں مگر مشائخ کی قدر ومنزلت میں کمی نہیں آنے دیتے۔

شروع میں بیعت ہوتے وقت تو انسان کو اپنے شیخ سے عقیدت ہوتی ہے، لیکن آہستہ آہستہ اس میں کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے، اور یہ کمی ودوری، شک وشبہات پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ شیخ چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو معصوم نہیں ہوتا لہٰذا ان سے کچھ ایسی باتیں ہوسکتی ہیں جو مرید کی سمجھ میں نہ آئیں تو ایسی باتوں کو بجائے اپنے ذہن میں سوچنے اور پکانے کے مرشد سے مناسب موقع پر عرض کردے۔

شیخ کی مجلس آداب کے ساتھ اختیار کرنے سے اور اللہ پاک سے مستقل دعا کرنے سے انشاء اللہ رب کا کرم ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہر وقت یہ بھی تصور میں رکھا کرے کہ اللہ پاک کے تعلق سے بڑھ کر میرے لیے کوئی اور چیز نہیں اور اتنی بڑی دولت مجھے میرے مرشد کے ذریعے سے ملنی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہے اپنے شیخ کے لیے دعا بھی کرتا رہے۔

انقیاد:۔ انقیاد کا مطلب یہ ہے کہ مرشد پر کامل بھروسہ کرنا۔ ایک شخص ہوائی جہاز پر سفر کرنا چاہتا ہے تو ٹکٹ خرید کر پائلٹ پر مکمل اعتماد کرکے جہاز میں بیٹھ جاتا ہے تو پائلٹ سواری کو منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ مرید اسی طرح اپنے شیخ پر اعتماد کرتے ہوئے باطنی سفر کے لیے اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کرتا ہے تو شیخ اپنے مرید کو راہ پر چلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیتا ہے۔

میرے مرشد حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد پر اتنا یقین ہونا چاہیے جتنا اپنے والدین پر ہوتا کہ کبھی ان سے ان کے نکاح نامے کی تحقیق نہیں کی بس یہ معلوم ہو گیا کہ یہ میرا باپ اور یہ میری ماں ہے کبھی ان سے تفتیش نہیں کی، فوراً مان لیا کہ ہاں صحیح ہے اس سے بھی زیادہ اپنے مرشد پر یقین ہونا چاہیے کیونکہ وہ آخرت اور رب سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ اور فرمایا کہ اپنے مرشد کے بارے میں یہ یقین ہو کہ جو فائدہ مجھے اپنے مرشد سے پہنچ سکتا ہے کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچ سکتا۔ سلوک کے راستے میں بغیر تکمیل کے کسی اور بزرگ کی طرف توجہ کرنا شیطان کا بڑا وسوسہ اور نورانی و روحانی جال ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی بھی ولی کی شان میں گستاخی اور بے ادبی بھی جائز نہیں۔

اطلاع:۔ جس طرح جسمانی نظام کو درست رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ اپنے معالج کو اپنے احوال سے باخبر رکھا جائے اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ اپنے روحانی نظام اور روح کے نظام کی اصلاح کے لیے اپنے روحانی معالج یعنی مرشد کو اطلاع دیتا رہے۔ جو سالک اپنے احوال کی مستقل اطلاع دیتے ہیں وہ بہت جلد اپنی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے شیخ کو اچھے یا بُرے دونوں قسم کے حالات کی خبر دیتے رہنا چاہیے بالخصوص بُرے اور کمزور حالات تو ضرور ہی لکھیں، صرف اس گمان اور وہم میں نہیں رہنا چاہیے کہ میرے شیخ کو میرے حالات کی خبر تو ہو ہی جائے گی مجھے اطلاع واحوال دینے کی کیا ضرورت ہے ایسا شخص آہستہ، آہستہ شیطان کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ شیطان بعض اوقات ایسے سالک کو نورانی صورت میں بڑے سنہرے خواب دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو تو خود باکمال ہوتا جا رہا ہے اور تیری کیفیات بڑھتی جا رہی ہیں یاد رکھیں یہ سب شیطان تجربہ کار کے دھوکے ہیں۔

حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کیلئے پیر کی صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ اگر یہ روز نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں دو تین دفعہ ہی سہی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھے تا کہ بالکل غیر حاضروں میں شمار نہ ہو جائے۔

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے با کمال بزرگوں میں سے تھے ایک مرتبہ آپ نے کوئی مشتبہ چیز کھالی تو آپ کی تمام روحانی کیفیات ختم ہو گئیں۔ وہ اپنے شیخ مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اپنی حقیقت حال بیان کی۔ شیخ نے کئی دن توجہ دی اسکے بعد آپ کی کیفیات بحال ہوئیں۔ دیکھیں! اتنے بڑے با کمال بزرگ ہونے کے باوجود بھی حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کو اطلاع دینے اور ان کی خدمت میں حاضری کے محتاج ہیں۔ تو جہات کے حصول کے لیے یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ مرید سچی طلب لے کر آئے۔

اتباع:۔ راہ سلوک میں اتباع کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی رائے کو بالکل ہی فنا کر دے، جس طرح ہم جب کسی جسمانی معالج کے پاس جاتے ہیں تو طبیب ہماری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ ہمارے مرض کے مطابق علاج تجویز کرتا ہے، وہ چاہے آپریشن ہی کیوں نہ کہہ دے ہم بھاری بھر کم فیس دینے کے بعد بھی ڈاکٹر کی اس رائے پر اپنے جسم کو کٹوانے پر راضی ہو جاتے ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ اس فن کا ماہر اور ہمارا محسن ہے۔ لیکن اپنی روح کا علاج کرانے کے لیے جس معالج کے پاس آ کر ہم اپنا علاج کراتے ہیں ان کی تعلیمات میں سوطرح کی لوجک (دلیلیں) سوچتے ہیں۔

بیعت کی اصل روح یہی اتباع ہے اور شیخ سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ سے اشارے کی بھی تکمیل کی جائے، ان کے وعظ و تقریر کے ہر لفظ پر یہ سوچا جائے کہ یہ سب میرے لیے ہیں۔ یہ نہ سوچا جائے کہ نفع ہوا یا نہیں؟ انشاء اللہ کام اللہ پاک کے فضل سے ضرور بنے گا۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس بیعت کر لی یہی کافی ہے اور اسی پر ہماری نجات ہو جائے گی، آج کے اس گئے گزرے دور میں جب کہ دین پر چلنا ایسا ہے جیسا ہاتھ میں انگارہ لینا، اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں سے بیعت اور نسبت بہت اُونچی چیز ہے۔ لیکن یہ بھی ایک دھوکا ہے کہ بیعت کو کافی سمجھ لیا جائے اور اپنی زندگی بدلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

اپنے وقت کے نامور علمائے کرام رحمہم اللہ نے اپنے دور کے مشائخ کے ہاتھ پر رواجی بیعت نہیں کی بلکہ علم اور عمل میں جوڑ پیدا کرنے لیے ان کی تعلیمات پر سر تسلیم خم کیا۔

بد پرہیزی یا عملی کوتاہی پر اگر شیخ کوئی تنبیہ کرے تو اس پر برا نہ مانے بلکہ اس کو اپنے لیے رحمت سمجھے اور یہ سوچے کہ یہ تو مجھ پر احسان ہوا کہ مجھے ٹوک دیا گیا اگر مجھے نہ روکا جاتا تو نہ جانے میرا کتنا بڑا نا قابل تلافی نقصان ہو جاتا۔

مریدین کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جو حکم پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو منشاء شیخ پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو مراد ہوتے ہیں۔ اگر شیخ کی تعلیم پر عمل اور ان کے کہنے پر اطمینان نہ ہو تو اگر ساری عمر بھی چکی پیسے گا تو نفع نہیں ہوگا۔

بیعت کا مقصد اور طریقہ

بیعت کا مطلب اپنے شیخ سے وعدہ ہوتا ہے اور یہ عزم ہوتا ہے کہ آج کے بعد میں اپنی اس زندگی سے توبہ کرتا ہوں جس زندگی میں اپنے پیدا کرنے والے کریم رب سے دور رہا اور بھولا رہا اور اس کی نافرمانیوں کے باوجود وہ محبت کرنے والا داتا

مجھے چھوٹ دیتا رہا۔ اور میں اپنے شفیق و محسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کو فراموش کئے ان کی پاکیزہ سنتوں سے دور رہا آج میں اس زندگی سے توبہ کرتا ہوں۔ بیعت سے مقصد یہ ہے کہ بندہ واقعتہً اللہ کا بندہ بن جائے، ہر قسم کی ظاہری و باطنی نافرمانیوں سے توبہ کر کے پکا اور سچا مسلمان بن جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ دنیا کا کوئی تعلق کوئی محبت کوئی خوف اس میں لچک پیدا نہ کر سکے، یہ ہے بیعت کا صحیح مقصد۔

میرے شیخ حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ قادری ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت فرمانے کا طریقہ یہ تھا کہ جو بھی سالک آتا اگر مجمع زیادہ ہوتا تو آپ چادر یا کپڑے وغیرہ کو پھیلا لیتے اور فرماتے کہ اس کو پکڑ لو اور دل ہی دل میں یہ کلمات دھراتے جاؤ: ''اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ ''یا اللہ! میں نے توبہ کی شرک سے، بدعت سے، صغیرہ کبیرہ گناہوں سے اور تیری ہر نافرمانی سے اور عہد لیا میں نے آج کے بعد میں تیرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کے مطابق زندگی گزاروں گا اور بیعت لی میں نے (خواجہ سید) محمد عبداللہ (رحمتہ اللہ علیہ) کے سلسلے میں یا اللہ! میری بیعت قبول فرما:

پھر بیعت کی اہمیت بیان فرماتے اور اعمال کی تلقین اور گناہوں سے بچنے کی تاکید فرمانے کے بعد ثابت قدمی کیلئے دعا فرما دیتے اور فرماتے اگر خدانخواستہ کبھی اپنا یہ کیا ہوا وعدہ یعنی بیعت ٹوٹ جائے یعنی گناہ ہو جائے تو سچا مرید اور سالک وہ ہوتا ہے جو دوبارہ توبہ کر لے اور اپنے کئے پر سچے دل سے نادم ہو جائے اور اپنے روٹھے دوست یعنی رب کو منا لے۔

تمام سالکین کو سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت سلوک کا مقصد گناہوں سے بچنا ہے نہ کوئی رنگ دیکھنا مقصد ہے نہ لوگوں میں عزت پانا مقصد ہے اور نہ اڑنا اور اڑانا ہے نہ رونا ہے نہ رلانا ہے بس ہم نے تو اپنے یار کو منانا ہے۔ یاد رکھیں کہ نہ اچھا خواب آنا مقصد ہے اور نہ کشف و کرامات مقصد ہیں بلکہ صرف گناہوں سے بچنا اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنا ہی اصل مقصد ہے۔

بیعت کے (8) فائدے

(1)...... جب انسان کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو سب سے پہلے شیخ مرید کو توبہ استغفار کراتا ہے، مرید کو بیعت سے پہلا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ وہ توبہ استغفار پر اللہ کے ولی کو گواہ بنا لیتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی بیعت کے کلمات سچے دل سے پڑھ لیتا ہے اگرچہ وہ سو سال کا کافر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ (2)...... گزشتہ گناہوں سے مرشد توبہ کرا دیتے ہیں اور باقی زندگی اعمال صالحہ کیلئے زیادہ مضبوط بنا دیتے ہیں۔ (3)...... ادب و عشق کے دشمن یعنی نفس و شیطان سے مقابلہ کرنے کیلئے اب مرید تنہا نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے مرشد کے توسط سے اللہ جل جلالہ کی پناہ میں ہے۔ (4)...... بیعت سے پہلے انسان پر غفلت کا غلبہ تھا اب خطا کاری اور غفلت کا دور ختم ہو گیا اب یاد الٰہی کی لذت اسے ہر لحظہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔ (5)...... حلقہ بیعت میں آنے کے بعد اب مرید حزب اللہ میں شامل ہو گیا ہے۔ (6)...... عشق حقیقی کی منازل جو پہلے کٹھن تھیں اب رہبر کامل کی معیت میں وہ راستے

زیادہ آسان ہو گئے ہیں تنہا سفر کرنیوالا اس سفر کی لذت سے محروم رہتا ہے۔ ’’بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق عمر بگذشت اور نہ شد آگاہ عشق ‘‘یعنی وادی عشق میں اگر کسی سفر کے بغیر کوئی قدم رکھتا ہے چاہے وہ ساری عمر اس جادہ شوق پر رواں دواں رہے وہ اسرار ورموز عشق سے آگاہی حاصل نہ کر سکے گا۔ (7)......مرشد سے بیعت کرنے سے پہلے انسان ایمان کے ازلی دشمنوں یعنی دولت دنیا، شیطان اور نفس کی فرمانبرداری میں تھا اور اس طرح اس کا ٹھکانہ دوزخ تھا اب ان کی پیروی سے باز آ کر اعلیٰ علیین کی طرف چل پڑا ہے جو متلاشیان حق عارفوں کا مقصود ہے۔ (8)......اللہ کے فضل وکرم سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ موت کے وقت جب دنیا کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے آخرت کے حالات سامنے کھلنے لگیں گے اس گھبراہٹ کے عالم میں یہ نسبت کام آجائے گی اگرچہ یہ شخص گناہ گار ہی کیوں نہ ہو اور انشاء اللہ موت ایمان اور اسلام پر آتی ہے۔

بیعت کے متعلق عمومی اشکالات اور ان کا جواب

بیعت کیا ہے؟

بظاہر تو بیعت ہونے والا شیخ سے بیعت کرتا ہے لیکن درحقیقت یہ عہد اللہ تعالیٰ سے ہے اس لیے خوب سوچ سمجھ کر بیعت ہونا چاہیے تاہم بیعت خود مقصود نہیں اصلاح مقصود ہے۔

غلط سوچوں کی اصلاح

آج کل بہت سے لوگوں میں بیعت سے غلط مقاصد پیش نظر رہتے ہیں ان سب کا نچوڑ طلب دنیا ہے۔ مثلاً پیر صاحب کی سفارش سے دنیا کی مشکلات حل ہو جائیں گی، یا ان سے اونچے طبقہ کے لوگوں سے تعارف ہوگا، یا تعلقات پیدا ہوں گے تو ہر قسم کے کام نکلوانے میں سہولت ہو جائے گی یا پیر صاحب کی برکت سے جن بھوت وغیرہ بلاؤں سے نجات مل جائے گی یا بعض دین کے لبادے میں دنیا کماتے ہیں۔ بعض سمجھتے ہیں کہ صرف مرید ہونے سے سے بیڑا پار ہو جائے گا گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہیں، بعض لوگ پیر بننے کی خواہش رکھتے ہیں یا خلافت کے طالب ہوتے ہیں یا اسی قسم کی اور باتوں کی وجہ سے بیعت کا بھرپور فائدہ نہ ہوگا۔

صحیح طریقہ

بیعت ہونے کے بعد صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچا جائے اور دوسروں کو بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑے بغیر اسے راضی کرنا قطعاً ناممکن ہے، بہت سے لوگ مراقبات، محاسبات اور اذکار واشغال تو بہت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیاں دیکھ رہے ہیں ان سے روکنا تو درکنار اپنے چہرے سے بھی ناگواری کا کوئی اثر ظاہر نہیں کرتے۔ بس وظائف اور مراقبات پر زور ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں خود مقصود نہیں

بلکہ مقصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں، اصل مقصد ظاہری و باطنی گناہوں سے بچنا ہے جس کے لئے بنیادی چیز ہمت ہے، مراقبات واذکار وغیرہ سے بھی ہمت بلند ہوتی ہے۔

اعتراض اور اسکا جواب

بعض لوگوں کو بلکہ علماء کو بھی اشکال ہوتا ہے کہ جب مقصد ہی گناہ چھوڑنا ہے تو یہ کام تو انسان خود بھی کرسکتا ہے کسی سے بیعت ہونے کا کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ بیعت ہونے کے بعد دل میں فکر آخرت پیدا ہونے لگتی ہے جب فکر پیدا ہوتی ہے تو سمجھئے کام بن گیا۔ یہ فکر ہی بنیاد ہے اصلاح کی، بے فکر شخص کی اصلاح کبھی نہیں ہوسکتی۔ بیعت ہونے کے بعد ہمت پیدا ہوجاتی ہے، ہر کام کے بارے میں فکر پیدا ہونے کے بعد تحقیق کرے گا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قوانین کا علم ہے لیکن اس کے باوجود غفلت طاری رہتی ہے۔ بیعت ہونے سے یہ استحضار پیدا ہوجاتا ہے بعض لوگ اپنی طرف سے دیندار بننے کی بہت تدبیریں کرتے ہیں مگر گناہ نہیں چھوٹتے۔ شیخ ہر مرید کے مزاج کو دیکھ کر اس کے لئے الگ الگ نسخے تجویز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ باطنی گناہ کہ ان کا سرے سے علم ہی نہیں ہوتا۔ شیخ ان امراض کی تشخیص کرکے بتاتا ہے کہ تیرے اندر فلاں مرض ہے، باطنی امراض ان کے دل میں موجود ہوتے ہیں مگر مریض کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کس مرض کا شکار ہے۔ اس قسم کے خطرناک امراض کی نشاندہی اور ان سے بچنے کیلئے کسی مصلح (شیخ کامل) کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ اصلاحی تعلق قائم کرنا ضروری ہے، بیعت مقصود نہیں مقصود تو اصلاحی تعلق ہے۔

بیعت سے فائدہ کیسے ہوتا ہے؟

بیعت ہونے والے کو یہ خیال رہے گا کہ اس نے شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سچا مسلمان بننے کا وعدہ کیا ہے یہ فکر اسے بیدار ہوشیار رکھے گی۔ شیخ کی دعا اور نظر شفقت اس کی مددگار رہے گی، شیخ کی صحبت سے فکر آخرت پیدا ہوگی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

ایک جگہ سے بیعت دوسری جگہ سے اصلاح

بعض اوقات مرشد کسی دوسرے شہر یا ملک میں ہوتے ہیں اور سالک کو بظاہر ان کی صحبت میسر نہیں آتی یا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیعت کا تعلق کسی اور جگہ سے ہوتا ہے لیکن طبیعت کی مناسبت کسی اور اللہ والے کیساتھ ہوتی ہے۔ یاد رکھئے بیعت کا اصل مقصد صرف اور صرف تعلق مع اللہ اور اپنی ذات کی اصلاح ہے نہ کہ صرف بیعت کرلینا۔ اگر ایسا ہو تو اپنے شیخ سے اجازت لے لی جائے اور جہاں سے نفع اور اصلاح ہورہی ہے وہاں صحبت اختیار کی جائے۔ لیکن اپنے شیخ سے محبت و عقیدت اور خلوص میں کمی نہ آنے دی جائے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں تھے اور ان کے ایک مرید مکہ میں تھے۔ انہوں نے اپنے شیخ کو خط لکھا کہ عصر کے بعد حرم شریف کے اندر ایک بزرگ کی محفل لگتی ہے میں اس

وقت طواف کیا کروں یا ان کی صحبت کو اختیار کروں؟ تو شیخ نے لکھا کہ اگر تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہوں تو پہلے ان کا علاج کرواؤ گے یا قرآن شریف کی تلاوت کرو گے؟ لہٰذا طواف کو موخر کر دیا کرو اور ان کی صحبت اختیار کیا کرو۔

کیا صرف بیعت کرنا ہی کافی ہے؟

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس بیعت کر لی یہی کافی ہے اور اسی پر ہماری نجات ہو جائے گی۔ نہ کبھی اپنی اصلاح کی فکر کرتے ہیں اور نہ کبھی شیخ کو اپنے احوال کی اطلاع دیتے ہیں۔ بیعت کا مقصد صرف ہاتھ میں ہاتھ دینا ہی نہیں ہے۔ بلاشبہ آج کے اس گئے گزرے دور میں جبکہ دین پر چلنا ایسا ہے جیسا ہاتھ میں انگارہ لینا، اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں سے بیعت اور نسبت بہت اونچی چیز ہے۔ لیکن یہ بھی ایک دھوکا ہے کہ بیعت کو کافی سمجھ لیا جائے اور اپنی زندگی بدلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

بد پرہیزی یا عملی کوتاہی پر اگر شیخ کوئی تنبیہ کرے تو اس پر برا نہ مانے بلکہ اس کو اپنے لئے رحمت سمجھے اور یہ سوچے کہ یہ تو مجھ پر احسان ہوا کہ مجھے ٹوک دیا گیا اگر مجھے نہ روکا جاتا تو نہ جانے میرا کتنا بڑا ناقابل تلافی نقصان ہو جاتا۔

مریدین کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جو حکم پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو منشاء شیخ پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو بامراد ہوتے ہیں۔ اگر شیخ کی تعلیم پر عمل اور ان کے کہنے پر اطمینان نہ ہو تو ساری عمر بھی چکی پیسے گا تو نفع نہیں ہوگا۔

مرشد سے طبیعت کی مناسبت لازم ہے

اس راہ میں مناسبت بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفع کا مدار مناسبت پر ہے۔ جیسے بلڈ گروپ ملانا ضروری ہے۔ اگر کسی بادشاہ کو خون کی ضرورت ہے اور ایک سبزی بیچنے والے کے خون کا گروپ اس سے ملتا ہے تو ڈاکٹر یہی کہے گا کہ اس سبزی فروش کا خون چڑھوا لو۔ اگر بادشاہ کہے کہ میں تو بادشاہ ہوں میری توہین ہو جائے گی کہ میرے خون میں سبزی والے کا خون چڑھایا جائے میرے لئے محمد علی کلے کو بلاؤ۔ تو ڈاکٹر کہے گا کہ جناب آپ کا بلڈ گروپ اس سے نہیں مل رہا ہے۔ محمد علی کلے کا خون چڑھتے ہی آپ بے کلی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لہٰذا شیخ کی شہرت کو نہ دیکھو اپنی مناسبت کو دیکھو۔

بیعت میں جلد بازی نہیں......!

بیعت کرنے میں کبھی جلد بازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اچھی طرح سوچ بچار کے بعد ہی کسی صاحب نسبت اور متبع سنت کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہیے۔ اصل میں یہ ہاتھ میں ہاتھ دینا نہیں بلکہ مرشد کے ہاتھ میں اپنا ایمان دینا ہے۔ لہٰذا خوب اچھی طرح سوچ بچار کی جائے، کچھ عرصہ ان کی صحبت اختیار کی جائے اور دیکھا جائے کہ ان کے متعلقین کے اندر آخرت کا رجوع کتنا بڑھ رہا ہے۔ جب طبیعت کو مناسبت ہو جائے تو اس کے بعد مسنون طریقے سے استخارہ کیا جائے۔ جب خوب اچھی طرح سے دل کو اطمینان ہو جائے تو اس کے بعد اپنی نسبت ان کے ساتھ قائم کر لی جائے لیکن نسبت کے قیام کے بعد

پھر دوبارہ ان کی چھان پھٹک میں نہ لگا جائے اور نہ ان کی خامیوں اور کمزوریوں کی ٹوہ میں رہا جائے۔ اکثر لوگ یہ کرتے ہیں کہ جب کسی اللہ والے کا تذکرہ سنا تو فوراً بیعت کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اس سے شیطان جلدی گمراہ کر دیتا ہے۔ اس لئے بیعت میں جلد بازی کرنا مناسب نہیں اور بیعت کے بعد وساوس میں مبتلاء ہونا اس سے زیادہ نا مناسب ہے۔

شیطان کا دھوکہ

اس دور میں اللہ والے کہاں......! ہم نے بہت دیکھے ہیں اب وہ زمانہ نہیں رہا، اس طرح کے جملے شیطانی وسوسہ ہیں ورنہ آج بھی اس پرفتن دور میں سعید روحیں اہل اللہ کی صحبت کی بدولت قابل رشک زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اس لئے نفس و شیطان سے بچنے کیلئے بھی اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے جس سے دین کا صحیح فہم پیدا ہوتا ہے اور انسان بسہولت دین کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ آج کی اس مصروف زندگی میں راحت وسکون کیلئے ہم کس حد تک کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں یہ نعمت حاصل ہو۔ اللہ نے یہ نعمت صرف اور صرف اپنے تعلق اور اپنے ذکر میں رکھی ہے جو اہل اللہ کی صحبت سے ہی میسر آ سکتی ہے۔

صحبت شیخ کا طریقہ

جب یہ بات سمجھ آ گئی کہ معرفت کے راستے میں شیطان کے خطرات اور چال بازیوں و مکاریوں سے بچنے کیلئے کسی ماہر علم وفن تجربہ کار رہبر کی ضرورت ہے تو ان کی خدمت میں حاضری لازمی ٹھہری اسی صحبت شیخ کو رابطہ بھی کہتے ہیں۔ میرے حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس طرح بری نظر کا لگ جانا حق اور سچ ہے اور یہ نظر انسان کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دیتی ہے اسی طرح کسی اللہ والے کی اچھی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ یعنی شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے جس کی بناء پر سالک کو اپنے دل میں مشاہدہ الٰہی کے انوار محسوس ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ریاضت اور کوشش ایک آنے کے برابر ہے اور صحبت شیخ سولہ آنے کے برابر ہے۔ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ جب میں کسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس طرح گیا کہ اپنے قلب کو تمام نسبتوں اور علوم و معارف سے خالی کر لیا اور اس کا منتظر رہا کہ ان کی زیارت اور کلام سے مجھ پر کیا برکات وارد ہوتی ہیں۔

شیخ سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کی موجودگی میں ان کے سامنے نہایت ہی ادب سے فیض کا حریص بن کر بیٹھے اور شیخ کے قلب سے اپنے قلب میں فیض آنے کا تصور کرے۔ مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے حتیٰ کہ نوافل ذکر و اذکار وغیرہ بدون شیخ کی اجازت کے نہ پڑھے۔ (مرشد کی محبت کے واقعات آگے تفصیل سے آ رہے ہیں)

اذکار مقصود اصلی نہیں ......!

شیخ کے پاس جانے کی صرف یہ غرض نہ ہو کہ ان سے وظائف اور اذکار پوچھ لیا کروں گا کہ کتنا ذکر کروں؟ کتنی تسبیح پڑھا کروں؟ کیا کیا معمولات اختیار کروں؟ کیونکہ یہ ذکر واذکار، وظائف اور تسبیحات تو اس راستے کے لئے معین ہیں، خود مقصود اصلی نہیں، مقصود اصلی اس کا طریق کار یہ ہے کہ اپنی صبح سے شام تک کی زندگی کا جائزہ لیتا رہے اور یہ دیکھے کہ میں نے جو فلاں کام کیا تھا اس میں کہیں تکبر تو شامل نہیں ہوگیا؟ فلاں کام کے اندر غصے کا ناجائز استعمال تو نہیں ہوا تھا؟ فلاں کام میں نے طمع اور حرص کی وجہ سے تو نہیں کیا تھا؟ یا میرے اندر حب مال اور حب جاہ تو نہیں ہے؟ ان تمام چیزوں کا جائزہ لیتا رہے اور شیخ کو اطلاع کرتا رہے اور انکا علاج پوچھتا رہے اور شیخ جو علاج بتائے اس پر عمل کرتا رہے اور اگر اس علاج پر عمل درآمد میں کوتاہی یا دشواری ہو تو وہ بھی شیخ کو بتائے۔ غرض یہ کہ اصلاح حال کیلئے اپنی ہر کیفیت سے اپنے مصلح اور شیخ کو باخبر کرتا رہے۔

اذکار نقصان دہ بھی ہو سکتے ہیں

آج ہم نے تصوف اور طریقت کو ایک رسم بنالیا ہے کہ ہم فلاں صاحب سے بیعت ہیں بس آگے کچھ نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کرلیا کہ شیخ نے جو کچھ معمولات اور کچھ تسبیحات بتادیں کہ فجر کے بعد یا کسی اور مقررہ وقت میں ان کو پڑھ لیا کرو وہ پوری کرلیں، اس سے آگے کچھ نہیں۔ حالانکہ ایک اللہ والے فرمایا کرتے تھے کہ برائیوں کی اصلاح کے بغیر تو ذکر کی مثال یہ ہے کہ جب تک کوئی آدمی بیمار ہو، اس کو بیماری کی حالت میں ٹانک یعنی طاقت کی دوائیں نہیں دی جاتیں، مثلاً شدید نزلہ یا بخار ہو رہا ہے تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ پہلے اس نزلہ اور بخار کا علاج کراؤ، اس حالت میں کوئی طاقت کی دوائی نہ دی جائے کیونکہ طب کا اصول یہ ہے کہ جب آدمی کے اندر کوئی خلط غالب آجاتی ہے تو اس حالت میں انسان جو غذا بھی کھائے گا وہ غذا اس خلط کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے مثلاً اگر بلغم غالب ہے تو اس حالت میں جو مقویات اور غذا کھائے گا وہ سب بلغم کی طرف مستحیل ہو جائیں گی۔ لہٰذا پہلے اس بیماری کا اور اس خلط کا علاج کیا جائے گا، پھر مقویات دی جائیں گی تو وہ مقویات کارآمد ہوں گی۔

اسی طرح اگر دل میں تکبر وانانیت کا بت بسا ہوا ہے اور اس حالت میں ذکر کر رہا ہے تو اپنے اس عمل کے نتیجے میں بعض اوقات تکبر کی بیماری اور زیادہ ہو جاتی ہے، چنانچہ اب وہ یہ سمجھے گا کہ دیکھو میں کتنا بڑا اللہ والا ہوں کہ اس طرح ذکر کر رہا ہوں، اور جو کام بڑے بڑے صوفیاء کرام نے کئے تھے وہی کام میں بھی کر رہا ہوں۔ لہٰذا اس ذکر سے اسے فائدہ ہونے کے بجائے اس کے تکبر کی بیماری کو اور زیادہ تقویت حاصل ہوگی، اس لئے عام طور پر ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ آدمی پہلے اپنی باطنی بیماری کو دور کرائے۔

☆......☆......☆

آداب شیخ کی اہمیت اور ضرورت

ادب تصوف کا رکن اعظم ہے

مرید اپنے شیخ کا جس قدر زیادہ ادب کرے گا اتنی ہی زیادہ محبت بڑھے گی اور جوں جوں محبت بڑھتی جائے گی اتنا ہی جلدی اس کو کمال حاصل ہوگا۔ شریعت، طریقت، معرفت سب کا مجموعہ آداب ہیں۔ جب تک آداب کی رعایت نہ کی جاوے گی کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ بے ادب کسی مقام و درجہ تک نہیں پہنچتا بلکہ وہ رحمت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از لطف رب
بے ادب خود را نہ تنہا خوار کرد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق نرد

ترجمہ: ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب خدا کی مہربانی سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب اپنے آپ کو ہی خوار نہیں کرتا بلکہ تمام جہاں کو خراب کرتا ہے۔

ادب باکمال اہل اللہ کی نظر میں

(1)......حضرت علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اَلْعَبْدُ یَصِلُ بِطَاعَتِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَبِاَدَبِہٖ اِلٰی رَبِّہٖ" یعنی (عبادت کی بدولت انسان جنت میں پہنچ جاتا ہے اور ادب سے رب تک پہنچ جاتا ہے)۔ (2)......شیخ جلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لا ادبہ لہٗ لا شریعت لہ" جس کو ادب نہیں اس کو شریعت کی خبر نہیں۔ (3)......ابوبکر کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لم یتأدّب باستاذٍ ھو بطال" جس نے کسی پیر طریقت سے ادب نہیں سیکھا وہ جھوٹا مکار ہے۔ (4)......عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے: "ادب الخدمۃ اعزمن الخدمۃ" ادبِ خدمت کو ملحوظ رکھنا خدمت سے بڑھ کر ہے یہی بزرگ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ کثرت عمل کی بہ نسبت ہم کو ادب کی بہت ضرورت ہے۔ (5)......ایک بزرگ کا قول ہے "من لا ادب لہ لا ایمان لہٗ ولا توحیدلہ" جس کو ادب نہیں اس کا ایمان و توحید کچھ نہیں۔ (6)......خواجہ ابن عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو ادب سے محروم رہا وہ تمام کمالات سے محروم ہے کہتے ہیں کہ حکیم ترمذی رحمہ اللہ اتنا ادب رکھتے تھے کہ عیال کے سامنے کبھی ناک تک صاف نہ کیا کرتے تھے۔ (7)......محمد بن فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدبختی کی علامت یہ ہے کہ صالحین کی صحبت نصیب ہو اور پھر ان کی عزت و حرمت سے محروم رہے۔ علم ہو اور عمل نصیب نہ ہو، عمل کرتا ہو لیکن اخلاص نہ ہو۔ (8)......ابوبکر واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بادشاہ کی خدمت نہ کی ہوتی تو مشائخ کی خدمت نہ کرسکتا۔ (9)......ابوعمر ذخالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے بیت الخلاء کی صفائی اپنے ہاتھ سے کرتا رہا اور میں اس پر فخر کرتا تھا۔ (10)...... جب تک مرید میں دو صفات نہ ہوں گی اس وقت تک شیخ کی ولایت کا تصرف مرید پر کامل طور پر نہ ہوگا اول یہ کہ مرید ادب میں ایسا ہو جیسا بیٹا باپ کے ساتھ یعنی جس طرح بیٹا باپ کی

نافرمانی کا سوچ بھی نہیں سکتا اس طرح مرید بھی اپنے پیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ایسا مؤدب جیسے غلام بادشاہ کی خدمت میں۔ کیونکہ مشائخ طریقت کا اتفاق ہے کہ " من دخل بالادب وصل "جو ادب سے داخل ہوا وہ واصل ہوگا۔ (11)......حضرت علی سقفی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی بزرگوں کے ساتھ عزت وحرمت اور ادب سے صحبت نہ رکھے بزرگوں کا فیض اور ان کی نظر کی برکت اس پر حرام ہو جاتے ہیں اور ان کا کوئی اثر اس پر ظاہر نہیں ہوتا۔ (12)......حضرت مجد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں شیخ کی صحبت کے آداب وشرائط کا پیش نظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے اور اسی سے معرفت کے راستے کھلتے ہیں آداب کے بغیر کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا اور نری مجلس میں حاضر ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (13)......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی بغیر کسی مقتدا کے اس راہ میں قدم رکھے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ جو شخص مشائخ کا ادب واحترام چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کی نظروں میں ناپسندیدہ بنادے گا۔

اولیائے کرام کے ادب بھرے واقعات

مشائخ طریقت کا اتفاق ہے کہ " من دخل بالادب وصل" جو ادب سے داخل ہوا وہ اصل ہوگا۔

تمام اولیائے کرام اور بزرگان دین کی زندگیوں میں جو چیز بہت ہی زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ اپنے مرشد کا ادب ہے۔ پوری تاریخ اسلامی اس بات کی شاہد ہے کہ کوئی بھی بے ادب اور گستاخ مقام ولایت ومعرفت تک نہیں پہنچ سکا ذیل میں کچھ اہل اللہ کی زندگیوں کے واقعات لکھے جاتے ہیں جو خود بھی بڑے ہونے کے باوجود اپنوں سے بڑوں کا ادب کیا کرتے تھے۔ اللہ کریم ہم سب کو اہل اللہ کا بھرپور ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ "الطریق کلہ ادب" یہ راستہ سراسر ادب کا راستہ ہے۔

مرشد کا ادب والدین سے زیادہ

(1)......میرے شیخ حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے مرشد کا ادب والدین کی طرح کرنا چاہیے۔ اس بات کی تائید امام غزالی رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: استاذ کا حق والدین سے بڑھ کر ہے کیونکہ والد تو صرف ظاہری وجود اور فانی زندگی کا سبب ہے اور استاذ بھلائی وآخرت کی طرف رہنمائی کرنیوالا اور دائمی زندگی کا سبب ہے۔ اگر استاذ نہ ہو والد کے سبب سے حاصل ہونیوالا وجود ہمیشہ کی ہلاکت میں گر جائے تو استاذ ہی دائمی اور اخروی زندگی کا ضامن ہے۔ (احیا العلوم) شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم سکھانے والا والد (استاذ) ولادت والے والد (باپ) سے بہت بہتر ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کہتے ہیں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کیلئے اپنے والدین سے پہلے دعا مانگتا ہوں اور میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعا فرماتے تھے۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ)

مرشد کی خدمت میں ادب کی انتہا

(2)...... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا ''اے بایزید! طاق سے فلاں کتاب تو اٹھالاؤ''۔ آپ نے جواباً عرض کیا۔ ''کون سا طاق؟'' ''ایک مدت سے تم یہاں ہو حضرت امام صاحب نے فرمایا۔ ''کیا تم نے ابھی تک طاق نہیں دیکھا؟'' فرمایا ''مجھے اس سے کیا کام کہ آپ کے ہوتے ہوئے سر اٹھاؤں''۔ آپ نے فرمایا۔ ''جب معاملہ یہ ہے تو بسطام چلے جاؤ''۔ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''تمہارا کام اختتام کو پہنچ گیا ہے''۔

ایک مرتبہ میں حضرت مرشد ہجویری رحمہ اللہ کی خدمت میں دوزانو بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دم پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز آئی غیر ارادی طور پر میری نظر وہاں جانے لگی تو حضرت رحمہ اللہ نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ مرشد کی مجلس میں ہمہ تن یکسو ہو کر بیٹھا جاتا ہے، کوئی آئے کوئی جائے اس سے تمہیں کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ آج حضرت بایزید رحمہ اللہ کا یہ واقعہ لکھتے وقت مجھے احساس ہو رہا ہے کہ پچھلے لوگ کس کس طرح اپنے مرشد کا احترام کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ادب

(3)...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاذ حماد رحمتہ اللہ علیہ کے ادب کی وجہ سے کبھی ان کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ جب کہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیوں کا فاصلہ ہے۔ جب سے حماد رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوئے ہیں اپنے والد کے ساتھ ہر نماز کے بعد ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں ہر اس انسان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں جس سے میں نے پڑھا اور علم حاصل کیا۔

اہل اللہ کے پاس جانے کا اک خاص ادب

(4)...... لوگوں سے میل ملاپ کا سلیقہ بھی اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے مگر بعضے لوگ خود بزرگوں کے ہاں جانے میں ایسی بے احتیاطی کرتے ہیں مثلاً جانے کے وقت اپنی فرصت کا تو لحاظ رکھتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ آیا یہ وقت ان کی فرصت کا بھی ہے یا نہیں چاہے وہ وقت ان کے آرام کا ہو مگر ان کو اسی وقت جا کر تکلیف دی جاتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اتنی دیر بیٹھتے ہیں کہ ان کے آرام کا سارا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس جانے والے کا تو کوئی نقصان نہ ہوا مگر اگلے آدمی کو جو اذیت پہنچی وہ کس مد میں ہے، سو یہ نہایت بے تمیزی اور حماقت ہے اگر اتفاق سے ایسے وقت جانا ہو تو نہایت اختصار کرنا چاہیے، تھوڑا بیٹھئے۔ ایک شخص حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے پاس عین دوپہر کے وقت آتے تھے اور حضرت کی نیند ضائع ہوتی مگر حضرت اپنی خوش اخلاقی سے کچھ نہ فرماتے ایک روز حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمہ اللہ کو تاب نہ رہی اور اس شخص کو سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ بیچارے درویش رات کو جاگتے ہیں دوپہر کا وقت تھوڑا سا سونے کا ہوتا ہے وہ تم خراب کرتے ہو یہ کس قدر بے انصافی ہے آخر کچھ لحاظ چاہیے اور حضرت حافظ صاحب کی یہ تیزی بضرورت تھی

بعض اوقات اصلاح سختی کے بغیر نہیں ہوتی اور کسی کے پاس جانے میں ایک اس کا خیال رکھے کہ اطلاع کر کے جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا ادب

(5)......حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی ذات سے بڑی عقیدت اور محبت تھی اور وہ ان کا ہمیشہ بڑا احترام کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سوار ہوتے تو یہ ان کے پیچھے پیچھے پیدل ان سے سوالات کرتے جاتے تھے، ان کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے تیس برس سے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں امام شافعی رحمہ اللہ کیلئے دعا نہ کی ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تیس سال سے ہر رات کو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کیلئے دعا و استغفار کر رہا ہوں......امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے والد سے کہا: شافعی کون ہیں کہ جن کیلئے آپ دعا بہت زیادہ کرتے ہیں؟ تو فرمانے لگے بیٹا! شافعی رحمہ اللہ دنیا کیلئے سورج اور لوگوں کے لئے امن ہیں، اب دیکھو! ان دونوں سے چھٹکارا ہو سکتا ہے؟ یا ان کے بدلے کوئی دوسری چیز کام آسکتی ہے؟۔ (تذکرۃ المحدثین، تاریخ بغداد)

کیسا بہترین ادب اور کیسی پیاری طلب

(6)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم سیکھو اور علم کیلئے وقار اور اطمینان سیکھو، اور جس (استاذ) سے تم علم حاصل کرتے ہو اس کے سامنے تواضع اختیار کرو۔ (جامع صغیر، امام سیوطی)

علامہ مناوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں: علم بغیر تواضع اور توجہ سے سننے کے حاصل نہیں ہوتا۔ طالب علم کی اپنے استاذ کے سامنے تواضع، اس کے لئے بلندی کا سبب ہے اور اس کے سامنے اپنی تذلیل و عاجزی (اس کی) عزت اور فخر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے باوجود جلالت شان اور قرابت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب کو تھام لیا اور فرمایا: ہمیں حکم ہے کہ اپنے علماء کے ساتھ اسی طرح (ادب سے) پیش آئیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کو چوم کر کہا ہمیں حکم ہے کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح (ادب و محبت سے) پیش آئیں۔ سلیمی کہتے ہیں: ابن المسیب رحمہ اللہ سے کسی انسان کو کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوتی، جب تک کہ بادشاہوں کی طرح ان سے اجازت نہ لی جاتی۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے (بالکل) نرمی سے ورق پلٹتا کہ وہ اس کی آواز سننے نہ پائیں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ کے شاگرد ربیع کہتے ہیں: امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے دیکھتے ہوئے مجھے پانی پینے کی جرأت نہ ہوتی۔

ادب نے محدث عظیم بنا دیا

(7)......علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک جماعت حاضر تھی جو آپ سے تحصیل علم میں مشغول تھی۔ اثناء درس کسی کہنے والے نے کہا کہ شہر میں ہاتھی آیا ہے۔ سارے شاگرد ہاتھی کو دیکھنے کیلئے چلے گئے ماسوائے یحییٰ لیثی اندلسی رحمہ اللہ کے کہ وہ نہیں گئے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا یحییٰ تم اس عجیب

مخلوق کو دیکھنے کیوں نہیں گئے، یہ تو تمہارے ملک میں ہوتا بھی نہیں؟ یحیٰ نے کہا کہ ''حضرت میں اپنے وطن (اندلس) سے آپ کی خدمت میں حاضری، آپ کی سیرت واخلاق کے اپنانے اور آپ کے علوم کی تحصیل کیلئے آیا ہوں، ہاتھی دیکھنے نہیں آیا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ یحیٰ رحمہ اللہ کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اورانہیں 'عاقل اھل اندلس'' کا خطاب دیا۔ تحصیل علم کے بعد یحیٰ اندلس واپس چلے آئے اور وہاں علمی ریاست آپ پر ختم ہوئی۔ اس علاقے میں آپ ہی کے ذریعہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب شائع ہوا، ''موطا امام مالک'' کی مشہورترین اور سب سے اچھی روایت شیخ یحیٰ کی روایت شمار ہوتی ہے، آپ مستجاب الدعوات تھے، ۲۳۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ قرطبہ شہر کے باہر مقبرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ میں آپ کی قبر مبارک ہے۔ یہ تھیں وہ باادب ہستیاں۔ (حیاۃ الحیوان)

مرشد کا ادب امام شافعی رحمہ اللہ سے سیکھیں

(8)......حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ میں کتاب کا ورق بھی نہایت آہستگی سے کیساتھ پلٹتا تھا تاکہ میرے استاذ امام مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ اس کی آواز نہ سننے پائیں۔ اسی طرح امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کہ سامنے پانی پینے کی بھی جرأت نہ ہوئی یہ کیفیت استاذ کی ہیبت اور ادب کی وجہ سے تھی۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم)

ذرا سی بے ادبی محرومی کا سبب

(9)......ہمارے بڑوں کا تو یہ حال تھا کہ ان کو ذرا سی بے ادبی بھی بہت بڑا گناہ معلوم ہوتی تھی اور وہ اس سے اس طرح بچتے تھے جس طرح کسی بڑے گناہ سے بچا جاتا ہے۔ ''مجالس سنیہ شرح اربعین نوویہ'' ص ۵۷ پر بعض عارفین سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک بار حرم شریف میں بیٹھے یا لیٹے ہوئے تھے اور پاؤں پھیلائے ہوئے تھے ایک چھوٹی سی بچی نے جو صاحب دل تھی، انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا'' لا تجا لسہ الا بالادب و الا فیمحوك من دیوان المقربین '' یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے بیٹھا کرو، ورنہ بے ادبی کی صورت میں اللہ تعالیٰ تمہارا نام مقربین اولیاء کی فہرست ورجسٹر سے مٹا دینگے۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کو بے ادبی پر تنبیہ

(10)......مشہور ولی اللہ سری سقطی رحمہ اللہ لیٹتے اور بیٹھتے وقت کبھی بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے پاؤں پھیلائے تو سختی سے تنبیہ کردی گئی۔ وہ فرماتے ہیں: ایک رات نماز پڑھ کر میں نے پاؤں پھیلا دیئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ بادشاہوں کے دربار میں تم اس طرح بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں اے اللہ: آپ کی عزت کی قسم! آئندہ عمر بھر میں پاؤں نہیں پھیلاؤں گا۔

لوہار کو ملا ادب کے ذریعے اونچا مقام

(11)......حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا...... بال بچوں کی کثرت کی

وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا...... اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آجاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کی بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آگیا ہے میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر کام کروں گا...... جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا اس نے پوچھا کیا بنا؟

کہنے لگا کہ مجھے امام بن احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا...... اس نے پوچھا تمہارا علم و عمل اتنا تو نہیں تھا؟

اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تاکہ نماز ادا کروں...... اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرما دی......

بدبختی کی تین علامتیں

(12)...... حضرت ابوعبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ بدبختی کی تین علامتیں ہیں (1)...... کسی انسان کو علم دیا گیا ہو مگر عمل سے محروم ہو۔ (2)...... اگر عمل عطا کیا ہو تو اخلاص سے محروم ہو۔ (3)...... اور کسی کو نیک لوگوں کی صحبت نصیب ہو مگر وہ پھر بھی ان کا احترام نہ کرتا ہو۔

حدیث کے ادب کا مثالی واقعہ

(13)...... امام مالک رحمہ اللہ کا ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ پڑھا رہے تھے تو بچھو نے آپ کی پشت پر سترہ ڈنگ مارے اس دوران بھی آپ نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق نہ چھوڑا۔ اور اس موذی تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ حضرت نے سبق کے بعد تلامذہ سے ارشاد فرمایا کہ میری پشت پہ دیکھو کیا چیز ہے؟ طلبہ اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے کہ حضرت! آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ کوئی چیز ہے تو ہم اسی دوران اس بچھو کا خاتمہ کر دیتے؟ تو ان کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی! کیا کروں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق ہو رہا تھا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ اس کو چھوڑ کر فضول کلام کرنا شروع کر دوں۔ یہ ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و عظمت اور صبر و استقامت کا اعلیٰ نمونہ......

حصول ادب کے طریقے

(14)...... حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے ادب کیسے حاصل کیا ارشاد فرمایا جیسے ماں اپنے گمشدہ اکلوتے بیٹے کو بے صبری اور بے چینی کی حالت میں تلاش کرتی ہے میں نے بھی اسی طرح ادب حاصل کیا اور جستجو میں لگا رہا۔ حضرت لقمان حکیم علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ نے ادب کیسے حاصل کیا؟۔ فرمایا: بے ادبوں سے۔!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی جلالت شان کے باوجود حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی باگ تھام کر ان کے آگے آگے چلتے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور آپ ایک انصاری

صحابی رضی اللہ عنہ کی باگ تھامے ہوئے ہیں؟

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا: " انہ ینبغی للجر ان یعظم و یشرف "بڑے عالم کی تعظیم وتکریم ہونی چاہیے مزید ارشاد فرمایا: میں نے طالب علم بن کر ذلت اختیار کی تو مجھے مطلوب بنا کر عزت دی گئی اب عزت چاہنے والے کے لئے یہی طریقہ ہے کہ عاجزی اور استاد کی خدمت اختیار کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کریم سیکھنے کیلئے جایا کرتے تھے چنانچہ آپ ان کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے مگر دستک نہ دیتے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی گراں معلوم ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد میرے دروازے پر اس طرح تکلیف اٹھائیں تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا۔ تو جواب دیا کہ عالم شخص اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے اور نبی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرالھم "اور اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ حضرت علامہ آلوسی رحمہ اللہ صاحب" روح المعانی" نے فرمایا یہ واقعہ میں نے بچپن میں سنا تھا بڑے ہو کر اس پر عمل کیا اور اپنے اساتذہ کے ساتھ یہی معاملہ کیا۔

شیخ محی الدین رحمہ اللہ اور ادب شیخ کی اہمیت

(15)......شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ ایسے شخص کی بیعت وصحبت اختیار کرے جس کی اس کے دل میں عزت ہو اور مجبوراً بیعت نہ کرے اور نفس کو شیخ کے ادب کے سوا کسی اور امر میں مشغول نہ کرے اور شیخ کے مصلٰی پر پاؤں نہ رکھے اور نہ ہی ان کا کپڑا پہنے مگر وہ جس کے پہننے کیلئے حکم کریں اور شیخ سے ایسا سوال نہ کرے جو جواب طلب ہو بلکہ جو کچھ دل میں گزرے عرض کردے اگر شیخ نے جواب دیا تو بہتر ورنہ جواب طلب نہ کرے کہ یہ بے ادبی ہے اور جو خطرہ دل میں آئے شیخ سے ظاہر کردے ورنہ اس کی تکلیف مرید کو پہنچے گی اور ہلاک ہوجائے گا۔ کیونکہ اگر مریض اپنی بیماری طبیب کے آگے ظاہر نہ کرے تو وہ دوا کیا دے گا، دل کو شیخ کے فرمائے ہوئے ذکر سے آباد رکھے جب غافل ہو اور برا خطرہ دل میں گزرے تو ذکر کی طرف رجوع کرے کیونکہ اگر غفلت نہ ہوتی تو برا خطرہ دل میں نہ آتا اور جب برے فعل سے اس کو لغزش آجائے تو شیخ جو حکم کرے مان لے کیونکہ وہ بندہ جو صادق ہو اور شہوات کو خدا کیلئے ترک کرے حق تعالیٰ شہوات کو اس کے دل سے دور کر دیتا ہے۔

ادب اور تعظیم کا عجیب انداز

(16)......بخارا کے ایک عالم کا واقعہ علامہ برہان الدین رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھے درس دے رہے تھے اچانک درس میں کبھی کبھی کھڑے ہوجاتے۔ لوگ بہت حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ حضرت خیریت تو ہے

آپ بار بار کھڑے ہو کر کیا دیکھتے ہیں؟ فرمانے لگے میرے استاد (مرشد) کا بچہ گلی میں کھیل رہا ہے وہ کبھی کبھی مسجد کے دروازے کے سامنے آجاتا ہے میں اس کی تعظیم کیلئے اٹھ جاتا ہوں۔ یہ دراصل بچے کی تعظیم نہیں بلکہ اپنے استاد کی تعظیم ہے۔

اہل اللہ کا ایک خاص ادب

(17)......اللہ والوں کے اپنے رب کے ساتھ کیا راز و نیاز ہوتے ہیں میں اور آپ کیا سمجھ سکیں......! حکیم الامت رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو تعویذ دیتے تو صرف یہ لکھ کر دیتے کہ ۔

خداوند گر منور داری حاجتش رابراری

اللہ کی شان جس کام کیلئے جس شخص کو یہ تعویذ دیتے وہ کام پورا ہو جاتا۔ ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے عرض کیا حضرت اگر اس عبارت کو درست کر کے یوں کر دیا جائے تو شعر کا وزن برابر ہو جائے گا ۔

خداوند اگر منظور داری ! بفضلت حاجت اور ابراری

حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہم تو بزرگوں کے کلام میں تصرف کرنا خلاف ادب سمجھتے ہیں۔

(35) آداب شیخ

جو شخص بغیر شیخ و مرشد کے طریقت کا دعویٰ کرے اسکا شیخ ابلیس ہوگا، اگر اسکے ہاتھ سے عجیب و غریب واقعات ظاہر ہوں تو وہ استدراج ہوں گے۔

(1)......شیخ کی صحبت میں نہایت ہی ادب و عاجزی سے بیٹھے اور ان کے کلام کو نہایت ہی غور سے سنتا رہے اجازت کے بغیر کلام نہ کرے بوقت ضرورت مختصر کلام کرے، گفتگو آہستگی اور نرمی سے کرے نیز اپنی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔ (2)......شیخ کی مجلس میں حاضری اس وقت دے جب شیخ نے وقت دیا ہو، چاہے عمومی ہو یا خصوصی۔ باقی اوقات میں جب کہ ملاقات سے شیخ کو ادنیٰ سی گرانی کا بھی اندیشہ ہو تو اس وقت حاضر نہ ہو۔ (3)......مرشد کی مجلس میں اپنے آپ کو کسی طرح ممتاز نہ کرے اور اپنے کو نہایت ہی حقیر، نیازمند اور طالب سے بھرا خیال کرے۔ (4)......مرشد کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے حاضرین پر علمی بڑا پن ظاہر ہو اور نہ کسی دنیاوی حشمت کا مظاہرہ کرے۔ (5)......مرشد کی نشست گاہ کی طرف نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کی طرف پاؤں کرے اور نہ ہی ساتھ چلتے ہوئے شیخ سے آگے چلے۔ (6)......بلا اجازت اور بلا ضرورت نہ شیخ کے سامنے کھانا کھائے اور نہ ہی شیخ کے برتن استعمال کرے۔ (7)......شیخ کے سایہ پر قدم نہ رکھے اور حتیٰ الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں اسکا سایہ مرشد کے سایہ پر پڑے۔ شیخ جب کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے۔ (8)......شیخ سے مباحثے اور جھگڑے وغیرہ کی صورت نہ بنائے۔ شیخ کے کلام کو رد نہ کرے۔ (9)......شیخ کے روبرو بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی کسی کے عیوب بیان کرے۔ (10)......مرشد کے قرابت داروں اور عزیزوں سے تعلق اور محبت رکھے۔ (11)......خواب میں

جو کچھ دیکھے وہ مرشد کی خدمت میں لکھ کر عرض کر دے، نہ ہی کچھ کمی کرے اور نہ ہی زیادتی۔ (12)......مرید کو چاہیے کہ ہرجائی نہ بنے یعنی فیض حاصل کرنے کے لیے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے۔ (13)......مرشد کا ہر طرح مطیع اور فرماں بردار رہے، کیونکہ پیر کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں کھلتا۔ اور محبت کا تقاضہ اطاعت وخدمت ہے۔ (14)......حسب استطاعت جان ومال سے شیخ کی خدمت کرے تو شیخ پر احسان نہ جتائے بلکہ شیخ کا احسان سمجھے کہ انھوں نے خدمت کو قبول کرلیا۔ شیخ سے کسی قسم کی طمع اور لالچ نہ رکھے جتنی بھی خدمت کرے خلوص اور للہیت سے کرے تا کہ کمال ایمان سے بہرہ مند ہو۔ ابوحفص حداد رحمہ اللہ ایک دفعہ حج کو جا رہے تھے جب بغداد شریف پہنچے تو حضرت جنید رحمہ اللہ نے استقبال کیا۔ ابوحفص رحمہ اللہ پیر تھے، مرید آپ کے سامنے پاؤں کے بل کھڑے رہتے اور بہت زیادہ ادب بجالایا کرتے تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ آپ نے تو مریدوں کو شاہی آداب سکھائے ہیں فرمایا کہ دوستان حق کے ظاہری آداب کو نگاہ میں رکھنا حق تعالیٰ کے باطنی آداب کو نگاہ میں رکھنے کی علامت ہے۔ نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے ایک مرید کو شیخ ابوحفص حداد رحمہ اللہ کی خدمت میں نہایت مؤدب دیکھ کر پوچھا کہ یہ جوان کب سے آپ کی خدمت میں ہے فرمایا دس سال سے کہا کہ اس نے ہماری ضروریات میں ہزاروں درھم خرچ کیے ہیں بلکہ اٹھارہ ہزار درھم قرض لے کر ہم پر ایثار کئے ہیں اور ابھی تک اس کو جرات نہیں کہ ہم سے کوئی سوال کرے۔ (15)......مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض وسنت کے سوا نفل نماز یا کوئی اور وظیفہ بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ کرے کیونکہ نوافل اور اذکار تو انسان بعد میں بھی کرسکتا ہے اس وقت تو صرف شیخ کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ جس طرح ترقی ذکر سے ہوتی ہے اسی طرح مرشد کی توجہات سے بھی ہوتی ہے بلکہ جو راستہ ذکر سے سالوں میں طے ہوتا ہے وہ راستہ توجہات کی بدولت لمحوں میں طے ہوجاتا ہے۔ (16)......شیخ کے روبرو اور پس پشت یکساں رہے۔ یعنی اپنا ظاہر و باطن ایک طرح پر رکھے دل اور زبان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ آنے دے۔ (17)......مرشد کے تمام اقوال اور افعال کو سچ جانے، کوئی اعتراض نہ کرے اور نہ ہی دل میں شک لائے۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو یاد کرے۔ (18)......شیخ کی سختی اور ڈانٹ سے دل تنگ نہ ہو اور بدگمانی کو قریب میں نہ آنے دے کیونکہ شیخ کی سختی طالب کے لیے صیقل یعنی صفائی کا کام دیتی ہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد اگر کسی ظاہری وجہ کے بغیر اپنے مرید پر سختی کرے تو مرید کو چاہیے کہ صبر کرے، اگر نیت میں پختگی اور مزاج میں عاجزی ہوگی تو یہ مرید کامیاب ہوجائے گا۔ (19)......اگر مرشد کے بارے میں دل میں کوئی وسوسہ گزرے تو فوراً مناسب طریقے سے عرض کردے اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنی فہم کا قصور سمجھے۔ اگر مرشد کوئی جواب نہ دے تو جان لے کہ میں جواب کے قابل نہ تھا۔ اور نہ ہی مرشد کے بغیر کمال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ (20)......اپنے سلسلے کے تمام مشائخ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ایصال ثواب کرتا رہے۔ (21)......جو کچھ فیض باطنی پہنچے اُسے اپنے مرشد کا طفیل سمجھے اگر چہ

خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ کسی دوسرے سے فیض مل رہا ہے تو بھی یہ خیال کرے کہ نہیں یہ میرے ہی مرشد کا فیض ہے۔ (22)......مرشد کا کلام دوسروں سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں جس بات کے بارے میں یہ گمان ہو کہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے تو اسے ہرگز بیان نہ کرے کیونکہ بعض باتیں صرف خواص کے لیے ہوتی ہیں۔ (23)......اگر کوئی مرتبہ یا منصب عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبول کرلے، دل میں کوئی دنیوی خیال نہ لائے۔ (24)......اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شیخ کی طرف بغرض بیعت رجوع نہ کرے تاکہ سعادت مندی کی دولت سے مالا مال ہو۔ (25)......جب مرشد اس دار فانی سے کوچ کر جائے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے اور ایصال ثواب کرتا رہے۔ (26)......مرید کو چاہیے اپنے شیخ کے ظاہر پر نظر نہ کرے بلکہ اس کی باطنی نعمت پر نظر رکھے جو اس مرشد کے دل میں ہے۔ (27)......مرید کو چاہیے کہ اپنے ظاہری احوال کو اپنے شیخ کے حال پر قیاس نہ کرے بلکہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیخ کا ایک دن مرید کے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔ (28)......حضرت سید علی بن وفاء رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ شیخ مرید کے لیے آئینے کی مانند ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے عرض کیا اے میرے سردار! آج رات میں نے آپ کے چہرے کو خنزیر کی صورت میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ بیٹے میں تیرا آئینہ ہوں تو اپنے نفس کو برائیوں کی صفت سے پاک کرلے پھر میری طرف دیکھ تجھے اپنا اصلی چہرہ نظر آجائے گا۔ (29)......شیخ سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید اپنے شیخ کی نرمی سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ ڈرتا رہے اور شیخ کی سختی پر رنجیدہ ہونے کے بجائے خوش ہو کہ میری اصلاح ہو رہی ہے۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی ناراضگی سے اسکا دل تنگ نہ ہو اگر شیخ دھتکار دے تو بھی تنگ دل نہ ہو۔ یہ بات جان لے کہ بزرگان دین کسی مسلمان کو ایک سانس لینے کے برابر بھی ناپسند نہیں کرتے جو کچھ کرتے ہیں مریدین کی تعلیم کی غرض سے کرتے ہیں۔ (30)......مرید کو یہ بات بھی زیب نہیں دیتی کہ اپنے شیخ کے مقام کو جاننے کی فکر میں لگے بس اپنے کام سے کام رکھے کیونکہ مقصد پھل کھانے سے ہے درخت گننے سے نہیں۔ (31)......مرید کو چاہیے کہ مرشد اس پر ناراض ہو تو اسے راضی کرنے کی کوشش کرے اگرچہ اسے اپنی غلطی کا احساس نہ ہو۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل سمجھے۔ مرید کو یہ بھی چاہیے کہ شیخ کی اہلیہ کو اپنی ماں کا درجہ دے۔ (32)......مرید کو یہ بھی چاہیے کہ ہر وقت شیخ کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھے۔ جہاں تک ہو سکے نظریں جھکائے رکھے البتہ کبھی کبھی چہرے کو دیکھنے کی لذت لیتا رہے۔ (34)......شیخ کے انتقال کے بعد بہتر تو یہ ہے کہ اپنے ہی سلسلے کے کسی بزرگ سے تعلق قائم کرلے وگرنہ کسی دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرے۔ (35)......حقوق شیخ کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی دل آزاری نہ قول و فعل سے ہو اور نہ ہی حرکات و سکنات سے۔

☆......☆......☆

مرشد کی صحبت کے اثرات

صحبت سے تو ہی صحابی بنے

سجدے میں پڑ کے ساری زندگی گزارنے والے بھی وہ درجے نہیں پا سکتے جو چند منٹ کی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم پا گئے، جس طرح نماز سے نمازی بنتا ہے، ذکر سے ذاکر بنتا ہے اسی طرح صحبت رسول اللہ ﷺ سے صحابی (رضی اللہ عنہ) بنا کرتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے مقناطیسیت اس لوہے کے ٹکڑے میں بھی آ جاتی ہے جو مقناطیس کے زیر اثر رہتا ہے پھر وہ بھی لوہے کو کھینچنا شروع کر دیتا ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی صحبت میں جب بیٹھتے تھے تو ان کے سینے بھی صاف ہو جاتے تھے۔

ایک مثال: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمین کے اوپر نجاست پڑی ہو تو اس کو پاک کرنے کے دو طریقہ ہیں: (۱) ایک طریقہ تو یہ ہے کہ بارش برسے اور اتنی برسے کہ نجاست کا نام و نشان مٹ جائے اب جب زمین خشک ہو گئی تو وہ پاک کہلائے گی۔ (۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سورج کی حرارت اس کے اوپر اتنی پڑے کہ اس نجاست کو جلا کر مٹا دے کہ اسکا نام و نشان ختم ہو جائے، جب نام و نشان ختم ہو گیا اب وہ زمین پاک کہلائے گی۔ تو فرمایا کہ انسان کے دل کی مثال زمین کی سی ہے اور گناہوں کی مثال نجاست کی مانند ہے اس کے پاک کرنے کے بھی دو طریقے ہیں۔

(۱) **پہلا طریقہ:** انسان ذکر الٰہی اتنا زیادہ کرے کہ انوارات کی بارش اس قدر برسے کہ دلوں کی نجاست کو دھو کر رکھ دے۔

(۲) **دوسرا طریقہ:** یہ ہے کہ کسی صاحب دل کی صحبت میں رہے، صاحب دل حضرات کا دل سورج کی مانند ہے جیسے سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں اور ان سے حرارت ملتی ہے اسی طرح اللہ والوں کے دل سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں اور بندوں کے دلوں پر ان کا اثر پڑتا ہے تو گویا صحبت صالحین میں رہنے سے بھی دل کی نجاست ختم ہو جاتی ہے۔

مرشد کی صحبت استقامت کا ذریعہ

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔ اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں:

پینے کو تو بے حساب پی لی　　اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا:

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا　　سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوا ہے

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں چلو اور ان کی صحبت میں رہو۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی۔ ۱۔ میں شراب چھوڑ دوں۔ ۲۔ ڈاڑھی رکھ لوں۔ ۳۔ حج کر آؤں۔ ۴۔ اللہ میری مغفرت فرما دیں۔

حضرت رحمہ اللہ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود جگر کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی۔ چنانچہ ڈاڑھی رکھ لی۔ اللہ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب بھی چھوڑ دی۔ جب شراب چھوڑی تو بیمار ہوگئے......ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں ورنہ آپ مرجائیں گے...... انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو تو......فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت کے سائے میں مرجاؤں......لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے۔ ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگیا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا ٹوپی والا اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔ شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا۔

مرشد کی صحبت کا اثر

بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاح کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے عیبوں پر نظر ہونے لگتی ہے، یہ بھی کافی ہے۔ جس شخص کی اپنے عیبوں پر نظر نہ ہو اس سے بڑھ کر کوئی محروم نہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ جب چھوٹے تھے، تقریباً چار سال کے تو حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اس علاقے میں تشریف لے گئے، اس وقت ان کو حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی گود میں دیا گیا اور سید صاحب رحمہ اللہ نے تبرکاً بیعت بھی فرمالیا، اس کے اثرات دیکھئے کہ پھر حاجی صاحب رحمہ اللہ کے پاس انکے شیخ میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی اور ان کے شیخ شاہ عبدالرحیم ولایتی جو سید صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے رہے۔ جب حاجی صاحب نے ان کی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ صلاحیت عطا فرمائی کہ مرشد العلماء مولانا حکیم الامت قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت حاجی رحمہ اللہ تو آپ سے علم میں کم ہیں لیکن آپ ان کے پاس ہر وقت جانا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ہاں اور لوگ تو منزل کا پتہ بتاتے ہیں اور حاجی صاحب پہنچا دیتے ہیں۔ یہ فرق ہے اس لئے ان کے پاس جاتے ہیں۔

میرے مرشد رحمہ اللہ اور صحبت مرشد

میری اکثر کوشش ہوتی تھی کہ مجھے کوئی موقع ملے اور میں اپنے شیخ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمہ اللہ کی صحبت میں حاضر ہو جاؤں ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دن حضرت کی صحبت میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی یہاں میں ایک وضاحت کرتا چلوں کے میرے شیخ رحمہ اللہ بہت زیادہ جلالی طبیعت رکھتے تھے ایک مرتبہ میری کسی بات پر جس میں بظاہر مجھے اپنی غلطی نظر نہیں آرہی تھی حضرت رحمہ اللہ نے مجھے خوب ڈانٹا اور صحیح طرح تربیت

فرمائی اس وقت اللہ کی توفیق سے میرے دل میں یہی تھا کہ کوئی نہ کوئی مجھ سے غلطی ہوئی ہوگی جس پر حضرت اصلاح فرمارہے ہیں۔ کچھ عرصے بعد حضرت کے ایک قریبی تعلق والے نے حضرت رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے فلاں دن طارق کو ڈانٹا تھا جبکہ بظاہر اس کی کوئی غلطی نظر نہیں آرہی تھی۔ فرمایا جب مالی پودے کی تراش خراش کرتا ہے تو اس سے نہیں پوچھتا کہ میں تیری تراش خراش کروں یا نہیں؟ یا اگر کروں تو کہاں سے کروں؟ اس لیے میں بھی اس کی تراش خراش کررہا ہوں تا کہ اس کی اصلاح ہو۔

میرے حضرت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آنکھوں سے بھی فیض ملتا ہے اور آپ نے مجھے ابتداء میں ایک بات فرمائی کہ دیکھ طارق اگر تو ناگواریاں برداشت کرے گا تو صحبت میں رہ سکے گا اور اگر تو نے ناگواریاں برداشت نہ کیں تو صحبت سے نکل جائے گا اور ناگواریاں اس راستے کا حصہ ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص اس راستے میں چل رہا ہو اور اس کو ناگواریاں نہ آئیں......!

دیہاتی پر بزرگ کی نگاہ کا اثر

امریکی صدر نے حیدرآباد کے ایک اونٹ والے کو پسند کیا، کیونکہ اس نے اونٹ پر کھڑے ہو کر صدر کو سلوٹ مارا تھا۔ وہ میلی کچیلی دھوتی باندھنے والا، اونٹ چرانے والا، سارے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اس کے دروازے کے چکر لگارہے تھے کہ جلدی پاسپورٹ تیار کرو تمہیں امریکہ کے صدر نے یاد کیا ہے۔ دنیاوی اعتبار سے معزز شخصیت جو حقیقت میں عزت کے قابل بھی نہیں۔ جب ان کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی محبت بھری نگاہ جب کسی پر پڑتی ہے تو اللہ کی توفیق سے اس کی بھی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

حضرت پیر طریقت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ اپنی مسجد میں تشریف لائے تو ایک دیہاتی آدمی وضو کر رہا تھا، مولانا نے اس کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور بعض مریدین سے کہا کہ یہ جب یہ وضو کر چکیں تو ان کو مجھ سے ملا دینا، نماز ہو گئی، نماز کے بعد ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ کہا کہ کچھ نہیں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اللہ اللہ کرتا ہوں، کہا نہیں کچھ اور بتاؤ! ۔ اللہ، اللہ کے اثرات کو میں سمجھتا ہوں کہ کیسے پڑتے ہیں؟ نماز پڑھنے کے اثرات کو بھی میں جانتا ہوں، لیکن تمہارے اندر کچھ اور بات ہے۔ کیا کوئی واقعہ تمہارے ساتھ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ ایک مرتبہ ہمارے علاقے میں آئے ہوئے تھے، میں چھوٹا سا تھا، میں لوگوں کے بیچ سے نکلتا ہوا ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا، ان کی نظر مجھ پر پڑ رہی تھی۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: بات سمجھ میں آگئی، اسی کا اثر ہے کہ تمہارے اندر سے ایک نور نکل رہا ہے جو آسمان تک جارہا ہے، تو آدمی جتنا قوی ہوگا اتنے ہی اثرات پڑتے ہیں، اب وہ دیہاتی تھے، لیکن سنت پر ایسے کاربند تھے کہ کوئی سنت ان سے نہیں چھوٹتی تھی۔ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے اثرات میں سے خاص اثر یہ تھا کہ جو بھی ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیتا تھا، اس کی کایا پلٹ جاتی تھی، اس شخص کی قلب ماہیت تبدیل ہو جاتی تھی، یہ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔

www.ubqari.org www.ubqari.org

اٹھارہ دن میں سب کچھ مل گیا

حضرت مولانا کرامت علی جون پوری رحمہ اللہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بنگال میں غیر معمولی کام لیا ہے، کہنے والے کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ پر ایک کروڑ لوگ ایمان لائے تھے، پہلے بنگلہ دیش میں مسلمان اقلیت میں تھے، اب اکثریت میں ہیں، یہ سب مولانا کرامت علی رحمہ اللہ کی کرامت ہے۔ ان کا نام علی تھا لیکن ان سے کرامتوں کا اتنا ظہور ہوا کہ کرامت کا لفظ ان کے نام کے ساتھ وابستہ ہوگیا، اسی لئے وہ خود خط کے اخیر میں لکھتے تھے: علی ملقب بکرامت علی، وہ تکیہ مقام پر حضرت سید صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے تھے۔ سید صاحب رحمہ اللہ نے اٹھارہ دن کے بعد فرمایا: مولانا کام ہوگیا، اب دیکھئے اٹھارہ دن میں کام ہوگیا، اگر آپ رکنا چاہیں تو رک سکتے ہیں لیکن اب آپ کو رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صحبت کی جو برکتیں تھیں وہ اٹھارہ دن میں حاصل ہوگئی تھیں اور اتنے کامل ہو گئے تھے کہ سید صاحب رحمہ اللہ نے اٹھارہ دن میں فرمایا تھا کہ مولانا اب آپ جایئے اور بنگال میں کام کیجئے۔ پھر مولانا کچھ دن اپنے شوق سے ٹھہرے، اسکے بعد بنگال تشریف لے گئے، اٹھارہ سال کے بعد اپنے گھر لوٹے وہ نہ بنگال کے رہنے والے تھے نہ بنگلہ زبان جانتے تھے، پھر اٹھارہ سال کے بعد اپنے والد صاحب رحمہ اللہ سے ملنے آئے اور پھر دوبارہ سب کو وہیں لے کر چلے گئے ۵۴ سال تک وہیں رہے اور پورا بنگال بدل کے رکھ دیا۔ اب یہ قوی صحبت کا اثر ہے کہ چند دن میں کام بن گیا۔

مرشد سے فیض کب ملتا ہے......؟

کسی اللہ والے کی صحبت میں رہنے کیلئے آداب چاہئیں، یہ نہیں ہونا چاہیے کہ حرام کھا رہے ہیں تو صحبت کا اثر کہاں ہوگا...... اور غیبت کر رہے ہیں تو صحبت کا اثر کیا ہوگا......؟ محبت کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ، عظمت کے ساتھ، اگر آدمی رہے تو فائدہ ہوتا ہے ورنہ اگر ایک ہزار سال رہے تو بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے کب فائدہ ہوا؟ جب ایمان لے آئے، ورنہ ابو جہل بھی روز ملتا تھا لیکن کیا وہ بدل گیا؟ وہ تو مخالفت میں ڈٹا ہوا تھا، اسی طرح اگر کوئی تنقید کے ساتھ آئے گا اور دل و دماغ میں ادھر ادھر کی باتیں لے کر آئے گا تو پھر ظاہر ہے کہ اس کو فائدہ کیسے پہنچ سکتا ہے؟ مولانا محمد احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ایسی جگہوں پر جاؤ تو نشیب بن کر جاؤ، کیونکہ وہ حضرات ٹیلے ہیں، نشیب بن کر جاؤ گے تو کچھ آجائے گا اور اگر خود تم ٹیلے بن کر یا کھمبا بن کر جاؤ گے تو ادھر ادھر سے چلا جائے گا، جو آدمی نشیب بن کر جائے گا، ملے گا اور اگر نشیب بن کر نہیں جائے گا تو کچھ نہیں ملے گا۔ اللہ والوں کے پاس مہینوں، برسوں رہنے کے بعد کوئی گھڑی آتی ہے لیکن اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر گھڑی بابرکت اور ہر ساعت مبارک تھی کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمحہ کیلئے ایمان کے ساتھ آجاتا تھا، اسی گھڑی اس کا کام ہو جاتا تھا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا عالم بالکل الگ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں، سید صاحب رحمہ اللہ کو اللہ پاک کی طرف کچھ ذرہ ملا تھا۔

مرشد کا انتخاب اور رجوع مناسبت پر ہے نہ کہ کمالات پر۔ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تک آدمی شیخ کی صحبت میں نہ رہے، انکی سختی برداشت نہ کرے (بلکہ اس زمانہ میں تو لوگ نرمی بھی برداشت نہیں کرتے) فائدہ نہیں ہوتا۔

مستقل صحبت ضروری ہے

مستقل صحبت میں آنے سے اچانک ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ قلب کے اندر کرنٹ دوڑ جاتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ ایک نئی روح پیدا ہوگئی، یہ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں رہنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آداب کے ساتھ جو جتنا رہا ہے، ان کا مقام اتنا ہی بلند ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام بلند ترین ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحبت کے آداب بھی پورے اختیار کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں بھی اسی کا اثر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بچے تھے، بچوں کی صحبت میں اور بڑوں کی صحبت میں فرق ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر تھے، ذرا سا فرق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے اسی وقت ایمان قبول کرلیا جبکہ اس سے پہلے سے ہم مزاجی، ہم مذاقی اور ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا فوراً ایمان قبول فرما لیا اور ساتھ برابر رہتے رہے ان کو جو مقام حاصل ہوا وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آداب کے ساتھ رہے، محبت کے ساتھ رہے، عظمت کے ساتھ رہے اور اس سے بڑھ کر ہم مذاقی، ہم مزاجی کے ساتھ رہے۔ بہرحال صحبت کے اثر سے انکار نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جو لوگ صبح و شام ہم کو پکارتے رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں، اب جب اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما دیا گیا کہ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ رہیں تو اصلاً یہ ہم لوگوں سے کہا گیا کہ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہم اس لائق ہو گئے ہیں کہ سب لوگ ہمارے پاس آ کر بیٹھیں، معلوم نہیں ان میں سے کس کے اندر اعلیٰ درجہ کی صفات اور اعلیٰ درجہ کے کمالات ہوں تو ان کے پاس بھی آپ بیٹھیں تا کہ وہ اثرات آپ میں منتقل ہوں۔ آپ ان سے لیں اور وہ آپ سے لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا اس لئے گیا تھا تا کہ ہم سیکھ لیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس مقام پر پہنچے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ چاہے کتنے ہی بلند ہو جائیں اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو ان کے پاس بیٹھنے کی ضرورت تو نہیں تھی، لیکن یہ کہا جا رہا ہے کہ " واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم " آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو روکیں ان کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

صحبت ولی کی برکت سے دہریہ بھی محفوظ رہا

اگر خدانخواستہ مرید کسی گناہ کی عادت میں مبتلا بھی ہو تب بھی اسے اپنے مرشد کے پاس آنا نہیں چھوڑنا چاہیے اللہ کی توفیق سے نیک صحبت کی برکت ضرور ہوتی ہے کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کا مناظرہ ایک

دہریہ کے ساتھ ہوا، جب بحث میں کوئی صورت طے نہ ہوئی تو قرار پایا کہ دونوں کے ہاتھ باندھ کر دونوں کو آگ میں ڈال دیا جائے جسے آگ جلا دے وہی کاذب ہے۔ دونوں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال دیئے گئے مگر سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آگ خود بخود بجھ گئی اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ جلا۔ لوگوں نے تو فیصلہ کر دیا کہ دونوں حق پر ہیں مگر آپ بہت پریشان ہوئے اور اسی وقت سجدہ میں گر کر دعا مانگی کہ الٰہی ستر سال سے تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ اب میں دہریہ کے برابر ہوا ہوں۔ مگر اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے۔ ہاتف غیبی ندا دیتا ہے کہ مالک یہ صرف تیرے ہاتھ ہی کی برکت تھی کہ دہریہ کا ہاتھ آگ میں جلنے سے محفوظ رہا۔ اگر وہ تنہا ہاتھ آگ میں ڈالا جاتا تو ضرور آگ میں جلتا۔ دیکھئے ایک اللہ والے کی صحبت کی برکت سے ایک دہریہ بھی محفوظ رہا۔ بعض کاملین کی تحقیق یہ ہے کہ مرشد کامل کے بغیر کوئی زندگی نہیں، اگر مرشد کی ضرورت واہمیت آدمی پر واضح ہو جائے تو کوئی شخص بھی مرشد کے بغیر نہ رہے اور ہر شخص اللہ والے مرشد کی صحبت کو لازم کر لے۔

مرشد کی تعلیم سے انحراف کا انجام

مرید کو چاہیے کہ مرشد جو جس طرح بتائیں اسی پر عمل کرنا چاہیے وگرنہ فائدے کی بجائے نقصان ہو جاتا ہے۔ ایک مولوی صاحب کا قصہ ہے کہ انہوں نے حضرت امام ربانی قدس سرہ کی تعلیم پر ذکر شروع کیا اور حضرت کی تعلیم سے بہت زیادہ بڑھا دیا...... حتیٰ کہ کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کی...... اس سے ان کو محسوس ہوا کہ پرندوں کی بولی میں سمجھتا ہوں...... بہت خوش ہوئے اور حضرت سے بذریعہ تحریر عرض کیا کہ مجھے ایک علم جلیل منکشف ہوا ہے...... کہ پرندوں کی بولی سمجھ میں آنے لگی...... حضرت نے فرمایا معلوم ہوتا ہے آپ نے ذکر میں زیادتی کر دی...... فوراً ذکر چھوڑ دو اور راحت وسکون اختیار کرو اور کسی طبیب کے مشورے سے دماغ کی اصلاح کرو...... یہ علم نہیں ہے...... فساد دماغ اور مادۂ مالیخولیا ہے...... مولوی صاحب نے لکھا آپ نے غور نہیں فرمایا...... یہ تشخیص آپ کی صحیح نہیں ہے...... مجھے ایک بڑا علم عطا ہوا ہے...... نیز اور ہونا چاہتا ہے......! فرمایا تم پچھتاؤ گے...... مولوی صاحب نے اپنی دھن میں ایک نہ سنی اور زیادتی کی حتیٰ کہ پاگل ہو گئے۔

نفس کشی کیلئے مرشد کی ضرورت

حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ذاکر کو دودھ گھی کی کثرت کرنا چاہئے تاکہ ذکر سے دماغ خشک نہ ہو جائے کیونکہ ذکر تو ساری زندگی کرنا ہے اس لئے دماغ کی حفاظت بہت ضروری ہے اور ایک بات یاد رکھو کہ نفس کشی کے معنی یہ ہیں کہ اس کو تواضع کی ضرب سے ہلاک کرو۔ اس میں ذلت پیدا کرو، تکبر کو توڑو اور یہ بات پیدا ہوتی ہے کسی کی جوتیاں سیدھی کرنے سے تقلیل غذا سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس سے تکبر بڑھتا ہے یہ شخص اپنے کو صاحب مجاہدہ سمجھنے لگتا ہے۔

☆......☆......☆

محبت شیخ کی اہمیت کے واقعات

ٹپکتی ہے نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے
کون کہتا ہے کہ محبت پہچانی نہیں جاتی

مرشد سے والہانہ محبت کے بغیر نہ کوئی اپنی منزل پر پہنچا ہے اور نہ ہی پہنچ سکتا ہے۔ میرا کوئی دعویٰ نہیں کسی نیکی کا نہیں ہاں ایک بات ہے جو میں تحدیث بالنعمت کے طور پر آپ سے کہتا ہوں وہ یہ کہ میں نے اپنے مرشد سے محبت نہیں بلکہ عشق کیا تھا اور عشق بھی والہانہ......! آج جو کچھ بھی آپ کو نظر آ رہا ہے اللہ کریم کا کرم اور مرشد سے سچی والہانہ محبت کا نتیجہ ہے۔

مرشد سے والہانہ محبت

چونکہ یہ اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتے ہیں اور ان کی محبت اپنے نیک بندوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:" ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا"۔ (مریم 96) ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اللہ ان کیلئے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دے گا۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ ان سے محبت کرے گا، یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا، یا مخلوق کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ (موضح القرآن)

ایک مرتبہ حضرت مرشدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مرشد سے محبت نہ کرو بلکہ عشق کرو اور عشق بھی والہانہ اور سچا کرو۔ واقعی یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ مرید کو فیض مرشد سے عقیدت کے بقدر ملتا ہے ہمارے تمام اسلاف اور اکابر کی زندگی میں یہ بات بہت نمایاں ہے میں آگے اس قسم کے کئی واقعات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ یہاں ایک بات اور بھی سمجھ لیں کہ بعض مرتبہ مشائخ اپنے برا بھلا کہنے والے سے انتقام لے لیتے ہیں، اور یہ چیز ظاہر بینوں کیلئے حجاب کا سبب بن جاتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بھی عوام کی طرح جذبات سے مشتعل ہو جاتے ہیں حالانکہ بعض اوقات یہ بھی بڑی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے، حضرت مرزا جان جاناں رحمہ اللہ نے اپنے مکاتب میں لکھا ہے:

ایک مرتبہ (حضرت مجدد صاحب کے والد) شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ کی شان میں کسی عورت نے گستاخی کی، انہوں نے صبر سکوت فرمایا اتنے میں دیکھا غیرت الٰہی جوش انتقام میں ہے، شیخ نے فوراً ایک شخص سے جو اس وقت موجود تھا کہا کہ اس عورت کے ایک تھپڑ مارے، اس کو تردد ہوا، اور تھوڑی دیر میں وہ عورت گر کر مر گئی۔ شیخ نے اس لیے فرمایا تھا کہ ان کی کشفی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ اللہ کریم کی ذات جلال میں ہے اگر وہ مرید جس کو تھپڑ مارنے کا کہا تھا وہ مار دیتا تو حساب برابر ہو جاتا۔ اور اس عورت کو اتنی سزا نہ ملتی۔

اس قسم کے واقعات مشائخ کے حالات میں کثرت سے ملتے ہیں۔

مرشد کی تکلیف میری تکلیف کا سبب بن گئی

(1)......مرشد سے محبت جس درجہ بڑھتی جائے گی اسی درجہ کمالات کھلتے جائیں گے کیونکہ مرشد کی محبت اور عقیدت

تمام کمالات کی چابی ہے۔ تاریخ میں بکھرے سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے اکثر ایک بات کہا کرتا ہوں کہ میرے پاس نیک اعمال کا کوئی اتنا زیادہ وزن نہیں اور نہ ہی میرے کوئی لمبے چوڑے مراقبے وچلّے ہیں۔ ہاں البتہ میں ایک بات آپ کی خدمت ضرور عرض کرتا ہوں کہ اللہ کی توفیق سے اور اس کے فضل سے میں نے اپنے مرشد سے عشق اور سچا عشق کرنے کی کوشش کی اس میں ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت رحمہ اللہ وہاں موجود نہیں تھے۔ مجھے بہت پریشانی ہوئی کہ حضرت کہاں ہیں خیر میں خانقاہ کی خدمت میں لگا رہا اور حضرت کے مزاج کے مطابق ہر چیز سلیقے سے رکھ دی۔ کچھ دیر بعد آپ بھی تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رحمہ اللہ کو اٹھنے بیٹھنے میں کچھ نہ کچھ تکلیف ہو رہی اور حضرت اٹھتے بیٹھتے وقت کچھ پریشانی محسوس کر رہے ہیں۔ اب میری حضرت رحمہ اللہ سے تو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی البتہ میں نے حضرت رحمہ اللہ کے ایک خادم سے پوچھا کہ خیریت تو ہے حضرت کچھ تکلیف میں محسوس ہو رہے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے: مجھے لگتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کو بواسیر ہے۔ بس! ان صاحب سے میں نے یہ سنا اور اسی وقت سے مجھے بھی وہی تکلیف ہوگئی اور چھبیس سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد بھی وہ تکلیف برقرار ہے۔

مرشد سے عقیدت کا کمال

(2)...... حضرت مرشد العلماء حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا ارشاد ہے ''محبت شیخ'' کلید سعادت (خیروں کی چابی) ہے۔ حضرت مرشدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مرید کو اپنے مرشد پر ایسا اعتماد ہونا چاہیے جیسا کہ اپنے والدین پر ہوتا ہے کبھی ان سے ان کے نکاح نامے کی تحقیق نہیں کی بس یہ معلوم ہوگیا کہ یہ میرا باپ ہے اور یہ میری ماں ہے، کبھی اس پر تفتیش نہیں کی، بس فوراً مان لیا کہ ہاں صحیح ہے اس سے بھی کہیں زیادہ اپنے مرشد پر اعتماد ہونا چاہئے کیونکہ وہ آخرت کا اور رب سے ملانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

حضرت مرزا جان جاناں رحمہ اللہ جو ہمارے سلسلے کے بڑوں میں سے ہیں انھوں نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی، مرزا صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کلاہ جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے رات کے وقت گرم پانی میں وہ ٹوپی بھگو دی، صبح کے وقت وہ پانی املتاس کے شربت سے بھی زیادہ سیاہ ہوگیا تھا، میں اس کو پی گیا، اس پانی کی برکت سے میرا دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا ہوگیا کہ کوئی مشکل کتاب مشکل نہ رہی۔ (مقامات مظہری ص:۲۹) یہ تمام برکت محبت شیخ ہی بدولت تو حاصل ہوئی۔ اللہ کریم ہم سب کو اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مرشد کی زیارت ظلمت دور ہونے کا ذریعہ

(3)...... مرشدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ماں باپ کو دیکھنے سے کعبہ ملتا ہے اور مرشد کو دیکھنے سے کعبہ والا ملتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میرے دل پر ظلمت آتی تھی تو میں جا کر اپنے شیخ

کے چہرے پر نظر ڈالتا تھا اور میرے دل کی گرہ کھل جاتی تھی۔ یہ اللہ والوں کی زیارت کی تاثیر ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے دل نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے ان کی صحبت میں رہ کر دنیا بھول جاتی ہے کیونکہ دنیا ان کے دلوں سے نکل چکی ہوتی ہے اور اللہ کی محبت ان کے دلوں میں گھر کر چکی ہوتی ہے۔

شیخ محمد طاہر لاہوری رحمہ اللہ کی مرشد سے محبت

(4)......شیخ محمد طاہر لاہوری رحمہ اللہ اپنے پیر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے غیر معمولی عشق و محبت رکھتے تھے، ''تذکرہ آدمیہ'' میں ان کا ایک خط حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نام ملتا ہے جو اپنے شیخ سے انکے تعلق قلبی کا آئینہ دار ہے ، وہ لاہور آنے کے بعد اپنے شیخ کی جدائی سے بے قرار ہو کر لکھتے ہیں۔

حضرت سلامت! احقر الخدمت محمد طاہر بعرض می رساند کوچوں از آستانه علیه متوجه لاهور شدم ، در هرقدمے می گفتم که اے نادان مقصود رادر سر هند گزاشته کجا میروی، اما ازغیب نداشه که راہی شو توقف مکن۔

علامہ خالد کردی رحمہ اللہ کی محبت شیخ

(5)......میرے شیخ رحمہ اللہ فرماتے مرشد سے دوری اختیار نہ کرو اس کا اثر اس طرح پڑتا ہے کہ جیسے کسی کشتی میں چھوٹا سا سوراخ یا دراڑ پڑ جائے آہستہ آہستہ کشتی میں پانی آنے لگتا ہے اور ایک وقت پھر وہ کشتی ڈوب جاتی ہے۔ بڑے بڑے علمائے کرام اس بات کو جانتے تھے۔ علامہ خالد کردی رحمہ اللہ جو ہمارے سلسلے کے بڑے بزرگوں میں ہیں ملک شام کے بڑے عالموں میں شمار ہوتے ہیں وہ محبت شیخ کی خاطر ملک شام سے حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ کی خانقاہ میں چلہ کھینچنے دہلی آئے۔ شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، ان سے ملاقات کیلئے مشہور بزرگ ہستی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں وہ تشریف لائے۔

علامہ خالد کردی رحمہ اللہ نے ان کو پرچہ لکھ بھیجا کہ اس وقت میں اپنے شیخ کی خدمت میں چلہ کر رہا ہوں اس وقت میں شیخ کے علاوہ کسی کی طرف توجہ نہیں کر سکتا میں چلّے کی تکمیل کر لوں پھر خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ یہ ہے اصلاح کا منصب کہ شیخ جو کہہ دے اس پر عمل کرو، کچھ بھی ہوتا رہے، جب تک ساری مخلوق کو، اپنے رشتے داروں کو، اپنی تجارت گاہوں کو، اپنی آرزؤں کو اللہ کی مرضی پر فدا نہ کرو گے اللہ نہیں ملے گا۔ خود کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کر دو پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کی محبت مرشد

(6)......حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ بڑے صاحب کمال مقام معرفت کے حامل بزرگ تھے، آپ کو مرشد کی محبت اور ادب اتنا تھا کہ جب تک آپ کے مرشد حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ زندہ رہے آپ نے کبھی پاؤں دراز نہ کیے اور نہ کبھی منبر پر کھڑے ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ استاذ کی زندگی میں شاگرد کو مؤدب ہی رہنا چاہیے۔

فنافی الشیخ کی مثالی حالت

(7)......استاد الحدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد رحمہ اللہ جن پر سلسلہ چشتیہ کی کیفیات کا اثر بہت زیادہ تھا، آپ کو اپنے مرشد پیر طریقت حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت تھی، آپ خود ہی اس محبت کی وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ایک روز مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بوقت ظہر یا عصر جماعت کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک ایسا معلوم ہوا کہ میرا تمام جسم میرے مرشد کا جسم ہوگیا ہے۔ یہ حالت اس قدر قوی ہوگئی کہ میں اپنے جسم کو اپنا نہیں پاتا تھا اور تعجب سے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹتا تھا کہ دیکھوں یہ میرا جسم ہے یا نہیں، اگر نہ ہوگا تو تکلیف محسوس نہ ہوگی، یہ حالت تھوڑی دیر گھنٹہ دو گھنٹہ رہی پھر زائل ہوگئی۔ میں نے اس حالت کو اپنے مرشد رحمہ اللہ کو لکھا تو حضرت رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حالت فنافی الشیخ ہونے کی ہے۔ سبحان اللہ! ایسے آثار و برکات ذکر، فنافی الشیخ کی سعادت ہر کسی کے نصیب کہاں، یہ آپ ہی کی خصوصیت اور محبت شیخ کا ثمر اور عطیہ حق تھا۔

مرشد کی محبت سے ملا اونچا مقام

(8)......شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ دہلی آ کر حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے مرید جو ہوئے تو گویا پیاسے کو پانی مل گیا۔ حضرت اس وقت کیلوکھڑی میں رہتے تھے، جب تک باہر رہتے ان کی خدمت میں دست بستہ مؤدب کھڑے رہتے ورنہ ایک بالاخانہ پر جا کر مصروف عبادت ہو جاتے، ادب شیخ کا یہ عالم تھا کہ کچھ درویش جمنا پر نہا رہے تھے کہ ایک کے کپڑے گم ہوگئے آپ نے سرعت سے اتر کر اسے اپنے کپڑے دے دیئے کہ یہ پہن لے شور نہ مچا کہ شیخ کی مشغولیت میں خلل واقع ہوگا۔ حضرت پر معاملہ جو منکشف ہوا تو اگلے روز بلا کر اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ دستور تھا کہ کبھی کبھی اودھ ہو آیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے امیر خسرو رحمہ اللہ سے کہلوایا کہ مجھے شیخ سے جنگل میں عبادت کرنے کی اجازت دلا دو کہ شہر میں مشغولیت کامل نہیں ہوتی فرمایا اس سے کہہ دو کہ تجھے شہر ہی میں لوگوں کے ہجوم میں رہنا ہوگا اور ان سے جو تکالیف پہنچیں اٹھانی ہوں گی اور پھر ہر تکلف کے بدلے میں احسان بھی کرنا ہوگا۔ پھر بلا کر فرمایا: آخر بتا تو تیرے دل میں ہے کیا، چاہتا کیا ہے، مطمع نظر کیا ہے، جنگل میں رہ کر کیا کرے گا، تیرے باپ کا مشغلہ کیا تھا۔ عرض کی: باپ میرے روئی کی تجارت کرتے تھے، مقصد میرا درویشوں کی کفش برداری اور آپ کی درازی عمر کی دعا کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس پر آپ نے محبت سے نصیحت کی اور سمجھایا جس کام میں لگے ہوئے ہو لگے رہو، چنانچہ آپ عبادات و مجاہدات میں مصروف ہو گئے۔

شیخ ابواسحاق رحمہ اللہ کا احترام مرشد

(9)......نزہۃ الخواطر میں ہے کہ شیخ ابواسحاق قادری رحمہ اللہ بہت بڑے عالم اور تفسیر قرآن کریم کے ماہر تھے، تفسیر قرآن میں ان کو اس قدر رسوخ حاصل تھا کہ بڑے بڑے علماء مشکل مسائل میں رجوع کرتے تھے، وہ فقر و قناعت کے انتہائی مقام پر تھے، انہوں نے باوجود اس کے کہ صاحب خلافت و مجاز تھے احتراماً اپنے شیخ کی زندگی میں کسی سے بیعت نہیں لی۔ (نزہۃ الخواطر)

شیخ کی خدمت اور ادب واحترام

(10)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل شہید صاحب رحمہ اللہ کی یہ حالت تھی کہ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں شرکت کرنے کو اور مجلس میں بیٹھنے کو خلاف ادب سمجھتے تھے حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی جوتیاں لئے ہوئے موٴخر مجلس میں بیٹھے رہتے تھے اگر کبھی بیٹھے بیٹھے تھکن ہوجاتی تو وہیں جوتیاں سر کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے تھے جس وقت حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی پالکی چلا کرتی تھی تو حضرت مولانا شہید صاحب رحمہ اللہ پالکی کے ساتھ ساتھ دوڑا کرتے تھے اور اس کو اپنے لئے فخر سمجھتے تھے...... چاندنی چوک میں پالکی جارہی ہے اور آپ ساتھ ساتھ دوڑ رہے ہیں...... حالانکہ دہلی میں اس خاندان کے ہزاروں سلامی تھے مگر ذرہ برابر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے کہ کوئی کیا کہے گا۔

کیا یہ حضرات خشک تھے......!ان کو خشک کہا جاتا ہے......!اصلاح یوں ہی ہوتی ہے آج ذرا ذرا بات پر ناگواری ہوتی ہے غرض ہر شخص کو اپنی اصلاح کی فکر میں لگا رہنا چاہئے......مرتے دم تک یہی حالت رہے عارف رومی فرماتے ہیں......

اندریں رہ می تراش و می خراش   تادمے آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دمے آخر بود   کہ عنایت باتو صاحب سربود

(الافاضات الیومیہ)

مولانا سعید گوہانوی صاحب کی محبت مرشد

(11)......حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمہ اللہ نقشبندی سلسلے کے بڑے بزرگوں میں سے تھے آپ ایک مرتبہ اپنے دو خلفاء حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب اور مولانا محمد سعید گوہانوی صاحب کے ہمراہ سرہند شریف تشریف لے گئے وہاں پر حضرت مجدد صاحب کی تربت مبارک پر کافی دیر مراقب رہے۔ جب واپس تشریف لائے تو خلفاء نے عرض کی حضرت آج خلاف واقعہ کافی دیر بعد تشریف لائے ہیں۔ تو آپ فرمانے لگے کہ مجدد صاحب سے حالت مراقبہ میں ملاقات ہوئی اور آپ فرمانے لگے کہ آپ اپنے ان دونوں خلفاء کو ہمارے پاس چند دن چھوڑ جائیں۔ اب آپ فیصلہ کرلیں کہ کیا کرنا ہے۔ مولانا سعید گوہانوی صاحب نے پوچھا حضرت آپ کا حکم تو نہیں؟ فرمانے لگے نہیں آپ کی مرضی ہے۔ گوہانوی صاحب فرمانے لگے حضرت ہم تو آپ کے ساتھ جائیں گے ہمارے مجدد تو آپ ہی ہیں۔

شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ کا احترام مرشد

(12)......حضرت شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے چچا شیخ داؤد شیر گڑھی رحمہ اللہ کے دست حق پر بسلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور تقریباً تیس سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر ریاضتوں اور مجاہدوں میں مصروف رہے۔ آپ کی محبت شیخ بھی والہانہ تھی۔

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ کی مرشد سے عقیدت

(13)......مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ 707ھ میں اُچ میں پیدا ہوئے جب آپ سات سال کے تھے تو آپ کے والد آپ کو شیخ جمال خنداں رحمہ اللہ کی خدمت میں لے کر گئے، اس وقت شیخ جمال خنداں کے سامنے کھجوروں کا ایک طباق رکھا ہوا تھا، انہوں نے حکم دیا کہ یہ کھجوریں حاضرین میں تقسیم کر دی جائیں، جب مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کو اپنا حصہ ملا تو وہ اپنے حصے کی کھجوریں گٹھلیوں کے ساتھ کھا گئے، شیخ جمال خنداں رحمہ اللہ نے یہ دیکھا تو مسکرا کر فرمایا: میاں صاحبزادے تم نے گٹھلیوں سمیت یہ کھجوریں کیوں کھالیں؟ مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ جو کھجوریں آپ کے دست مبارک سے عطا ہوئی ہیں مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا میں وہ گٹھلیاں پھینک دوں، یہ سن کر شیخ جمال خنداں رحمہ اللہ نے فرمایا تم فقرا اور اپنے خاندان دونوں کے نام روشن کرو گے۔ (خزینۃ الاصفیاء)

☆......☆......☆

شیخ کی خدمت کے فوائد

شیخ کی خدمت کا یہ مطلب نہیں کہ ہدیوں اور نذرانوں سے شیخ کی مالی خدمت ہی جائے بلکہ مرشد کامل تو ہوتا ہی وہی ہے جو ان چیزوں سے مستغنی ہو اور اسکا ظاہر بھی مریدوں کے سامنے سوالی نہیں ہونا چاہیے بعض اہل اللہ کا تو یہ حال تھا کہ وہ سامنے کی جیب میں بڑے نوٹ رکھا کرتے تھے تا کہ مریدوں سے کسی قسم کا سوال بھی نہ ہو سکے۔ شیخ کی خدمت کا یہ مطلب ہے کہ جس کام میں مرشد لگا دیں اگر چہ وہ جھاڑو دینے، صفائی کرنے، برتن دھونے، بیت الخلاء صاف کرنے، لوگوں کی چپل سیدھی کرنے کسی بھی قسم کی خدمت میں لگا دیں تو اس کو اپنے لیے سعادت مندی سمجھے اور اصلاح باطن کا ذریعہ جانے۔

خدمت مرید کی ترقی کا راز

(1)...... مجھے مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کی ایک بہت پرانی بات یاد ہے کہ حضرت کے پاس جو بندہ بھی خدمت کرتا تھا اس کو بطور تربیت ڈانٹ دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک آدمی کو بیٹھایا اور فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ تو مجھے بیل گاڑی کی طرح جوتتے رکھتے ہیں، مگر دیکھو......! سنو......! تم کو میں نے فلاں خدمت دی تھی جبکہ تم سے بہتر فلاں شخص وہ خدمت کر سکتا ہے......؟ اس نے کہا جی حضرت کر سکتا تھا۔

پھر فرمایا فلاں دن فلاں خدمت لگائی تھی جبکہ تم سے بہتر فلاں کر سکتا تھا......؟ اس نے پھر کہا جی کر سکتا تھا۔ اس طرح کئی بار گنوایا۔ پھر فرمایا دیکھو......! تمہیں روحانی ترقی مطلوب ہے اور تمہاری یہ ترقی بغیر خدمت کے ہو نہیں سکتی تھی اس لیے ہم نے تمہارے ہی فائدے کیلئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ ایک اور بات جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے وہ یہ کہ ہم نے اپنے تمام مشائخ سے سنا ہے بزرگوں کی اتنی خدمت کرو کہ دل کے اندر سے دعائیں خود بخود نکلیں اور جو دعائیں دل کے اندر سے نکلتی ہیں وہ عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہیں۔

اللہ والوں کی خدمت اور لاکھ دفعہ بخاری پڑھنا

(2)...... شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ کے بارے میں جزیرہ عرب کے مشہور عالم دین علامہ زاہد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ پچھلی پانچ صدیوں میں شیخ الحدیث مولانا انور رحمہ اللہ جیسا عالم مجھے نہ ملا۔ حضرت رحمہ اللہ کے بارے میں ہی علامہ شبیر احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر پچھلی پانچ صدیوں کے علوم کو جمع کیا جائے تو علامہ انور شاہ رحمہ اللہ کے علوم کی زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔

یہی شیخ الحدیث مولانا انور شاہ رحمہ اللہ ایک دفعہ درس بخاری کا آخری سبق دیتے ہوئے فرمانے لگے اگر تم لاکھ دفعہ بخاری شریف پڑھ لو مگر کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی نہ کیں تو علم حاصل نہ ہوگا۔

ابوعبیدہ مصری رحمہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی یاروں اور حواریوں کی خدمت سے دریغ رکھے اس کو ایسی ذلت وخواری نصیب ہوتی جس سے وہ کبھی رہائی نہیں پا سکتا۔ ابوعبیدہ مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صالحین کی صحبت اور ان کے افعال و اخلاق کی اقتداء اور دوستان حق کی قبروں کی زیارت اور یاروں اور فقیروں کی خدمت مریدوں کیلئے نہایت مفید ہے۔

اہل اللہ کی خدمت آپکو اہل بنادے گی

(3)...... اولیاء رحمہم اللہ کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، وہ لوگ خدا کے ہم نشیں ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ ان کا ہم نشیں گمراہ نہیں ہوتا اور نہ ان کا مونس نقصان اٹھاتا ہے اور انکی شان میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ان کی وجہ سے پانی لوگوں کیلئے برسایا جاتا ہے اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو رزق پہنچایا جاتا ہے، ”تفسیر عزیزی“ میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک نانبائی حاضر رہا کرتا تھا آپ اس کی خدمت سے ایک روز خوش ہوئے اور فرمایا کہ تو کچھ کہہ میں تیرے واسطے دعا کروں اور اس نے عرض کیا کہ بس ایسی دعا فرما دیجئے کہ مجھ کو اپنا جیسا کر دیجئے! چنانچہ آپ نے حسب وعدہ اس کو حجرہ میں لے جا کر دعا اور توجہ فرمائی کہ تھوڑی دیر میں وہ نانبائی قد و قامت، رنگ، لباس اور قرب ولایت میں آپ جیسا ہو گیا، کسی نے کیا خوب کہا ہے، خدمت ترا بکنگرہ کبریا رسد، (خاصان حق کی خدمت تجھے بلند مقامات پر پہنچا دے گی) اسی واسطے کسی نے خوب کہا ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر ست   ازصد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست

اور اسی مطلب میں مولانا رومی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: گر تو سنگ خاہ مرمر شوی چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

(اگرچہ تو سخت پتھر ہو (لیکن) جب تو کسی خدا کے خاص بندے کی صحبت میں پہنچے گا تو گوہر بن جائے گا)

گرمنی گندہ بود ہمچوں منی   چوں بجاں پیوست گردد روشنی

(منی اور مانند منی خود ناپاک) جب جان سے مل جاتے ہیں تو روشن یعنی پاک ہو جاتے ہیں اور فرشتوں پر مومن کما حقہ

سبقت لے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مخدوم ہونا چاہے وہ مرشد کی خدمت کرے۔

امام اعظم کو ملا خدمت کے ذریعے اونچا مقام

(4)......حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کی ہمشیرہ عاتکہ کہتی ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہمارے گھر کی روئی دھنتے تھے، ہمارا دودھ اور ترکاری خریدتے تھے اور اسی طرح کے اور بہت سے کام کرتے تھے اس واقعہ کو نقل کر کے علامہ کوثری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طالب علمی میں اسلاف اس طرح خدمت گزاری کرتے تھے اور اسی سے انہوں نے علم کی برکت پائی۔ (مقدمہ)

خدمتِ ولی پر مغفرت کی بشارت

(5)......علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کسی نے یحییٰ برمکی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ خدا نے مجھے حضرت سفیان رحمہ اللہ کی دعا کی بدولت بخش دیا کیونکہ میں ایک ہزار درہم ماہوار سفیان رحمہ اللہ کو دیا کرتا تھا وہ میرے لئے دعا فرمایا کرتے تھے مطلب یہ کہ آپ چھپ چھپ کر ضرورت منداصحاب کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ (دولتمند صحابہ)

تیس سال خدمت پر بے لوث استقامت

(6)......قاضی فخر الدین رحمہ اللہ ارسابندی مرو میں رئیس الائمہ تھے، بادشاہ وقت بھی انکا بے حد احترام کرتا تھا وہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ منصب صرف استاد کی خدمت کے طفیل میں پایا ہے۔ علاوہ اور خدمتوں کے تیس برس تک میں اپنے استاد قاضی ابوزید دبوسی کا کھانا پکایا کرتا تھا اور کبھی اس میں سے کھاتا نہ تھا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ اور خدمت کا جذبہ

(7)......حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ باکمال اولیاء میں سے گزرے ہیں۔ آپ کے اس کمال کے پیچھے بھی خدمت کا جذبہ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہوں آپ کا معمول تھا روزانہ رات کو آپ اپنی خانقاہ میں بیت الخلاء کی خدمت کیا کرتے تھے اور نجاست سر پر اٹھا کر دور جنگل میں پھینک کر آتے، ایک رات آپ اٹھے اور حسب معمول پھینکنے کیلئے لے جارہے تھے کہ ٹھوکر لگی اور آپ بری طرح گر گئے اور اچھی خاصی چوٹ آئی۔ وہاں موجود ایک شخص یہ تمام منظر دیکھ رہا تھا لیکن دور ہونے اور اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہ سکا۔ صبح کے وقت حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ رحمہ اللہ نے شلوار کا پائنچا ذرا اونچا کیا اور دکھایا تو چوٹ کا زخم بڑا گہرا تھا۔ گویا کہ آپ رحمہ اللہ خود ہی یہ خدمت انجام دیا کرتے تھے۔ اور بہت عرصے بعد جا کر اس راز سے پردہ اٹھا کہ یہ خدمت حضرت والا خود ہی انجام دیتے ہیں۔

خدمت میں کمی پر بادشاہ کو تنبیہ

(8)......خلیفہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے کو علم وادب کی تعلیم کے لئے امام اصمعی رحمہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا، ایک دن اتفاقاً ہارون وہاں پر پہنچے، دیکھا کہ اصمعی رحمہ اللہ اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے، ہارون نے

بڑی برہمی سے فرمایا کہ میں نے تو اس کو آپ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ اس کو ادب سکھائیں گے، آپ نے شہزادہ کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی گرائے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پیر دھوئے۔

خدمت نے استاد الحدیث بنادیا

(9)......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ (استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کو ایک دن بازار سے گوشت لانے کیلئے بھیجا، راستہ میں اتفاق سے ان کے والد مل گئے، جو سواری پر چلے آرہے تھے، حماد رحمہ اللہ کے ہاتھ میں زنبیل دیکھ کر انہوں نے ان کو بہت ڈانٹا اور زنبیل چھین کر پھینک دی، لیکن جب نخعی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد طالبین حدیث حماد کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور دستک دی تو حماد رحمہ اللہ کے والد ہی ہاتھ سے شمع لے کر آئے، طلبہ نے کہا ہم آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، وہ الٹے پاؤں اندر واپس آئے اور حماد سے کہا کہ بیٹا! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، میں سمجھ گیا، زنبیل ہی نے تم کو یہاں تک پہنچایا۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

خدمت کو سعادت سمجھنے والے ہمارے بڑے

(10)......امام شعبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سوار ہونے لگتے تو حضرت ابن عباس رحمہ اللہ رکاب تھام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صحابی نے مجاہد رحمہ اللہ (تابعی) کی رکاب تھامی۔ امام لیث بن سعد امام زہری رحمہ اللہ کی رکاب تھامتے تھے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی ہیبت ہم پر ایسی تھی جیسی بادشاہ کی ہوتی ہے اور یہی حال امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں کا امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ (آداب الشرعیہ)

خدمت گزار مرید بے مثال شخصیت

(11)......ابوحفص حدّاد رحمہ اللہ کے تمام مرید نہایت مؤدب و مہذب تھے مگر ایک مرید بہت خدمت گزار اور باادب واقع ہوا تھا۔ حضرت جنید رحمہ اللہ کو اس کا ادب بہت پسند آیا اور بار بار اس کی طرف محبت کی نظروں سے دیکھتے رہے۔ نہ رہا گیا تو حضرت جنید رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ یہ مرید کتنی مدت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ فرمایا صرف دس برس گزرے ہیں۔ بولے واقعی بہت مؤدب ہے۔ خوب شائستہ ہے اور اس کے اندر ایک شان پنہاں ہے۔ فرمایا: 17 ہزار دینار اس مدت میں میرے لئے خرچ کر چکا ہے، لیکن اس کے باوجود ہنوز یہ حوصلہ نہ ہوا کہ مجھ سے کچھ کہہ سکے۔

مریدین کا خلوص رائیگاں نہیں جاتا

(12)......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ دنیا میں کوئی مرید بھی ہوا ہے جس کا رتبہ اپنے پیر سے بڑھ گیا ہو تو فرمایا: خود میرے مرید حضرت جنید رحمہ اللہ کو دیکھ لیجئے کہ ان کا مرتبہ مجھ سے بلند ہو چکا ہے، آپ نے دو سو کاملین کی خدمت کی ہے جن میں آٹھ کا درجہ تو انتہائی بلند تھا۔

مرید صادق کی چالیس سال استقامت

(13)......حضرت ذاالنون مصری رحمہ اللہ کا ایک مرید نہایت عابد و زاہد تھا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ پورے چالیس سال تک شب بیدار رہا تھا۔ چالیس حج کئے تھے اور شبانہ روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہا تھا۔ حاضر ہو کر عرض کی کہ خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اب تک باری تعالیٰ کی نظر میری طرف نہیں اٹھی اور میرے باطن میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ مجھے کوئی شکوہ تو نہیں مگر شوق میرے قلب میں آگ لگائے ہوئے ہے، خدا کیلئے میری دستگیری کیجئے۔ یہ ہمارے اسلاف کی مثالیں ہیں اللہ ہمیں بھی انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تو دوسرے دن ہی مریدین کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہماری روحانیت کی ساری منزلیں طے ہو جائیں۔

پیران پیر کا 40 سال استقامت سے چلنا

(14)......حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ۴۸۸ھ سے ۵۲۸ھ تک پورے چالیس برس کا عرصہ ظاہری علوم و فنون میں مہارت اور روحانی و اخلاقی استعداد حاصل کرنے کیلئے مسلسل مجاہدہ و ریاضت اور سیر و سیاحت میں صرف کیا۔ تعلیم و تدریس اور تربیت و ارشاد کے اہم کام کے لیے یہ آپ کی تیاری کا دور تھا جو آپ نے نہایت گمنامی کی حالت میں بسر کیا۔ اس دوران آزمائشیں بھی آئیں، لیکن خدا کے فضل و کرم سے اس وادی میں ہر لغزش اور ٹھوکر سے محفوظ رہے۔

مریدین کیلئے استقامت کی بہترین مثال

(15)......حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشی رحمہ اللہ خلوص و استقامت کی بہترین مثال تھے آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمانی دامانی رحمہ اللہ (موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان) کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کی۔ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، تو آپ نے حضرت خواجہ رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سرج الدین رحمہ اللہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور سترہ برس تک ان کے درویشوں میں شامل رہے۔

۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ نے انتقال فرمایا کہ ان کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت خواجہ محمد ابراہیم مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو حضرت قریشی صاحب رحمہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ حضرت خواجہ محمد ابراہیم نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تو آپ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں منہمک ہو گئے۔

ریاست بہاولپور، سندھ اور پنجاب میں ہزاروں لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

سالکین استقامت امام غزالی سے سیکھیں!

(16)...... یہ مسافر سولہ برس کے عرصہ میں علم حاصل کرنے کے بعد گھر کی طرف رواں دواں تھا دوران سفر ایک شخص نے اس مسافر کو روتے دیکھا تو اس نے رونے کی وجہ دریافت کی مسافر کہنے لگا کہ اس نے تقریباً سولہ سال کے عرصہ میں جو علم حاصل کیا اسے لکھ لیا مگر آج اس کا لکھا ہوا تمام علم چرا لیا گیا ہے جس کی بناء پر وہ رو رہا ہے تو اس شخص نے اس روتے ہوئے مسافر کو نصیحت کی بھائی دیکھو! علم تو کبھی چرایا نہیں جاتا یہ علم کیسا کہ جس کو چرا لیا گیا؟ علم تو وہ ہے جو آدمی نے زبانی یاد کیا ہے۔ یہ مسافر اس

شخص کی اس نصیحت سے بہت متاثر ہوا اور وہیں سے آگے جانے کا ارادہ ترک کیا اور دوبارہ علم حاصل کرنے کیلئے واپس ہوا کافی عرصہ بعد جب وہ دوبارہ علم حاصل کرنے کے بعد گھر کی طرف لوٹ رہا تھا تو اس کے اس سفر اور اس سے پہلے والے سفر میں زمین و آسمان کا فرق نظر آ رہا تھا چونکہ پہلے سفر میں مسافر عام شخص تھا جب کہ دوسرے سفر میں یہ امام غزالی بن کر لوٹ رہا تھا۔

مریدین استقامت مؤذن سے سیکھیں

(17)......مریدین کیلئے پابندی اوقات اور نظام کی پابندی بہت ہی زیادہ ضروری ہے سالکین کو چاہیے کہ وہ استقامت کو مؤذن سے سیکھیں......!قدرت اللہ شہاب جو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور حکومت میں بااعتماد بیوروکریٹ تھے، اپنی خودنوشت داستان حیات ''شہاب نامہ'' کتاب میں لکھتے ہیں: لو سے جھلسی ہوئی گرم دوپہروں میں ائرکنڈیشنز میں بیٹھے ہوئے یہ بھول گئے کہ محلّہ کی مسجد میں ظہر کی اذان ہر روز عین وقت پر اپنے آپ کس طرح ہوتی رہتی ہے؟ کڑکڑاتے ہوئے جاڑوں میں نرم گرم لحافوں میں لیٹے ہوئے اجسام کو اس بات پر کبھی حیرت نہ ہوئی کہ اتنی صبح منہ اندھیرے اٹھ کر فجر کی اذان اس قدر پابندی سے کون دے جاتا ہے؟ دن ہو یا رات، آندھی ہو یا طوفان امن ہو یا فساد، دور ہو یا قریب، ہر زمانے میں شہر شہر گلی گلی قریہ قریہ چھوٹی بڑی، کچی پکی مسجدیں اسی ایک مُلاّ کے دم سے آباد تھیں، جو فقر و فاقہ سے مدارس میں بیٹھا رہتا تھا، اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم تھی، نہ فنڈ تھا، نہ کوئی تحریک تھی، اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخاصمت، ماحول کی بے حسی، معاشرے کی کج ادائی کے باوجود اس نے نہ اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کو مخصوص وردی کو چھوڑا، اپنی استعداد اور دوسروں کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں نہ کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی، یہ مُلاّ کا فیض ہی تھا کہ کہیں کام کے مسلمان، کہیں محض نصف نام کے مسلمان ثابت و برقرار رہے، برصغیر کے مسلمان ملا کے اس احسان عظیم سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے، جس نے کسی نہ کسی طرح ان کے تشخص کی بنیاد کو ہر دور، ہر زمانے میں قائم رکھا۔

اس واقعہ میں جلد بازی کرنے والے سالکین کیلئے ایک سبق ہے جو تھوڑا سا وقت گزرتے ہی کہنا شروع ہو جاتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ والے واقعات کیوں نہیں ہو رہے...... اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

مرشد کی سختی اور ڈانٹ

جب انبیاء علیہم السلام بشریت اور ضروریات زندگی سے بری نہیں ہو سکے تو اولیاء اللہ کس طرح حوائج ضروریہ سے بری ہو سکتے ہیں، لہٰذا ان کی خدمت اور ان کی خوشنودی پر ملنے والے کمالات حق ہیں اور ان کی خوشنودی اور دعا اور خدمت دین و دنیا کے بڑے بڑے کاموں کو حل کرتی ہے اور خادم کو مخدوم کرتی ہے کسی نے خوب کہا ہے:

ہر کہ خدمت کرو او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد

(جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا اور جس نے اپنے آپ کو کچھ سمجھا وہ بھلائیوں سے محروم رہا)

اور اسی طرح ان کی ناخوشی اور ان کی دل آزاری نہایت نقصان دہ ہے اور دین و دنیا کے کاموں کو تباہ و برباد کرنے والی ہے، چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اعوذ باللہ من غضبہ و غضب اولیاءہ" پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے غضب اور اس کے اولیاء (دوستوں کے غضب سے) اللہ تعالیٰ نے عالم کے بگاڑ سدھار کا معاملہ خاصان حق کے قلوب پر رکھا ہے، قرآن شریف اس کا شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعا سے مخلوق آفتوں سے بچ گئی اور ان کی تکلیف دہی اور بد دعا سے خطہ کے خطہ اور ملک کے ملک پلٹ دیئے گئے اور تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اسی معنی میں مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہیچ قوم را خدا رسوا نہ کرد   تا دل صاحبدلے ناید بدرد

(کسی قوم کو خدا نے اس وقت تک برباد نہیں کیا جب تک کہ اس قوم نے خدا کے کسی خاص بندہ کا دل نہیں دکھایا)

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما آبگینہ ایم شویم از شکست تیز   آزار یابد آنکہ بود در شکست ما

(ہم کانچ (شیشہ) کے مانند ہیں کہ توڑنے سے تیز ہوتے ہیں جو ہمیں توڑنے کے درپے ہوتا ہے وہ خود تکلیف پاتا ہے)

ایک شاعر نے کہا:

مشکن بحرف سخت دل اولیائے حق   پاس کبوتران حرم راہ نگاہ دار

(سخت بات سے اولیاء اللہ کی دل شکنی مت کر حرم کعبہ کے کبوتروں کا خیال رکھ یعنی خاصان حق کا)

شیخ کی خوشی و ناراضگی

(1)...... مرشدی حضرت ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ اسکا مرشد اس پر روک ٹوک کر سکے کیونکہ مرشد کی سختی و ناراضگی سہنا بھی ہر مرید کے بس کی بات نہیں۔ (2)...... اگر کبھی مرشد سختی کر دیں تو مرید کو چاہیے کہ مرشد کا حق پہچانے اور کبھی اس کا احسان نہ بھولے، امام شعبہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ میں ایک حدیث بھی کسی سے سن لیتا ہوں تو زندگی بھر کیلئے اس کا غلام بن جاتا ہوں۔ تعظیم مرشد میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اس کی غیبت کرے تو تم تردید کرو اور مرشد کی حمایت کرو اور اگر وہ نہ کر سکو تو اس مجلس سے اٹھ جاؤ۔ (3)...... اگر شیخ کبھی کسی کام پر ڈانٹ دے تو اس وقت بھی اپنے مرشد کو بہت عظمت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے کمال کا پختہ اعتقاد رکھے، سلف میں بعض حضرات یہ دعا کرتے تھے کہ خداوند! میرے مرشد کا عیب مجھ پر ظاہر نہ ہو کہ اس سے مبادا بے اعتقادی پیدا ہو کر میرے پاس سے اس کے علم کی برکت جاتی رہے۔ (4)...... مرشد سے سخت مزاجی یا بد خلقی بھی صادر ہو تو صبر کرے اور اس کی وجہ سے اس کے پاس آنے جانے میں یا عقیدت میں فرق نہ پڑنے پائے۔ لازم ہے کہ اس کے فعل کی کوئی عمدہ تاویل کرے اور اس کی سختی و بدمزاجی کے موقع پر اپنے ہی کو قصوروار قرار دے اور معذرت میں سبقت کرے اور اپنی حرکت سے توبہ و استغفار کرنا

ظاہر کرے اسی میں سالک کی دنیا و آخرت کا نفع ہے۔ امام معانی بن عمران رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو عالم پر خفا ہوتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جامع مسجد کے ستونوں پر خفا ہو۔ مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کی صحبت میں رہتے وقت چند لمحے مجھے ایسے ملے ہوں گے کہ جب آپ نے مجھے شاباش دی ہو یا حوصلہ افزائی کی ہو وگرنہ آپ کبھی دیکھ کر خاموش رہتے...... کبھی بالکل بے اعتنائی فرماتے...... کبھی اس میں اصلاح فرماتے اور کبھی ڈانٹ دیتے......! آج اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب تربیت کے مراحل تھے وگرنہ صرف مرید کی حوصلہ افزائی ہی کی جاتی رہے تو عُجب اور زاہدانہ تکبر کے اثرات اپنے قدم جمانا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اصلاح اور تزکیہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین! (5)...... ابن عینیہ رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ یہ طالب علم لوگ اتنی دور دور سے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ ان پر خفا ہوتے ہیں کہیں وہ آپ کو چھوڑ کر چل نہ دیں، ابن عینیہ رحمہ اللہ نے کہا وہ تمہارے ہی جیسے احمق ہوں گے اگر میری بدخلقی کی وجہ سے اپنے نفع کی چیز چھوڑ دیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انسان پر عالم کی مدارات واجب ہے یعنی اس کی سختی کو اپنی نرمی سے دفع کرنا۔

استاد کی خوشی سے برکت ہوتی ہے

حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ کسی بہت بڑے عالم کی حکایت لکھی دیکھی ہے کہ ان کے استاد ان کے وطن کی طرف آئے تو شاگرد ان کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوئے اور یہ عالم بوجہ اس عذر کے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھے حاضر نہ ہو سکے۔ چونکہ ایسی مصروفیت نہ تھی کہ حاضر ہونے سے ضروری خدمت میں کوئی حرج واقع ہوتا۔ کسی قدر سستی سے بھی کام لیا استاد کو یہ کم توجہی ناگوار ہوئی اور یہ فرمایا کہ والدہ کی خدمت کے سبب ان کی عمر طویل ہوگی مگر ہمارے حقوق میں کمی کرنے کے سبب ان کے علم میں برکت نہ ہوگی۔ چنانچہ عمر تو بہت ہوئی لیکن تمام عمر گزر گئی نشر علم کے اسباب ان کیلئے جمع نہ ہوئے، غرض کہ استاد و مرشد کے تکدر سے علم کی برکت جاتی رہتی ہے اور اس کی خوشی سے برکت ہوتی ہے۔

طریقت آفات وبلیات

شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقت کے آفات و بلیات سات قسم پر ہیں (1)...... اعراض (2)...... حجاب (3)...... تفاصیل (4)...... سلب مزید (5)...... سلب قدیم (6)...... تسلی (7)...... عداوت۔

مرید سے کوئی ایسی بات یا کام ہو جائے جو محبوب یعنی مرشد کو ناپسند ہو اور اسکے بعد شیخ مرید سے منہ پھیر لے یہ اعراض ہے اگر مرید اس کام سے باز آ جائے اور توبہ کر لے معذرت سے پیش آئے تو وہ اعراض اقبال سے بدل جاتا ہے اور رشتہ محبت قائم ہو جاتا ہے اور اگر مرید اسی طرح اپنے اس فعل پر اصرار کرتا رہے تو حجاب پیش آ جائے گا اور وہ شیخ سے محجوب ہو جائے گا اور اگر مرید اس سے بھی پشیمان نہ ہو اور عذر خواہی نہ کی تو جدائی تک نوبت پہنچ جائے گی یعنی شیخ مرید سے جدائی کر لے گا اگر مرید اس پر بھی متنبہ نہ ہو تو سلب مزید ہو جاتا ہے یعنی نوافل و اذکار و وظائف میں فتور پڑ جاتا ہے اور اگر اس سے بھی باز نہ آئے تو سلب قدیم ظاہر ہو جاتا ہے یعنی فرائض و واجبات کے فوت ہو جانے پر بھی اس کو کوئی غم یا

ندامت نہیں ہوتی بلکہ اس کا دل شیخ کی جدائی پر آرام وقرار پکڑ جاتا ہے۔ اگر اسی طرح غفلت وسستی میں پڑا رہے تو عداوت پیدا ہوجاتی ہے اور دوستی کا معاملہ دشمنی میں بدل جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان آفات سے ہم تمام دوستوں کو بچا کرر کھے۔ آمین!

☆......☆......☆

مریدین کیسے چلیں......خوب ترقی کریں......؟

مریدین کیلئے نہایت قیمتی باتیں

اللہ والوں کی زندگی میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن پر عمل کر کے انسان بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ چند اللہ والوں کی باتوں کا انتخاب آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جو ہم سب کیلئے بہت ہی مفید ثابت ہوں گی۔ (1)......گناہ کبیرہ سے بیعت ختم نہیں ہوتی ہے جب تک کہ نیت فسخ نہ کرے۔ (2)......اگر عمل میں کوتاہی ہو تو علاوہ استغفار کے کچھ جرمانہ بھی مقرر کرنا چاہیے، مثلاً بیس رکعت نفل پڑھے۔ ☆......تعلیم میں متعدد شخصوں کا اتباع نہ کرنا چاہیے۔ (3)......شیخ کی محبت بالواسطہ خدا کی محبت ہے۔ (4)......اصلاح خیالات بجز کامل شیخ کی صحبت کے میسر نہیں ہوتی۔ (5)......اگر شیخ کا تصور بلا اختیار جم جائے تو سعادتوں کی چابی ہے۔ (6)......دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجائے کا معنی یہ ہے کہ ایک شیخ کو اپنے تمام امور سپرد کردے۔ شیخ کے سامنے کچا چٹھا پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور کلیات اپنے تمام عیوب بیان کردے۔ (7)......اگر سفر میں تہجد کا موقع نہ ملے تو تیمم کر کے صرف ذکر ہی کر لینا موجب برکت ہے۔ (8)......کسی وارد کے نہ ہونے سے تکمیل عبدیت ہوتی ہے اور عجب کی جڑ کٹتی ہے۔ (9)......گفتگو میں جوش مناسب نہیں ہے ہر وقت ہوش سے کام لینا چاہیے۔ (10)......شیخ سے تعلیم حاصل کرنے کے طریقہ یہ ہے کہ اپنے تمام احوال وعیوب پیش کر کے تفویض کردے اور جو نسخہ شیخ تجویز کرے اس کو بلا تردد استعمال کرے۔ (11)......آداب شیخ سے یہ بھی ہے کہ علوم غیر ضروریہ میں اس کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔ (12)......ہم عصروں سے خود کو کمتر محسوس کرنا دلیل ترقی ہے۔ (13)......درود شریف کی کثرت سوزش اور حرارت کا علاج ہے۔ (14)......اگر کوئی شخص منہ پر تعریف کرے تو اس کا روکنا موافق سنت ہے۔ (15)......مبتدی کو قبل از تکمیل امر بالمعروف مناسب نہیں ہے۔ اس وجہ سے آیات قتال کے نزول میں تاخیر ہوئی۔ (16)......مسجد میں جا کر جوتے سیدھے کرنا اور پانی لوٹوں میں بھرنا اور موقع ہو تو جھاڑو دینا اس میں کبر کا علاج ہے۔ (17)......بچوں سے محبت کرنا اور کھیلنا تکبر کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (18)......بعض اوقات اثنائے ذکر میں اپنے دست بوسی کو دل چاہتا ہے جس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (19)......واردات قلبی پر نازو والتفات کرنا ہلاکت ہے۔ (20)......مبتدی کو اخبار کا مطالعہ مضر ہے۔ (21)......ذکر سے قلب میں نرمی آتی ہے مثلاً ضعفاء اور جانوروں پر رحم آنے لگتا ہے اور یہ آثار محمود ہیں مگر کمال نہیں ہیں۔ (22)......ہجوم مرض سے اگر اوراد میں نقص ہوجائے تو اس کے تلافی کی ضرورت نہیں۔ (23)......گناہوں کا چھوڑ دینا ہزار

ذکر وشغل سے افضل ہے۔ (24)...... سیاہ مرچیں چبانے سے نیند کا غلبہ دفع ہوتا ہے۔ (25)...... مبتدی کو غیر سلسلہ بزرگوں سے ملنا مضر ہے۔ (26)...... ذکر میں اشعار پڑھنے کا مضائقہ نہیں مگر کثرت نہ ہو۔ (27)...... بعض لوگوں پر خداوند تعالیٰ کے مشاہدہ کا غلبہ ایسا ہوتا ہے کہ بستر پر پیر پھیلا کر نہیں سو سکتے۔ (28)...... ذکر میں کندھے پر ثقل اور قلب میں لذت کا محسوس ہونا سرایت ذکر کی علامت ہے۔ (29)...... نماز کی تکمیل جس طرح حضور قلب سے ہوتی ہے اسی طرح اس کی کوتاہی پر ندامت سے بھی ہوتی ہے۔ (30)...... ہر عیب پر صلوٰۃ توبہ کا التزام اس کا علاج ہے۔

نوافل کا اہتمام

اگر چہ فقہی طور پر نوافل کی قضا نہیں ہے لیکن ایک سالک کو ایسے مواقع پر تلافی کے طور پر جب موقع ملے، معمول کے نوافل ضرور پڑھ لینے چاہئیں، خواہ ان کا اصلی وقت گزر گیا ہو۔ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص کھانے کے آغاز میں ''بسم اللہ'' پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دوران بھی جب یاد آئے ''بسم اللہ اولہ و آخرہ'' پڑھ لینا چاہیے۔ بس اسی پر دوسری نوافل قیاس کر لینی چاہئیں۔

ایک بہت قیمتی بات ہمیشہ یاد رکھیے گا! میرے مرشد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ولایت ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر چلّے کرنے سے بہت ہی کم ملی ہے، اکثر اور بیشتر جن لوگوں کو ولایت ملی ہے وہ سہنے یعنی برداشت کرنے سے ملی ہے۔ اب یہ برداشت کرنا کئی طرح ہو سکتا ہے کوئی ناگواری آئی تو اس کو سہنا، کسی نے کوئی کڑوی بات کہہ دی تو اس کو سہنا، یعنی تمام باتیں سہنا اور کچھ نہ کہنا یہ عمل بہت جلد آپ کو اللہ سے ملا دے گا۔

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعض دانا لوگوں کا قول ہے کہ چار قسم کے آدمی بڑے محروم ہیں (1)...... اپنے ماتحت لوگوں پر تکبر کرنیوالا (اور انہیں ذلیل وحقیر سمجھنے والا) (2)...... والدین کا نافرمان (3)...... مسافر کی تذلیل کرنے والا (4)...... مسکینوں کو ان کی مسکینی اور غریبی پر عار دلانے والا اور طعنہ دینے والا۔

مخالفت سے ضرور بچیں

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ کسی کو کسی کے ساتھ مخالفت ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اس پر ارشاد فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا تھا کہ آپ سے جتنے لوگوں نے بغاوت کی ہے وہ لوگ نماز پڑھاتے ہیں ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا ''نماز اچھی چیز ہے اچھے کام میں شریک رہو برے کام میں شریک مت ہو۔ آپ نے دلیل کیسی اچھی بیان کی پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برا کہنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتوے سے پھر اور لوگوں کے پیچھے کیوں نہ درست ہو گی۔

ہمت کے ذریعے آگے بڑھنے کی ایک سادہ مثال

آپ نے بچے کو دیکھا ہے کہ وہ کس طرح چلنا سیکھتا ہے؟ جب پہلی مرتبہ وہ چلنا چاہتا ہے تو ایک قدم چلتا ہے پھر گر پڑتا

ہے، اب اگر وہ بچہ گرنے کے بعد مایوس ہو کر بیٹھ جائے کہ چلنا میرے بس میں نہیں ہے تو کبھی اس کو چلنا نہیں آئے گا۔ لیکن اگر وہ دوبارہ چلے گا پھر گرے گا اور گر کر پھر چلے گا پھر گرے گا پھر چلے گا، یہاں تک کہ گرتے پڑتے چلتے چلتے بالآخر اس کو چلنا آجائے گا۔ لہٰذا ہمت کے ذریعہ اپنے آپ کو آگے بڑھاؤ، آگے قدم بڑھاؤ، جب گر جاؤ تو کوئی پرواہ نہ کرو، پھر دوبارہ کھڑے ہو کر چلنا شروع کردو، پھر گر گئے پھر اٹھ کر چلنا شروع کردو۔ آج دو مرتبہ گرے، کل ایک مرتبہ گرو گے، آج پورے گرے، کل آدھے گرو گے، رفتہ رفتہ چلنا آجائے گا۔ بہر حال ہمت کے ذریعہ انسان آگے بڑھتا ہے اور ہمت کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ ہوگا وہ انسان کی ہمت سے ہوگا۔

تصور کیا ہے اور کیوں کیا جائے؟

تصور شیخ تصوف کی ابتدائی منزل ہے۔ تصور شیخ کے سلسلے میں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ تصور شیخ کا ذکر ہمارے اکابر کے بہت سے واقعات میں ملتا ہے۔ تصور شیخ وسوسہ اور پریشان خیالات سے بچاتا ہے، تصور شیخ سے عجیب و غریب کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور شیخ کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ وسوسوں اور خیالات سے پریشان نہیں ہونا چاہیے اور نہ اس سے گھبرا کر ذکر کو چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ تصور شیخ ہر سالک کیلئے نہیں بلکہ صرف ان سالکوں کیلئے ہے جو شریعت کی حدود کو مدنظر رکھنے والے اور حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے نہ ہوں۔

☆……☆……☆

اللہ والوں کے قیمتی موتی

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا فرمان

دوپہر کا سونا جو اتباع سنت کی نیت سے ہو کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے۔ اس لیے سنت کی زندگی کو بہت ہی زیادہ اہتمام سے سیکھیں سنتوں کا باب انشاءاللہ آگے آئے گا۔

مجاہد کبیر سید احمد شہید رحمہ اللہ کا فرمان

مجھے اللہ کے فضل سے فضائل ظاہری و مراتب باطنی، روشن دلی اور صفائی قلب جو کچھ حاصل ہے وہ سب اتباع شریعت کی برکت اور پیروی سنت کی سعادت سے ہے۔ شریعت پر عمل ہر مرید کی ضرورت ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فرمان

طلب علم ہی اصل دولت ہے یہی انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کی زندگی تحصیل و اشاعت علم میں بسر ہوتی ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ: نے فرمایا: تحصیل علم میں اگر نیت صحیح بھی نہ ہو تب بھی علم کو چھوڑنا نہ چاہیے، کیونکہ علم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نیت بھی صحیح ہو جاتی ہے۔ پاکی ناپاکی اور حلال و حرام کا علم رکھنے والے مرید بہت جلد کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی رحمہ اللہ کا فرمان

ارادوں کو قابو میں رکھ کر اپنی جگہ پر استعمال کرنا انسانیت ہے۔ ارادوں کے تابع تو جانور ہوتا ہے جو اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کا فرمان

مدار نجات نسب نہیں، عمل ہے۔ اگر نسبی حیثیت سے کوئی اعلیٰ درجے کا عالی نسب ہے مگر اعمال برے ہیں تو وہ راندہ درگاہ خداوندی ہے۔ اور اگر چمارزادہ یا بھنگی زادہ ہے مگر وہ مسلمان متقی ہے تو اس کی نجات ہے۔

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کا فرمان

اللہ کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے۔ ہمیں یہ مزہ قرآن مجید پڑھنے میں آتا ہے۔ جنت میں جب ہمارے پاس حوریں آئیں گی تو ان سے کہیں گے آؤ ذرا قرآن مجید تو سن لو۔

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کا فرمان

آج کا دور وہ ہے کہ انسان نیکی کر کے شرماتا ہے اور منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ جیسے گویا کہ اس نے کوئی بڑا بھاری جرم کیا ہے اور دوسری طرف مجرم بدکاریاں کر کے فخر سے سر اونچا کرتا ہے کہ گویا اس نے دنیا کا کوئی محترم کام انجام دیا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے واسطہ پیدا کر کے اور نماز قائم کر کے ایسی فضا پیدا کرنی ہے کہ نیکی کر کے سر ابھارے اور مجرم اور بدکار خلاف شریعت امور کر کے منہ چھپاتا پھرے اور اپنی برائی کو محسوس کرے۔

دنیا وآخرت میں کامیابی کی چھ باتیں

ایک بہت بڑے اللہ والے اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم چھ کے مقابلے میں چھ باتوں پر عمل کرو: (1)......عوام ظاہر کی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں تم باطن کی فکر کرو۔ (2)......عوام اپنی دنیا بنانے میں مشغول ہیں تم آخرت کو بہتر کرنے کی کوشش کرو۔ (3)......لوگ دوسروں کی عیب جوئی میں مبتلا ہیں تم اپنی خامیاں تلاش کرو۔ (4)......لوگ مخلوق کو خوش کرنے کی تلاش میں ہیں تم اپنے پیدا کرنے والے کی رضا تلاش کرو۔ (5)......لوگ کثرت اعمال کی کوشش کر رہے ہیں تم حسن اعمال میں جان مارو۔ (6) لوگ فضائل کے پیچھے لگے ہیں تم فرائض کو مکمل کرنے کی طرف توجہ کرو۔

یہ چھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان پر عمل کر لیا جائے تو دنیا وآخرت کی بہت سی بھلائیاں ہمیں حاصل ہو جائیں گی۔ ہم سب یہ نیت کریں کہ ان باتوں پر میں نے بھی عمل کرنا ہے اور آپ نے بھی۔ ان شاءاللہ!

سات سو علماء کی تحقیق:۔ شفیق بن ابراہیم رحمہ اللہ اہل اللہ کی صحبت کے بہت مشتاق تھے آپ رحمہ اللہ بہت سے علماء اور بزرگوں کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سو علماء اور بزرگوں سے پانچ سوال کئے جن کا سب نے ایک ہی جواب دیا۔ (1)......میں نے پوچھا عقلمند کون ہے؟ جواب ملا جو دنیا کو ناپسند کرتا ہے۔ (2)......سمجھدار اور دانا کون

ہے؟ جواب ملا جو دنیا سے دھوکہ نہ کھائے۔ (3)......میں نے پوچھا غنی کون ہے؟ جواب ملا جو اللہ کی تقسیم کی پر راضی ہو۔ (4)......میں نے پوچھا فقیہ کون ہے؟ جواب ملا جو زیادہ کا مطالبہ نہ کرے۔ (5)......میں نے سوال کیا بخیل کون ہے؟ جواب ملا جو اپنے مال میں سے اللہ کا حق نہ دے۔

☆......☆......☆

بیعت ہونے والوں سے کچھ اہم باتیں......؟

سلسلہ قادری ہجویری رحمہ اللہ کے بیعت ہونے والوں کیلئے یہ باتیں بہت ہی اہم ہیں ان کے بغیر ترقی تو دور کی بات نجات بھی مشکل ہو جائے گی۔ اللہ کریم آسان فرمادیں۔ آمین!

(1)......ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کریں خواہ مرشد کے مشورے سے کسی کتاب کو پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر......شریعت کا ہر وقت خیال رکھے۔ (2)......کسی کا حق نہ رکھے کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔ (3)......مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے اور کپڑے کی فکر میں رہے۔ (4)......اگر اس کی خطاء پر کوئی ٹوکے، اپنی بات نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کرے۔ (5) سخت ضرورت کے سفر نہ کرے۔ سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں وظائف میں خلل پڑتا ہے وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔ (6)......نہ بہت ہنسے، نہ بہت بولے، خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔ (7)......کسی سے جھگڑا، تکرار نہ کرے۔ (8)............سب کاموں کیلئے وقت مقرر کرے اور پابندی سے اس کو نباہے۔ (9)...... ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر ہی نہ رکھے بلکہ ذکر قلبی کی طرف بھی دھیان دیا کرے۔ (10)......عبادت میں سستی نہ کرے۔ (11)......اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجزہ ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے بڑائی نہ جتلائے۔ (12)......دنیا میں اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھے اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ رکھے۔ (13)......ایسے لوگوں کی صحبت سے بہت دور رہے جس سے دین و ایمان میں خلل آتا ہو۔ (14)......دوسروں کے عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بد گمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ (15)...... ہر حالت میں اللہ پاک کا شکر بجالایا کرے اگر اللہ پاک کا نام لینے کی توفیق مل گئی ہے تو اس پر اللہ کا بہت شکر ادا کرے۔ (16)......کسی سے بات کرے تو بہت نرمی سے کرے۔ (17)......جو کچھ رنج و غم نقصان پیش آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔ (18)...... جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، خواہ دنیا کا ہو یا دین کا۔ اس کتاب کے مطالعے کیلئے وقت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور مقرر کریں، اللہ کی توفیق سے یہ کتاب تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی زندگی کو معرفت کے عروج پر لے جائے گی۔ انشاء اللہ!

روزانہ کے معمولات

اگر درج ذیل معمولات کی روزانہ پابندی کی جائے تو انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصے میں ہماری زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی محسوس ہونا شروع ہوجائے، گناہوں سے نفرت اور خدا کی معرفت حاصل ہو، سلسلہ کی برکات حاصل ہوں اور اعمال ظاہر و باطن میں مرتبہ احسان کی کیفیت کا پیدا ہونا شروع ہوجائے۔

(1)......فرائض کا اہتمام کریں، جو لوگ نماز اور دیگر فرائض ادا نہیں کرتے ان کے اعمال بے اثر رہتے ہیں۔ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔ (2)......لوگوں سے لین دین، خرید و فروخت، ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق کا خصوصیت سے اہتمام کریں، جن لوگوں کے معاملات صاف نہیں ہوتے ان کو منزل تک رسائی تو کیا اپنی نجات بھی مشکل ہوجائے گی۔ (3)...... رزق حلال کا اہتمام کریں، حرام غذا اعمال کے انوارات و برکات کو بے اثر کر دیتی ہے۔ (4)......شیخ نے جو اعمال جس سالک کے لیے تجویز کیے ہیں یقین کے ساتھ ان پر عمل کریں، شک عمل کی تاثیر کو ضائع کر دیتا ہے۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طالب کو ذکر یا جو عمل دے دیا جائے وہی اس کیلئے اسم اعظم ہے اگر یقین اعظم ہوجائے تو تاثیر اعظم شروع ہوجاتی ہے۔ (5)......اعمال میں جتنی توجہ پیدا کرسکیں اپنے طور پر کوشش ضرور کریں اور ہر عمل سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے سوچ لیا کریں ''یا اللہ! میرا مقصود بس تو ہی ہے مجھے ایسی عبادت کی توفیق دے جو تیری بارگاہ میں قبول ہوجائے''۔ اور ایک دفعہ یہ دعا نہایت ہی دل کی گہرائی سے پڑھ لیں ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ وَ اُرْضِیْکَ بِجَھْدِیْ کُلِّہٖ'' (اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں اور اپنی ساری کوشش تجھے راضی کرنے میں لگا دوں)۔ (6)...... ذکر و نماز میں الفاظ کی تصحیح کا اہتمام کریں، الفاظ غلط پڑھنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہوئے چند لمحوں کیلئے یہ سوچ لیا کریں کہ آج میں نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونی ہے۔ (7)......حرام کاموں سے بچیں، وہ کام جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کا ارتکاب روحانیت یعنی اللہ کے تعلق کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اسوقت کوئی بھی عمل کارگر نہیں ہوتا مثلاً بدنظری، جھوٹ، دھوکہ بازی، حسد، غیبت، چغلی، (ان تمام باتوں کا بیان آگے تفصیل سے آرہا ہے) یہ باتیں سالکین کی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ اسکی مثال چھلنی کی طرح ہے جس سے پانی بھرنے کی ناکام کوشش کی جائے کہ ایک طرف تو سلوک کی محنت کی جائے اور دوسری طرف ان گناہوں کا ارتکاب ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (8)......صبح و شام کی مسنون دعائیں اور مسنون اعمال کی پابندی کریں کہ ولایت کے سارے مقامات اس پاکیزہ زندگی ہی سے طے ہوتے ہیں۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ روزانہ ایک ایک حالت کی سنت کو سیکھنا شروع کر دیں مثلاً آج غسل کی سنتیں سیکھ لیں تو کل بیت الخلاء کی سنتیں سیکھنا شروع کر دیں اس طرح آہستہ آہستہ آپ کی زندگی میں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سی مبارک سنتیں جمع ہوجائیں گی۔ (9)......قرآن پاک کی دیکھ کر تھوڑی یا زیادہ تلاوت کریں اگر سہولت سے

ہو سکے تو روزانہ ایک پارہ اور حافظ قرآن تین پارے تلاوت کرے۔ (10)......ان تین تسبیحات کو پابندی کے ساتھ صبح و شام اپنے معمولات میں رکھیں احادیث میں بھی ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ میرے مرشد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے میرے سلسلے میں جو بھی شخص فجر کی نماز اور ان تین تسبیحات کی پابندی کرے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔

استغفار: گزشتہ تمام گناہوں پر سخت ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا سچا عزم ہو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْه ۱۰۰ (ایک سو مرتبہ) صبح و شام

درود شریف: حضور ﷺ کے احسانات کا تصور کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کے ہم گناہ گاروں پر کتنے احسانات ہیں۔ آپ ﷺ نے ہم گناہ گاروں کے لیے کتنی دعائیں فرمائی ہیں ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت محبت توجہ اور دھیان کیساتھ پڑھیں۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ" ۱۰۰ (ایک سو مرتبہ) صبح و شام۔

تیسرا کلمہ: اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کے سخت تصور کے ساتھ تیسرا کلمہ پڑھیں۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ۱۰۰ (ایک سو مرتبہ) صبح و شام

دو کتابوں کو اپنے مطالعے میں ضرور رکھیں (۱) زیر نظر کتاب یعنی آداب معرفت (۲) منتخب احادیث

مراقبہ اور ذکر نفی اثبات کا جو طریقہ شیخ نے تجویز کیا اس کے مطابق پابندی سے عمل کریں۔ اور آہستہ آہستہ مشورہ سے وقت بڑھاتے جائیں۔ ابتدائی طور مرشد کی اجازت سے ان چار تسبیحات کی پابندی کی جائے۔

لا الہ الا اللہ......ایک تسبیح۔ الا اللہ ......ایک تسبیح ......اللہ ...... ایک تسبیح۔ اللہ ھو......ایک تسبیح

رابطہ شیخ: اصل نفع اور فائدہ شیخ کے ساتھ رابطہ سے ہوتا ہے۔ چاہے یہ رابطہ خط و کتابت کے ذریعے ہو یا فون کے ذریعے ہو بہت ہی ضروری ہے، گاہے بہ گاہے شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کیجیے۔

اصلاح کا آسان پیکیج

اگر خدانخواستہ ان معمولات کی پابندی نہیں ہو رہی تو گھبرائیے نہیں......میں آپ کو چشتیہ سلسلے کے مشہور بزرگ جو کہ مرشد العلماء ہیں اور حضرت حکیم الامت ہیں ان کا ایک مختصر پیکیج دیتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں، میں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی، میری اصلاح آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گنہگار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمائیے، میرا دل کمزور ہے گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں آپ ہی قوت دیجئے، میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کئے ہوں انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہیں کروں گا میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور بے بسی کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دعا اور نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف چند منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کرلیا کرو آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہوجائے گی، دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی، غرض غیب سے ایسا سامان ہوجائے گا کہ آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

دیکھا اللہ والو! یہ اللہ والے کتنے بڑے نباض ہوتے ہیں ایک چھوٹا سا عمل آپ کو دیا اور فوائد اس کے بے بہا ہیں۔

☆......☆......☆

پیر بھائیوں کے آداب

ان آداب کے ذکر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف اپنے پیر بھائیوں ہی کے ساتھ ان آداب سے پیش آیا جائے بلکہ ہر مسلمان قابل احترام ہے، ایک شیخ سے بیعت ہونے کے بعد سلسلے کے پیر بھائیوں سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے اسلئے ان کی تخصیص کر دی گئی۔

شیطان عام طور پر سالکین سے ظاہری اور واضح گناہ نہیں کراتا بلکہ ساتھ رہنے والے پیر بھائیوں کے دلوں میں بہت سی ایسی باتیں ڈالتا ہے جن کے برا ہونے کی طرف بہت کم نگاہ جاتی ہے مختصراً بزرگوں کی چند باتوں کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(1)......اپنے پیر بھائی پر کسی عمل سے یہ ظاہر نہ کرے کہ میں شیخ کا مشیر اور ہمراز ہوں اور نہ ہی یہ جتلائے کہ مرشد مجھ پر نہایت ہی مہربان ہیں یہ تمام باتیں نفس کو موٹا کرتی ہیں اور انانیت کی دلیل ہیں۔ (2)......حضرت شیخ علی مرضعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے پیر بھائیوں کے عیبوں کو نہ چھپایا درحقیقت اس نے اپنی لغزشوں کے پردے کھول دیئے۔

(3)......آپس کے تمام حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائیوں کے لیے پسند کرے۔

(4)......اگر کوئی مرید ساری رات جاگ کر بھی عبادت کرے تو بھی اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ سمجھے۔ (5)......سالک کو چاہیے کہ اپنے پیر بھائیوں کو ترجیح دے اور ان کی تکالیف پر صبر کرے۔ (6)......سالک کو چاہیے کہ اپنے پیر بھائیوں کو محبت اور اُلفت سے آداب سکھائے اپنے آپ کو سب سے زیادہ محتاج سمجھتے ہوئے۔ (7)......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بھائی کے آداب میں سے ہے کہ اپنے بھائیوں کی خدمت کرے پھر ان کے پاس معذرت پیش کرے کہ ان کا جو حق تھا وہ ادا نہیں ہوا۔ (8)......اگر شیخ کسی مرید کو مجلس سے نکال دے یا اُس سے ناراضگی کا اظہار کرے تو پیر بھائیوں کو چاہیے کہ نہ ہی اسکی غیبت کریں اور نہ ہی اس کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ یہ غیبت کرنے والے اس نکالے ہوئے شخص سے زیادہ اللہ کی نگاہ میں بد حال ہوں۔ (9)......سالک کو چاہیے کہ اگر کوئی پیر بھائی اس شخص سے عبادت، اطاعت اور شیخ کی قربت میں آگے بڑھ جائے تو بالکل بھی اس سے حسد نہ کرے کہ اس سے اسکا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ یہ شخص اللہ پاک کی نگاہ میں گر جائے گا۔ جب کوئی مرید اپنے پیر بھائی سے حسد کرتا ہے تو اس کے پاؤں پھسلنا شروع ہوجاتے ہیں اور یہ مرید اپنے مقام

سے بھی گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ (10)......شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو اپنے پیر بھائیوں کی محبت سے روگردانی کرنے والا پائے وہ سمجھ لے کہ اب اس شخص کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دھتکارا جارہا ہے۔ (11)......حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مرید بلاعذر کسی محفل سے پیچھے رہ جائے تو اُسے چاہیے کہ پیر بھائیوں کے سامنے اپنے آپ کو ملامت کرے اور اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے سلسلے کے کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اور بوڑھوں کی خدمت کرے۔ حضرت سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اوپر رحمت الٰہی کا نزول چاہے وہ کمزوروں کی مدد کرے اور سمجھے یہ میرے لیے سعادت ہے۔ (12)......اگر سالک اپنے کسی پیر بھائی سے کسی بات پر ناراض ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے ایک نے گفتگو کرنے کی غرض سے سلام میں پہل کر لی تو بہت اچھا، اب اگر وہ جواب دے تو ٹھیک اگر جواب نہ دے تو آپ پر الزام نہیں، ناراضگی اور نہ بولنے کا گناہ دوسرے پر ہوگا۔ (13)......جو آپس میں بندوں کے حقوق ہیں انہیں مکمل ادا کرنے کی کوشش کرے یا منت وسماجت سے صاحب حق سے معاف کرانا بہت ضروری ہے۔ وگرنہ آخرت میں حساب کرنا پڑے گا۔ (14)......تمام مسلمانوں اور بالخصوص کمزور استعداد پیر بھائیوں کے لیے ان کی عدم موجودگی میں خوب رو رو کر دعائیں کریں۔ (15) سالک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے افضل نہ سمجھے کیونکہ وہ بھی طریقت میں اس کے بھائی ہیں۔ (16)......حضرت سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ لوگ بہت ترقی پانے والے ہیں جن کو پیر بھائیوں کے بیت الخلاء بھی صاف کرنے پڑیں تو اعزاز سمجھیں۔

☆......☆......☆

جلدی ترقی اور کامیابی کے راز

(1)......عقیدے کی درستگی اور رزق حلال کو سلوک کی ترقی میں نہایت ہی اہم مقام حاصل ہے، جب یہ درست ہوں گے تو سالک پرندے کی طرح اُڑتا ہوا جلد از جلد مقامات کو طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے خاص تعلق کو حاصل کرلے گا۔ (2)......رابطہ شیخ سالک کی ترقی میں ایک بہت اہم کردار ادا کرتا ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ تصوف پچانوے فیصد رابطہ شیخ ہے اور پانچ فیصد اذکار واشغال اور مراقبات اور مجاہدات۔ (3)......مرید کو چاہیے کہ بیعت سے اس کا مقصد صرف اور صرف قرب خداوندی اور اطاعت نبوی ﷺ ہو۔ کشف وکرامات، نورانی انوارات، اور دنیا کے مال ودولت کا حصول کچھ بھی اسکا مقصد نہ ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یانفس کن طالبا للاستقا متولا تکن طالباللکرامۃ" (یعنی اے نفس! استقامت علی الشریعت (دین پر ثابت قدمی) کا طالب رہ کرامت کا نہیں اس لیے کہ تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے کرامت نہیں۔ (4)......حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ ظاہری یا باطنی جو بھی دولت اس کو کہیں سے مل جائے تو اس کو اپنے پیر کے طفیل سے جانے۔ (5)......حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے:

1۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام۔
2۔ رضائے اسماعیل علیہ السلام
3۔ صبر ایوب علیہ السلام۔
4۔ مناجات زکریا علیہ السلام
5۔ غربت یحییٰ علیہ السلام۔
6۔ خرقہ پوشی موسیٰ علیہ السلام
7۔ سیاحت وتجرد عیسیٰ علیہ السلام۔
8۔ فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سالکین کی تربیت کیلئے ایک نکتہ نصیحت کے طور پر عرض کرتا ہوں جو ان کی ترقی میں نہایت ہی اہم کردار ادا کرے گا۔

فرماتے کہ دو ''ب'' ہیں جن پر مرید کی ترقی کا مدار ہے:

(1)...... برداشت کہ خانقاہ میں اقامت یعنی رہنے کے دوران کوئی بھی تکلیف پہنچے۔ چاہے وہ کھانے پینے کے حوالے سے ہو یا کسی کے رویے کے حوالے سے اس کو برداشت کرنا۔

(2)...... کامیابی کے لیے دوسرا ''ب'' بیٹھنا ہے چاہے وہ ذکر کے لیے ہو یا شیخ کی مجلس میں بیٹھنا ہو تو نہایت توجہ اور دھیان سے جم کر بیٹھے۔ جو شخص یہ دو کام کرتا ہے اسے دو ''ی'' ملتی ہیں۔

پہلی ''ی'' یقین کی یعنی اس شخص کو اللہ پر کامل یقین حاصل ہو جاتا ہے اور دوسری ''ی'' یاد الٰہی کی کہ یہ شخص ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

☆......☆......☆

خود کو کبھی کامل نہ سمجھیں

''جلدی ترقی اور کامیابی کیلئے طالبین معرفت کیلئے ایک بہت اہم راز یہ ہے کہ کبھی خود کو کامل نہ سمجھیں''

یہاں ایک بات میں خصوصی طور پر سب سے پہلے اپنی ذات سے اور بعد میں مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کے سلسلہ قادری ہجویری سے منسلک دوستوں سے کہتا ہوں کہ کبھی بھی اپنے آپ کو کامل نہ سمجھیں اور ہر پل اپنے آپ کو محتاج سمجھتے رہیں۔ مرشدی ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک مرید اپنے لیے ''کیوں'' ''کیوں'' سوچتا رہتا ہے اس وقت تک اسکی اصلاح ہوتی رہتی ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک مرید یہ سوچتا رہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیوں کیا تھا......! میں وہاں کیوں گیا تھا......! میں نے فلاں گناہ کیوں کیا تھا......! اس وقت تک اسکی ترقی ہوتی رہتی ہے اور جب دوسروں کیلئے ''کیوں'' ''کیوں'' یعنی اعتراض شروع ہو جاتا ہے تو اس کی تنزلی اور بربادی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ راستہ جتنا پر لطف ہے اسی قدر حساس بھی ہے۔ ذیل کے چند واقعات مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کے اس ملفوظ کو سمجھنے میں بہت مدد دیں گے۔ اللہ کریم اخلاص عطا فرما دے اور ہمارے باطن سے ایک ایک بیماری کو نکال دے۔ آمین!

خواجہ محمد بکا کا رلا دینے والا قصہ

(1)...... حضرت خواجہ نظام الدین اولیار حمہ اللہ کی خدمت میں ایک درویش حاضر ہوئے۔ خواجہ نے ان سے پوچھا کہ

کون کون سے مشائخ سے آپ ملے اور کن کن شہروں کا سفر کیا؟ انہوں نے بہت سے مشائخ کا نام لیا اور کہا خواجہ محمد بکا کو بھی میں نے دیکھا ہے خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ بولے جانتے بھی ہو ان کا لقب ''بکا'' کس طرح پڑا؟ درویش بولے جانتا ہوں۔ خواجہ نے کہا ہمیں سناؤ۔ درویش نے کہا کہ خواجہ محمد ایک سوداگر کے لڑکے تھے، حق تعالیٰ نے انہیں توبہ اور انابت سے نوازا اور وہ دنیاداری سے نکل کر ہمہ تن یادالٰہی میں مشغول ہو گئے اور ایک درویش کی خدمت میں رہنے لگے۔ کچھ دن بعد اس درویش نے اپنے شہر جانے کا ارادہ کیا تو خواجہ محمد رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے، وہ درویش آبادی سے باہر آئے اور ان کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا آنکھ بند کر لو۔ پھر جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ایک دوسرے بڑے شہر میں پایا اور دیکھا کہ اس شہر کے لوگ ان درویش صاحب کی قدم بوسی کیلئے ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ تمام مشائخ، علماء اور اکابر شہر ان کی زیارت کیلئے آرہے ہیں۔ وہ درویش اپنی خانقاہ میں بڑی عظمت و وقار کے ساتھ اپنے سجادے پر بیٹھ گئے۔ خانقاہ بہت بڑی اور شاندار بنی ہوئی تھی، تمام سالکین کیلئے الگ الگ کمرے تھے جہاں وہ لوگ یادالٰہی میں مغشول رہتے تھے۔ ان سالکین میں ان درویش کی ایک بہن بھی تھیں جو ایک الگ حجرے میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھیں۔ اس خانقاہ کے تمام سالکین بڑے خدارسیدہ تھے، ایسے کہ ہوا میں اڑنا اور پانی پر چلنا ان کیلئے معمولی بات تھی۔ خواجہ محمد بکا رحمہ اللہ کو بھی ایک حجرہ مل گیا اور یہ اس میں رہنے لگے۔ یکایک ان درویش کو ایک بیماری لاحق ہوئی اور ان کی زندگی کی امید باقی نہیں رہی تو ان کی بہن ان کے حجرہ میں گئیں۔ خواجہ محمد رحمہ اللہ نے خیال کیا کہ شاید آخر وقت ہے، کچھ وصیت کے بارے میں یا سجادہ نشینی کے بارے میں پوچھنے لگی ہوں گی۔ جب دیر ہوگئی تو ان کا تجسس زیادہ بڑھا تو یہ حجرے کے دروازے کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ یکایک ان کی بہن کو کہتے سنا ''ایسی بات منہ سے نہ نکالو'' پھر ان کی بہن کی آواز زور سے آنے لگی میں تم سے کہتی ہوں کہ ایسی بات زبان سے نہ نکالو...... نہ نکالو...... پھر آواز میں سختی اور خفگی ہوگئی، اے آتش پرست! اے یہودی! ایسی واہیات بات منہ سے مت نکال۔ یہ سن کر خواجہ محمد رحمہ اللہ بڑے حیران ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ان درویش کی بہن نے دروازہ کھولا اور اپنے بال نوچتے ہوئے اور منہ پیٹتے ہوئے چیختی چلاتی نکلیں اور بولیں یہودیوں اور آتش پرستوں کو بلاؤ کہو وہ اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ یہ آدمی ایمان پر نہیں مرا، مرتے وقت خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام اللہ سب سے انکار کر دیا اور اسلام سے منحرف ہو گیا۔ میں روکتی رہی مگر وہ کفر بکتا رہا اور اسی حال میں مر گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر خواجہ محمد بکا رحمہ اللہ پر ایک دم گریہ طاری ہو گیا اور اتنا روئے کہ گالوں پر لکیریں بن گئیں اور ہمیشہ روتے ہی رہے، کسی حالت میں ان کا گریہ کم نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ اسی حالت میں روتے روتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ اسی گریہ کی وجہ سے لوگ ان کے نام کے آگے ''بکا'' لگا کے ان کو خواجہ محمد بکا رحمہ اللہ کہنے لگے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ اور تمام اہل مجلس اس واقعہ کو سن کر زور سے رونے لگے اور کافی دن تک اس واقعہ کا ان پر اثر رہا۔ تو خطرہ اس بات کا ہے کہ جب ایسے خدارسیدہ بزرگ شیطان و نفس کے ورغلانے اور مرتے وقت کی آفتوں سے محفوظ نہیں تو پھر دوسرے کس شمار میں آتے ہیں۔ (جوامع الکلم)

حضرت جنید بغدادی کا موت کے وقت رونا

(2)......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے انتقال کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا: میں اپنی اسی سال کی عبادت و ریاضت کو پردہ الوہیت میں بال سے بھی زیادہ باریک تار میں بندھا ہوا دیکھ رہا ہوں، جو صحرائے بے نیازی کی ہوا میں جھول رہا ہے، معلوم نہیں وہ ہوا مقبولیت کی ہے یا مردودیت کی۔ انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا تو جواب دیا کہ ''تمام عبادتیں حقائق و معارف، اسرار و رموز کسی سے کچھ نہ بنا، البتہ وہ چند رکعات جو سحر کے وقت ادا کرتا تھا وہ کام آ گئیں''۔

معرفت کے ضائع ہو جانے کا خوف

(3)......حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری رحمہ اللہ اپنے ایک مرید کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''اے بھائی! راہ خطرناک، منزل بہت دور، محبوب کے مقام کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا جسم کمزور، دل بے سہارا اور پالا ایسے جبار و قہار سے پڑا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی کلیجہ نہیں جو اس کی دہشت سے پانی نہ ہوا ہو، ہر وقت ڈرتے کانپتے رہو کہ کہیں پردہ غیب سے مردودیت کی صدا نہ لگ جائے۔ کتنی طاعتوں کے انبار کو جان کنی کے وقت ''وقدمنا الی ماعملوا ''''ان کے اعمال کی جزا ہم پہلے بھی دے چکے ہیں'' کی ذات بے نیازی نے اڑا کر برابر کر دیا اور وہ کتنے آبادسینوں کو سکرات موت کے وقت ''وبدالهم من الله مالم يكونوا يحتسون ''انہیں خدا کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا انہیں گمان تک نہیں تھا کہہ کر خراب اور ویران کر دیا، کتنوں کے چہرے قبر میں قبلے کی طرف سے پھیر دیے اور کتنے ہی آشناؤں کو پہلی ہی رات میں بیگانہ بنا دیا۔ ایک سے کہا'' نم كنومة العروس '''' دلہن کی طرح میٹھی نیند سو جا'' دوسرے سے کہہ دیا '' نم كنومة المنحوس '' آذر کی گود سے ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی پشت سے کنعان '' يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ''اس پر غور کرو اور اس کو اچھی طرح سمجھو جس طرح ''سيما هم في وجوهم من اثر السجود''ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں جو اس طرح '' يعرف المجرمون بسيماهم '''' گنہگار اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے'' کہہ کر بھی پکارا جائے گا۔

دوستو! ایک خوف ایسا لگا ہے جس نے کمر توڑ دی ہے، چہروں کو زرد اور دلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور وہ معرفت کے سلب ہو جانے کا خوف ہے اور ڈرنیوالوں کے خوف کی انتہا یہی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ غم تین طرح کے ہیں طاعت و عبادت کا خوف کہ خدا جانے قبول ہوگی کہ نہیں؟ گناہوں کا غم کہ بخشے جائیں گے کہ نہیں؟ اور معرفت کا خوف کہ کہیں سلب نہ کر لی جائے۔ مگر خاصان خاص کا کہنا ہے کہ غم صرف ایک ہی ہے اور وہ معرفت اور ایمان کے سلب ہو جانے کا خوف ہے۔ اس کے علاوہ اور تمام غم آسان ہیں، پس تمام اہل اللہ کی یہی دعا رہی ہے کہ بار الٰہی! اور جو کچھ تو چاہے کر لیکن اپنی معرفت اور ایمان سلب کر کے موت نہ دینا۔ (مکتوب صدی)

عارفین کیلئے خاص نصیحت

(4)......حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ رحمہ اللہ ایک وعظ میں فرماتے ہیں ''صاحبزادے اپنی طاعت پر مغرور مت ہو اور نہ اس پر گھمنڈ کر۔ حق تعالیٰ سے اس کے قبول ہوجانے کی درخواست کیا کر اور ڈرتا رہ کہ وہ تجھ کو معصیت اور گناہوں کی طرف نہ دھکیل دے۔ بھلا تیرے لیے اس بات سے بےخوف اور مطمئن ہوجانے کی کیا وجہ ہے کہ تیری عبادت سے کہہ دیا جائے کہ گناہ بن جا اور تیری صفائی سے کہہ دیا جائے کے میلی ہوجا؟ جس شخص کو اللہ عزوجل کی معرفت نصیب ہوجاتی ہے وہ نہ مطمئن ہوتا ہے اور نہ کسی شے پر مغرور ہوتا ہے اور جب تک اپنے دین کو سلامت اور اس معاملے کو جو اس کے اور حق تعالیٰ کے درمیان ہے محفوظ اور صحیح سلامت لے کر دنیا سے چلا نہ جائے بےخوف اور نڈر نہیں ہوتا۔

(الفتح الربانی)

خواجہ گیسودراز رحمہ اللہ کی نصیحت:۔

خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ فرماتے ہیں ''اللہ محفوظ رکھے اگر براخطرہ دین کے بنیادی عقیدے میں آدمی کے آخر وقت میں حائل ہوجائے تو اس وقت تلافی کا موقع بھی نہیں رہتا کہ آدمی کوشش کرے......! وہ وقت جان کنی، سکرات اور روح کے جسم سے نکلنے کا وقت ہوتا ہے، جس کے بارے میں تمام انبیاء، اولیاء یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے بھی خبردار کیا ہے کہ وہ دشوار ترین حالات میں سے ایک ہے اور موت کے وقت کی سب سے بڑی اور سخت گھڑی وہی ہے۔ جو آدمی اس منزل سے گزرتا ہے وہی جان سکتا ہے۔ ایک طرف جسم اذیت اور تکلیف میں اور دل اضطراب اور بےچینی میں ہوتا ہے، دوسری طرف اہل دنیا، بیوی، بچے، عزیز و اقارب اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ تم ابھی مت مرو۔ وہ بےچارہ اپنی فطرت اور طبیعت کے مطابق ان لوگوں اور اپنے گھربار کی طرف بھی متوجہ ہوجاتا ہے۔ ملک الموت ڈٹے ہوئے ہیں کہ روح قبض کرکے ہی ٹلیں گے، شیطان الگ گھات لگائے ہوئے ہے کہ ذرا موقع ملے اور جہنم کی طرف دھکیل دوں۔ معاذ اللہ! اگر یہ براخطرہ ایسے وقت میں نہ ٹل سکا اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہوگیا تو سوچ اس کا کیا انجام ہوگا؟ لوگ اتنے بڑے خطرے اور عظیم مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں مگر ذرا بھی اس کی فکر نہیں۔ حق تعالیٰ اس خطرے سے محفوظ رکھے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ (جوامع الکلم)

☆......☆......☆

ابتداء میں چلنے والے پریشان نہ ہوں

منزل کی طلب ہوتی ہے جنہیں گرداب سے کب گھبراتے ہیں   محدود ہو جن کا ذوق طلب ساحل پہ وہی رہ جاتے ہیں

رخصت وعزیمت

رخصت (آسانی) کے مواقع پر رخصت پر ضرور عمل کرنا چاہیے، عزیمت (سختی) اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے تو

رخصت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے۔ اس لیے رخصت پر عمل کرتے ہوئے کبھی دل تنگ نہ ہونا چاہیے۔ حدیث میں بھی ہے کہ "ان اللہ یحب ان تؤتی رخصۃ کما یحب ان تؤتی عزائمہ" (اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی عزیمت پر عمل کو پسند فرماتے ہیں اسی طرح رخصتوں پر عمل کو بھی پسند فرماتے ہیں)۔

☆......بعض سالکین کیلئے انوار وغیرہ کا منکشف نہ ہونا ہی مصلحت ہوتا ہے۔ ☆......گناہ ہو جانے کے بعد نا اُمید نہ ہونا چاہیے اور توبہ و استغفار کے بعد کام شروع کر دینا چاہیے۔ ☆......رات کو جلدی کھانا اور عشاء پڑھ کر جلدی سو جانا، تہجد کیلئے اٹھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ ☆......ناجائز ملازمت جب تک جائز کا انتظام نہ ہو ترک نہ کرے۔ ☆......اگر آخر شب میں تہجد میسر نہ ہو سکے تو بعد عشاء کے اپنے وظائف پورے کرے۔ ☆......خیالات اور وسوسوں کا آنا گناہ نہیں بلکہ ان کا لانا اور جمانا گناہ ہے۔ یعنی اگر خیالات خود بخود آ رہے ہیں تو گناہ نہیں چاہے جس طرح کے بھی ہوں البتہ جان بوجھ کر ارادہ کر کے دل میں خیالات لائے جائیں تو یہ گناہ ہے۔ وساوس کا ہجوم رحمت ہے۔ جس سے حب و خود پسندی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ وساوس کتنے ہی برے ہوں مضر نہیں ہیں جب تک کہ ان کے متعلق ارادہ نہ ہو۔ بدگمانی کا ابتدائی درجہ وسوسہ سے شروع ہوتا ہے وساوس کا علاج یہ نہیں کہ انسان ان کو دور کرنے کیلئے مکمل کوشش کرتا رہے۔

وساوس کی مثال

وساوس کی مثال بجلی کی تار کی سی ہے اگر اس کو چھوؤ گے تو بھی کرنٹ مارے گی اور ہٹاؤ گے تو بھی کرنٹ مارے گی لہٰذا اس کو مطلق (بالکل) اہمیت نہ دیں جیسے کتا بھونک رہا ہو اگر اس میں مشغول ہو گئے اور چپ کرانے کی کوشش کریں گے تو اور بھونکے گا بس اس کی طرف توجہ نہ کریں جیسے کتا بھونکتا رہتا ہے آپ راستہ چلتے رہتے ہیں بس وساوس کا بھی یہی علاج ہے۔

وساوس کا علاج

مرشد العلماء حکیم الامت مجدد الملت رحمہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ (خدا کی قسم) وساوس کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان خیالات کو بالکل بھی اہمیت نہ دیں اور نہ ان میں مشغول ہوں، نہ بھگانے کی کوشش کریں بلکہ اس وقت کسی مباح (جائز) کام میں لگ جائیں۔ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ اسکا علاج اسی قدر ہے کہ انسان اللہ پاک سے پناہ مانگنے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جائے یا ذکر الٰہی شروع کر دے اور مرشد کی محبت میں کمی واقع نہ ہونے دے۔

جو یقین کی راہ پر چل پڑے انہیں منزلوں نے پناہ دی
جنہیں وسوسوں نے ڈرا دیا وہ قدم قدم پر بہک گئے

مبتدی کیلئے نقصان دہ امور

(1)......قرض کا بار اٹھا کر شیخ کی صحبت میں رہنا فائدہ کو کم کرتا ہے۔ (2)......مبتدی کیلئے کشف و کرامات رہزن ہیں۔

(3)......مشتبہ چیزوں کے کھانے سے شہوت کی کثرت ہوجاتی ہے۔ (4)......کشف قبور مبتدی کو مضر ہے۔ (5)......ایک نظر میں نوازنا شیخ کا اختیاری فعل نہیں ہے اس کا بھی ایک وقت ہے۔ اس لیے صرف اس کی فکر میں رہنا اور اصلاح کی عملی فکر نہ کرنا مرید کو بہت نقصان دے جاتا ہے۔

فقہاء کی تین نصیحتیں

حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ فقہاء آپس میں تین باتوں کی وصیت کرتے تھے اور بعض اوقات ایک دوسرے کو لکھ بھی بھیجتے۔ (۱) جو اپنی آخرت کیلئے عمل کرے، اللہ اس کی دنیا کیلئے کافی ہوجاتا ہے۔ (۲) جو اپنے پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے، اللہ تعالیٰ اس کے اعلانیہ حالت کی اصلاح کرتے ہیں۔ (۳) جو اپنے اور اللہ کے درمیان تعلق کی اصلاح کرے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کے تعلقات کی اصلاح کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

کئی مسلمان بظاہر مسکین، کمزور اور غریب نظر آتے ہیں مگر وہ خداتعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں، ان کی تذلیل وتحقیر سے بچنا چاہیے، ان کی ایک آہ بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج وتخت الٹ سکتی ہے

باب اول

اولیائے کرام کے حقوق وآداب

- شاہی لباس رکھنے والے اولیائے کرام
- فقیرانہ لباس رکھنے والے اولیائے کرام
- اولیاء کے مختلف ذوق
- اولیائے کرام کا ذوقِ عبادت
- اولیائے کرام کی گستاخی کا وبال
- اولیائے کرام کا ذوق توحید وشریعت
- اولیائے کرام کی بصیرت
- اولیاءکرام کا امتحان لینا
- اولیائے کرام اور گناہگاروں سے پیار
- اولیاءکرام کا اندازِ تربیت
- اولیائے کرام کا مقام تقویٰ

اولیاء اللہ احادیث کی روشنی میں

(1)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی ولی کو ایذاء دی یقیناً اس کیلئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اور کوئی بندہ میرا قرب اس چیز سے زیادہ کسی اور شے سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ بندہ مسلسل نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ پس اگر وہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں اور میں کسی کام کرنے میں اتنا متردد نہیں ہوتا جتنا کہ مومن بندے کی روح قبض کرنے میں وہ اس کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ناپسند کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ (صحیح البخاری، السنن للبیھقی۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(2)......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن اللہ کی طرف سے قیامت کے روز ان کو ملنے والے رتبے پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہیں اور ان کے اعمال کیا ہیں؟ تاکہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں۔ فرمایا وہ ایسی قوم ہیں جو محض اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھیں گے بغیر کسی آپس کی رشتہ داری کے اور بغیر کسی مال کے لین دین کے۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے مجسم نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ دوسرے لوگ غم میں مبتلا ہوں گے تو ان کو کوئی غم لاحق نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے تلاوت فرمائی ”الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون“ (یونس ٦٢)۔ ترجمہ: خبردار! اللہ کے اولیاء پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (سنن النسائی، وسنن ابی دائود۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(3)......ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ میرے بندوں میں سے میرے اولیاء اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب بندے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے رہتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔ (مسند الامام احمد بن حنبل۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(4)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ہیں جن کو وہ اپنی رحمت سے روزی دیتا ہے اور جب ان کو موت دیتا ہے تو موت کے بعد اپنے سایہ عافیت میں ان کو زندہ رکھتا ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن پر فتنے تاریک رات کی طرح چھا جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ان سے عافیت میں رہتے ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(5)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اللہ کے کچھ بندے) کتنے ضعیف، کمزور اور مفلس حال ہوتے

ہیں اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔ انہی میں سے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

(المستدرك للحاكم، ودلائل النبوة للبيهقي۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(6)......قدامہ بن حماطہ رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سہم بن منجاب رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت العلاء رضی اللہ عنہ بن الحضرمی کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔ ہم چلتے چلتے ایسے علاقے تک پہنچے کہ اس سے پہلے ہمارے درمیان سمندر حائل تھا۔ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی: ”یاعليم ياحليم ياعلي ياعظيم انا عبيدك وفي سبيلك نقاتل عدوك اللهم فاجعل لنا اليهم سبيلا“ ”اے علیم! اے حلیم! اے عالی شان! اے عظمت والے! ہم تیرے غلام اور بندے ہیں اور تیری راہ میں تیرے دشمن سے لڑنے نکلے ہیں۔ اے اللہ ان تک ہمارے پہنچنے کا راستہ بنا۔

راوی فرماتے ہیں: اس دعا سے سمندر نے ہمیں راستہ دے دیا اور ہم سمندر میں گھس گئے اور پانی ہمارے گھوڑوں کی زین کو نہیں پہنچ رہا تھا حتیٰ کہ ہم سمندر سے نکل کر دشمنوں تک پہنچ گئے۔ (بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(7)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ میں تین ایسی باتیں دیکھی ہیں کہ ہر بات دوسری سے عجیب تر تھی۔ ایک مرتبہ ہم چلے جارہے تھے کہ حتیٰ کہ ہم بحرین پہنچے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلتے رہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سمندر پر پہنچ کر اپنی سواری اس میں ڈال دی اور چل پڑے...... ہم بھی آپ کے پیچھے ہو لئے۔ سمندر ہماری سواریوں کے گھٹنوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ اس حال میں ہمیں ابن مکعبر (مشرک) نے دیکھ لیا جو اس علاقے پر کسریٰ کا گورنر تھا۔ اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کو کوچ کر گیا۔ (حلیۃ الاولیاء)

(8)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر زمانے میں میری امت کے اندر سابقین رہیں گے۔ سابقین سے مراد نیکیوں میں آگے بڑھنے والے اولیاء اللہ کا مخصوص طبقہ۔ (كنز العمال، والحاوي للسيوطي ۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(9)......اے موسیٰ (علیہ السلام) یاد رکھیں! جس نے میرے کسی ولی کو خوفزدہ کیا اس نے میرے ساتھ دشمنی کا اعلان کر دیا۔ اور میں کل قیامت کے دن اپنے اولیاء کا انتقام لینے والا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء)

(10)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے پروردگار! مجھے بتا تیری مخلوق میں تیرے نزدیک کون سب سے زیادہ باعزت ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو میری مرضیات کی طرف اس طرح دوڑتا ہے جس طرح گدھا اپنی خواہشات کی طرف دوڑتا ہے اور وہ شخص جو میرے نیک بندوں کے ساتھ ایسی محبت رکھتا ہے جیسے بچے کے ساتھ محبت کی جاتی ہے۔ اور وہ شخص جو میری محرمات کے توڑنے پر چیتے کی طرح غضبناک ہو جاتا ہے کیونکہ چیتا جب غضب آلود ہوتا ہے تو وہ لوگوں کے کم زیادہ ہونے کی پرواہ نہیں کرتا۔ (بلکہ حملہ آور ہو جاتا ہے)۔ (اتحاف السادة المتقين، و مجمع الزوائد ۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(11)......عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے دیکھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ دریافت کیا: اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ عرض کیا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین بندے وہ گمنام اتقیاء ہیں کہ اگر غائب ہوں تو کوئی ان کی تلاش کی حاجت محسوس نہ کرے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں (اور لائق التفات نہ ہوں) پس وہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔

(اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی، ومیزان الاعتدال للذهبی۔ بحوالہ: حلیۃ الاولیاء)

(12)......ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بشارت ہو اخلاص والوں کیلئے؟ یہ لوگ ہدایت کی روشن قندیلیں ہیں، ان کے طفیل تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء)

(13)......عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے درجات علیٰ میں ملا اعلیٰ نے بتایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے رب کی رحمت وسیع ہونے پر جہراً (اور علانیۃً خوش ہوتے ہیں اور) ہنستے ہیں۔ صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنی زبانوں کے ساتھ امید وڈر کی حالت میں اس کو پکارتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو اس کے آگے پھیلا کر پست اور بلند آواز کے ساتھ اس سے سوال کرتے ہیں۔ اپنے قلوب کے ساتھ اس کی ملاقات کے اول وآخر مشتاق ہوتے ہیں۔ ان کا بوجھ لوگوں پر ہلکا ہے لیکن اپنی جانوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ لوگ ننگے قدموں زمین پر چیونٹی کی مثل عاجزی وفروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔ وسیلہ کے ساتھ قرب خداوندی پاتے ہیں۔ بوسیدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ برہان (حق) کی اتباع کرتے ہیں۔ فرقان کی تلاوت کرتے ہیں۔ قربانیاں قربان گاہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ فرشتے اور نگہبان فرشتے مقرر ہیں ان پر خدا کی نعمتیں ظاہر ہیں۔ وہ لوگ نور فراست سے بندوں کو جان لیتے ہیں دنیا میں غور وفکر کرتے ہیں۔ ان کے جسم زمین پر ہوتے ہیں لیکن ان کی نگاہیں آسمان میں ہوتی ہیں۔ ان کے قدم زمین پر ہوتے ہیں اور قلوب آسمان میں، ان کے پاکیزہ نفوس زمین پر ہوتے ہیں اور دل عرش پر اور ان کی ارواح دنیا میں ہوتی ہیں اور عقلیں آخرت کی سوچ میں۔ پس ان کیلئے وہی ہے جو وہ چاہیں گے ان کی قبریں تو دنیا میں ہیں لیکن ان کا مقام اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیل کی آیت مبارک تلاوت فرمائی ”ذالك لمن خاف مقامي وخاف وعيد“ یہ اس شخص کیلئے ہے جو میرے آگے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے ڈر گیا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگ حقوق کی ادائیگی میں آج اور کل کے انتظار میں تاخیر نہیں کرتے اور طاعات کو بغیر کمی کے پورا پورا بجالاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء)

☆......☆......☆

ولایت کے مختلف لباس

شاہی لباس رکھنے والے اولیائے کرام

اہل اللہ کی زندگی میری آپ کی طرح نہیں ہوتی...... آج تو ہم نے خود ہی اپنے ذہن سے ولایت کا ایک معیار بنالیا ہے بعض فاقہ کشی کو ولایت کہتے ہیں اور بعض مفلسی کو بزرگی جانتے ہیں اور بعض گوشہ نشین شخص کو اللہ کا دوست سمجھتے ہیں یہ تمام سوچیں اصلاح طلب ہیں۔ ولایت کے لباس مختلف ہوتے ہیں۔ مال کے ہونے یا نہ ہونے سے ولایت کا کوئی تعلق نہیں کچھ انبیائے کرام ایسے بھی آئے ہیں جن کے پاس مثالی بادشاہت تھی۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہیں جن کے پاس مال واسباب بہت ہی زیادہ تھے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ بہت سی عبادات ایسی ہیں جن کا تعلق صرف مال سے ہے جیسے زکوۃ، صدقات، قربانی، حج، فطرہ، غریب پروری وغیرہ اس لیے جتنا بھی اللہ نے حلال ذرائع سے مال دیا ہے اس مال کے ساتھ رہتے ہوئے بھی مقام ولایت کی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جو شاہانہ مزاج کے ساتھ ساتھ اللہ کے ولی بھی تھے۔ بس فرق صرف یہ تھا کہ ان کی جیب میں تو دنیا تھی لیکن دل میں نہیں تھی۔ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ

(1)...... مشاہیر صوفیاء میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کی ذات گرامی بھی محتاج بیان نہیں۔ آپ رحمہ اللہ کی سیرت سے آپ کی دولت وثروت اور شوکت وصولت بھی اظہر من الشّمس ہے۔ آپ ہمیشہ شاہانہ مزاج سے رہتے تھے۔ موتیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو حسن لؤلوی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ (دولتمند صحابہ)

امام مالک رحمہ اللہ کی اعلیٰ پوشاک

(2)...... امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ عمدہ کپڑے پہنتے ہیں بزرگوں کی کیا یہی نشانی ہوتی ہے؟ آپ کے پاس حدیثیں موجود تھیں اگر چاہتے تو ثابت کر دیتے مگر آپ نے فرمایا: "نعم نفعل ونستغفر" یعنی ہم کرتے ہیں اور اپنے کو گناہگار سمجھ کر استغفار کرتے ہیں، کوئی تاویل نہیں کی۔

ابوحفص حدّاد رحمہ اللہ کا شاہی مزاج

(3)...... ابوحفص حدّاد رحمہ اللہ کی مریدوں پر بڑی ہیبت تھی اور آپ خود بھی بہت رعب ودبدبہ رکھتے تھے۔ کسی میں اتنی مجال وقوت نہ تھی کہ بات کرنا تو ایک طرف آپ کی طرف نگاہ بھی اٹھا سکے۔ انتہا یہ ہے کہ سب کے سب آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے اور کسی کی یہ طاقت نہ تھی کہ کوئی بلا اجازت آپ کی مجلس میں بیٹھ جائے۔ جس وقت آپ

مریدوں میں بیٹھتے تھے تو بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بادشاہ سلامت بیٹھے ہوئے ہیں۔ خود حضرت جنید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ مریدوں میں بادشاہ، کی طرح بیٹھتے اور بادشاہوں ہی کی طرح انہیں ادب و تعظیم سکھاتے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی مالداری

(4)......سید الاتقیاء حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے اسم گرامی سے کون مسلمان واقف نہیں؟ آپ سلسلہ سہروردی کے روح رواں ہیں آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی دولت مندی اور شان و شوکت حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ کے گھوڑے طلائی (سونے) اور نقرئی (چاندی) کے میخوں سے بندھا کرتے تھے اور گھوڑوں کی گردنوں میں سونے کے ہار ہوا کرتے تھے۔ (دولتمند صحابہ)

لباس فاخرہ کے ساتھ فقیری گدڑی

(5)......شہنشاہ اہل بیت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو لوگوں نے بہت ہی عمدہ اور بیش قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے دیکھا ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اتنا قیمتی لباس اہل بیت کرام کو زیبا نہیں؟ یہ سوال سن کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آستین کے اندر کھینچ کر دکھایا کہ دیکھو یہ کیا ہے؟ اس نے آپ رحمہ اللہ کو اندر ٹاٹ جیسا کھردرا لباس پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اندر والا خالق کیلئے ہے اور اوپر والا عمدہ لباس مخلوق کے واسطے۔ (تذکرہ الاولیاء)

شاہانہ مزاج اور نگاہ جلالی

(6)......حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ بہت ہی نازک مزاج اور اور حساس شاہانہ طبیعت کے مالک تھے۔ ایک روز مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا اور آتے ہی نہایت گستاخانہ الفاظ میں آپ سے کہا جانتے ہو کہ میں کیوں آیا ہوں۔ فرمایا: مجھے کیا علم ہوسکتا ہے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے یا تجھے اپنے ارادہ و خواہش کا علم ہوگا، بولا میں اس لئے آیا ہوں کہ دیکھوں کہ آپ کا طنطنہ (شان و شوکت) رحمانی ہے یا شیطانی۔ آپ کو اس کی یہ جسارت سخت ناگوار گزری اور گزرنی چاہیے تھی۔ جلال آ گیا، ایک تیز نظر جو اس پر ڈالی ہے دھڑام سے زمین پر گرا، تڑپنے لگا اور چلایا کہ ہائے میرے جسم میں آگ لگ گئی، خدا کیلئے مجھے بچایئے، مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالئے، میں توبہ کرتا ہوں رحم آ گیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سر پر صرف ہاتھ رکھ دیا اسی وقت ٹھیک ہوگیا۔

بادشاہت میں چھپا ہوا اللہ کا ولی

(7)......حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کی مجلس خانہ میں بھی ایک ہجوم رہتا تھا، جس میں روزانہ صدہا افراد آ کر مرید ہوتے تھے اور معتقدین و مریدین حصول سعادت کیلئے روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ ہندو اور مسلمان دونوں آپ کے معتقد تھے، لنگر خانہ جاری رہتا تھا جس سے ہزارہا انسانوں کے پیٹ بھرتے تھے اور بکثرت روپیہ اس پر خرچ ہوتا تھا۔ رہنے

کیلئے محل سرا اور آپ کا دیوان خانہ بہت شاندار اور بہت آراستہ تھا۔ جس وسیع کمرے میں آپ رہتے تھے اس کی آرائش و زیبائش دیکھنے کی قابل تھی۔ بالکل بادشاہوں کا کمرہ معلوم ہوتا تھا، زربفت (سونے اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا) کے نہایت قیمتی پردے پڑے رہتے تھے۔ گوشہ میں ایک جڑاؤ (جواہرات سے بھرا ہوا) چھپر کھٹ (وہ پلنگ جس پر چھتری ہو) پڑا رہتا تھا، جس پر مخملیں تکیہ رکھا ہوا تھا۔ اس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے، بیٹھنے کیلئے بھی قیمتی ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے، آپ کا لباس بھی شاندار اور معطر ہوتا تھا سفید شفاف کپڑے زیب تن رکھتے تھے، جو پہلی دفعہ آتا تھا حیران ہو کر رہ جاتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ یہ تو فقیری نہیں شاہی ہے واقعی آپ کا دربار شاہانہ دربار نظر آتا تھا۔ فقر و افلاس کے نظارے یہاں ناپید تھے وسیع جائیداد تھی۔ لاکھوں روپیہ ماہانہ کی آمدنی تھی، صاحب خزانہ تھے، ذاتی جاگیر و جائیداد کے علاوہ دس بارہ ہزار روپیہ روز سے کم فتوحات نہ تھیں، ہزار ہا روپیہ امنڈا چلا آتا تھا، امراء و رؤسا ہزاروں لاکھوں روپیہ ایک ایک وقت میں ہدیہ دیتے تھے۔ (مراۃ السالکین) ایک مرتبہ شیخ فخر الدین گیلانی رحمہ اللہ نے سات لاکھ اشرفیاں سوداگروں کی طرف سے نذر پیش کیں، ایک اور مرید نے آپ کو ستر لاکھ اشرفیاں ایک دفعہ میں پیش کیں۔

بکثرت دولت و ثروت تھی اور ایشیاء بھر میں مشہور تھے۔ اس کے ساتھ فیاضی اور غرباء پروری کا بھی یہ حال تھا کہ ہدیوں میں جو کچھ ملتا تھا وہ شام ہونے سے پہلے پہلے راہ خدا میں لٹا دیتے اور غربا و مساکین کو تقسیم کر دیتے تھے کوئی سائل آپ کے در سے محروم واپس نہ جاتا تھا۔ سخاوت کا ایک دریا تھا، جو ہر وقت برابر جوش مارتا رہتا تھا، لنگر بھی غربا و مستحق افراد ہی کے لئے تھا۔ ویسے کسی کو بھی انکار نہ تھا اخلاق نہایت بلند تھے۔ شان امیرانہ کے ساتھ انکساری کا یہ عالم تھا کہ غریب سے غریب بھی آتا تو پوری محبت اور کشادہ پیشانی سے ملتے۔ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

دنیا میں رہتے ہوئے سب سے جدا رہیں

(8)...... حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کی خانقاہ عالیہ سے بلا مبالغہ ہزاروں بزرگ ولی کامل ہو کر نکلے اور انہوں نے اشاعت اسلام اور اصلاح عقائد کے سلسلہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے اس روحانی سہروردی یونیورسٹی کی یہ خصوصیت تھی کہ مریدوں اور طالبوں کو ترک اور تجرید اور ترک علائق کی تعلیم نہ دی جاتی تھی بلکہ حکم تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح رہیں کھائیں پیئیں شادی کریں کمائیں مگر اطاعت الٰہی اور ذکر ربانی سے ایک لمحہ کیلئے غافل نہ ہوں اور گناہ و معصیت سے بچے رہیں۔

باکمال لوگ...... باکمال اولاد

(9)...... جس وقت حضرت شیخ بہاؤالدین زکر ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ نے چار کروڑ روپے ترکہ میں چھوڑے تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بڑے صاحبزادے حضرت صدرالدین مسند پر بیٹھے تو انہوں نے حکم دیا کہ میرے حصہ کے ایک کروڑ روپے فقراء میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا! آپ

کے والد نے باوجود یادِ خداوندی کے چار کروڑ روپے جمع کئے اور آپ اس طرح اتنی بڑی رقم ختم کیے ڈالتے ہیں؟ فرمایا میرے والد بڑے عالی ظرف تھے ان کے پاس چار کروڑ روپے موجود تھے پھر بھی خدا تعالیٰ کی یاد کیا کرتے تھے مگر میرا یہ حال ہے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ میرے حصہ میں ایک کروڑ روپے آئے ہیں طرح طرح کے خیالات آ رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے ان روپوں کی وجہ سے میں خدا سے غافل نہ ہو جاؤں اس لئے ان کا تقسیم کر دینا ہی بہتر ہے۔ یعنی والد صاحب کے پاس سانپ تھا تو اس سے بچاؤ کا منتر بھی تھا۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ کا عمدہ لباس

(10)......حضرت ابوالحسن علی شاذلی رحمہ اللہ ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت! حضرت شاذلی رحمہ اللہ نے جواب دیا ”بھائی یہ شان و شوکت عظمت و شان والے خدا کی حمد و شکر کا اظہار ہے اور تمہاری یہ شکستہ حالی صورت سوال ہے تم زبان حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو۔ دراصل دینداری کا دارومدار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباس فاخرہ پہننے پر بلکہ آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر و غرور دکھائے۔ حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، دریافت فرمایا کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا خدا نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے اونٹ بھی ہیں گائیں بھی ہیں بکریاں بھی ہیں گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے۔

(مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ یہ تو خدا کی ناشکری ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اپنے شیخ حضرت ہجویری رحمہ اللہ کا بھی مجھے یاد آیا کہ آپ کے پاس ایک چودھری صاحب اکثر تشریف لایا کرتے تھے بہت اعلیٰ درجے کا لباس پہنتے، عمدہ خوشبو لگاتے جو اس پرانے دور میں بھی ہزاروں روپے کی ہوتی، بہترین سواری استعمال کرتے ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ مجھ سے فرمانے لگے طارق! معلوم بھی ہے یہ شخص کون ہے......؟ میں نے عرض کی حضرت کوئی چودھری صاحب وغیرہ ہونگے......تو حضرت فرمانے لگے یہ رجال الغیب میں سے ہیں تکوینی نظام کے بڑے باکمال اولیاء میں سے ہیں، اپنی ولایت کو انہوں نے لباس فاخرہ میں چھپا رکھا ہے۔

مال کے ساتھ سخاوت بھی

(11)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اورسب سے بڑے باغ والے تھےان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحا تھاوہ ان کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھا پانی بھی اس میں نہایت شیریں اوروافر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اوراسکا پانی نوش فرماتے۔ جب قرآن شریف کی آیت ’’لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مماتحبون‘‘ ترجمہ: ۔تم نیکی (کامل) درجہ کونہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کروگے جوتم کوپسند ہیں (سورۃ آل عمران آیت ۹۲) نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ مجھے اپنا بیرحا باغ سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستے میں میں خرچ کرواس لئے وہ اللہ کے راستے میں دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا۔

ولی کا عمدہ لباس اور بدگمانی کی سزا

(12)......حضرت شیخ الحدیث مولانا موسیٰ خان رحمہ اللہ نقشبندیہ سلسلے کے بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ بہت نفیس الطبع اعلیٰ پوشاک پہننے والے تھے۔ علمی دنیا میں آپ کا ایک بڑا نام تھا۔ ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے وہاں ایک شخص جو آپ رحمہ اللہ کے نام اور علمی کمالات سے واقف تھا۔ آپ رحمہ اللہ سے ملاقات کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔ آپ رحمہ اللہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نوافل میں مشغول تھے وہ شخص پوچھتے پوچھتے آپ رحمہ اللہ تک پہنچا تو آپ رحمہ اللہ کے متعلقین نے کہا کہ حضرت فلاں جگہ نوافل میں مشغول ہیں۔ وہ شخص اپنے ذہن میں آپ رحمہ اللہ کا ایک خاکہ بسائے کہ آپ فقیرانہ لباس میں ہوں گے، گدڑی پہنی ہوگی اور نہایت بوسیدہ حال کپڑے ہوں گے۔ یہ خاکہ سجائے وہ آیا تو اسے دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی اور سوچنے لگا کہ یہ کیسے ولی ہوسکتے ہیں......؟ یہ تو عام دنیادار سے لگتے ہیں اور آپ رحمہ اللہ سے ملے بغیر واپس چلا گیا۔ رات سویا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے نہایت ہی ناراضگی کے لہجے میں فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ تو نے ہمارے دوست کے بارے میں بدگمانی کی...... جیسے ہی اس شخص کی آنکھ کھلی روتا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا اور نہایت زاری کے ساتھ معافی کا طلبگار ہوا کہ حضرت مجھے معاف کردیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا تم سے کیا غلطی ہوئی......؟ کہنے لگا حضرت جب تک آپ معاف نہیں کریں گے میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا...... آپ رحمہ اللہ نے معاف کیا اور اس شخص نے اپنی ساری آپ بیتی نہایت شرمندگی سے سنادی۔ اس لئے کبھی بھی کسی اللہ والے کے ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کی شاہانہ زندگی

(13)......حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ بڑے معروف اکابر اولیاء میں سے ہیں لیکن بادشاہوں کی وہ شان نہیں ہوتی تھی جو ان کی شان تھی۔ مسند الگ تھی، صفائی ستھرائی الگ، خدام الگ کھڑے ہوئے ہیں، دروازے کے اوپر دربان الگ موجود ہیں اور صفائی کا یہ عالم کہ اگر ایک تنکا بھی سامنے پڑا ہوا ہوتا تھا تو سر میں درد شروع ہو جاتا تھا۔ فرماتے تھے ”کوڑا کباڑ گھر کے اندر بھر رکھا ہے“ بہت نزاکت تھی۔ بادشاہ وقت نے ملنے کی آرزو کی اور بہت چاہا کہ مجھے اجازت مل جائے مگر اجازت نہیں تھی۔ آخر حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ان کے دل میں گھر کئے ہوئے ہو، تمہارا معاملہ بہت قریبی ہے تم میرے لئے ایک پانچ منٹ ملاقات کی مہلت لے لو۔ خادم خاص نے کچھ اتار چڑھاؤ کر کے حضرت رحمہ اللہ سے عرض کیا تو پانچ منٹ کی اجازت مل گئی۔ بادشاہ سلامت آئے اور بہت ادب کے ساتھ دوزانو ایک طرف بیٹھ گئے۔ حضرت مرزا رحمہ اللہ نے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ اس دوران حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کو پیاس لگی تو خادم کو پانی پلانے کیلئے اشارہ کیا۔ بادشاہ نے سمجھ لیا کہ پانی پینا چاہتے ہیں تو کھڑے ہو کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا اگر مجھے اجازت ہو؟ اجازت مل گئی کہ اچھا تم پانی پلاؤ۔ بادشاہ پانی لینے گیا تو گھڑے کے اوپر جو بڈولی ڈھکی ہوئی تھی اس میں پانی لے کر حضرت رحمہ اللہ کے سامنے رکھا تو وہ کچھ ٹیڑھی رکھی گئی بس حضرت رحمہ اللہ کے مزاج میں تغیر پیدا ہو گیا اور فرمایا: تمہیں پانی پلانا تو آتا نہیں تم بادشاہت کیسے کرتے ہو گے؟ ہٹو یہاں سے۔ اپنے خادم خاص کو حکم دیا کہ تم ہی پانی پلاؤ۔ وہ اس شان کے بزرگ گزرے ہیں، ان کی ولایت میں کوئی کمی نہیں ولی کامل ہیں۔ ان کی نسبت و تصرف اور تربیت سے ہزاروں اولیاء بن گئے۔ اللہ پاک ہم سب کی اصلاح فرمائے اور اللہ والوں کی سچی محبت اور عقیدت پیدا فرمائے۔ آمین!

اولیائے کرام اور کسب حلال

دنیا کے مشغلوں میں ہم باخدا رہے
سب کے ساتھ رہتے ہوئے سب سے جدا رہے

آج ولی اس کو سمجھا جانے لگا دنیا کے کاروبار سے دور ہو...... مشاغل دنیا سے کنارہ کش ہو...... جبکہ انبیائے کرام اور اہل اللہ کی زندگی ہمیں کچھ اور سبق دیتی ہے آیئے پاکیزہ حلال تجارت میں اپنے رب کو تلاش کر کے معرفت حاصل کرنے والے اللہ والوں کے واقعات پڑھتے ہیں۔ اللہ ہمیں صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انبیاء علیہم السلام و اکابر اسلام کے پیشے

(1)...... پارچہ بانی (کپڑا بننا): حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام، حضرت ادریس علیہ اسلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، شیخ عبداللہ بن ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، اسماعیل الحائک مفتی شام، محدث جرثومہ تابعی، فرقد سنجی تابعی رحمہ اللہ، شیخ خیر نساج رحمہ اللہ، مشہور

زاہد حضرت مجمع رحمہ اللہ ، شیخ محمد بخاری نقشبند ، خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ ، شیخ ابوبکر نساج ، شیخ احمد نہروانی ، شیخ علی رامیتنی ، مومن عارف منیری ، حضرت عطا سلمی ، شیخ عبدالقدوس گنگوہی ، سکندر ذوالقرنین ، جمشید بادشاہ ، حضرت جنید بغدادی ، شیخ ابن ذالنون رحمہم اللہ کا پیشہ تھا۔

صباغی (رنگریزی)

حضرت آدم علیہ السلام ، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔

بزازی (کپڑے کی تجارت)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ، طلحہ رضی اللہ عنہ ، زبیر رضی اللہ عنہ ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ، ابن سیرین رحمہ اللہ ، جنید بغدادی رحمہ اللہ۔

نجاری (لکڑی کا کام)

حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت زکریا علیہ السلام ، خاقانی رحمہ اللہ۔

تجارت:۔ حضرت ہود علیہ السلام ، حضرت صالح علیہ السلام ، حضرت ہارون علیہ السلام ، ہاشم ، خواجہ ابو طالب ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

بکریاں چرانا

حضرت اسحاق علیہ السلام ، حضرت یعقوب علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السلام ، حضرت لقمان علیہ السلام ، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اہل اللہ کی تجارت میں دیانتداری

(2)...... حضرت سری سقطی رحمہ اللہ ابتداء میں تجارت کرتے تھے اور پانچ فیصدی سے زیادہ نفع لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بادام بغرض تجارت خریدا اور چند ہی دنوں کے بعد بادام کا بھاؤ بہت چڑھ گیا۔ ایک بیوپاری آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنے باداموں کو مجھ سے فروخت کردیجئے تو آپ نے فرمایا کہ تم تریسٹھ دینار میں اس کو خریدو؟ اس بیوپاری نے کہا کہ اس وقت ان باداموں کی قیمت نوے دینار ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو یہی قصد کرلیا ہے کہ پانچ فیصد سے زیادہ منافع نہیں لوں گا اور میں اپنی اس رائے کو تبدیل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ تو بیوپاری نے کہا کہ میں آپ کے مال کو موجودہ وقت کے بھاؤ سے کم پر بیچنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ مال اسی طرح پڑا رہا اور نہ بیوپاری کم بیچنے پر راضی ہوا اور نہ آپ زیادہ پر راضی ہوئے۔

(مسالک السالکین ج ، وخزینۃ الاصفیاء ، وتذکرۃ الاولیاء)

بادشاہ جیسا ولی کوئی نہیں......!

(3)......شاہ ہند شمس الدین التمش (مدت حکومت ۶۰۷ھ/۱۲۱۱ء تا ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء) بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ/نومبر ۱۲۳۶ء) کا انتقال ہوا تو ورثاء نے حسب وصیت اعلان کیا کہ کا کی رحمہ اللہ کی وصیت کے مطابق جنازے کی نماز وہ شخص پڑھائے جس کی کبھی عشاء اور عصر کی چار سنتیں ناغہ نہ ہوئی ہوں اور کبھی نامحرم کو نہ دیکھا ہو، نامحرم کو ہاتھ لگایا ہو اور نہ تکبیر اولیٰ فوت ہوئی ہو......

اعلان ہوتے ہی مجمع میں سناٹا چھا گیا اور ہر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگا کچھ دیر کے بعد سلطان التمش رحمہ اللہ نے یہ کہتے ہوئے نماز پڑھا دی کہ افسوس خواجہ کا کی رحمہ اللہ نے راز ظاہر کر دیا......(مواعظ فقیہ الامت)

پاکیزہ تجارت کا بصیرت افروز واقعہ

(4)......حافظ ابوالقاسم طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ایک صحابی حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک بصیرت افروز قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ایک گھوڑا خریدلانے کا حکم دیا۔ وہ تین سو درہم میں گھوڑا خریدلایا اور گھوڑے کے مالک کو رقم دلوانے کیلئے ساتھ لے آیا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو طے شدہ دام بتلائے گئے اور گھوڑا بھی پیش کر دیا گیا۔ آپ نے اندازہ کیا کہ گھوڑے کی قیمت تین سو درہم سے کہیں زائد ہے۔ چنانچہ آپ نے گھوڑے کے مالک سے کہا کہ آپ کا یہ گھوڑا تین سو درہم سے زائد قیمت کا ہے۔ کیا آپ چار سو درہم میں فروخت کریں گے؟ اس نے جواب دیا جیسے آپ کی مرضی، پھر فرمایا آپ کے گھوڑے کی قیمت چار سو درہم سے بھی زائد ہے کیا آپ پانچ سو میں بیچیں گے؟ اس نے کہا میں راضی ہوں۔ اس طرح حضرت جریر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی قیمت میں سو سو درہم کی زیادتی کرتے چلے گئے۔ بالآخر آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا اور رقم مالک کو دے دی۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ جب مالک تین سو درہم پر راضی تھا آپ نے اسے آٹھ سو درہم دے کر اپنا نقصان کیوں مول لیا؟ آپ نے جواب دیا کہ گھوڑے کے مالک کو قیمت کا صحیح اندازہ نہیں تھا۔ میں نے خیر خواہی کرتے ہوئے اس کو پوری قیمت ادا کی ہے کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہمیشہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا میں نے اس وعدے کو پورا کیا ہے۔ (نووی شرح مسلم)

مثالی تجارت مثالی معرفت کا ذریعہ

(5)......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دینی پہلو محتاج تعارف نہیں کیونکہ وہ تقویٰ اور مقام معرفت میں مانی ہوئی شخصیت ہیں۔ ذیل میں انکے کاروباری معاملات میل جول اور دنیا سے استغناء کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے دور دراز شہروں میں آپ نے نمائندے مقرر کر رکھے تھے۔

لاکھوں کا لین دین تھا بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا اور دیانت کے باعث آپ ہر طرف مشہور تھے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے منشی حفص بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے کہا کہ دیکھو یہ ریشمی تھانوں کی گٹھ کچھ داغ دار سی ہے جب بیچو تو خریدار کو آگاہ کر دینا اور اس کے دام بھی کچھ کم کر لینا تاکہ خریدار کو نقصان نہ پہنچے مگر حفص رحمہ اللہ بھول گئے اور گٹھ پوری قیمت پر نکل گئی چند روز کے بعد جب آپ نے حساب لیا تو معلوم ہوا کہ غلطی سے ملازم نے اس کی پوری قیمت وصول کر لی ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اچھا اب اس کی ساری قیمت (جو تیس ہزار درہم ہے) فقراء اور مساکین میں بانٹ دو میں اس مشکوک مال کو اپنے پاک مال میں شامل نہیں کر سکتا۔

دیانتدارنہ تجارت

(6)......ایک بار ایک عورت آپ رحمہ اللہ کے پاس ریشمی کپڑے کا ایک تھان لے کر آئی آپ رحمہ اللہ نے قیمت پوچھی اس نے کہا کہ سو درہم آپ رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں یہ تو پانچ سو درہم کا ہے اگر لینے ہیں تو پانچ سو درہم لو، وہ سمجھی آپ مذاق کرتے ہیں۔ مگر آپ نے پانچ سو درہم نکالے اور اسے دے دیئے اور فرمایا کہ تمہاری غلطی سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔

فاخرانہ لباس اور دل کا اخلاص

(7)......آپ لباس بہت قیمتی پہنا کرتے تھے اکثر خوش لباس رہتے تھے قیمتی کپڑوں کے جبے استعمال کیا کرتے تھے ٹوپی بہت قیمتی ہوتی تھی، دیگر رؤسا کے پاس صرف ایک آدھ ٹوپی ہوتی مگر آپ کے پاس بارہ ٹوپیاں تھیں جو ہزاروں روپیہ کی مالیت رکھتی تھیں۔

ابو مطیع بلخی کہتے ہیں میں نے ایک دن آپ کو سادہ لباس میں دیکھا مگر اس دن بھی آپ ایسی قمیض اور چادر پہنے ہوئے تھے جن میں سے ہر ایک کی قیمت چار سو درہم تھی۔

اس طرح عبداللہ سہمی رحمہ اللہ جو آپ کے دوست تھے ایک بار حج میں آپ کے ساتھ تھے کہ کسی قرض خواہ نے عبداللہ کو آلیا عبداللہ نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہیں جب ہوگا دے دوں گا اس نے برا بھلا کہا امام صاحب کو معلوم ہوا تو اس کا سارا قرض ادا کر دیا اور فرمایا کہ ہم دوستوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔

آپ علماء شیوخ اور محدثین کی بکثرت خدمت کرتے تھے اور جو طلباء تحصیل علم کیلئے آپ کے پاس آتے آپ ان کے وظائف مقرر کر دیتے تھے تاکہ وہ اطمینان سے علم حاصل کر سکیں۔ اہل علم کی قدر دانی کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جس عالم کے پاس آپ نے اپنے صاحبزادے حماد کو پڑھنے بٹھایا جب اس نے حماد کو الحمد شریف ختم کرائی تو آپ نے پانچ سو درہم ان کی نذر کیے۔

خدا تعالیٰ نے جہاں آپ کو علم و فضل اور مال و زر عطا فرمایا تھا وہاں استغنا بھی حد سے زیادہ تھا۔ ایک بار حرا زوجہ شاہ منصور نے پچاس ہزار کی تھیلی بطور نذر بھیجی آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اللہ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا کی فلاح و کامرانی سے نوازیں آمین۔ ثم آمین!

چالیس ہزار کا نقصان برداشت کرنا

(8)......امام محمد بن سیرن رحمہ اللہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں جو علم وفضل کے ساتھ ساتھ تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔ ایک بار چالیس ہزار روپے سے زیتون کا تیل خریدا اتفاق سے تیل سے مرا ہوا چوہا نکلا تو آپ نے سارا تیل ضائع کرا دیا حالانکہ چوہے کو تیل سے نکالتے ہوئے کسی بشر کی آنکھ نے دیکھا نہیں تھا اگر چاہتے تو تیل فروخت کر سکتے تھے۔

پھر وہ تیل بھی ادھار کا تھا چنانچہ جب رقم کی ادائیگی نہ کر سکے تو مالک نے آپ کو قید کرا دیا جیل کے نگران آپ کی عظمت سے واقف تھے۔ انہوں نے جیل کی مراعات پیش کیں تو فرمایا یہ چیز دیانت کے خلاف ہے۔ چنانچہ عام قیدیوں کی طرح قید کاٹی مگر زہد وتقویٰ اور اخلاق عالیہ پر آنچ نہ آنے دی۔

☆......☆......☆

فقیرانہ لباس رکھنے والے اولیائے کرام

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی فقیرانہ شان

(1)......حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ جو کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں آپ کا بڑا نام ہے آپ کا یہ حال تھا کہ نہ گھر، نہ کپڑا اور نہ لتا۔ زہد وقناعت، فقر وفاقے اور اس پر مہمانوں کی یہ کثرت کہ تین تین سو، چار چار سو مہمان ہر وقت ان کے دستر خوان پر موجود ہوتے تھے لیکن ظاہر میں ذریعہ معاش کچھ نہیں۔ ریاست ٹونک کے نواب میر خاں جو حضرت رحمہ اللہ کے مرید تھے انہوں نے دیکھا کہ شیخ کے ہاں تین تین سو چار چار سو مہمان ہوتے ہیں آخر ان کا کھانا وغیرہ کہاں سے آتا ہوگا؟ بڑی تنگی اٹھاتے ہوں گے، بڑی پریشانی ہوتی ہوگی تو نواب نے ریاست ٹونک کا ایک ضلع جس کی ایک سال کی کئی لاکھ روپے آمدنی تھی وہ پورے کا پورا حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیتل کے پتر پر لکھ کر بھیجا کہ میں آپ کو ہدیہ کرتا ہوں تا کہ مہمانوں اور گھر والوں کا خرچہ چل سکے آپ اسے خدا کیلئے قبول فرمالیں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے اسی پتر پر جواب لکھا اور اس پر ایک شعر لکھ کر بھیج دیا ؎

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم   بامیر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

ہم اپنے فقر وفاقہ کی آبرو کھونا نہیں چاہتے۔ میری طرف سے انہیں کہہ دو کہ روزی مقدر ہے تمہارے ضلع کی ہمیں ضرورت نہیں۔

وقت کا قطب ٹھیلے والے کے لباس میں

(2)......حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ بڑے بزرگ عالم تھے، ایک مرتبہ کسی طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! اس سال شہر دلی کا انتظام درست نہیں، گڑبڑ ہوتی رہتی ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس لئے کہ اس کا منتظم ایسا ہے، جو قطب شہر کے انتظام کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے مامور ہوا گروہ بہترین منتظم ہو تو شہر کا انتظام درست ہوگا ورنہ نہیں۔ طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! وہ کہاں ملے گا؟ فرمایا وہ قطب جامع مسجد دہلی کے دروازہ پر قاشیں اور خربوزے بیچتا ہے، جاؤ جا کر اس کی بے انتظامی دیکھ لو۔

طالب علم وہاں گیا، دیکھا کہ ایک ملنگ بیٹھا ہے اور ایک ایک قاش ایک ایک پیسہ پر بیچ رہا ہے، یہ تھا دوستو! قطب اور منتظم دلی۔ طالب علم نے ایک پیسہ دے کر ایک دانہ لیا پھر توڑا اور کہا اللہ والے یہ تو خراب ہے دوسرا دو۔ اس نے دوسرا دیا، طالب علم نے پھر اسے توڑا اور پھینک کر کہا یہ بھی خراب ہے، اور دو۔ اسی طرح کئی دانے ایک پیسے کے بدلے اس ملنگ بیچارے کے خراب کیئے۔ طالب علم سمجھ گیا کہ واقعی یہ غیر منتظم ہے کیونکہ چاہئے تو یہ تھا کہ جب طالب علم نے دوسرا دانہ مانگا تو وہ منتظم اس طالب علم سے پیسہ بھی دوسرا لیتا۔

پھر دوسرے سال طالب علم نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ اس سال تو شہر کا انتظام اچھا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سال منتظم اچھا ہے۔ جاؤ دیکھو جامع مسجد دہلی کے دروازہ پر وہ منتظم اسی جگہ شربت کا ایک ایک گلاس ایک ایک پیسے سے دے رہا ہوگا۔ طالب علم فوراً گیا، اس نے ایک پیسہ دے کر ایک گلاس شربت کا لیا اور چکھ کر واپس کر دیا اور کہا کہ اللہ والے یہ تو اچھا نہیں ہے، ایک اور شربت کا گلاس دو جو میٹھا اور ٹھنڈا ہونا چاہیے۔

شربت بیچنے والے نے جواب دیا، جاؤ جاؤ اگر دوسرا گلاس شربت کا لینا چاہتے ہو تو ایک پیسہ بھی اور دینا ہوگا۔ میں گزشتہ سال والا نہیں ہوں کہ ایک پیسہ کے بدلے میں کئی قاشیں دے دوں۔ دوستو! خدا کے نیک بندے اس طرح مستور و پوشیدہ ہوتے ہیں، کس کا خیال ہوسکتا تھا کہ یہ ملنگ خدا تعالیٰ کا ولی اور بزرگ ہے اور تمام شہر دلی کا منتظم ہے۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے　　　جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

صحرا میں چھپا اللہ کا ولی

(3)......ایک فقیر تنہا ایک صحرا کے گوشہ میں بیٹھا تھا ایک بادشاہ کا اس کے پاس سے گزر ہوا...... فقیر نے اس وجہ سے کہ بےفکری قناعت کی سلطنت ہے...... اس کی طرف توجہ نہیں کی اور بادشاہ اس وجہ سے کہ حکومت میں قہر و غضب ہوتا ہے...... رنجیدہ ہوگیا...... کہا یہ کفنی پہنے والوں کی جماعت جو پایوں جیسی ہے...... صلاحیت اور آدمیت نہیں رکھتے اس (فقیر) کے پاس آ کر وزیر نے کہا...... اے جوانمرد: روئے زمین کا بادشاہ آپ کے پاس آیا...... آپ نے تعظیم نہیں کی اور ادب کے شرائط پورے نہیں کیئے...... فقیر نے کہا: بادشاہ سے کہہ دو کہ تعظیم کی امید اس شخص سے رکھے جو بادشاہ سے نعمت کی امید رکھتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ بادشاہ رعیت کی نگہبانی کیلئے ہے نہ کہ رعیت بادشاہوں کی خدمت کیلئے......

بادشاہ کو فقیر کی باتیں درست دکھائی دیں...... کہا: کچھ مجھ سے طلب کرو...... کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ دوبارہ ”تشریف لا کر“ مجھ کو زحمت نہ دیں...... بادشاہ نے کہا مجھے نصیحت کرو، کہا: ”دین و دنیا کی نیکی“

وقت کے خلیفہ کی بے پناہ سادگی

(4)......حضرت عبدالمالک بن شداد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو

منبر پر دیکھا کہ ان پر عدن کی بنی ہوئی موٹی لنگی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ درہم تھی اور گیروے رنگ کی ایک کوفی چادر تھی...... حضرت حسن رحمہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ (ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں......(اخرجه ابو نعيم في الحلية)

مولانا اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ کی فقیری

(5)......حضرت شاہ سید احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ جن کے ہمراہ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ بھی تھے جب پشاور پہنچے ہیں تو وہاں کے علماء مولانا شہید رحمہ اللہ کی شہرت سن کر امتحان کی غرض سے آئے، مولانا اس وقت ایک خستہ سا تہبند باندھے ہوئے گھوڑے کو کھڑا کر رہے تھے ان سے پوچھا گیا کہ مولانا کہاں ہیں؟

مولانا نے فرمایا کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب ہے، مولانا کا پتہ بتلاؤ......مولانا نے فرمایا کہ تم بتلاؤ تو سہی کیا غرض ہے، کہنے لگے کہ ہم کو کچھ پوچھنا ہے، مولانا نے فرمایا کہ مجھ سے ہی پوچھ لو......ان کو معلوم ہو گیا کہ یہی ہیں پھر جو کچھ جس فن میں پوچھا گھوڑے کو کھڑا کرتے ہوئے حل کر دیا......سب متعجب ہوئے کہ ہم باوجود اس کے کہ ہم کم علم ہیں ایسے قباء وعبا وعمامے باندھے ہوئے ہیں اور مولانا اتنے بڑے عالم اور اس حالت میں رہتے ہیں......

گمنام خستہ حال اللہ کا ولی

(6)......ہمارے احمد پور میں ایک بابا جی ہوا کرتے تھے جو بہت ہی خستہ حال تھے نہ کچھ کھانے کو اور نہ ہی کچھ پہننے کو، بس پورے محلے کی بلیوں کو مرغی کے سر لا کر ڈالتے ایک لکڑی کا ٹھیہ تھا ساری زندگی ان کا قیام اس پر رہا۔ ایک بہت ہی صاحب بصیرت بزرگ ان کے بارے میں فرمانے لگے کہ یہ رجال الغیب میں سے ہیں۔ اس لیے اللہ والو! ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ پاک نے اپنی ولایت کو انسانوں میں چھپا کر رکھا ہے اس لیے کسی بھی انسان کی حقارت نہ کیا کریں نہ جانیں کس شخص کا اللہ پاک کے نزدیک کیا مقام ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ مجھے یاد آیا ایک مرتبہ مرشد ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ایک بستی کے بارے میں فرمایا کہ وہاں ایک موچی ہے جو اس وقت مقام ابدال پر فائز ہیں ان سے جا کر ملاقات کرو۔ میں دور دراز کا سفر کر کے جب وہاں پہنچا تو ایک چھوٹا سا ٹھیہ لئے آپ تشریف فرما تھے۔ لوگ اپنی ٹوٹی ہوئیں چپلیں اور جوتیاں آپ سے گٹھانے کیلئے آ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ مرشد ہجویری رحمتہ اللہ علیہ خیریت سے ہیں۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ انہوں نے ہمارا راز ظاہر کر کے ٹھیک نہیں کیا۔ ان کے پاس جاؤ تو ان کو میرا سلام کہنا۔

☆......☆......☆

اولیاء کے مختلف ذوق

اولیائے کرام مختلف ذوق اور طبیعت رکھتے ہیں بعض اوقات ان کی الٹی بھی سیدھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان بزرگوں کی اگر کوئی بات سمجھ میں نہ بھی آئے تو کوئی اچھی تاویل کر لینی چاہیے۔

اہل اللہ کی الٹی بھی سیدھی

(1)......پیر طریقت حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ سے ایک خادم نے شادی کے سلسلہ میں تعویذ مانگا حضرت نے فرمایا مجھے اس کا تعویذ نہیں آتا اس کے شدید اصرار پر لکھ دیا تو فوراً نکاح ہو گیا۔ تعویذ کو کھول کر دیکھا گیا تو اس میں لکھا تھا، ”یا الٰہی میں نہیں جانتا اور یہ نہیں مانتا یہ تیرا بندہ اور غلام تو جانے اور تیرا کام“۔

اہل اللہ کا مزاج و مشرب

(2)......حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر شخص مجھ کو اپنے رنگ پر سمجھتا ہے اور میں ہر رنگ سے جدا ہوں، اس پر ایک عجیب مثال بیان فرمائی کہ ”میری مثال ایسی ہے کہ جیسے پانی، کہ اس میں کوئی رنگ نہیں مگر جس رنگ کی بوتل میں بھر دو اس کا وہی رنگ معلوم ہونے لگتا ہے۔

مجلس وعظ کی کیفیت

(3)......حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ ہر جمعہ جامع مسجد میں وعظ فرماتے تھے جس کے سننے کیلئے ہزار ہا آدمی دور دور سے آتے۔ آپ کے وعظ و تقریر میں اثر اور وہ درد و سوز تھا کہ سننے والوں کے قلب ہل جاتے تھے، لوگ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور بعض تو وہیں بے ہوش بھی ہو جاتے تھے۔

اپنے آپ کو اہل اللہ کے برابر نہ سوچئے

(4)......ایک شخص حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی عظمت کا منکر تھا اس نے ایک روز آپ سے کہا کہ آپ جو کرتے ہیں وہ میں بھی کرتا ہوں، مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہتا ہوں، لیکن آپ تو باتیں کچھ ایسی کرتے ہیں جو میرے فہم سے بالاتر ہیں، آپ نے اس پر ایک نظر جو ڈالی تو پاجامہ نجاست آلود ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب دوبارہ غسل کر کے خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا اب تو تیری سمجھ میں آ گیا کہ ہاتھیوں کا بار گدھوں پر نہیں لادا جا سکتا۔

کشف کے خواہشمند ضرور پڑھیں......!

(5)......ایک دن ایک منکر بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ فلاں مسئلہ کا انکشاف مجھ پر کر دیجئے: فرمایا تم فلاں پہاڑ کے غار میں پہنچ کر ہمارے دوست سے اس مسئلہ کو حل کروالو غار میں جا کر دیکھا تو ایک خوفناک اژدھا نظر آیا جسے دیکھ کر پاخانہ خطا ہو گیا اور ننگے پاؤں وہاں سے بھاگا اور آ کر پاؤں پر گر پڑا۔ تو آپ نے فرمایا ایک مخلوق کی

ہیبت سے تو تمہارا یہ حال ہوگیا۔ خالق کی ہیبت کیوں کر برداشت کرسکو گے جو کشف کے آرزومند ہو۔

سات نسلوں کی حکمرانی

(6)...... جب بہاول خان اول فتح کی نیت سے اس طرف آرہا تھا تو راستے میں ایک بزرگ ملے۔ بہاول خان نے کہا کہ دعا کریں۔ بزرگ نے واسکٹ نما کرتا پہنا ہوا تھا انھوں نے اتار کر نیچے بچھا دیا اور بہاول خان کو کہا کہ اس پر بیٹھو۔ کیونکہ بزرگوں کا حکم تھا بہاول خان نے صرف اس واسکٹ پر گھٹنے رکھے اور اٹھ گیا۔ بزرگ نے کہا کہ تو نے صرف گھٹنے رکھے ہیں اس لئے تیری سات پشتیں حکمرانی کریں گی یعنی سات پشت تک تو حکمران رہے گا۔ اگر تو مکمل طور پر اس پر بیٹھ جاتا تو ہمیشہ کیلئے تیری نسلیں حکمران رہتیں۔

مجنون کے روپ میں ایک ولی کا قصہ

(7)...... فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ ''بستان العارفین'' ص ۲۲۰ پر لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے قسم اٹھائی تھی کہ شادی کرنے سے پہلے سو آدمیوں سے مشورہ کروں گا، چنانچہ اس نے ننانوے آدمیوں سے مشورہ کیا، ایک باقی رہ گیا۔ اس نے عزم کیا کہ کل صبح سب سے پہلے جو آدمی مجھے ملے گا اس سے مشورہ کروں گا۔

صبح ہوتے ہی گھر سے نکلا تو سب سے پہلے جو شخص اسے ملا وہ مجنون اور پاگل تھا۔ بچوں والے لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھا اور اسے گلیوں میں ادھر ادھر دوڑا رہا تھا۔ وہ آدمی بڑا پریشان و غمگین ہوا کہ پاگل اور مجنون سے کیا مشورہ کروں گا۔ مگر اس نے پختہ عہد کیا ہوا تھا کہ سب سے پہلے ملنے والے ہی سے مشورہ کرونگا۔ چنانچہ وہ اس مجنون کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

مجنون نے اسے کہا کہ میرے گھوڑے کے آگے سے ہٹ جایئے، کہیں تمہیں گھوڑا لات نہ مار دے، اس آدمی نے کہا کہ میں نے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے، ذرا اپنا گھوڑا روک دیں۔ تو اس نے روک دیا، پھر اس نے اپنی قسم کا سارا قصہ سنایا اور اپنا عزم بھی بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے۔

اس مجنون نے کہا کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جو ساری تیرے لئے ہے، دوسری وہ جو ساری کی ساری تیرے لئے مضر اور نقصان دہ ہے، تیسری وہ جو مضر و نافع دونوں ہوسکتی ہے۔ پھر اس مجنون نے کہا گھوڑے سے بچئے کہیں تمہیں لات نہ مار دے اور چلا گیا۔ اس شخص کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے اس کی تفصیل تو بیان کی نہیں، چنانچہ پھر اس کے پیچھے بھاگا اور کہا ٹھہریں مجھے اپنی بات کا مطلب تو سمجھا کر جائیں۔

اس نے کہا کہ جو عورت ساری تیری لئے ہے وہ کنواری عورت ہے، اس کا دل اور اس کی محبت تیرے لئے ہے کیونکہ تیرے علاوہ وہ کسی اور کو نہیں جانتی اور جو عورت تیرے لئے مضر ہے وہ شادی شدہ صاحب اولاد عورت ہے وہ مال تیرا کھائے گی اور روئے گی اپنے پہلے خاوند پر اور جو عورت تیرے لئے نفع وضرر دونوں کا احتمال رکھتی ہے وہ بے اولاد

شادی شدہ عورت ہے، پس اگر تو اس کیلئے پہلے خاوند سے بہتر ثابت ہوا تو وہ تیرے لئے نافع ہے ورنہ وہ تیرے لئے مضر ہے، پھر وہ مجنون شخص چل پڑا۔

اس شخص نے کہا آپ کا کلام تو داناؤں جیسا ہے اور عمل مجنونوں جیسا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل نے مجھے قاضی بنانا چاہا، میں نے انکار کیا مگر انہوں نے اصرار کیا تو میں نے اس معاملے سے جان چھڑانے کیلئے اپنے آپ کو مجنون بنالیا۔

آپ اندازہ کریں کہ وہ کتنے بڑے عالم تھے مگر ظاہری اعتبار سے وہ پاگل و مجنون معلوم ہوتے تھے کہ انہیں قاضی نہ بنادیا جائے۔ کئی بزرگوں نے ظاہری زیب وزینت اور ٹیپ ٹاپ ترک کرکے سادگی اختیار کررکھی ہوتی ہے، وہ دنیا کی دولت نہیں چاہتے آخرت کی دولت کے طلب گار ہوتے ہیں وہ دنیا کی قضاء و بادشاہت نہیں چاہتے بلکہ ان کا مطلب ومقصود صرف ذات باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ مولانا محمد علی جوہر رحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

میں کھو کے تیری راہ میں سب دولت دنیا سمجھا کہ کچھ اس کے بھی سوا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے ہی میں موت آئے مسیحا اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

ہماری کمزور ذہنی سطح اور اولیاء کا مقام

(8)......ایک عورت امام اوزاعی رحمہ اللہ کے پاس آئی، اس نے گھر کی چٹائی کو چھوا تو وہ بھیگی ہوئی تھی عورت نے کہا کہ شاید بچے نے یہاں پیشاب کردیا ہے۔ جبکہ وہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے آنسو تھے اور معلوم ہوا کہ وہ ہر صبح کو ایسے ہی عبادت کرتے ہیں۔

عورت نے چٹائی کے بھیگنے کا جو سبب سمجھا وہ صرف اس کے اپنے ذہن کی پیداوار تھی، خارج میں اس سبب کا کوئی وجود نہ تھا۔ اس نے محض ذاتی خیال کے تحت ایک رائے قائم کرلی حالانکہ صحیح رائے وہ ہے جو تمام متعلقہ حقائق کا جائزہ لینے کے بعد قائم کی جائے۔

اکثر حالات میں آدمی اپنی ذہنی سطح کے مطابق رائے قائم کرتا ہے عورت کی ذہنی سطح وہی تھی جس کا اظہار اس کے سوال میں ہوا، اس نے اپنا یہ سوال کسی بری نیت سے نہیں کیا اور نہ وہ جھوٹ بولی اس کے باوجود وہ مکمل طور پر غلطی پر تھی، اس کی غلطی کی سادہ سی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی ذات سے اوپر اٹھ کر سوچ نہ سکی، اپنی روزانہ کی زندگی میں وہ جس چیز کا تجربہ کررہی تھی اس پر اس نے دوسرے کے معاملے کو بھی قیاس کرلیا، جس چیز سے وہ خود دوچار تھی اس کو اس نے دوسرے کی طرف منسوب کردیا۔

یہ مثال بتاتی ہے کہ آدمی کو دوسرے کے متعلق رائے قائم کرنے میں حد درجہ محتاط ہونا چاہیے، عین ممکن ہے کہ وہ ''امام اوزاعی کے آنسوؤں'' کو ''بچے کا پیشاب'' سمجھ لے، جو واقعہ اپنے اندر ایک بندے کے خوف خدا کی کہانی لیے ہوئے ہے نادانی کی

بنا پر وہ اس کو دنیا پرستی کا نتیجہ قرار دے بیٹھے، جو واقعہ آخرت کی یاد دلانے والا ہے وہ اس کے ذہن میں صرف دنیا کی یاد دلانے والا بن جائے۔ اللہ والو! کسی اللہ والے کے بارے میں اپنی ذہنی سطح سے فیصلہ کرنا بہت ہی نقصان کا سبب ہے۔

اولیاء پر اعتراض کرنے والے ضرور پڑھیں......!

(9)......ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ حج کو چلے تو آپ نے اپنا اور اپنے مریدوں کا تمام سامان ایک اونٹ پر لا د دیا۔ ایک شخص بولا آپ نے غریب اونٹ پر اتنا بوجھ لا د دیا ہے یہ تو سراسر ظلم ہے فرمایا غور سے دیکھو کہ آیا یہ اب واقعی اونٹ کی پشت پر ہے۔ اس نے پھر جو نگاہ اٹھا کر دیکھا تو سامان اونٹ سے ایک ہاتھ بلند نظر آیا۔ فرمایا تم بھی عجیب لوگ ہو۔ تم پر حالت ظاہر نہ کروں تو اعتراض کرتے ہو۔ ظاہر کر دوں تو تمہارے برداشت کی طاقت نہیں دیکھتا۔

یہاں مجھے اپنے شیخ حضرت خواجہ ہجویری رحمہ اللہ کی ایک بات یاد آ رہی ہے کہ مرید کو اپنے مرشد کے اندر جو عیب نظر آتے ہیں وہ دراصل اس مرید کے اپنے اندر کا عیب ہوتے ہیں کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ جتنا زیادہ صاف ہوتا ہے اسی کے بقدر عکس اس میں نظر آتا ہے اور فرمایا کہ اگر اپنے اور مرشد کی محبت کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس کو ذبح کر دو۔ اس کی وجہ یہ ہے تم اس کام کی مصلحت کو تو جانتے ہو نہیں یہ مقام بڑا ہی حساس ہے اگر کامل شیخ کے ساتھ اعتقاد میں کمی ہو تو ایسا بندہ سالہا سال بھی چلتا رہے تو کامیابی نہیں ملتی بلکہ یہ اعتقادی کمزوری بہت دور لے جاتی ہے۔

☆......☆......☆

اہل اللہ کی شان

اہل اللہ کی پہچان

(1)......حضرت ابوعلی موسیٰ بن جعفر الکاظم رحمہ اللہ کے علم وفضل، جود وسخا، عفو درگزر اور زہد وتقویٰ پر زمانہ شاہد ہے۔ آپ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا بہت احترام اور عزت افزائی کرتے تھے امام صاحب رحمہ اللہ کی قدر ومنزلت امام کاظم رحمہ اللہ کے ہاتھ کتنی تھی اس کا اندازہ اس روایت سے لگا سکتے ہیں۔

ایک ثقہ امام نے اپنی تصنیف ''مناقب ابی حنیفہ'' میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ نے جب امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو پہلی بار دیکھا تو آپ سے فرمایا کیا تم ہی ابوحنیفہ رحمتہ اللہ ہو؟ عرض کیا حضور آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے قرآن میں پڑھا ہے " سیماھم فی وجوھھم من اثرالسجود " کہ ان کی پیشانیوں پر سجدہ کے نشان ہونگے۔

ندوہ کا دیہاتی اور اہل اللہ کی پہچان

(2)......ایک بار ندوہ میں بڑا اجلاس ہوا، ہندوستان کے بڑے بڑے مشائخ اور علماء آئے تھے اتنے میں ایک دیہاتی

آدمی آیا اور اس نے پوچھا: مولانا علی میاں صاحب سے ملنا ہے؟ لوگوں نے کہا جانتے ہو؟ تو کہنے لگا کہ پہچانتا تو نہیں، لوگوں نے اس کا امتحان لیا، مولانا رحمہ اللہ سامنے بیٹھے ہوئے تھے ان کے چاروں طرف بڑے بڑے مشائخ اور علماء تشریف فرما تھے اپنے اپنے لباس میں ملبوس اور حضرت مولانا رحمہ اللہ ویسے ہی سادہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں نے کہا: انہی میں سے ایک ہیں پہچان لو، وہ سیدھا مولانا رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان سے مصافحہ کر کے آ گیا، لوگوں نے پوچھا کیسے پہچانا؟ تو وہ کہنے لگا کہ چہرہ بتا رہا تھا۔ تو یہ ہیں وہ اندر کی سنتیں جن کی اتباع سے نور پھوٹ کر باہر آتا ہے، حضرت مولانا رحمہ اللہ نے پوری زندگی اپنے آپ کو چھپانے کی اتنی کوششیں کیں لیکن انتقال ہوا تو ایسا محسوس ہوا کہ ایک ڈھکن تھا جو کھل گیا اور خوشبو باہر پھیل گئی، نہا دھو کر، شیروانی پہن کر، عطر لگا کر، رمضان المبارک کے مہینے میں، جمعہ کے دن دربار خداوندی میں حاضر ہوئے اور سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ انتقال کے بعد قبر سے چھ مہینے تک خوشبو آتی تھی، قبر سے نکل کر پوری مسجد اور اطراف میں پھیل جاتی تھی۔ آج بھی حضرت مولانا رحمہ اللہ کی کتابوں میں تاثیر ہے لیکن ایسے لوگوں کو دیکھ کر آدمی ایک دم متاثر نہیں ہوتا، دھیرے دھیرے جب خدمت میں جائے گا تو محبت بڑھتی جائے گی۔ ایک دم سے متاثر ہونا یہ اس کے باطل ہونے کی علامت ہے، تو اصل میں یہ ہونا چاہئے کہ انسان کو متبع سنت انسان کی صحبت میں رہنا چاہئے اور اسے ڈھونڈنے کی کوشش میں رہنا چاہیے۔ اکثر لوگ الٹے سیدھے لوگوں کے جال میں پھنستے ہیں اور بعد میں آ کر روتے ہیں۔ بھائی آپ ایسا کام کیوں کرتے ہیں کہ بعد میں سجدہ کرنا پڑے؟ اس لئے آپ چیک کیجئے کہ متبع سنت کون ہے؟ آپ ان کی صحبت میں بیٹھئے، زبان کیسی ہے، اس کا رہن سہن کیسا ہے؟ اس کا عزیزوں کے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک اور چیز دیکھنا چاہیے جو حدیث سے بھی ثابت ہے کہ اس کا رشتہ داروں سے معاملہ کیا ہے؟ اس لئے کہ رشتہ داروں سے اچھا معاملہ کرنا بڑے دل و گردے کی بات ہے۔

☆......☆......☆

اولیائے کرام کا ذوقِ عبادت

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کا معمول

(1)......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ عابد و زاہد کامل کسی کو نہیں دیکھا اور آپ کے علاوہ اور کسی میں یہ بات نہ دیکھی کہ آپ کی عمر شریف اٹھانوے سال کی ہوئی مگر سوائے موت کے وقت کے کبھی آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

(تذکرۃ الاولیاء، شجرۃ الکاملین)

ایک بزرگ کا مثالی ذوق عبادت

(2)......حضرت ابوضمرہ انس بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں ''میں نے صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کو دیکھا ہے اگر ان سے کہا

جاتا کہ کل کو قیامت ہے تب بھی وہ اس سے زیادہ عبادت نہ کر سکتے جو وہ کیا کرتے تھے......

خواجہ محمد عاقل رحمہ اللہ کے نظام الاوقات:۔

(3)......خواجہ محمد عاقل رحمہ اللہ اپنے اوقات کے بڑے پابند تھے، معمول تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد وہ ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے، پھر کھانا کھاتے اور عشاء کی نماز باجماعت ادا فرماتے، نماز عشاء کے بعد مریدوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوتا جو نصف شب تک جاری رہتا، تہجد کی نماز ادا فرمانے کے بعد ذکر بالجہر فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، اور شام کو طالب علموں کو پڑھاتے تھے۔ (مناقب فریدی)

☆......☆......☆

اولیائے کرام کی گستاخی کا وبال

اللہ والوں کی محبت کی ضرورت

(1)...... اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو پیارے پیارے القاب اپنے نبیوں کو دیئے ہیں وہ سارے القاب آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیئے ہیں اور مخصوص لقب حبیب اللہ مزید عطا فرمایا یہ خاص لقب محبت کی ترجمانی کرتا ہے۔ آخر محبت بنیادی چیز تھی تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس لقب سے سرفراز فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی کا ہر ہر عمل حق تعالیٰ کی محبت سے مالا مال رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے رات کے آخری حصے میں تن تنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر کھڑے ہو جاتے تہجد کی نماز میں تقریباً سوا چھ پارے پڑھ لیتے۔ پہلی رکعت میں سورہ بقرہ دوسری رکعت میں سورہ آل عمران، تیسری رکعت میں سورہ نساء اور چوتھی رکعت میں سورہ مائدہ تلاوت فرمالیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک پر ورم ہو جایا کرتا تھا۔ آخر یہ کیا بات تھی؟ صرف حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت تھی جس سے آپ نے امت کو بھی تعلیم دی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ جل شانہ کی سب سے زیادہ محبت تھی۔ ساری کائنات میں آپ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہو سکتی مگر آپ کا حال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔ ’’ اللھم انی اسئلك حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الی حبك ‘‘ کہ اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جن کو آپ سے محبت ہے اور ایسے کام کی محبت جو آپ کی محبت کے نزدیک کر دے ایسی محبت مانگتا ہوں۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسمہ محبت ہیں۔ آپ ﷺ کے کام محبت والے آپ ﷺ کا قلب حبیب اللہ آپ کے ہر عمل سے محبت کا ثبوت ملتا ہے پھر بھی آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے مختلف انداز سے محبت مانگتے رہتے تھے۔ یہ کیا بات تھی؟ یہ محبت کے لامحدود درجوں میں ترقی کرنا اور امت کو تعلیم دینا مقصود تھا۔ اس معاملے میں ہمیں بہت زیادہ حساس اور محتاط رہنا چاہیے کہ ہم سے کسی طرح کسی اللہ کے ولی کی کوئی گستاخی نہ ہو جائے۔

اہل اللہ کی گستاخی کا وبال

(2)......اہل اللہ کی بے ادبی اور گستاخی سے دنیا وآخرت تباہ ہوجاتی ہے، اہل اللہ پہلے تو کسی سے انتقام نہیں لیتے، لیکن کبھی کوئی انتقام لیتے ہیں تو محض ظالم کی خیر خواہی کیلئے، جیسا کہ گزرا ہے۔ لیکن اگر وہ مجبوراً کسی کے خلاف زبان کھولیں تو فوراً انتقام الٰہی جوش میں آجاتا ہے، ذیل میں اس قسم کے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

گستاخ کا اندھا ہوجانا

(3)......ایک عورت مروان بن حکم کی عدالت میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ دعویٰ لے کر گئی کہ انہوں نے میری زمین غصب کی ہے، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سننے کے بعد کیسے جرأت کرسکتا ہوں کہ اس کی زمین غصب کروں، مروان نے پوچھا: آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "من اخذ شبرا من الارض طوقه الی سبع ارضین" جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ناجائز لے گا، وہ سات زمینوں تک طوق پہنایا جائے گا۔ مروان نے کہا میں اس کے بعد آپ سے کوئی گواہ نہیں مانگتا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کردیجئے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کردیجئے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اندھی ہوگئی اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مرگئی۔

محمد بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اس عورت کو اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہوچکی تھی اور ٹٹول ٹٹول کر چل رہی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے ایک دن اپنی زمین کے کنویں میں گر کر مرگئی۔

گستاخِ ولی کا بندر بن جانا

(4)......امام مستغفر رحمہ اللہ نے "دلائل النبوۃ" میں ایک واقعہ لکھا کہ ہے ہم تین آدمی یمن جارہے تھے ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا تھا، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہم ہر چند اسے سمجھاتے کہ شاید وہ ہدایت پاجائے لیکن وہ باز نہ آتا تھا، آخر ہم اس سے بیزار ہوگئے اور اس سے بات چیت کرنا چھوڑ دی۔ جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ سرائے میں ٹھہرے اور نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ صبح جب یہاں سے چلنے کا وقت آیا تو ہم سب نے اُٹھ کر وضو کیا۔ اسی اثنا میں وہ جاگا تو ہمیں دیکھ کر کہنے لگا: افسوس میں تم سے جدا کر ہوکر اس منزل میں رہ جاؤں گا ابھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے پر کھڑے فرمارہے ہیں کہ اے فاسق! تو اس منزل میں مسخ ہوجائے گا یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ پھر اس نے اپنے پاؤں سمیٹے تو ہم نے دیکھا کہ انگلیوں کی طرف سے اس کا جسم مسخ ہونا شروع ہوا اور اس کے دونوں پاؤں بندر کی طرح ہوگئے۔ اس کے بعد گھٹنوں تک پھر کمر تک پھر سینے تک پھر سر اور پھر منہ تک مسخ ہوچکا اور وہ بالکل بندر بن گیا۔ ہم نے استغفار کرتے ہوئے اس

کو پکڑ کر اونٹ پر باندھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل میں پہنچے تو دیکھا وہاں کچھ بندر جمع تھے اس نے جب انہیں دیکھا تو رسی توڑ کر ان میں جاملا۔

گستاخی کی وجہ سے اندھا ہو جانا

(5)...... امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میر ایک ہمسائیہ مرگیا۔ اسکو میں نے خواب میں دیکھا اس کی ایک آنکھ نہیں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے فلانے! تیری آنکھ کہاں گئی۔ اس نے جوب دیا کہ میں نے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی تھی انکی بے ادبی اور تنقیص کی تھی۔ اسی وجہ سے میں اس عذاب میں گرفتار ہوا ہوں۔ جو تو میری حالت دیکھ رہا ہے۔ (شرح الصدور للسیوطی)

گستاخ کا خنزیر بن جانا

(6)...... علامہ بارزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں اس کی وجہ پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص روزانہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) گالیاں دیا کرتا تھا۔ کسی نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس مردود کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس مردود کی طرف تھوک دیا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل کا ہو گیا ہے۔

بے ادبی کی سزا موت

(7)...... ایک میاں بیوی جا رہے تھے کسی بزرگ کے پاؤں سے عورت پر چھینٹیں پڑ گئیں اس عورت کے شوہر نے غصہ میں ان بزرگ کو طمانچہ مارا کہ دیکھ کر نہیں چل سکتے میری بیوی کے سارے کپڑے خراب کر دیئے ہیں۔ وہ بزرگ خاموش رہ کر چلتے بنے آگے شہر آگیا شہر کے شروع میں ایک حلوائی کی دکان تھی حلوائی نے یہ سوچ رکھا تھا کہ آج صبح صبح جو سب سے پہلے شہر میں داخل ہوگا اس کو گرم دودھ کا پیالہ پلاؤں گا چنانچہ وہ پیالہ ان بزرگ کی قسمت میں آیا اور حلوائی نے وہ پلایا۔ یہ بزرگ کہنے لگے کہ اے اللہ واہ تیری بڑی عجیب شان ہے کہ تھوڑی دیر پہلے میری پٹائی کرادی اور پھر اب گرم گرم دودھ کا پیالہ پلا رہے ہیں چنانچہ تھوڑی دور گئے تو وہ میاں بیوی اپنے گھر پہنچ گئے۔ سیڑھیاں چڑھے، میاں کا اوپر والی سیڑھی سے پاؤں پھسلا اور دھڑم کر کے گرا اور فوت ہو گیا، بیوی رونے اور چلانے لگی لوگ اکٹھے ہو گئے تو کہنے لگی کہ ایک بابا جی کے چلنے کی وجہ سے مجھے چھینٹے لگ گئے تھے۔ میرے خاوند نے ایک طمانچہ ان بزرگ کو مار دیا تھا لگتا ہے کہ بابا جی کی بد دعا لگ گئی ہے۔ اتنے میں وہ بابا جی بھی پہنچے۔ فرمانے لگے کہ میں نے اس کیلئے کوئی بد دعا نہیں کی تھی اس کو اپنی بیوی سے محبت تھی اس نے اس کا بدلہ مجھ سے لے لیا اور مجھ سے میرے اللہ کو محبت ہے اس لیے میری طرف سے اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ لے لیا۔ اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے کہ جو اللہ کے ولی کو تنگ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ کرتا ہے۔ اس لیے کبھی اللہ والے (نیک آدمی) کو تنگ نہیں کرنا چاہیے اور کسی کے ماتھے پر تو لکھا نہیں کہ یہ نیک ہے اس لیے کسی آدمی کو بھی تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

گستاخی ولی پر فوری سزا

(8)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک مخالف تھا اس کو پتا چلا! کہ آپ کے والد وفات پا چکے ہیں اور والدہ بوڑھی ہیں، نوے سال کے قریب عمر ہے، وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حکم شرع میں ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کرادو، تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بہت ہی حسینہ و جمیلہ ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نکاح کرلوں۔ حضرت نے سنا تو بھانپ گئے اور فرمانے لگے۔ بھئی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ میں ان کے سامنے جاکر بات عرض کر دیتا ہوں، اس نے کہا بہت اچھا، حضرت نے اپنے گھر کی طرف جانے کو دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا۔ اسی درد کی وجہ سے وہ گرا اور وہیں اس کو موت آگئی، امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صبر نے اس بندے کی جان لے لی۔

اہل اللہ کی اعتقادی گستاخی کی سزا

(9)......ایک دفعہ دو طالب روحانیت کے سلسلے میں حضرت عبداللہ حنیف رحمہ اللہ کی خدمت میں فیض روحانی کیلئے حاضر ہوئے مگر آپ رحمہ اللہ خانقاہ میں موجود نہ تھے......لوگوں نے بتایا کہ وہ بادشاہ سے ملنے گئے ہیں، اس بات سے ان دونوں کے دل میں شکوک وشبہات آگئے اور سوچنے لگے کہ فقیر کا بادشاہ کے دربار میں کیا کام؟ وہ دونوں وہاں سے لوٹ گئے۔ راستے میں ایک درزی کی دکان سے اپنی آستین کو سلوانے کیلئے بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں درزی کی دکان سے کوئی قیمتی چیز گم ہوگئی وہ ان دونوں نوجوانوں کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گیا۔ کوتوال نے دونوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور تمام ماجرا سنایا۔ بادشاہ نے ان دونوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ قریب ہی حضرت عبداللہ حنیف رحمہ اللہ بیٹھے تھے فرمایا: ان دونوں کو چھوڑ دو یہ بے گناہ ہیں۔ بادشاہ آپ رحمہ اللہ کی سچائی اور بزرگی سے واقف تھا اس نے بلاتوقف انہیں چھوڑ دیا۔ آپ رحمہ اللہ نے ان دونوں سے فرمایا اب تمہارا خیال درست ہوگیا ہوگا تمہارے جیسے لوگوں کے لئے مجھے بادشاہ کے پاس بھی آنا پڑتا ہے......دونوں نوجوان تائب ہوئے اور آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں شامل ہوگئے۔

بزرگوں سے مذاق کا انجام

(10)......سلسلہ نوشاہی کے ایک بزرگ خواجہ محمد فضیل قادری رحمہ اللہ کے سامنے ایک زندہ شخص کو چارپائی پر ڈال کر مردہ بنا کرلایا گیا اور مذاقاً کہا جنازہ کی نماز پڑھ دیجئے۔ آپ کے تکبیر کہتے ہی اس کی روح قبض ہوگئی اور واقعی وہ شخص مردہ ہوگیا۔

نفلی روزہ اور ولی کی ناراضگی

(11)......ایک روز حضرت ابوتراب رحمہ اللہ اور شفیق بلخی رحمہ اللہ دونوں تشریف فرما تھے، ابوتراب رحمہ اللہ کھانا کھانے لگے۔ ابوتراب رحمہ اللہ نے ایک مرید سے فرمایا تم بھی کھاؤ بولا کہ میرا تو نفلی روزہ ہے۔ ابوتراب رحمہ اللہ نے کہا کہ کھالو اور ایک مہینہ کا ثواب حاصل کرلے۔ بولا نہیں میں روزہ نہیں توڑ سکتا۔ شفیق بلخی رحمہ اللہ نے کہا کھول دے

اور ایک سال کا ثواب حاصل کر لے۔ وہ پھر بھی راضی نہ ہوا آخر آپ کے منہ سے نکل گیا جانے دو یہ راندہ درگاہ ہے۔ چنانچہ کچھ روز بعد گرفتار ہوا اور بہ الزام چوری ہاتھ کٹ گئے۔

مرشد سے دوری، گمراہی کا نتیجہ

(12)......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے ایک مرید نے یہ سمجھ کر کہ اب میں کامل ہوگیا ہوں مرشد سے دوری اختیار کر لی، ہر شب فرشتوں کو خواب میں دیکھتا کہ وہ اسے ایک پر فضا باغ میں لے جاتے ہیں جہاں پری جمال عورتیں اور تمام نعمتیں موجود ہیں۔ وہ وہاں قیام کرتا ہے۔ اس نے لوگوں سے بھی کہنا شروع کر دیا کہ مجھے یہ کمال حاصل ہو چکا ہے کہ روزانہ شب کو جنت کی سیریں ہوتی ہیں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے جو سنا اسی وقت اس کے پاس پہنچے دیکھا کہ بڑے اہتمام سے بیٹھا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ آج کی شب جب بہشت میں پہنچو تو ذرا ''لاحول ولا قوۃ'' پڑھ دینا۔ تمہیں اپنے کمال کی حقیقت کھل جائے گی۔ گو اب اسے اپنے شیخ کے کمال کا بھی اعتراف نہ رہا تھا تاہم اس نے ''لاحول'' پڑھی تو کیا دیکھتا ہے کہ سب چیخ کر بھاگ گئے اور سامنے صرف مردوں کی کچھ ہڈیاں اور نجاست پڑی نظر آئیں یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ ہوا، توبہ کی، معافی مانگی اور سمجھ گیا کہ مرشد سے علیحدگی مرید کے لئے انتہائی سم قاتل ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی گستاخ کو نصیحت

(13)......ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے کسی مرید نے آپ سے گستاخی کی اور چلا گیا۔ کچھ دن بعد آپ جو ادھر سے گزرے دیکھتے ہی ہیبت سے گر پڑا، سر پھوٹ گیا، مگر خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا، زمین پر کلمہ شریف کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے اپنا کمال دکھلا رہا ہے کہ تیرا یہ رتبہ ہے بدبخت چھوٹے چھوٹے بچے بھی ذکر میں تجھ سے بڑھے ہوئے ہیں، مرد کو تو مذکور تک یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہیے، اس بات کو سن کر وہ اتنا متاثر ہوا کہ وہیں تڑپ کر جان دے دی۔

اللہ والوں کو ستانے کی سزا

(14)......ایک شخص نے شیخ ابوبکر الکتانی رحمہ اللہ کی قیمتی چادر نماز کی حالت میں ان کے جسم سے اتار لی چونکہ ان کا دل اللہ کی طرف متوجہ تھا اس وجہ سے انہیں احساس تک نہ ہوا۔ اس شخص نے وہ چادر فروخت کی اور جب چادر خریدنے والے کے حوالہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا اور حرکت نہ ہوئی بس وہ سمجھ گیا کہ یہ اللہ والے کو ستانے کی سزا ہے۔ فوراً دوڑتا ہوا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی چادر واپس کرنے کے بعد معافی طلب کی۔ شیخ نے دعا کی ''یا اللہ! تیرے بندے نے مجھے میری چادر لوٹا دی تو بھی اسے وہ نعمت لوٹا دے جو تو نے اس سے چھین لی ہے'' ابھی آپ یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ اس کے ہاتھ کی طاقت لوٹ آئی اور وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔

اہل اللہ کی بددعاؤں کا وبال

(15)......بندے کی اپنی حیثیت گرا دینے اور اپنی قدر کھو دینے والی چیزوں میں سے ایک چیز اللہ کے بندوں پر ظلم

کرنا، ان کے حقوق کو ہڑپ کرنا اور کمزوروں کو تنگ کرنا ہے۔ ایک عقلمند کا قول ہے کہ اس شخص سے ڈرو کہ جس کا مددگار اللہ کے سوا اور کوئی نہ ہو۔

☆......عامر بن طفیل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مکروفریب سے کام لیتا تھا چنانچہ اس کے گلے کے غدود پھول گئے اور چیختے چلاتے وہیں مر گیا۔

☆......اربد بن قیس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیتا تھا، ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش میں لگا رہتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرادی اور یوں وہ ہلاک ہوگیا۔

☆......حجاج بن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو جب شہید کرنے کا ارادہ کیا تو شہادت سے کچھ دیر قبل حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کے خلاف بد دعا کرتے ہوئے یوں کہا: اے اللہ! میرے بعد اس کو کسی اور پر مسلط نہ کرنا'' چنانچہ حجاج بن یوسف کے ہاتھ پر ایک پھوڑا نمودار ہوا جو سارے جسم پر پھیل گیا، اس پھوڑے کی درد کی وجہ سے وہ یوں چیخیں مارتا تھا جس طرح بیل آوازیں نکال رہا ہوں اور اسی بیماری میں حجاج بن یوسف اس دنیا سے چل بسا۔

☆......سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ابو جعفر منصور سے بہت خوف رہتا تھا، ابو جعفر نے مکہ جانے کا ارادہ کیا اور سفیان ثوری رحمہ اللہ پہلے سے حرم میں تھے۔ چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ اٹھے اور کعبہ کے غلاف سے چمٹ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ چنانچہ ابو جعفر منصور ''بیر میمون'' کے پاس مکہ میں داخل ہونے سے قبل ہی چل بسا۔

☆......قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو تکلیفیں پہنچانے میں شریک تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے فالج کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور یوں کہا کرتا تھا، میرے آدھے جسم کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اگر اس پر مکھی بھی بیٹھ جائے تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے قیامت قائم ہوگئی ہو جب کے دوسرے آدھے جسم کی یہ حالت ہے کہ اگر اسے چھری سے کاٹ بھی دیا جائے تو مجھے احساس تک نہ ہو۔

☆......معروف وزیر ابن زیارت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بہت تنگ کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک شخص کو قدرت دے دی جس نے اسے پکڑ کر آگ کے تندور میں ڈال دیا۔

☆......☆......☆

اولیائے کرام کا ذوق توحید و شریعت

اپنے مرشد ہجویری رحمہ اللہ کی زندگی میں بھی میں نے شریعت کا بہت زیادہ اہتمام دیکھا تھا ذرا سی کوتاہی بھی آپ کو گوارا نہ تھی کسی میں آپ کوئی کمی دیکھتے فوراً اس کی اصلاح فرماتے اور فرماتے شریعت کے بغیر نہ معرفت ہے اور نہ طریقت......اب یہاں میں اہل اللہ کی زندگی کے چند واقعات اس موضوع سے متعلق نقل کرتا ہوں تا کہ سلسلہ قادری ہجویری میں چلنے والے دوستوں کو بات سمجھنے میں آسانی ہوجائے تصوف دل وجان سے شریعت کی پیروی کرنے کا ہی نام ہے اور ان واقعات کو پڑھ کر ہمارا چلنا بھی آسان ہوجائے گا۔

اہمیت توحید و شریعت

(1)...... یحییٰ معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا درویشی یہ ہے کہ انسان خدا کے سوا تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائے اور فرمایا: جب بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے تو تمام اعضاء عبادت کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: ہر چیز کیلئے ایک زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے اور خوف کی زینت آرزوں اور امیدوں کا کم کرنا ہے۔

ایک روز حضرت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ کے سامنے جو شمع روشن تھی وہ بجھ گئی آپ رونے لگے خدام نے عرض کیا کہ آپ فکر نہ کریں ہم ابھی روشن کیے دیتے ہیں۔ فرمایا: مجھ پر رقت طاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کہیں بے نیازی کی ہوا سے توحید و ایمان کے وہ چراغ بھی اسی طرح بجھ کر نہ رہ جائیں جو ہمارے سینوں کے اندر روشن ہیں۔

اتباع سنت اور اجتناب بدعت کی نصیحت

(2)...... ایک دفعہ کچھ درویش عرب سے آئے، حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کس خاندان سے ہیں، انہوں نے جواب دیا سید احمد کبیر رحمہ اللہ کے خاندان سے۔ فرمایا میں نے سیدی احمد کبیر رحمہ اللہ سے خرقہ پہنا ہے اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنانے کی اجازت دی ہے۔ وہ صوفی تھے اور سنت کے مطابق کپڑے پہنتے تھے، پھر ان درویشوں کو نصیحت فرمائی کہ تم علم شریعت حاصل کرو، سنت کا اتباع کرو اور بدعت سے بچو، پھر ان کو توبہ کی تلقین کی اور خرقہ پہنایا۔ (الدر المنظوم) مریدوں کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے، ایک دفعہ چیچک کے عمل کا تذکرہ سن کر فرمایا، اثر کی اپنی طرف نسبت کرنا شرک ہے، مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کا اہتمام سنت

(3)...... حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کی روزمرہ کی زندگی کے عام معمولات یہ تھے، پانچ وقت کی نماز کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت، صلوۃ الاوابین، تراویح اور دوسری نفلیں اس قدر پڑھتے جتنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ پڑھتے تھے۔ زیادہ تر وہ اوراد و وظائف پڑھتے جن کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے، رات کو عبادت میں ساری رات نہ جاگتے بلکہ کچھ دیر سو رہتے فرماتے کہ جو شخص عبادت میں تمام رات جاگتا رہا اس نے ترک سنت کیا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ ''انا اصلی وانام'' میں نماز پڑتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، کھانا تنہا نہ کھاتے، بلکہ تقسیم کر کے کھاتے اور فرماتے آگ کی پکی ہوئی چیزوں کو کھا کر منہ دھوتے اور کلی کرتے، پانی پیتے تو تین سانس میں پیتے اور فرماتے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ رمضان شریف میں سحری ضرور فرماتے کہ یہ سنت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کی خدمت میں چونتیس جوڑے کپڑے بھیجے گئے، آپ نے انہیں دیکھتے ہوئے فرمایا، اگر شریعت کے مطابق ہوں گے تو پہنوں گا، پھر فرمایا کہ ریشم اور سونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کیلئے حلال کیا گیا ہے۔

شاہ محمد سلیمان رحمہ اللہ کا ذوق شریعت

(4)......شاہ صاحب کی تعلیمات کا اہم پہلو اتباع رسول ﷺ تھا، فرمایا کرتے تھے کہ دین و دنیا میں کامیابی کا دارو مدار اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے، آپ کا خیال تھا کہ مسلمانوں سے صرف اس وجہ سے حکومت نکل گئی کہ انہوں نے اتباع رسول ﷺ کو چھوڑ دیا ہے، ایک موقع پر فرمایا۔ ”دریں زماں چوں مسلماناں متابعت نبی صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گزاشتہ اندر ،حق سبحانہ ،و تعالیٰ کفار رابرایشاں مسلط کردہ ست“ اس زمانے میں جبکہ مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو چھوڑ دیا ہے، اس لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر کفار کو مسلط کیا ہے۔ (تاریخ مشائخ چشت ،بحوالہ نافع السالکین)

پیر گولڑوی رحمہ اللہ کا ذوق اتباع سنت

(5)......پیر گولڑوی رحمہ اللہ اپنی تعلیمات میں اتباع سنت ﷺ پر خاص طور پر زور دیتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ شریعت نبوی ﷺ کے اتباع سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے اور کوئی فخر نہیں ہوسکتا۔

حضرت شیخ میر محمد رحمہ اللہ اور جماعت کی پابندی

(6)......حضرت شیخ میر محمد رحمہ اللہ یادحق میں مشغول رہتے اور جو مریدین ومعتقدین آپ کے ساتھ ہوتے وہ بھی الگ الگ ایک درخت کے نیچے یادالہٰی میں مشغول ہوجاتے، جب نماز کا وقت آتا تو سب مل کر نماز باجماعت ادا کرتے۔ حضرت میاں میر رحمہ اللہ بے حد متبع سنت تھے، عبادات میں آپ فرائض، سنن مؤکدہ، تہجد اور ان نمازوں کا پابندی سے خیال رکھتے تھے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہیں اسی طرح روزوں پر بھی پابندی فرمایا کرتے تھے۔

بزہد و ورع کوش صدق و صفا   ولیکن می افزائے بر مصطفےٰ

اوامر شریعت ہر مرید کی ضرورت

(7)......شیخ میر محمد رحمہ اللہ المعروف میاں میر رحمہ اللہ مریدوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ سالک کیلئے سلوک میں پہلا مرتبہ شریعت ہے، طالب کیلئے ضروری ہے کہ اس کے حفظ مراتب کی کوشش کرے، جب وہ شریعت کے حقوق مکمل طور پر ادا کرنے لگے تو شریعت کے ادائے حقوق کی برکت سے اس کے دل میں طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہوگی اور جب طریقت کے حقوق کو بھی اچھی طرح ادا کرلے گا تو اللہ تعالیٰ بشریت کا حجاب اس کے دل کی آنکھوں سے دور کردے گا اور حقیقت کا مفہوم اس پر منکشف ہوجائے گا جو روح سے متعلق ہے اور طریقت ، باطن کی طہارت اور مرتبہ حقیقت کا ادراک ہے اور حقیقت کا مفہوم وجود کو فانی بنانا اور دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرنا ہے جو درجہ قرب تک پہنچاتا ہے۔ انسان، نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے، ان میں سے ہر ایک کی اصلاح مقصود ہے، نفس کی اصلاح شریعت سے دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے ہوتی ہے۔ (ماخوذ از سکینۃ الاولیاء)

حضرت خواجہ محمد مہاڑی رحمہ اللہ کا ذوق اتباع سنت

(8)......آپ اپنی تعلیمات میں حسن اخلاق اور اتباع شریعت پر خاص طور پر زور دیتے تھے، اخلاقیات میں یہ تین باتیں آپ کی اخلاقی تعلیم کا محور تھیں۔ (1) یکے آں کے غصہ بر کسے نکندکہ غصہ جو ہرے است در باطن و اظہار آں نور معرفت رامی راند۔ (2) دویم آنکہ اگر کسے در حق احدے شکیات کند، آں مادل بالخیر باید نمود۔ (3) محاسبہ در امور دنیا نباید کرد۔ (تکملہ سیر الاولیاء) خود بھی متبع شریعت تھے اور مریدوں کو بھی اتباع شریعت کی خصوصیت سے تعلیم دیتے تھے، فرمایا کرتے تھے۔ قالب راموافق شریعت کردن و انضمام قلب باتباع شریعت ست۔ (مناقب المحبوبین)

شریعت کا احترام اور ملحد کو سزا

(9)......ہندوستان واپس آنے کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے اپنے وطن اُچ میں قیام فرمایا اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوگئے آپ لوگوں کو سلوک و معرفت کی تعلیم شریعت کے مطابق دیتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑی شدت سے پابند تھے، غیر شرعی امور پر نہایت سختی سے تنبیہ کرتے۔

ایک دفعہ اُچ میں ایک شخص آیا جو اپنے آپ کو ولی اللہ کہتا تھا، لوگ اس کے بے حد معتقد ہو گئے، حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ بھی اس سے ملنے کیلئے گئے جب آپ اس کے پاس جا کر بیٹھے تو اس نے نہایت فخر سے کہا، اے سید! ابھی حق تعالیٰ میرے پاس سے اٹھ کر گیا ہے، آپ نے یہ سنا تو نہایت غصے سے اسے ڈانٹا اور فرمایا اے بد بخت کیا کہہ رہا ہے تو کافر ہو گیا، پھر سے کلمہ شہادت پڑھ اور مسلمان ہو اور پھر شہر کے قاضی کے پاس جا کر اس سے کہا کہ اس شخص کو اپنے پاس بلاؤ، اگر وہ توبہ کرے تو معاف کر دو، ورنہ اس پر شرعی حد جاری کر کے اس کو قتل کرا دو، شہر میں چونکہ اس شخص کے بہت سے معتقد تھے، قاضی کو اس معاملے میں کچھ تامل ہوا، آپ نے قاضی کے تذبذب کو محسوس کر لیا۔ پھر آپ نے حاکم شہر سے کہلا بھیجا کہ ایک شخص شہر میں کفر پھیلا رہا ہے، اگر تم نے اسے سزا نہ دی تو پھر میں مجبوراً بادشاہ سے شکایت کروں گا، چنانچہ وہ شخص شہر بدر کر دیا گیا۔ (الدر المنظوم)

با جماعت نماز کی پابندی

(10)......حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ بے حد پابند شریعت اور متبع سنت تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت شریعت ہے اور جب تک کوئی شریعت کو مضبوط نہ پکڑے گا، حقیقت تک نہ پہنچ سکے گا۔ مریدوں کو نماز با جماعت کی سخت تاکید فرماتے اور تارک جماعت کو بدعتی کہتے تھے۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا جو شریعت سے عاری ہے وہ طریقت و حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا جو شیخ طریقت اور حقیقت کو جانتا ہے لیکن شریعت سے واقف نہیں وہ شیخ نہیں جاہل ہے، کوئی صالح آدمی اس وقت تک ولی نہیں ہو سکتا جب تک کہ شریعت، حقیقت اور طریقت کا علم اس کو نہ ہو۔

اتباع سنت کے سلسلے میں ایک مرتبہ فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اس کے ذریعہ اس کو حق تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا، بعض اہل بدعت، بدعت کو قرب حق کا ذریعہ جانتے ہیں اور وہ لوہا، تانبا پہنتے ہیں، ڈاڑھی ترشواتے ہیں اس سے تقرب حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ بعد اور گمراہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ "(ملفوظات الدرالمنظوم)۔

اذان میں کوتاہی پر تنبیہ

(11)......ایک دفعہ مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے، مؤذن نے اذان میں اکبر کی جگہ اکبار کہا، آپ نے فرمایا یہ کفر ہے اور قاضی القضاۃ صدر جہاں کو اس طرف توجہ دلائی، سلطان فیروز کو جب خبر ہوئی تو اس نے مؤذن کو طلب کیا، وہ نہایت پریشان ہو کر مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا میں بادشاہ سے کہوں گا کہ تمہاری روٹی موقوف نہ کرے، لیکن تکبیر میں اکبار نہ کہو اور اور نہ "حی علی الصلوٰۃ" کے بجائے "حیا علی الصلوۃ" کہو اس سے معنی بدل جاتے ہیں (بزم صوفیہ، بحوالہ الدرالمنظوم)

اشاعت نیکی میں شمشیر برہنہ

(12)......حضرت شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھ رحمہ اللہ کے تمام تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ وہ اعلائے حق، امر بالمعروف میں شمشیر برہنہ تھے اور وعظ ونصیحت میں ان کا تمام وقت گزرتا تھا، وہ ان صوفیان خام اور علمائے سوء سے سخت بیزار تھے، جنہوں نے علم اور تصوف کے پردے میں دنیا طلبی اور حب جاہ کو اپنا مقصد بنا رکھا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جن علماء نے بادشاہوں اور امیروں کو اپنا قبلہ بنالیا ہے، ان سے وہ مکھی ہزار درجہ بہتر ہے جو نجاست پر بیٹھی رہتی ہے، پھر یہ رباعی پڑھتے ؎

آں کت کہ زغو نرہد وائے براو　　برخلق جہاں دل بدہد وائے براو
در دست فقیر نیست نقدے جزوقت　　آں نیز گراز دست دہد وائے براو

حافظ محمد جمال ملتانی کا ذوق اتباع شریعت

(13)......حافظ محمد جمال ملتانی رحمہ اللہ بے حد متبع شریعت تھے، غیر شرعی رسوم کو ناپسند فرماتے تھے، ایک روز اپنے ایک مرید زاہد شاہ رحمہ اللہ کو بلوایا، وہ موضع ہٹھی سے روانہ ہو کر ملتان پہنچے، حافظ صاحب نے ان سے فرمایا کہ کہیں تم نے شادی کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی مناسب رشتہ ابھی تک نہیں مل سکا۔ ایک جگہ ایک رشتہ مناسب بھی تھا مگر میری برادری کے لوگ کہتے ہیں کہ سادات کا رشتہ غیر سادات سے مناسب نہیں، اس لئے ابھی تک میری شادی نہیں ہوسکی، حافظ صاحب نے فرمایا: نکاح سادات با غیر سادات در شرع جائز ست، تو گفتہ جاہلاں راچہ اعتبار کنی (مناقب المحبوبین ص127) سادات کا نکاح غیر سادات میں جائز ہے، تم جاہلوں کے کہنے پر کیوں اعتبار کرتے ہو۔ احسن طریق وصول الی الحق طریقہ

مشائخ ست کہ رسیدہ است باسناد صحیح برسول علیہ السلام وآں آراستگی ظاہر شریعت است و مستقیم بودن برآں ، و پاک کردن باطن ست ، ازاوصاف ذمیمہ (ایضاً)

حق کی طرف پہنچنے کا بہترین طریقہ مشائخ کا طریقہ ہے، جو اسناد صحیح کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے اور وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرنا، اور اس پر مستقیم ہونا ہے، اور باطن کو بری عادتوں سے پاک کرنا ہے۔

خواجہ محمد عاقل رحمہ اللہ کا ذوق اتباع شریعت

(14)......خواجہ محمد عاقل رحمہ اللہ بے حد متبع شریعت اور متبع سنت تھے، فنا فی الرسول ﷺ کے مرتبے پر فائز تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت) وفات سے کچھ دن پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تم نے ہماری تمام سنتوں کو زندہ کر کے ہمیں بے حد خوش کیا ہے۔ (مناقب المحبوبین)

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ کا اتباع شریعت

(15)......حضرت بابا فرید الدین رحمہ اللہ خود بھی بہت بڑے متبع شریعت تھے اور روحانی ترقی کیلئے احکام شرع کی پابندی کو نہایت ضروری سمجھتے تھے، آپ کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کبھی عالم استغراق و مدہوشی میں ہوتے تو نماز کے وقت ہوش میں آ جاتے اور بروقت نماز ادا فرماتے نماز با جماعت کی بڑی شدت سے پابندی کرتے اور اپنے مریدوں کو نصیحت فرماتے، اگر دو آدمی بھی ہوں تو جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیے، نماز کے متعلق ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے دھیان کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے، اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم میں جو دینی و دنیوی نعمت پیدا کی ہے وہ دراصل نماز ہے۔
(بزم صوفیہ، بحوالہ راحت القلوب مجلس پانزدہم)

روزے کی اہمیت

روزے کی برکت کیلئے تمام عمر روزے رکھے، ایک دفعہ مریدوں سے فرمایا کہ رمضان کے روزے رکھنے سے ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور روزے دار کے اعمال سے بے شمار برائیاں نکال دی جاتی ہیں۔ (بزم صوفیہ بحوالہ راحت القلوب)

ایک موقع پر بزرگ کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جب ایک آدمی تین باتوں سے بچتا ہے، اللہ اس سے تین چیزیں اٹھا لیتا ہے اول جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا، اللہ اس کے مال سے برکت اٹھا لیتا ہے، جو شخص قربانی نہیں کرتا اللہ اس سے عافیت چھین لیتا ہے، جو شخص نماز نہیں پڑھتا اللہ مرنے کے وقت اس سے ایمان کو جدا کر دیتا ہے۔ (بزم صوفیہ ص، راحت القلوب)

حج کی اہمیت

حضرت بابا فرید رحمہ اللہ نے کئی مرتبہ حج بھی کیا تھا، کلام مجید کی تلاوت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں، کلام مجید کی تلاوت سے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں ہو سکتی۔
(بزم صوفیہ، راحت القلوب)

حضرت امام ربانی کا اتباع شریعت

(16)......حضرت امام ربانی مجد دالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مکتوب شریف کا خلاصہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میرے مرشد ہجویری رحمہ اللہ کی زندگی اسی مکتوب کی آئنہ دار تھی۔ :شریعت کے تین حصے ہیں علم، عمل اور اخلاص، جب تک یہ تینوں اجزاء نہ ہوں شریعت ہو ہی نہیں سکتی جب شریعت کی تکمیل ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو تمام دنیوی واخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔ طریقت وحقیقت جس سے کہ صوفیاء ممتاز ہوئے ہیں دونوں تیسرے حصے (اخلاص) کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں پس ان دونوں کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کیلئے کی جاتی ہے۔ احوال ومواجید اور علوم ومعارف جو اس راہ میں حاصل ہوتے ہیں مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ وہ باتیں ہیں جن کے ذریعہ طریقت کے بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ ان تمام سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہیے۔ جو سلوک کا آخری مقام ہے کیونکہ طریقت وحقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا مقصد سوائے تحصیل اخلاص کے اور کچھ نہیں کہ اسی سے مقام رضا حاصل ہوتا ہے۔ تجلیات سہ گانہ ومشاہدات عارفانہ سے گزر کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو مقام رضا تک پہنچنے کی سعادت بخشتے ہیں کوتاہ اندیش لوگ انہی احوال ومواجید کو مقصد سمجھتے اور مشاہدات وتجلیات کو مطلوب جانتے ہیں۔ بے شک یہ لوگ زندان وہم وخیال کے اسیر اور کمالات شریعت سے محروم ہیں۔ (مکتوبات، شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا اتباع شریعت

(17)......حضرت مجد دالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں مولانا عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں: ’’سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کامیابی کے تمام راستے بند ہیں سوائے اس شخص کے راستے کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی کرے۔ سید الطائفہ ہی کا یہ قول ہے کہ مقربین صادقین کا راستہ درحقیقت کتاب وسنت کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ علماء جو شریعت وطریقت پر عامل ہیں اور وارث النبی ﷺ کہلانے کے مستحق ہیں وہ اقوال، اخلاق اور افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع ہیں۔ مکرر لکھتا ہوں کہ آداب نبوی ﷺ کا خیال نہ رکھنے والے اور سنن مصطفوی ﷺ کو چھوڑنے والے کو ہرگز ہرگز عارف خیال نہ کرنا اس کے ظاہری، خوارق عادت، زہد وتوکل اور (زبانی) معارف توحیدی پر فریفتہ نہ ہو جانا، مدار کار اتباع شریعت پر ہے اور معاملہ نجات پیروی نقش قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مربوط ہے حق اور باطل میں امتیاز پیدا کرنے والی چیز اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔ بغیر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نامعتبر ہے۔ خوراک وعادات کا دارو مدار بھوک اور ریاضت پر ہے اس کو معرفت سے کیا تعلق؟‘‘ (مکتوب خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ، ملخصا)

تصوف مکمل تابعداری ہی کا نام ہے

(18)......’’تصوف نام ہے قلب کو مخلوقات سے مکمل طور پر فارغ کر لینے، نفسانی خواہشات پر قابو پا لینے، روحانی

کمالات کے حصول کی کوشش اور اتباع شریعت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا''۔ حضرت ابوالحسین المزین رحمہ اللہ نے تصوف کی تعریف کی ہے۔ ''التصوف: الانقیاد للحق'' (الرسالۃ القشیریہ ۱۳۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری کا نام تصوف ہے۔ حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: '' هوا استرسال النفس مع الله تعالیٰ علی مایرید '' (نشاۃ التصوف الاسلامی دعوارف المعارف) ترجمہ: تصوف اپنے نفس کو ارادہ الٰہی کے تابع کر دینے کو کہتے ہیں۔

حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع شریعت

(19)...... حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: '' جاہل صوفیاء سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے پیر کامل کی صحبت پائی ہو نہ کسی صاحب دل مرشد سے تعلیم حاصل کی ہو اور یہ آرزو رکھیں کہ لوگ انہیں با کمال سمجھیں انہیں نہ تو مصائب زمانہ کا تجربہ ہوتا ہے نہ علم کے نشیب و فراز سے واقف ہوتے ہیں، اپنے اندھے اور جاہل مریدوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں، نئی نئی بدعتیں ایجاد کرتے اور طریقت کو ڈھکوسلہ بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر اپنی راہ چھپا دیتا ہے اور ساری عمر اسی ظلمت اور تاریکی میں پڑے رہتے ہیں ایسے جاہل صوفیوں کی صحبت سے بھی پرہیز لازم ہے''۔

دیکھیں اللہ والو! اہل اللہ کی زندگیوں میں کتنا شریعت کا اہتمام ہوتا تھا اللہ پاک سے دعا ہے وہ کریم ہمیں بھی مرتے دم تک شریعت کی کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور میرے مرشد رحمہ اللہ کے درجات کو بہت ہی بلند فرمائے جو مجھے یہ سبق پڑھا کر گئے کہ تصوف درحقیقت شریعت ہی کا ایک جزو ہے، شریعت کے بغیر طریقت گمراہی اور زندقہ ہے۔

☆......☆......☆

اولیائے کرام کا مقام تقویٰ

ایک ولی کی بہن کا تقویٰ

(1)...... حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی بہن نے ایک روز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے آ کر پوچھا کہ میں نے خلیفہ کی مشعل کی روشنی میں سوت کات لیا ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ تم بشر حافی رحمہ اللہ کی بہن ہو، اثبات میں جواب پا کر آپ زاروقطار روئے اور فرمایا کہ تمہارے لئے جائز نہیں۔ یہ تقویٰ بشر رحمہ اللہ کے گھر والوں ہی کیلئے ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کا تقویٰ

(2)...... حکایت ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت درپیش ہوئی تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا۔ جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے، چنانچہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنا دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے روٹی کھانے سے انکار کر دیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا اور ایسے

مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگر چہ عام لوگوں کے لئے جائز ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبہ محدث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے۔

حالانکہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور صالح انسان تھے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں سونے کی بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہر حال امام احمد رحمہ اللہ نے جب روٹی میں یہ شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دے دو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا، چنانچہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔ گھر والے پریشان ہوئے، انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے مشورہ کئے بغیر وہ روٹی دریا میں بہا دی۔ امام احمد رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا " فامتنع من اکل الحوت مدۃ حیاتہ " یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (کہ مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی) (مرقات، شرح مشکوٰۃ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک بار کسی نے دودھ پیش کیا، آپ نے اسے پی لیا، پھر اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے یہ دودھ کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اس نے کہا: میں ایک چشمے پر گیا، وہاں صدقہ (زکوۃ) کی اونٹنیوں کو پانی پلایا جا رہا تھا۔ پس شتربانوں نے ان کا دودھ دوہا اور اس میں سے انہوں نے کچھ دودھ مجھے بھی دیا میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً انگلی اپنے حلق میں داخل کی اور اس دودھ کو قے کر دیا۔ کیونکہ بیت المال کی اونٹنیوں کا دودھ اس طرح پیٹ بھر کر پینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے لئے حرام سمجھتے تھے۔ ہمارے اسلاف کھانے پینے کے معاملے میں کتنے محتاط تھے، ادنیٰ سی مشتبہ چیز سے بھی کتنا پرہیز کیا کرتے تھے۔

جس طرح ہم اپنے لباس اور ظاہری جسم کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح ہمیں اپنے دین و ایمان کی بھی فکر ہونی چاہیے، لباس پر اگر چھوٹے چھوٹے دھبوں اور داغوں کی تعداد بڑھ جائے تو لباس کتنا برا اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ کوئی معزز سفید پوش انسان ایسا لباس پہننا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح ایمان کا لباس بھی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے داغدار اور بدنما ہو جاتا ہے۔

بدنما اور داغدار لباس پہن کر بڑی مجالس میں، بادشاہوں کے دربار میں اور بڑے لوگوں سے ملاقات کیلئے جانا کوئی عقلمند آدمی گوارا نہیں کرتا۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان گناہوں سے داغدار ایمانی لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانے سے نہیں شرماتے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کی مجلس میں زکوٰۃ کے متعلق گفتگو چھڑی فرمایا: زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت، زکوٰۃ حقیقت زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ جب دوسو درہم ہوں تو پانچ درہم زکوٰۃ کے نکالے، زکوٰۃ طریقت یہ دوسو درہم میں پانچ درہم اپنے لئے رکھے اور باقی سب خدا کی راہ میں دے دے۔ زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ دوسو درہم راہ خدا میں پورے کے پورے دے دے، یہاں تک کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے سوا اس کے پاس کچھ نہ رہے۔ (سیر الاقصاب)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تقویٰ

(3)......مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے پنجاب کے وزیراعلیٰ نے عرض کیا کہ ’’حضرت میرے گاؤں میں...... آپ ایک ہفتہ قیام فرمائیں تا کہ آپ کے فیضان صحبت سے لوگوں کو نفع ہو‘‘

حضرت نے فرمایا: ’’ٹھیک ہے......لیکن اس شرط پر کہ میرے کھانے وغیرہ کا انتظام آپ کے ذمہ نہیں ہوگا‘‘

وزیراعلیٰ سمجھے: ’’شاید حضرت! میری مشتبہ آمدنی کی وجہ سے انکار فرما رہے ہیں‘‘

لہٰذا انہوں نے عرض کیا: ’’حضرت! آپ کے کھانے کا انتظام کسی تقویٰ شعار گھرانے میں کر دیا جائے گا‘‘

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھے......میرا مطلب یہ ہے کہ میرے کھانے وغیرہ کے معاملات سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا......شرط منظور کرو تو چلوں گا‘‘۔

چار و ناچار ماننا پڑا......تب حضرت تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ......

’’میں نے بھنے ہوئے چنے کچھ ساتھ لے لئے تھے جب سب لوگ سو جاتے تو مٹھی بھر چنے نکا کر کھا لیتا...... ہفتہ بھر یہی معمول رہا......

پانچ چیزوں کی تلاش

(4)......حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں اور ان کو پانچ جگہ پایا: (1) روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی۔ (2) قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی۔ (3) منکر نکیر کے سوال کا جواب تلاوت قرآن میں پایا۔ (4) پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا۔ (5) عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

تقویٰ دراصل گناہوں سے پاکیزہ زندگی کو کہا جاتا ہے یہ زندگی ہم سب کی ضرورت ہے اور معرفت کی بنیادی سیڑھی ہے۔ (تقویٰ کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

☆......☆......☆

اولیاءِ کرام کا اندازِ تربیت

زندگی کا ڈھنگ اور سلیقہ اولیائے کرام کی عملی زندگی سے آ سکتا ہے

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ طریقت اپنے مریدین کی اس طرح دیکھ بھال اور تربیت کرتا ہے جس طرح پرندے پالنے والا اپنے پالتو پرندوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرتا ہے۔

گناہ کی فرمائش اور تربیت کا بہترین انداز

(1)......ایک نوجوان آہستگی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے

تھے۔ انہوں نے اظہار ناراضگی شروع کر دیا اور اسے ملامت کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو قریب ہونے کیلئے فرمایا اس کیفیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے حلم و بردباری ٹپک رہی تھی۔ چنانچہ نوجوان آپ سے قریب ہوکر برابر میں بیٹھ گیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آداب سکھانے والے کی حیثیت سے مربی بن کر سوال کیا کہ تم اپنی والدہ کے ساتھ اس برے فعل کے سرزد ہونے کو پسند کرتے ہو؟ نوجوان نے حلفیہ انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ ایسا ے کیا جائے پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ اپنی بیٹی کے ساتھ یہ (مکروہ) فعل ہونا آپ کو گوارا ہوگا؟ اس نے کہا، ہرگز نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی بیٹیوں کے ساتھ ایسا ہو پھر آپ علیہ السلام نے بہن کے بارے میں یہی فرمایا کہ آپ اپنی بہن کے ساتھ اس فعل کو ہوتا ہوا برداشت کر سکتے ہو۔ نوجوان نے پھر انکار کیا، اس طرح کی مثالیں دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کے دل میں اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب کی نفرت کو مزید مستحکم فرمایا: اس کے بعد نوجوان کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا دی: یا اللہ اس کے گناہ کو بخش دے اور اس کا دل پاک فرما اور اس کی شرم گاہ معصیت سے محفوظ فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمالیا۔

بچپن میں تربیت کی ضرورت

(2)......ایک اللہ والے نے اپنے صاحبزادے کی تربیت کی تھی۔ جب اس کو ہوش آنے لگا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ اس کو کوئی شے تم اپنے ہاتھ سے مت دیا کرو۔ بلکہ ایک جگہ مقرر کر دو اور اس کو کہہ دو کہ اللہ سے مانگو، اللہ تعالیٰ دیں گے اور فلاں جگہ بھیج دیں گے۔ چنانچہ جب کوئی شے وہ مانگتا یہی کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور وہ مانگتا۔ غرض اس کے ذہن میں راسخ ہو گیا کہ جو کچھ دیتے ہیں، اللہ میاں دیتے ہیں، ماں باپ دینے والے نہیں۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کوئی شے نہ تھی اور بچے نے حسب معمول کوئی شے مانگی، ماں باپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو، اس نے مانگا اور وہاں گیا تو اس جگہ وہ شے رکھی ہوئی پائی۔ اس روز وہ بزرگ بہت خوش ہوئے کہ اب اس کا توکل صحیح ہو گیا۔

میرا مقصود یہ نہیں کہ سب لڑکے ایسے ہی بن سکتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ بزرگان دین شروع ہی سے بچوں کی تربیت کیا کرتے تھے۔

اہل اللہ کی بصیرت اور عقل کی شکست!

(3)......اللہ والوں کو اللہ کریم کتنی بصیرت اور معاملہ فہمی عطا فرماتے ہیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے ڈاکٹر ونسٹن انڈین ایئر لائن کے بوئنگ طیارے میں اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا اور اپنے لیپ ٹاپ پر انڈین دورے کی تصاویر دیکھ رہا تھا، ڈاکٹر ونسٹن ایڈز کے مرض پر ہونے والی ایک کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی انڈیا آیا اور اب واپسی کے لئے جہاز میں بیٹھے اپنے دورے کی تصاویر دیکھ کر یادیں تازہ کر رہا تھا۔ ڈاکٹر کے بالکل برابر والی سیٹ پر ایک سفید داڑھی والے باباجی آکر بیٹھ گئے، ڈاکٹر اور بابا

جی کا آپس میں مسکراہٹ سے تعارف ہوا، جہاز نے اڑنے کیلئے رن وے پر دوڑنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر نے لیپ ٹاپ آف کیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا، جہاز فضا میں بلند ہوگیا، ڈاکٹر کی نظر اچانک اپنے برابر بیٹھے بابا جی پر پڑی جو تسبیح پکڑے اس کا ایک ایک دانہ گھمار ہے تھے۔ وہ بابا جی کے اس عمل کو غور سے دیکھتا رہا، بابا جی اپنے کام میں مگن تھے، ڈاکٹر کا تجسس بڑھا، اسے لگا کہ بابا جی کسی نفسیاتی بیماری کا شکار ہیں جو اس مالا کے دانے گھمار ہے ہیں۔ اس نے بابا جی سے کہا ''ایکسکیوزمی'' کیا میں آپ سے جان سکتا ہوں کہ آپ یہ سب کیا کر رہے ہیں؟ بابا جی نے انگریز ڈاکٹر کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور دل میں کہا جو بات میں نے تمہیں سمجھانی تھی، وہ تم نے خود ہی پوچھ لی۔ انہوں نے نہایت شیریں لہجے میں کہا: میں اپنے اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر قہقہہ لگا کر ہنسا...... اللہ (گاڈ) کدھر ہے جسے آپ پکار رہے ہیں؟ مجھے بھی تو اس کی ایک جھلک دکھائیں، میں آپ کے گاڈ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر کو پورا یقین ہوگیا کہ یہ بابا نفسیاتی مرض کا شکار ہے، ادھر بابا جی کے چہرے پر نور چمکنے لگا کہ انہوں نے اس گورے کو دعوت دے کر اللہ کا پیغام دینا تھا، اس نے وہ جاننے کی درخواست کر دی ہے، انہوں نے جس کام کیلئے ہی اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، اللہ کے اس عظیم سفیر نے ڈاکٹر سے کہا: جناب میں آپ کو اللہ ابھی دکھاتا ہوں، پہلے آپ مجھے بتا دیں کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ میں ایک پروفیشنل ڈاکٹر ہوں، گورے نے سینہ پھلا کر جواب دیا۔ بابا جی نے کہا کہ آپ کی میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ ایک نارمل انسانی جسم میں 70 سے 110 ملی گرام پر ڈیسی میٹر شوگر ہوتی ہے، آئرن 2.5 سے 4 گرام تک موجود ہوتا ہے، یہ سو فیصد حقیقت ہے۔ یہ حقیقت ہے تو کیا آپ جہاز کے تین سو مسافروں میں سے مجھے ایک چینی کا دانہ یا لوہے کی ایک کیل نکال کر دکھا سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ کیسے ثابت کریں گے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں وہ 100 فیصد حقیقت ہے۔

ڈاکٹر بابا جی کا سوال سن کر ہکا بکا رہ گیا اور کہا کہ میں لیبارٹری ٹیسٹ سے یہ ثابت کر سکتا ہوں، مگر چینی کا دانہ یا لوہے کی کیل نکالنے سے قاصر ہوں۔ بابا جی نے کہا کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی سچائی پر آپ کو کتنا یقین ہے؟ ڈاکٹر نے کہا: 100 فیصد ہے۔ بابا جی نے کہا: بالکل ایسے ہی میں آپ کو اللہ کا وجود نہیں دکھا سکتا، لیکن میں اپنے پورے یقین کے ساتھ آپ کو کائنات کی ہر چیز میں اللہ کی قدرت ثابت کر سکتا ہوں، اپنے آپ پر غور کیجئے۔ انسان کیسے تخلیق ہوگیا؟ دیکھنے کیلئے آنکھیں، بولنے کیلئے زبان، سننے کیلئے کان اور پھر اس سب کو محفوظ کرنے کیلئے دماغ نامی ہارڈ ڈسک، جینے کیلئے آکسیجن؟ اعضاء کو زندہ رکھنے کیلئے دل نامی پمپ کے ذریعے سرکولیشن جو انجینئرنگ کا عظیم شاہکار ہے۔

خوراک کھانا، اسے ہضم کرنا اور اس سے توانائی حاصل کر کے اسے پاخانے کی شکل میں نکالنے کا خودکار مشینی سسٹم فضا میں 14.7 پریشر رکھ کر زمین کو رہنے کیلئے محفوظ ترین جگہ بنانا تاکہ بیرونی دباؤ، انسانی جسم کے اندر کے بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھ سکے، روح کا ماں کے پیٹ میں خود بخود داخل ہو جانا اور مقررہ وقت پر موت دے کر نکل جانا...... یہ تو انسانی جسم کی مثالیں ہیں۔

پھر کائنات کا خودکار نظام، آپ قطرے سے لے کر سمندر تک...... ذرے سے لے کر پہاڑ تک...... زمین سے لے کر

آسمان تک......چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک......جگنو سے لے کر آفتاب تک...... ہر چیز کی تخلیق اور اس کے مقصد پر غور کریں تو آپ کو اللہ نظر آئے گا۔ ایسا عظیم اللہ کہ جس نے اس وقت جب پانی کے ایک بوند کا وجود نہ تھا، سمندر بنا دیئے، ریت کے ذرے کا نام و نشان نہیں تھا، صحرا بچھا دیئے، انسان کی کوئی حقیقت نہیں تھی، کھربوں ایسے انسان پیدا کر دیئے، جن کی شکلیں الگ، جن کی انگلیوں کے نشان ایک دوسرے سے بالکل مختلف، کروڑوں قسم کی جاندار مخلوق پیدا کر دی، آپ لوگ بگ بینگ کا نظریہ پیش کرتے ہیں، سیارے جو ٹکرائے، انہیں کس نے تخلیق کیا، ان میں اتنی زیادہ توانائی کس نے پیدا کی؟ ڈارون کے مطابق پانی سے حیات پھوٹی، مگر یہ پانی کس نے پیدا کیا؟ آپ غور کریں گے تو آپ کو ہر چیز میں اللہ نظر آئے گا، جس طرح آپ کو اپنی لیبارٹری سے انسان میں شوگر اور آئرن کی موجودگی کا یقین ہو جاتا ہے، اس کے بغیر آپ انسانی وجود کو زندہ تصور نہیں کر سکتے، بالکل اسی طرح ہمارا کائنات کی ہر چیز کو دیکھ کر اپنے اللہ پر سو فیصد یقین ہے، اللہ کے بغیر یہ نظام چلنا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر متجسس ہو کر بابا جی کی باتیں سن رہا تھا، اسے پہلی بار ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی صاحب علم شخص کے پاس بیٹھا ہے۔ یہ صاحب علم شخص سفیر پیغام ایمان و امن مولانا عمر رحمہ اللہ تھے، جنہوں نے علمی دلائل سے ایک غیر مسلم ڈاکٹر کو اس خوبصورت طریقے سے وجود باری تعالیٰ کے دلائل پیش کیے کہ وہ لاجواب ہو گیا۔

حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کا انداز تربیت

(4)......حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ سلسلہ نقشبندیہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے ان کا انداز تربیت بھی عجیب تھا کوئی شخص آپ کے پاس ملنے آتا تو سلام کر کے خیریت پوچھنے کے بعد فرماتے تھے......آج بھئی آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی آخرت کی میں نے بھی تیاری کرنی ہے......اچھا پھر ان شاء اللہ قیامت کے دن ملیں گے...... یہ کہہ کر رخصت کر دیا کرتے۔

عبرت ناک واقعہ......ایک نصیحت

(5)......ایک کانسٹیبل نے ایک بزرگ پر ظلم کیا تھا، انہوں نے بد دعا کی: اے اللہ! اس کو انسپکٹر کر دے'' اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی وہ انسپکٹر ہو گیا۔ پھر تو ان بزرگ کا بڑا معتقد ہوا، ان سے اپنا قصور معاف کروایا اور کہا کہ کچھ مجھ سے مانگو۔ ان بزرگ نے کہا مجھ کو ایسے ایسے سیاہ اور بڑے بچھو کی ضرورت ہے اس نے تلاش کرائے، ویسے بچھو نہ ملے۔ آخر بزرگ سے عرض کیا کہ حضرت! ایسے بچھو تو ملتے نہیں، اس بزرگ نے کہا کہ فلاں قبر میں ملیں گے۔ وہ کسی انسپکٹر کی قبر تھی۔ چنانچہ قبر کھدوائی گئی تو دیکھا کہ بہت زہریلے خوفناک بچھو اس کے بدن کو لپٹ رہے ہیں۔ وہ دیکھ کر لرز گیا اور سمجھ آئی کہ بزرگ نے دعا نہیں بد دعا کی تھی کہ ''اے اللہ! اس کو انسپکٹر کر دے''۔

حکمت سے بے حیا عورت باحیا بن گئی

(6)......حضرت ابوامام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں سے بے حیائی کی باتیں کیا کرتی تھی اور بہت بے

باک اور بدکلام تھی، ایک مرتبہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گزری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ثرید کھا رہے تھے، اس پر اس عورت نے کہا انہیں دیکھو ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے، ایسے کھا رہے ہیں جیسے غلام کھاتا ہے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون سا بندہ مجھ سے زیادہ بندگی اختیار کرنے والا ہوگا......

پھر اس عورت نے کہا یہ خود کھا رہے ہیں اور مجھے نہیں کھلا رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو بھی کھالے اس نے کہا مجھے اپنے ہاتھ سے عطا فرمائیں...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیا تو اس نے کہا جو آپ کے منہ میں ہے اس میں سے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے دیا جسے اس نے کھالیا (اس کھانے کی برکت سے) اس پر شرم وحیا غالب آ گئی اور اس کے بعد اپنے انتقال تک اس نے کسی سے بے حیائی کی کوئی بات نہ کی...... (حیاۃ الصحابہ)

بہترین انداز...... چار برائیوں سے توبہ

(7)...... ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بدکار ہوں، دوسری یہ کہ چور ہوں، تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں جس ایک کو فرمایئے آپ کی خاطر چھوڑ دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ جھوٹ نہ بولا کرو۔ چنانچہ اس نے عہد کیا۔ اب جب رات ہوئی تو شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کیلئے آمادہ ہوا تو اس کو خیال گزرا کہ صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھیں گے کہ رات کو تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا؟ اگر ''ہاں'' کہوں گا تو شراب اور بدکاری کی سزا دی جائے گی اور اگر ''نہیں'' کہا تو عہد کے خلاف ہوگا۔ یہ سوچ کر ان دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا چھا گیا تو چوری کیلئے گھر سے نکلنا چاہا۔ پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ اگر پوچھ گچھ ہوئی تو کیا کہوں گا۔ اگر ''ہاں'' کہوں گا تو میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور ''نہ'' کہوں گا تو بدعہدی ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی اس جرم سے بھی باز رہا۔ صبح ہوئی تو وہ دوڑ کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

مرشد یوں بھی تربیت کرتے ہیں

(8)...... حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر مولوی محمد عمر صاحب تھے، اکثر بیمار رہتے تھے، ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی، مولوی صاحب کو جگر کی بیماری تھی۔ ان صاحب نے چاول پکائے وہ بھی کھانے کے قابل نہ تھے۔ میں نے میزبان سے کہا کچھ اور ہے۔ کہاں نہیں۔ میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں ہیں اب کیا کھائیں۔ جب تمہیں چاول پکانا نہیں آتے تھے تو کیوں پکائے، سیدھی دال روٹی کیوں نہیں پکائی۔ اب کہیں سے روٹی کھلاؤ، وہ کہنے لگا کہ روٹی تو نہیں ہے۔ میں نے کہا ہم نہیں جانتے جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ، بھوکے تھوڑے ہی جائیں گے، اور کھائیں گے روٹی، گھر میں نہیں تو محلے سے مانگ کر لاؤ۔ وہ مصیبت کا مارا دال روٹی لایا میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائی، میں نے مولوی عمر سے

بھی کہا، مگر وہ کہنے لگے کہ ان کی دل شکنی ہوگی۔ میں نے کہا جو ہماری شکم شکنی ہوئی ہے؟ میں نے تو اس کی تادیب اور تربیت کیلئے یہ سب کچھ کیا ہے۔

مولانا مظفر حسین رحمہ اللہ اور پہلوان کی اصلاح

(9)......حضرت مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان مسجد میں آیا اور غسل کرنا چاہتا تھا مؤذن نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ......''نہ نماز کے نہ روزے کے مسجد میں نہانے کیلئے آجاتے ہیں'' مولانا رحمہ اللہ نے مؤذن کو روکا اور خود اس کے نہانے کیلئے پانی بھرنے لگے اور اس سے فرمایا......''ماشاءاللہ تم تو بڑے پہلوان معلوم ہوتے ہو......ویسے تو بہت زور کرتے ہو ذرا نفس کے معاملہ میں بھی تو زور کیا کرو......نفس کو دبایا کرو اور ہمت کر کے نماز پڑھا کرو پہلوانی تو یہ ہے'' اتنا سننا تھا کہ وہ شخص شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اس نرم گفتگو کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت سے نماز کا پابند ہوگیا......

حضرت حکیم الامت کا انداز تربیت

(10)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے نہایت سعادت مند مرید قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مرشد کے سامنے عرض کی کہ جب سے ان کی مدرسے سے فراغت ہوئی ہے ان کے اندر علم کا ایک بڑا پن پیدا ہوگیا ہے۔ مرشد نے انہیں حکم دیا کہ آپ مسجد میں دو مہینے تک نمازیوں کے جوتے ٹھیک کر کے رکھا کریں۔ یہ ان کا انداز تربیت تھا جس سے اس مرید سعادت مند کی اصلاح ہوئی۔ اسی طرح حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ایک مرید مولانا عبدالمجید صاحب تھے جو بہت بڑے محقق عالم تھے وہ ایک مرتبہ انہوں نے کسی مجلس میں جب کسی کا ذکر ہورہا تھا تو کہنے لگے کہ ان شخص کو آتا ہی کیا ہے جو ان سے قرآن وسنت کی بات پوچھی جائے۔ مرشد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو سزا کے طور پر انہیں حکم دیا کہ وہ ہر مجلس میں اپنا تعارف اپنے پیشے کے ساتھ کروایا کریں......یعنی میں عبدالمجید بڑھئی ہوں۔ تقریباً تین مہینے وہ ہر مجلس میں اپنا تعارف اسی طرح کراتے رہے اور اسی عمل سے ان کی اصلاح ہوگئی۔

فائدہ: بعض افراد پر نرمی کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور سختی سے وہ دین سے بیزار ہوجاتے ہیں اس لئے لوگوں کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر بات کرنی چاہیے......

☆......☆......☆

اولیائے کرام اور گناہگاروں سے پیار

تسبیح خانہ کا پیغام......محبت اور رواداری

(1)......بزرگوں نے ایک بات ارشاد فرمائی ہے جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ نفرت اور بغض کافر سے نہیں بلکہ اس کے کفر سے ہے، بغض فاسق سے نہیں بلکہ اس کے فسق سے ہے، نفرت اور بغض گناہ گار سے نہیں بلکہ گناہ سے ہے۔

جو آدمی فسق و فجور اور گناہوں کے اندر مبتلا ہے اس کی ذات غصہ کا محل نہیں بلکہ اس کا فعل غصہ کا محل ہے اس لئے کہ ذات تو قابل رحم ہے وہ بیچارا تو بیمار ہے کہ کفر کی بیماری میں مبتلا ہے، گناہ کی بیماری میں مبتلا ہے اور نفرت بیمار سے نہیں ہوتی بلکہ بیماری سے ہوتی ہے اس لئے کہ اگر بیمار سے نفرت کرو گے تو پھر ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ لہٰذا فسق و فجور سے اور کفر سے نفرت ہونی چاہیے اس کی ذات سے نہ ہونی چاہیے۔ پس اگر اس کی ذات فسق و فجور سے باز آ جائے تو وہ ذات گلے لگانے کے لائق ہے اس لئے کہ ذات کے اعتبار اس سے کوئی دشمنی اور کوئی ضد نہیں۔ اور الحمدللہ تسبیح خانہ قادری ہجویری بلا رنگ و نسل، فرقہ و جماعت اہل اللہ کی اسی سوچ کو لے کر چل رہا ہے۔

حضرت مرشدی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ کلام ''اللہ والے'' تھا آپ اپنے پاس ہر آنے والے شخص کو چاہے وہ جتنا بھی گناہگار سے گناہ گار ہی کیوں نہ ہو ''اللہ والے'' ہی کہہ کر پکارتے۔ ایک مرتبہ آپ نے اس کی وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ میں ''اللہ والے'' اس لیے کہتا ہوں کہ کوئی قبولیت کی گھڑی ہو کوئی لمحہ ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہو تو میرے منہ سے یہ نکلنے والا لفظ اس کے حق میں قبول ہو جائے اور اللہ پاک اس کو حقیقت میں اللہ والا بنا دیں۔

جانی دشمن......مرشدی کا سلوک

(2)......حضرت مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف داتا صاحب کے ساتھ تھی، حضرت فرمایا کرتے تھے کہ نسبت کے زندگی پر اثرات ہوتے ہیں میری نسبت چونکہ پیر علی ہجویری رحمہ اللہ کے ساتھ ہے اس لیے اس نسبت والے پر اللہ کے فضل سے کالا جادو اثر نہیں کرتا۔

حضرت کے قریب ایک کوچوان یعنی گھوڑا چلانے والا رہتا تھا، اس کو کھانسی کی نہایت ہی تکلیف تھی اور وہ بیچارا رات رات بھر کھانستا رہتا تھا، حضرت نے اس سے فرمایا کہ بھائی آپ کو اتنی تکلیف ہے آپ اس کا علاج کرالو مجھے آپ کو اس تکلیف میں دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس گھوڑے والے نے اس کو منفی سوچ میں لیا اور اس کے بعد اس نے اور بھی زیادہ حضرت کو تکلیف دینے کی غرض سے کھانسنا شروع کر دیا پھر اس کی یہ کیفیت عداوت میں تبدیل ہو گئی، یہ ناسمجھا پن اس کو ایک کالا عمل کرنے والے جادوگر کے پاس لے گیا، اس جادوگر نے اس سے منہ مانگی قیمت مانگی، اِس نے ادا کر دی اور اس نے نہایت ہی سخت عمل حضرت پر کرنے کی کوشش کی، کچھ عرصے بعد وہ جادوگر خود اپنے عمل کی پکڑ میں آ گیا کیونکہ جو شخص کسی اللہ کے ولی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو مقابلے میں خود اللہ پاک آ جاتا ہے اور اس سے اعلان جنگ کر دیتا ہے اور جس کے مد مقابل اللہ ہو وہ برباد ہو جاتا ہے۔

بہر حال وہ عامل خود سخت قسم کی بیماری میں مبتلا ہوا، اس کے جسم سے پیپ جاری رہتی، جسم گلنا اور سڑنا شروع ہو گیا، پورے محلے والے اُس کی بیماری سے تنگ آ کر اس سے نفرت کرنے لگے اور وہ سارے دن چیختا رہتا سائیاں مجھے معاف کر دو، مجھے معاف کر دو۔ حضرت نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ طارق! میرا دل کہتا ہے یہ مجھ سے معافی مانگ رہا ہے تو اس سے پتا کر کیا وجہ ہے یہ شخص یہ الفاظ کیوں کہتا رہتا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ کیا وجہ ہے تم کس سے معافی مانگتے

رہتے ہو؟ تو اس کے بعد اس نے ساری کہانی سنائی اور کہا: میں تو تیرے مرشد کو ایک عام سا آدمی سمجھتا تھا۔ میرے پاس فلاں شخص تیرے مرشد پر عمل کرانے کے لیے آیا تھا۔ میں نے اس سے قیمت لے کر تیرے مرشد پر جادو کیا۔ لیکن جو عمل کیا تھا وہ سارا مجھ پر ہو گیا، اب مجھے سوائے ان سے معافی کے کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ میں نے حضرت کے پاس آ کر یہ ساری کہانی سنا دی حضرت نے فوراً فرمایا طارق! مصلیٰ بچھاؤ۔ میں نے بچھا دیا۔ حضرت نے دو رکعت نماز صلوٰۃ التوبہ پڑھی اور عرض کیا یا الٰہی! میں نے معاف کر دیا تو بھی اسے معاف کر دے۔ اس کے بعد اس شخص کا تین دن کے بعد اللہ کے فضل سے خاتمہ اچھی حالت پر ہو گیا۔ حضرت ہجویری رحمہ اللہ کی تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ایک سال پورے حج کے موقع پر میں نے اپنے اپنے گھر والوں اور رشتے داروں کیلئے کوئی دعا نہیں کی بلکہ پورے حج میں اپنے دشمنوں اور برا چاہنے والوں کیلئے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں مانگتا رہا۔

بد دعا کی بجائے دعا......محبت کا نرالا انداز

(3)......ایک دفعہ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تشریف لے جا رہے تھے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ایک جگہ دیکھا کہ کچھ جوان ہیں جو شراب پئے ہوئے ہیں اور ایک شور برپا کر رکھا ہے، کچھ لڑ رہے ہیں اور کچھ ڈھول بجا رہے ہیں اور سب نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے چلتے چلتے آپ ان کے قریب پہنچ گئے اور ان لوگوں نے کوئی پرواہ نہ کی، نشہ شراب میں دھت ہو رہے تھے۔ جب آپ ان کے قریب سے گزر کر دجلہ کے کنارے پہنچ گئے تو آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان سب کو غرق و تباہ کر دے۔

آپ نے فرمایا: بہت بہتر تم یہی چاہتے ہو کہ یہ تباہ ہو جائیں اور ان کی برائیوں کا اثر دوسرے لوگوں تک نہ پہنچے تم بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھاؤ اور میں بھی اٹھاتا ہوں۔ آپ کے فرمانے پر سب نے ہاتھ اٹھا لئے تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ! ان لوگوں کو جیسا عیش و سرور دنیا میں عطا کیا ہے آخرت میں بھی ایسا ہی عیش و سرور انہیں عطا کر۔

آپ کے متعلقین بد دعا کے بجائے آپ کی زبان سے دعا سن کر بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے حضرت ہم اس دعا کا راز سمجھنے سے قاصر ہیں۔ فرمایا جلدی نہ کرو انشاء اللہ، اللہ خیر فرمائیں گے۔ چند لمحوں کے بعد ہی ان جوانوں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی۔ شراب کی بوتلیں اور موسیقی کے آلات توڑ ڈالے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صدق دل سے توبہ کی اور معافی مانگی۔

آپ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ غرق ہوئے بغیر یہ سب کے سب راہ راست پر آ گئے فساد ختم ہو گیا اور ان کی نفسانیت فنا ہو گئی۔ تمہارا بھی مدعا پورا ہو گیا، اور یہ سب کے سب جوان بھی اپنی مرادوں کو پہنچ گئے۔

واقعی بزرگی و عظمت یہی ہے کہ سامنے والا بندہ کیسا ہی نیک ہو یا بد، ہر حالت میں اللہ کی مخلوق کی بہتری کو پیش نظر رکھا جائے کیونکہ اللہ کریم اپنے بندوں کا بھلا چاہنے والے شخص سے بہت خوش ہوتا ہے۔

ایک بزرگ اور جنات کی تربیت

(4)......ایک بزرگ نے ایک جن کو ایک خط لکھا کہ از جانب اشرف علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد حمد و صلوٰۃ کے جو جن اس

لڑکی پر ہے اگر وہ مومن ہے تو اس وجہ سے کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں...... بھائی ہونے کے واسطے سے اُس سے میری درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اسکو چھوڑ دے کیونکہ کسی کو ایذا دینا خصوصاً مومن مسلمان کو سخت گناہ ہے اور آخرت میں پکڑ کا سبب ہے اگر اس لڑکی کو ایذا نہ ہو تو اسکے دوسرے عزیزوں کو سخت تکلیف ہے اور اگر مومن نہیں ہے تو اولاً اس سے بھی درخواست صلح ہے اور اگر منظور نہیں تو اسماء الٰہیہ سے علاج کیا جائیگا۔ اس نصیحت کی بدولت اللہ کے فضل سے اس کا جن چلا گیا۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ اور نامور شرابی

(5)......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ایک شرابی کو دیکھا جو نشے کی حالت میں مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اسی نشے کی حالت میں اللہ، اللہ کہہ رہا تھا آپ نے اس کا منہ پانی سے صاف کیا اور فرمایا کہ اس بے خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس ذات پاک کا نام لے رہا ہے؟ آپ کے جانے کے بعد جب شرابی ہوش میں آیا تو لوگوں نے اس کو بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کی حالت میں تمہارے پاس حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تشریف لائے تھے اور تمہارا منہ دھو کر چلے گئے ہیں۔ شرابی یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا اور شرم وندامت سے رونے لگا اور نفس کو ملامت کر کے بولا! اے بے شرم! اب تو حضرت سری سقطی رحمہ اللہ بھی تم کو اس حالت میں دیکھ کر چلے گئے ہیں، خدا سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر، رات میں حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے ایک ندائے غیبی سنی کہ اے سری سقطی! تم نے شرابی کا منہ میری وجہ سے دھویا ہے میں نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا ہے۔ جب حضرت نماز تہجد کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے تو اس شرابی کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے اندر یہ انقلاب کیسے آ گیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے کیوں دریافت فرما رہے ہیں جبکہ خود آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگاہ فرما دیا ہے۔ (روض الفائق)

جنید بغدادی رحمہ اللہ کی برکت سے چور ابدال بن گیا

(6)......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تہجد میں مصروف تھے کہ ایک چور آیا اور سامان تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن جب کچھ نہیں ملا......تو چور مایوس ہو کر واپس پلٹنے لگا اتنے میں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے چور کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہاں سے خالی ہاتھ مت جاؤ کچھ لے کر جاؤ یہ کہہ کر چور کا ہاتھ قریب میں موجود شخص کو پکڑوا دیا اور کہا کہ جس فلاں ابدال کا انتقال ہو گیا ہے ان کی جگہ اسے ابدال بنا دو...... یوں چور ابدال بن گیا......

بازار حسن سے......مقام ولایت کا سفر

(7)......حاجی صاحب ترنگ زئی رحمہ اللہ کے ایک مشہور خلیفہ حاجی محمد امین رحمہ اللہ تھے...... وہ اکثر طوائف (رنڈیوں) کی محفلوں میں وعظ ونصیحت کیلئے جایا کرتے تھے......ایک دفعہ ایک متشدد اور سخت قسم کے آدمی کے ہاں رنگا رنگ محفل ہو رہی تھی......اس نے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر حاجی محمد امین میرے گھر آیا، پھر خیر سے واپس نہیں جائے گا...... حاجی صاحب رحمہ اللہ اپنی دھن کے پکے تھے......انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو نیک مشورہ دینا ہے، قبول کر لے تو

بہتر نہ کرے تو نہ سہی، میرا فرض ادا ہو جائے گا...... آپ محفل میں چلے گئے لیکن سب دروازوں کو بند پا کر اپنے مریدوں سے کہا کہ باہر تم کلمہ طیبہ کا ذکر کرو...... آخر صاحب خانہ نے دروازہ کھولا...... اندر پہنچے تو کسی سے بات نہیں کی، اپنی وہ مبارک چادر جس میں ذکر، اذکار اور مراقبے کرتے تھے اتاری اور رنڈی کے سر پر دوپٹے کی جگہ ڈال کر کہا ''لو یہ میری بیٹی ہے، اِسے میں اپنے پردے میں لیتا ہوں'' رنڈی کے دل کو یہ بات لگ گئی اس نے کہا حاجی صاحب! اب اس چادر کی میں بھی عزت قائم کروں گی...... آج سے اس گناہ کے پیشے سے میری توبہ ہے...... یہ نورانی اور مبارک چادر ہمیشہ سے میرے لئے ستر اور پردہ ہی رہے گی......

چور ضعیفہ پر حسن اخلاق کا اثر

(8)...... حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے دریائے دجلہ کے کنارے قرآن شریف اور کپڑے وغیرہ رکھ کر غسل کرنا شروع کیا اس وقت ایک ضعیفہ آئی اور آپ کے سامان کو لے کر بھاگنے لگی، آپ نے اس کا پیچھا کیا اور ایک جگہ روک کر کہا: کوئی حرج نہیں میں تمہارا بھائی معروف کرخی ہوں، کیا تمہارا کوئی لڑکا یا بھائی یا شوہر ہے جو قرآن شریف پڑھے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف مجھے دے دو اور کپڑے لے لو؟ میں نے دنیا و آخرت میں ہر جگہ تمہیں معاف کیا۔ یہ سن کر ضعیفہ کو اتنی شرم آئی کہ اس نے توبہ کی اور آپ کی برکت سے ولیہ ہوگئی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

سید اسحاق گازرونی رحمہ اللہ کا گناہگاروں سے پیار

(9)...... سید اسحاق گازرونی رحمہ اللہ کے آئینۂ اخلاق میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ ان کا غیر معمولی حلم ہے، لاہور کا ایک مالدار شخص آپ کی خدمت میں آیا، لیکن شیخ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ وہ نہایت برہم ہو کر آپ کو گالیاں دینے لگا، لیکن آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ چہرے پر کسی قسم کی خفگی کا اثر ظاہر نہیں ہوا، جب وہ شخص بہت دیر تک آپ کو برا بھلا کہتا رہا تو حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے آپ سے کہا یہ بدتمیز اتنی دیر سے آپ کی شان میں گستاخیاں کر رہا ہے، آپ اس کیلئے بددعا فرمایئے تا کہ یہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے، اور کچھ دیر تک آہستہ آہستہ دعا فرماتے رہے، ابھی آپ دعا ختم نہ کر پائے تھے کہ وہ بے ادب زمین پر بے ہوش ہو کر گرا، اور تقریباً دو گھنٹے کے بعد جیسے ہی ہوش میں آیا اٹھ کر شیخ کے قدموں میں گرا، معافی چاہی اور شیخ کا مرید ہوگیا۔ پھر آپ نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی تھی، خدائے تعالیٰ نے اس کو نیک توفیق بخشی اور اس پر اسرار باطن عیاں ہوگئے، یہ بہتر ہے یا وہ بہتر تھا کہ میں اس کیلئے بددعا کرتا اور یہ اپنی سزا کو پہنچتا۔

مشہور ڈاکو کی جنید بغدادی رحمہ اللہ سے ملاقات

(10)...... حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے زمانہ کا مشہور چور ابن ساباط آپ کی محبت و شفقت کی بدولت آپ کے مریدین میں شامل ہوا۔ بغداد کا مشہور زمانہ ڈاکو ابن ساباط رات کو چوری کرنے آپ کی خانقاہ میں داخل ہوا آپ نے خود اس

کے ساتھ مال اٹھوا کر شہر سے دور پہنچوایا۔ قدم قدم پر اس کی کڑوی کسیلی گستاخانہ باتیں برداشت کیں۔ واپسی پر اس سے نہایت معذرت کر کے رخصت ہوئے۔ فرمایا آئندہ جب کبھی تمہیں ضرورت ہو میرے پاس چلے آنا۔ بعد میں اس چور کو یہ معلوم ہوا کہ تمہارا ساتھ دینے والا تو خود مالک مکان تھا۔ آپ کے اس مشفقانہ رویے سے چور یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ بجائے مجھے پکڑوانے اور سزا دلانے کے انھوں نے میرے ساتھ کیسا حسن سلوک کیا۔

سارا دن اسی سوچ و فکر میں گزرا بالآخر شام کو وہ اسی جگہ پہنچا جہاں گزشتہ رات چوری کیلئے آیا تھا۔ مکان کے قریب کسی سے معلوم کیا کہ اس مکان میں کونسا تاجر رہتا ہے؟ اسے بتایا گیا یہاں تو شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ رہتے ہیں۔ ابن ساباط اندر داخل ہوا دیکھا سامنے وہی مالک مکان بیٹھا ہے اور تیس چالیس آدمی سامنے بیٹھے ہیں۔ عشاء کی اذان پر سب لوگ کھڑے ہوئے شیخ بھی اٹھے جونہی دروازے سے قدم باہر رکھا تو زمانہ کا نامور ڈاکو ابنِ ساباط بے تابانہ آپ کے قدموں میں گر کر زار و قطار رونے لگا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد شیخ احمد بن ساباط کا شمار آپ کے مریدین میں ہونے لگا۔ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ابن ساباط چند دنوں میں وہاں پہنچ گیا جہاں لوگ برسوں میں بھی نہیں پہنچ سکے۔

حضرت عبداللہ مغاربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں جو گناہگار شخص کو رحمت کی نگاہ سے نہ دیکھے وہ معرفت اور ولایت کے راستے سے باہر ہے۔

☆......☆......☆

اولیاء کرام کا امتحان لینا

جی ہاں! بزرگوں کی خدمت میں آنے والے سالکین کا اہل اللہ امتحان لیا کرتے تھے ٹھوک بجا کر دیکھا کرتے تھے کہ یہ طالب کچا ہے یا پکا ہے۔ اس کی استعداد کتنی ہے...... اور اس سے کس نوعیت کے مجاہدے کرائے جائیں۔

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ کا امتحان

(1)...... سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے پیر حضرت فرید گنج شکر رحمۃ اللہ کے پاس ''عوارف المعارف'' (تصوف کی مشہور کتاب) کا جو نسخہ تھا اس کا خط باریک تھا اور غلط بھی بہت تھا، شیخ جب اس کو سامنے رکھ کر بیان فرماتے تو جگہ جگہ کچھ غور کرنا اور رکنا پڑتا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ شیخ کے بھائی نجیب الدین متوکل کے پاس ''عوارف'' کا بہت عمدہ و صحیح نسخہ موجود ہے۔ لہٰذا میں نے اس کا تذکرہ شیخ سے کیا۔ شیخ کو یہ بات گراں گزری، چند دفعہ فرمایا کہ جی ہاں، اس فقیر کو غلط نسخہ کی تصحیح کی لیاقت نہیں ہے! پہلے تو میں نہیں سمجھا لیکن جب میری سمجھ میں آیا کہ میری نسبت یہ فرما رہے ہیں تو میں کھڑا ہو گیا اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر شیخ کے قدموں میں ڈال دی اور عرض کیا کہ معاذ اللہ میری یہ غرض نہیں تھی، بلکہ میں نے وہ نسخہ دیکھا تھا، یاد آ گیا، آپ سے عرض کر دیا، لیکن میری معذرت کچھ مؤثر نہیں ہوئی، شیخ کے چہرے سے ناخوشی کا اثر بالکل پہلے جیسا ظاہر ہوتا تھا، میں سخت حیرانی و پریشانی کی حالت میں مجلس سے باہر آیا، اس دن جو غم مجھ کو تھا وہ ناقابل بیان ہے، جی

چاہتا کہ کنویں میں گر کے جان دیدوں ، میرے اس اضطراب کی خبر شیخ کے صاحبزادے مولانا شہاب الدین رحمہ اللہ کو ہوئی ، وہ مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے ، انہوں نے میرا حال بہت اچھے انداز میں شیخ سے بیان کیا۔ اس وقت شیخ رحمہ اللہ خوش ہوئے اور مجھ کو بلا کر بڑی شفقت ومہربانی کا اظہار فرمایا اور ارشاد کیا کہ : یہ سب میں نے تمہاری حالت کے کمال کے لئے کیا تھا ، کہ پیر مشاطہ مرید (مرید کی تراش خراش کرنے والا) ہے۔ اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے اپنی خاص پوشاک سے مجھ کو سرفراز فرمایا۔ (اخبار الاخیار)

شیخ شبلی رحمہ اللہ کا امتحان

(2)...... شیخ شبلی رحمہ اللہ مارستان کے قید خانے میں ڈال دیے گئے تو ان سے ملنے کیلئے ایک جماعت حاضر ہوئی ، شیخ نے دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے محبین ہیں آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں ، یہ سنتے ہی انہوں نے ان پر پتھر پھینکنا شروع کر دیئے وہ لوگ بھاگنے لگے ، اس پر شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تم کو حقیقت میں مجھ سے محبت ہوتی تو میری دی ہوئی تکلیف پر صبر کرتے۔

خانقاہ کی خدمت بھی امتحان کا ذریعہ

(3)...... حضرت مرشد العلماء حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں بیعت ہونے کے بعد ظاہری باطنی بیماریوں پر روک ٹوک زیادہ ضروری ہے۔ پہلے زمانے میں مشائخ کو اسی کا زیادہ اہتمام تھا مثلاً کسی کو زینت پرستی میں مبتلا دیکھا تو اسے سڑکوں یا خانقاہ میں چھڑکاؤ کرنا اور جھاڑو دینا بتلا دیا اور جس میں تکبر دیکھا اس کو نمازیوں کے جوتے سیدھے کرنا تعلیم کر دیا اور اوراد و وظائف تو سالہا سال کے بعد تعلیم کرتے تھے۔

امتحان عاشق کا ہوتا ہے منافق کا نہیں

(4)...... حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ آپ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا۔ بادشاہ نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنی بادشاہت میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شہزادی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا؟ اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں تو یہ ناممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں ! تجھے یہ اختیار ہے۔

چنانچہ اسی وقت حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا ، بار بار کہا جاتا تھا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو مگر آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے کہ ہرگز نہیں۔ آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے ، چنانچہ وہ پیش

ہوئی۔ بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کے بارے میں حکم دیا کہ اس میں اس کو ڈال دو۔ اسی وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہوئے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا اس کی ہڈیاں تک اس میں جل گئیں۔

پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھو! اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو ورنہ اس آگ کی دیگ میں تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا۔ آپ نے پھر بھی اپنے جوش ایمان سے کام لے کر فرمایا ناممکن ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دین کو چھوڑ دوں، اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر اس دیگ میں ڈال دو جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کیلئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ انہیں اپنے پاس بلایا اس لیے کہ اُسے امید بندھ گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر ان کے خیالات پلٹ گئے ہیں، اب میری مان لے گا اور میرا مذہب قبول کرکے میری دامادی میں آکر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا۔

لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور خیال محض بے سود نکلا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے روتا تھا کہ آہ! آج ایک ہی جان ہے جسے راہ خدا تعالیٰ میں قربان کرر ہا ہوں، کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک جان ہوتی کہ آج سب جانیں راہ خدا میں اسی طرح ایک ایک کرکے فدا کرتا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا، کھانا پینا بند کردیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے شدید بھوک ہونے کے باوجود بھی اس طرف توجہ تک نہ فرمائی۔ بادشاہ نے بلوا بھیجا اور ان سے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لیے حلال تو ہوگیا لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقع دینا نہیں چاہتا۔ اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ کے تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کردیتا ہوں۔ آپ نے اسے قبول فرمالیا اس کے سر کا بوسہ لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کردیا اور آپ کو اور آپکے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہوکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چومے اور میں ابتداء کرتا ہوں، یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر) یہ واقعہ یہاں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مرید کو شریعت کے معاملے ایسی استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ایسی استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

بوڑھی عورت دلہن کیوں بنی ......!

(5)...... ایک بزرگ کی اہلیہ کی بڑی خواہش تھی کہ ان کو آپ ﷺ کی زیارت ہوجائے وہ اپنے خاوند سے اس خواہش کا بارہا اظہار کرچکی تھیں ایک مرتبہ ان کے خاوند جو کہ اہل بصیرت اہل اللہ میں سے تھے ان سے فرمانے لگے کہ تمہیں آپ ﷺ کی زیارت تو ہوجائے گی لیکن تمہیں میری بات ماننی ہوگی وہ کہنے لگیں آپ جو کہیں گے میں مان لوں گی۔ تو وہ فرمانے

لگے کہ ایسا کرو تم فلاں رات کو پہلی رات کی دلہن بن کر بیٹھ جانا اور خوب بن سنور جانا اور بالکل خاموش بیٹھی رہنا۔ تو یہ کہنے لگیں ٹھیک ہے۔ جس دن وہ دلہن بن کر تیار ہوئیں تو ان کے خاوند نے انکے میکے میں جا کر ان کے بھائی اور دیگر گھر کے افراد کو کہہ دیا کہ جا کے اپنی بوڑھی بہن کو دیکھو اسے کیا ہو گیا ہے اس عمر میں بھی اسے دلہن بننے کی سوجھ رہی ہے جب گھر والوں نے جا کر دیکھا تو واقعی وہ میک اپ کر کے بڑی بن سنور کر بیٹھی ہوئی تھیں اچانک گھر والوں کی آمد اور ملامت سے شرمندہ بھی ہوئیں......اور پریشانی بھی ہوئی......بہرحال یہ پوری رات ان کی آہ وزاری اور دعا میں گزری یہی آہ وزاری اللہ کو پسند آ گئی اور اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کی ان کو زیارت کرا دی۔

شراب کی بوتل کے ذریعے امتحان

(6)......ایک بزرگ کے پاس ایک عالم آئے اور کہنے لگے حضرت میں دعا کرتا ہوں مگر وہ قبول نہیں ہوتی۔ بزرگ نے کہا اس میں تمہاری ہی کوئی کوتاہی ہوگی۔ ان صاحب نے جواب دیا نہیں جناب میں تو اپنے طور پر پوری کوشش کرتا ہوں۔ بزرگ نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں مگر پہلے آپ مجھے ایک بوتل شراب لا دیں، ان صاحب نے پس و پیش سے کام لیا مگر بزرگ نے کہا کہ اگر یہ کام نہیں کر سکتے تو دعا قبول ہونے کا نسخہ بھی میں نہیں بتاؤں گا۔ چاروناچار وہ صاحب شراب لینے گئے، جب اسے چھپا کر لا رہے تھے تو کسی نے دیکھا کیونکہ وہ بڑی معزز شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ لوگ مختلف طرح کی باتیں کرنے لگے حتیٰ کہ بعض لوگ تو جوش میں ان کو مارنے کیلئے ان کے پیچھے لگ گئے، وہ صاحب بچتے بچاتے ایک مسجد میں پہنچے اور گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی کہ ''یا اللہ میری عزت رکھ لے تو جانتا ہے میں بے قصور ہوں، وہ صاحب کافی دیر تک گریہ وزاری کے بعد جب باہر نکلے تو لوگوں نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا۔ نہ کوئی مارنے کو دوڑا نہ کسی نے لعنت و ملامت کی، وہ صاحب ان بزرگ کے پاس پہنچے اور کہا جناب آپ نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔ بزرگ نے سارا واقعہ سننے کے بعد کہا آپ لوگوں کی گالیاں اور پتھر کھاتے ہوئے بھاگے اور جب اللہ تعالیٰ سے عزت محفوظ رہنے کی دعا کی تو اللہ نے سب کے دل پھیر دیئے، اب آپ خود دیکھئے اللہ نے تو آپ کی دعا قبول کر لی، یہی عجز و عاجزی، یکسوئی اور گڑگڑانا ہر دعا میں شامل کر لیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی ہر دعا قبول کرے گا۔

امتحانات یوں بھی لیے جاتے ہیں

(7)......ایک روز ایک بزرگ جا رہے تھے کہ آپ کو دریا کے کنارے پر ایک محل نظر آیا۔ دیکھا کہ اس کی بالائی منزل پر ایک خوبصورت خاتون اپنی پوری رعنائیوں اور آراستگیوں کے ساتھ کھڑی ہے آپ نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے برجستگی کے ساتھ جواب دیا مجھے تو آپ پوچھتے ہیں مگر اپنی تو کہیے میں نے دور سے آپ کو دیکھا تو سمجھا کہ کوئی دیوانہ ہے۔ جب قریب آئے تو خیال ہوا کہ آپ عالم ہیں اور جب آپ بالکل ہی پاس آئے تو میں نے آپ کو عارف سمجھا۔ لیکن جب میں نے غور کیا تو مجھے نہ آپ عالم نظر آئے نہ دیوانے اور نہ عارف۔ آپ نے پوچھا اس کی توضیح کیجئے۔

جواب دیا کہ اگر آپ دیوانے ہوتے تو طہارت نہ کرتے۔ عالم ہوتے تو غیرمحرم کی طرف نظر نہ اٹھاتے اور عارف ہوتے تو ماسوا پر نگاہ نہ کرتے۔ یہ کہا اور وہ خاتون خود بخود غائب ہوگئی۔ اس غیبی اشارے نے آپ کے دل میں ایک آگ لگادی۔

ایک ولی کا دوسرے ولی سے امتحان لینا

(8)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک درویش مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں امتحان درویشی لینے بڑے اہتمام سے آئے بہت سے گھوڑے اور خادم اور بھنگی اور گھسیارے وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ مولانا نے سب کی دعوت کی اور شاہ صاحب اور ان کے مخصوصین کی خدمت کیلئے مولانا نے اپنے خادم مقرر کئے اور خود شاہ صاحب کے نوکروں کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ شاہ صاحب کے نوکروں اور بھنگیوں کو اپنے ہاتھ سے اسی شان کے برتنوں میں کھانا کھلایا جیسے برتنوں میں خود کھاتے تھے۔ درویش مولانا کا یہ انکسار اور خلق دیکھ کر مولانا رحمہ اللہ کے کمال کے قائل ہوگئے۔ (شوق اللقاء)

☆......☆......☆

اولیائے کرام کی بصیرت

مولانا روم رحمہ اللہ کی بصیرت

(1)......حافظ شیرازی، شیخ سعدی رحمہما اللہ سے ایک سو پچاس سال بعد ہوئے اور شیخ سعدی رحمہ اللہ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے چنانچہ یہ قصہ مشہور ہے کہ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”گلستان اور بوستان“ مولانا روم رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیں۔ مولانا روم رحمہ اللہ کو اپنی مصروفیات کی وجہ سے ان کے مطالعہ کی فرصت نہ تھی۔ پوچھا کیا ہے؟ عرض کیا کہ شکرانہ۔ فرمایا: بچوں کے کام میں لاؤ چنانچہ ان کے ارشادگرامی کا اثر ہوا کہ آج تک نصاب تعلیم میں پڑھائی جاتی ہیں۔

سوکھے ٹکڑے کی برکت

(2)......حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ ایک دفعہ اپنے دروازے میں بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے تھے اتنے میں اس طرف سے ایک آتش پرست گزرا آپ نے اسی خشک روٹی میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر اس آتش پرست کو دے دیا۔ گو وہ ایک غیرمذہب کا آدمی تھا۔ مگر آپ کو بزرگ اور فقیر کامل سمجھتا تھا یہاں اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ اس نے بے تکلف وہ ٹکڑا آپ سے لے لیا اور فوراً چبا کر کھالیا۔ خدا کی قدرت ملاحظہ فرمائیے کہ اسی شب کو وہ خواہش سے بے تاب ہوا اور اپنی بیوی سے مقاربت کی۔ حمل ٹھہر گیا۔ نو ماہ کے بعد اس کے یہاں حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ جیسے عارف کامل پیدا ہوئے یہ اسی ٹکڑے کی برکت تھی۔

چوری کا حکم......یا پراسرار حکمت

(3)......حضرت احمد خضرویہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میں بہت تکلیف ومصیبت میں مبتلا

ہوں۔ تنگ دستی کے ہاتھوں بری طرح تنگ ہورہا ہوں۔ کوئی ایسی صورت بتایئے کہ مجھے اس عذاب ومصیبت سے خلاصی حاصل ہو۔ فرمایا اچھا تو تمام پیشوں کے نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دے۔ اس نے یہی کیا۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالا اور ایک پرچہ نکالا تو اس پر ''چوری'' لکھا ہوا تھا۔ فرمایا بس تجھے چوری کرنا چاہیے۔ بولا: حضور ولی اللہ ہیں شیخ وقت ہیں اور پھر مجھے چوری کی ہدایت کرتے ہیں۔ خیر جیسے تیسے وہ ایک جگہ ڈاکوؤں کے سردار سے ملا کہ آپ مجھے بھی اپنے گروہ میں شامل کر لیجئے۔ اس نے کہا ایک شرط پر داخل کرتا ہوں کہ میں جو حکم دوں اس پر بلا چون و چرا عمل کرتے رہو۔ اس شرط کو منظور کر کے وہ ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ کچھ روز کے بعد ڈاکوؤں نے ایک قافلہ لوٹا اور اس میں سے ایک شخص کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لائے۔ سردار نے اس سے کہا کہ لے اس قافلہ والے کو قتل کر۔

اس نے دل میں سوچا کہ اس ڈاکو نے اسی طرح خدا جانے کتنے بندگان خدا کی جان لی ہوگی۔ میں جو بلا عذر اس کا حکم مانوں اور گنہگار بنوں تو کیوں نہ اللہ ہی کا حکم مانوں۔ سردار بولا قتل کرتا ہے تو کر ورنہ اور کام میں مصروف ہو اور یہاں سے نکل جا اس نے جھپٹ کر سردار کے سامنے سے تلوار اٹھالی اور اسے قتل کر دیا اور دوسرے ڈاکوؤں کی طرف دوڑا۔ وہ نہتے تھے بھاگ کھڑے ہوئے جو شخص گرفتار ہو کر آیا تھا وہ بہت بڑا سوداگر تھا۔ تمام لوٹا ہوا مال بھی سوداگر کو مل گیا اور اس کی جان بھی بچ گئی۔ اس نے اسے اتنا روپیہ دیا کہ یہ زندگی بھر کیلئے بے نیاز ہو گیا۔ دیکھئے خدانخواستہ ان بزرگ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ اس شخص سے چوری کرائی جائے بلکہ باطنی بصیرت کی وجہ سے بطور حکمت انھوں نے ایسا کیا تھا۔ اللہ کے ولی تو بنتے ہی اس وقت ہیں جب شریعت کی مکمل تابعداری اور پابندی ہوتی ہے۔ اللہ ہم سب کو کامل شریعت کی پابندی عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کی باطنی بصیرت

(4)......ایک شخص اکثر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کے پاس آیا کرتا تھا' علاقے کا گورنر اُس سے ناراض ہوا اور ایذا پہنچانے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے آپ سے سفارش کی درخواست کی آپ نے سفارش کر دی مگر گورنر باز نہ آیا۔ اہل کار پھر حاضر ہوا اور گورنر کی شکایت کی۔ آپ نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگائی:

''تم نے بھی کسی کا جائز کام نہیں کیا ہوگا۔ اس لیے گورنر سفارش نہیں مانتا اہل کار نے تسلیم کیا'' واقعی میں لوگوں کے جائز کام کرنے میں سستی کرتا ہوں آئندہ میں کبھی ایسا نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر سفارش بھی رد نہ ہوگی''۔ گھر آ کر پتہ چلا! گورنر نے تحریر بھجوائی ہے جس میں معذرت بھی کی ہے۔

عورت سے نکاح اور اس کو طلاق

(5)......ایک بزرگ کے پاس ایک عورت آئی جس نے زنا کیا ہوا تھا۔ ان بزرگ نے اپنے نفس کو سزا دینے کے طور پر اس سے شادی کر لی۔ جس پر لوگوں نے بڑے طعنے دیے اور ملامت کی، برا بھلا کہا، یہ بزرگ برداشت کرتے رہے۔ بالآخر اس عورت کے ولادت ہوئی تو بچہ مرا ہوا تھا ان بزرگ نے اگلے ہی دن اس عورت کو طلاق دے دی۔

علمی صلاحیت و مجتہدانہ بصیرت

(6)......حضرت بابا فرید رحمہ اللہ کو مختلف علوم پر مجتہدانہ عبور حاصل تھا' لیکن علم کا بڑا پن جو عام طور پر علماء میں پیدا ہو جاتا ہے آپ کے قریب نہ پھٹکا تھا بلکہ تواضع و انکساری نے آپ کے علمی مرتبے کو اس قدر ڈھانپ دیا تھا کہ اس دور کے علماء کو آپ کی علمی حیثیت تسلیم کرنے میں تامل تھا۔

مولانا بدرالدین اسحاق علوم عقلی و نقلی میں دستگاہ حاصل کرنے کے بعد دہلی میں درس دیا کرتے تھے۔ درویشوں کو حقیر سمجھتے نظام خانقاہی کو ڈھونگ خیال کرتے اور علم کی جولان گاہوں سے گزر کر عشق کی کمین گاہوں میں آنے والوں کو عقل و خرد سے بیگانہ اور جاہل زمانہ گردانتے۔ اتفاق سے چند مسائل میں الجھ گئے اور ایسے الجھے کہ نکلنے کی راہ نظر نہ آئی۔ ہم عصروں نے بھی ان مسائل و نکات کو حل کرنے سے معذوری کا اظہار کیا۔ کتابیں کھنگال ڈالیں لیکن دل کا اطمینان حاصل نہ ہوا۔ علمائے بخارا سے رجوع کرنے کا ارادہ لے کر گھر سے نکلے، راستے میں کچھ دوستوں سے ملاقات ہوئی جو میکدہ فرید کے بادہ خوار تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا ان مسائل کو بابا فرید رحمہ اللہ کے سامنے زیر بحث لایا جائے' کیونکہ آپ علم ہی نہیں معرفت و سلوک سے بھی آشنائی رکھتے ہیں' مگر مولانا بدرالدین راضی نہ ہوتے تھے۔ ان کا کہنا تھا ان فقیروں کو علم اور وہ بھی فلسفہ و منطق سے کیا واسطہ؟ دوستوں کے اصرار پر وہ بابا فرید رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہو گئے تعارف کے بعد وہ مسائل پیش کیے جو ان کے قلبی اضطراب کا باعث تھے۔ آپ نے لمبی چوڑی تمہید باندھنے کے بجائے سادہ انداز میں ان کا تسلی بخش حل پیش کیا۔ مولانا بدرالدین اس ادا سے واقف نہ تھے گھائل ہو گئے اور واپس جانے کی بجائے خانقاہ کی درویشی اختیار کر لی۔

☆......☆......☆

الا بذکر الله تطمئن القلوب " (الرعد28)

آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے

آقائے دو جہاں ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مرتے دم تک تمہاری زبان کا اللہ کے ذکر سے تر رہنا۔ (صحیح ابن حبان)

اصلاح نفس کا تیسرا طریقہ

''ذکر اللہ''

ذکر اللہ کی اہمیت اور ضرورت
ذکر اللہ کے فضائل و فوائد
ذکر الٰہی گلشن دل کی بہار
زندہ مگر مردہ لوگ
پرندوں کا ذکر اور ہماری غفلت
ویران دل...... کیسے آباد ہو؟
مرشد کو ذکر کی ضرورت
صحابی رسول ﷺ کی تسبیح
طریقہ ذکر قادری، ہجویری
سلسلہ قادریہ کے کمالات
ذکر نفی اثبات کی فضیلت اور اہمیت
ذکر اللہ سے جسمانی بیماریوں کا علاج
تلاوت قرآن کی فضیلت اور برکت
روزانہ بارہ ہزار قرآن پاک کا ختم

اصلاح نفس کا تیسرا طریقہ

ذکر اللہ کی اہمیت اور ضرورت

ذکر کے بغیر کوئی شخص معرفت کے راستے پر چل نہیں سکتا:

آج کی پریشان دنیا کا ہر انسان سکون اور عافیت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے اور اسی سکون کے لیے آج کی جدید دنیا ہمیں روزنت نئی سہولیات سے روشناس کرا رہی ہے۔ جبکہ انسان کو پیدا کرنے والے کا اعلان یہ ہے: "الابذکر اللہ تطمئن القلوب" (جان لو! دلوں کا سکون اللہ کی یاد میں ہے)۔ (1)...... انسانیت کا اصول یہ ہے کہ جب وہ کسی دشمن پر قابو پالیتا ہے تو سب سے پہلے وہ ہتھیار چھین لیتا ہے جو مہلک ہوں جب شیطان کسی انسان پر قابو پالیتا ہے تو اس شخص کو یاد الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ (2)...... قرآن مجید نے عقلمند لوگوں کی یہ نشانی بتائی ہے۔ "الذین یذکرون اللہ قیاما و قعوداوعلی جنوبھم" (یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے) (3)...... شریعت نے ہر عمل کی حد متعین کر دی ہے لیکن یاد الٰہی کی کوئی حد نہیں۔ فرمایا گیا: "یاایھاالذین امنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً" (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو) (4)...... جو انسان اللہ تعالیٰ کو معذرت کے ساتھ یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس انسان کو مغفرت کے ساتھ یاد کرتا ہے فرمایا گیا: "فاذکرونی اذکرکم" (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)

احادیث میں فضیلت

(1)...... جو شخص چاہے کہ جنت کے باغوں میں پھرے اسے چاہیے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) (2)...... جنتی کو کسی بھی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے ان لمحات کے، کہ جو اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئے ہوں (مجمع الزوائد)۔ (3)...... غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والا سوکھے ہوئے درخت میں سبز ٹہنی کی طرح ہے اور اندھیرے گھر میں روشن چراغ کی طرح ہے۔ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اس کی زندگی میں ہی اللہ جنت میں اسکا ٹھکانا دکھا دیں گے اور جو شخص غافلین میں اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تمام انسانوں اور جانوروں کی تعداد کے مطابق بخشش فرما دیتا ہے۔ (جمع الفوائد)۔ (4)...... جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (جمع الفوائد)۔ (5)...... زمین کے جس حصے پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ حصہ زمین کے باقی حصوں پر فخر کرتا ہے۔ (مجمع الزوائد)۔ (6)...... حدیث قدسی ہے کہ "میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کریں۔ (بخاری)۔ (7)...... آقائے دو جہاں ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مرتے دم تک تمہاری زبان کا اللہ کے ذکر سے تر رہنا۔ (صحیح ابن حبان)۔ (8)...... ایک حدیث میں ہے کہ ذکر اللہ سے زیادہ انسان کیلئے کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں۔ (مسند احمد) (9)...... ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفردون سبقت لے گئے؟ پوچھا گیا یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون لوگ ہیں؟ فرمایا: کثرت سے خدا کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ کسی عارف کا قول ہے کہ انسان ہزار برس خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے صرف ایک لمحہ ذکر کرنے سے رک جائے تو سمجھ لیجئے کہ اتنا حاصل نہیں ہوا جتنا رہ گیا۔ (الوابل الصیب، تلخیص احادیث) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ذکر''، تہلیل، تسبیح اور تکبیر میں منحصر نہیں بلکہ کسی بھی عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

ذکراللہ کے فضائل وفوائد

(1) ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ (4) بدن اور دل کو قوت ملتی ہے۔ (5) چہرہ اور دل منور اور روشن ہوتا ہے۔ (6) اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ (7) ذکر کی برکت سے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ (8) اللہ تعالیٰ کا ذکر جنت کے پودے ہیں۔ (8) ذکر کرنے والے کی مثال زندہ کی اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال مردہ کی سی ہے۔ (9) ذکراللہ سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں جو عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا ہو۔ (10) ذاکرین ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ (11) ذاکرین کیلئے جنت میں داخلے کیلئے مخصوص دروازہ ہوگا۔ (12) جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو کسی چیز کا قلق وافسوس نہیں ہوگا......سوائے ان گھڑیوں کے جو ذکر کے بغیر گزری ہوں گی......اسی لیے اکابر ومشائخ کوئی لمحہ غفلت میں نہیں جانے دیتے۔ ان شاء اللہ ذکراللہ کا اہتمام کرکے اللہ سے تعلق بھی مضبوط ہوگا اور پوری زندگی اطمینان وسکون سے گزر جائے گی......آج تک پریشان دنیا اس الہامی نسخے سے غافل ہے۔ ذکر کرنے والوں کو اس کے علاوہ اور بھی بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ پس ذکر خدا وہ ہے جس سے آپ کے دل کے چمن میں بہار آئے گی اور تکالیف ومصائب دور ہوں گے، اس دل کی شاخ شاخ نکھر جائے گی، پھول پھول مہک جائے گا، کلی کلی مسکرا اٹھے گی، دل کا کونہ کونہ بھینی بھینی خوشبوؤں سے معطر ہو جائے گا اور حرف آخر گلشن دل میں بہار کی آمد آمد ہوگی۔

غفلت کا علاج

ہمارے گناہوں میں مبتلا ہونے کا سب سے بڑا سبب غفلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار نہ ہونے سے انسان اللہ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ذکراللہ کے ذریعے اس غفلت کا علاج ہو جاتا ہے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ دل کی سختی پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ دل نرم ہوگا تو بات اثر کرے گی۔ اللہ کا نام لینے سے دل نرم ہوگا اور غفلت دور ہوگی۔ دین کی بات سن کر عمل کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

باطنی امراض کی اصلاح

انسان کے اندر مختلف باطنی وروحانی امراض بھی ہوتے ہیں مشائخ اپنے مریدین کو ان کے ازالے کیلئے مختلف تدابیر و معالجے تلقین فرماتے ہیں جو ہر ایک کے حسب حال ہوتے ہیں......ان تدابیر میں سب سے زیادہ نافع اور مؤثر تدبیر بھی

ذکراللہ بتلائی جاتی ہے...... ذکراللہ کے اہتمام سے فکر اصلاح پیدا ہو جاتی ہے......اس کے بعد شیخ کامل باطنی امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

ذکرالٰہی گلشن دل کی بہار

ہر درد کا علاج ہے، ہر زخم کا مرہم ہے، ہر مرض کی تشخیص اور اس کیلئے علاج بھی ہے۔ جس طرح اجڑے گھروں، ویران کھنڈرات کو ڈسنے والی خاموشی، گنجان آبادیوں اور بارونق محلات کی شکل اختیار کرسکتی ہے بالکل اسی طرح دل کی دنیا بھی راہ راست پر آسکتی ہے۔ متاع دل (دل کی دولت) لٹنے کے بعد واپس پلٹ سکتی ہے جیسے صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آتا ہے۔ ارے اللہ والو! یہ دل مال سے بہلتا ہے نہ دولت سے، یہ دل موسیقی سے جھومتا ہے نہ سر تال سے، یہ دل دلاسوں سے سنبھلتا ہے نہ طفل تسلیوں سے، اس دل کی آنکھیں زر (دولت) زن (عورت) سے خیرہ (روشن) نہیں ہوتیں، اس دل کے کان پیسوں کی کھنک (آواز) نہیں سنتے، اس دل کے گوشوں کی چاشنی (مٹھاس) گھنگروؤں کی چھنکار یا پازیب کی حرکت نہیں بن سکتی۔ اس لئے دل کا ایک ہی علاج ہے اس دل کی دنیا قائم ہے تو بس "ذکرالٰہی" سے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب " (الرعد 28) آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

زندہ مگر مردہ لوگ

مولانا روم رحمہ اللہ نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک لڑکے کا باپ فوت ہو گیا تو وہ زاروقطار رو رو کر بین کرنے لگا کہ اے ابا تجھے کہاں لے جایا جارہا ہے۔ تجھے زیر زمین تنگ و تاریک قبر میں دفن کر دیں گے جہاں نہ بوریا نہ فرش، نہ قالین، نہ چراغ، نہ بتی، نہ کھانا، نہ پینا اس تنگ کوٹھڑی کا نہ دروازہ اچھا، نہ چھت کسی قاعدے کی، نہ اسمیں کسی مہمان کی تواضع کی گنجائش، نہ کوئی مددگار و ہمسایہ، وہاں تاریکی ہے وہاں تیرا کیا حال ہوگا۔

آگے مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر کا جو نقشہ پدر مردہ کے فرزند نے کھینچا ہے وہ درحقیقت دل بے نور کی کیفیت ہے۔ ایسے لوگ چلتے پھرتے بظاہر زندہ دکھائی دیتے ہیں لیکن روحانی حیثیت سے مردہ ہیں۔ اور ان کے دل کی تنگ و تاریک قبریں ہیں یہ لوگ اپنا جنازہ اٹھائے اپنی باطنی قبروں میں لے جارہے ہیں۔

ذکرالٰہی سے غفلت...... پرندے کی دکھ بھری داستان

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خدمت میں کسی نے تحفہ کے طور پر ایک پرندہ بھیجا جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ کافی عرصے تک وہ پرندہ آپ کے پاس ایک پنجرے میں بند رہا۔

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے پنجرے کی کھڑکی کھولی اور اس پرندے کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا تو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ جناب! اتنے عرصے تک آپ نے اس پرندے کو پنجرے کے اندر بند کر کے رکھا اور دیکھ بھال کرتے رہے آج اچانک پنجرہ کھول کر اسے آزاد کر دیا؟ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمہ

اللہ فرمانے لگے کہ آج اس پرندے نے مجھ سے کہا کہ اے جنید! تم تو اپنے دوست واحباب کی باتوں سے لطف اٹھاؤ اور مجھے یوں تنہا غم میں مبتلا ایک پنجرے میں بند رکھو، میں نے اس کی یہ درد بھری گفتگو سن کر اسے آزاد کردیا۔ مگر جب وہ پرندہ اڑا تو اس نے کہا اے جنید! پرندے جب تک ذکراللہ میں مصروف رہتے ہیں اس وقت تک کسی بھی جال میں نہیں پھنستے لیکن جوں ہی وہ ذکراللہ سے غافل ہوتے ہیں تو فوراً قید میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

پھر وہ پرندہ کہنے لگا کہ ”میں تو ایک ہی مرتبہ ذکرالٰہی سے غافل ہوا تھا کہ اس کی سزا میں برسوں قید رہا، ہائے......اے جنید! ان لوگوں کی قید کا زمانہ کتنا لمبا ہوگا جو مرنے تک ذکراللہ سے غافل رہتے ہیں، اے جنید! میں آپ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ذکراللہ سے غافل نہیں ہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ پرندہ اڑ گیا۔ اس کے بعد کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے پاس آتا تھا اور آپ کے دسترخوان پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے کچھ کھاتا تھا اور چلا جاتا تھا۔ جب حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو آپ کے ساتھ وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ لوگوں نے یہ عجیب بات دیکھی تو اس پرندے کو بھی آپ کے ساتھ ہی دفن کردیا۔ کچھ دنوں کے بعد کسی مرید نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور کہا کہ ”تو نے ایک پرندے پر اس کے ذکراللہ کرنے کی وجہ سے رحم کیا ہم تجھ پر رحم فرماتے ہیں“۔

اس واقعہ سے ہم سارے جانور چرند، پرند، سمندری مخلوق بھی مراد لے سکتے ہیں کیونکہ ایک مستند کتاب میں مچھلی کے بارے میں بھی آیا ہے کہ جب تک وہ ذکراللہ میں مشغول رہتی ہے جال میں نہیں پھنستی اور جوں ہی وہ ذکراللہ سے غافل ہوتی ہے جال میں پھنس جاتی ہے۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے عبرت کا سامان موجود ہے جو ہر وقت ذکراللہ سے غافل رہ کر اپنی زبانوں سے فضول کلمات نکالنے میں لگے رہتے ہیں اور انہیں یہ فکر ہی نہیں ہوتی کہ وہ کتنا قیمتی سرمایہ ضائع کر رہے ہیں۔

(بستان اولیاء)

ذکراللہ پرندوں کی غذا

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ ایک رات ایک قافلے کے ساتھ میں تمام رات چلتا رہا تھا اور صبح جنگل کے کنارے سو گیا تھا۔ ایک دیوانہ جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا اس نے صبح کے وقت ایک نعرہ لگایا اور جنگل کا راستہ لیا اور دم بھر کیلئے آرام نہیں کیا۔ جب دن نکلا میں نے اس سے پوچھا وہ کیا حالت تھی؟ کہا: میں نے بلبلوں کو دیکھا وہ درختوں پر شور مچا رہی تھیں اور چکور پہاڑوں پر اور مینڈک پانی میں اور چوپائے جنگل میں، میں نے سوچا کہ یہ مروت نہیں ہے کہ تمام تسبیح پڑھتے رہیں اور میں غفلت میں سوتا رہوں۔ یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

پرندوں کا ذکر اور ہماری غفلت

اللہ والو! ہر ہر چیز اللہ کا ذکر اور تسبیح بیان کر رہی ہے۔ اگر میں اور آپ اللہ سے غافل ہوجائیں تو کتنے بڑے افسوس کی

بات اور شرم کا مقام ہے......! آج کے بعد اپنے کریم اللہ کی یاد کو دل میں بسانے کی میں بھی نیت کرلوں اور آپ بھی میرے ساتھ اس نیت میں شریک ہوں۔ اب چند جانوروں کی بولیاں میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جو اللہ کی مختلف انداز میں تسبیح بیان کررہے ہیں یا کوئی واعظ و نصیحت کی بات دوسرے کو کہتے ہیں: (1)......''تیتر''"الرحمن علی العرش استوی" یعنی اللہ تعالیٰ عرش کے مالک ہیں، پڑھتا رہتا ہے۔ (2)......''باز''"فی البعد من الناس انس" لوگوں سے دور رہنے میں راحت ہے، یہ پڑھتا رہتا ہے۔ (3)......''گد''اس انداز میں ہمیں درس عبرت دیتا ہے۔ "یا ابن آدم عش ماعشت فان اخرك الموت" یعنی اے آدم کے بیٹے جتنا جینا ہے جی لے، آخر ایک دن تجھے مرنا ہے۔ (4)......''فاختہ'' کہتی ہے"یلیت الخلق لم یخلق "اے کاش کے مخلوق پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ (5)......''مور''ان الفاظ میں نصیحت کرتا ہے " کما تدین تدان " یعنی جیسا کروگے ویسا بھروگئے۔ (6)......''مینڈک'' یہ تسبیح پڑھتا رہتا ہے " سبحان ربی القدوس " پاک ہے میرے پروردگار کی ذات۔ (7)......''طوطا'' دنیا سے آرت کی طرف اس انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔"ویل لمن الدنیا همه " یعنی برباد ہوا وہ شخص جس نے دنیا کا ارادہ کیا۔ (8)......''سنگ خورہ'' زبان کے بے جا استعمال کرنے والے لوگوں کو ان الفاظ میں نصیحت کرتا ہے "من سکت سلم "یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (روح المعانی)

ویران دل......کیسے آباد ہو؟

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا، اللہ تعالیٰ کیلئے اپنی جانوں کو نچھاور کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنا، اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپنانا یہی ہماری چندروزہ زندگی کا حاصل اور خلاصہ ہے۔ دنیا کی آرائش و زیبائش اور نگینیاں و روشنیاں اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ آنکھیں خیرہ (روشن) ہو جاتی ہیں لیکن دل اندھے ہیں۔ دنیا سے انسانیت کا وجود ختم ہو چکا ہے، نفرت اور منافقت ناچ رہی ہے، دنیا کے وجود پر دنیا کے انسان تو چل پھر رہے ہیں مگر کھوکھلے انسان جو اخلاق سے عاری (خالی) ہیں۔ گھر بظاہر تو روشن ہیں مگر ان میں نفرتوں کا بسیرا ہے، تن تو خوب صورت پوشاکوں سے آراستہ ہے مگر من (دل) کی دنیا مرکر بوسیدہ ہو چکی ہے۔ آج زمینیں بظاہر ہری بھری لہلہا رہی ہیں، تاحد نگاہ سبزہ ہی سبزہ ہے لیکن دلوں کی زمین بنجر، ویران اور شکستہ کھنڈرات کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہے۔

جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں، جو دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں تڑپتا نہیں، جو دل سوز سے خالی ہے، جو دل جبینوں کو زمین پر نہیں ٹیکتا......وہ دل نہیں بلکہ سخت پتھر ہے۔

اجڑے ویران دل......!

آج بیوی نے خاوند کی محبت کا ذائقہ تو چکھا ہے، ماں باپ نے اولاد کی محبت کا ذائقہ تو چکھا ہے اور ہم سب نے مال و دولت کی محبت کا ذائقہ تو چکھا ہے لیکن نہیں چکھا تو اپنے رب کی محبت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا، غم اٹھانا، تکالیف سہنا، یہ سب کچھ تو دلوں سے نکل چکا ہے۔

دل ہیں کہ اجڑے پڑے ہیں اور رب کی یاد سے خالی ہیں۔ نفرتیں مل رہی ہیں، شیطانیت رقص کر رہی ہے۔ ایسی حالت ہو اور پھر ہم اللہ تعالیٰ کو پسند آجائیں بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟ جب تک اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں نہ آئے گی، اس کی محبت سے دل لبریز نہ ہوں گے...... ہرگز ہرگز دل کی دنیا آباد نہیں ہوسکتی، دل آباد کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جایئے، اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیجئے کہ اس کی یاد دل میں رچ بس جائے پھر دل کی ویرانگی دور ہو جائے گی، اور دل آباد، سرشار، باغ باغ ہو جائے گا۔ جب دل بدل جائے گا تو دنیا ہی بدل جائے گی، پھر دل خدا تعالیٰ کی یاد میں دھڑکے گا نہ کہ شیطان اور گناہوں کی یاد میں اور ایسے ہی دل کیلئے کامیابی ہے جو خدا تعالیٰ کی یاد میں دھڑکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کے راستے پر لگادے اور ہمارے دل کو اپنی یاد نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین!

علمی مشاغل کے ساتھ ذکر کی ضرورت

آج اگر ہم غور کریں تو دینی کتب کتنی زیادہ بڑھتی جارہی ہیں دینی معلومات کے حامل بہت سے لوگ ملتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک علم کے ساتھ ذکر کا اہتمام نہ ہو...... اسوقت تک علم کو عمل میں ڈھالنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی...... مطالعہ سے حاصل ہونے والا علم محض معلومات ہوتا ہے۔

ہمارے تمام مشائخ علمی خدمات، تصنیف وتالیف میں مصروفیت کے ساتھ ذکراللہ کی بھی تلقین کرتے تھے، ان کی جتنی بھی علمی مصروفیت کیوں نہ ہوں لیکن انہوں نے شدید علمی مشاغل کے باوجود ذکر وتلاوت کیلئے بھی وقت نکالا ہے کیونکہ بغیر ذکراللہ کے اہتمام کے علم شوق جستجو تک محدود ہو جاتا ہے ذکر کے اہتمام سے علم میں ایک نئی شان پیدا ہو جاتی ہے...... ذکراللہ کے اہتمام سے تعلق مع اللہ کی دولت نصیب ہوتی ہے...... ایسے اہل علم سے دین کی محنت کا کام لیا جاتا ہے ان کی وعظ وتقریر میں جان پڑ جاتی ہے اور بات میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے...... وعظ وتلقین تو دوسروں کیلئے لیکن ذکر وتلاوت سے اپنی تربیت ہوتی ہے...... اور روحانی ترقی ملتی ہے یہ کیا کہ دوسروں کی تربیت کی تو فکر ہو اور ذکر وتلاوت سے اپنی تربیت سے غافل ہونا انتہائی نامناسب ہے...... دین کی محنت میں مصروف احباب کو ذکر وتلاوت کا دوسروں کی بہ نسبت زیادہ اہتمام ضروری ہے۔

مرشد کو ذکر کی ضرورت

ایک بزرگ فرماتے کہ تعلیم کیلئے ضرورت ہے نور کی اور نور کیلئے ضرورت ہے ذکر کی اور اور ذکر کیلئے ضرورت ہے تنہائی کی اس لیے کچھ وقت تنہائی کا ضرور مقرر کرنا چاہیے۔ جیسے کنویں سے ہر وقت پانی کھینچنے سے پانی ختم ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ کچھ دیر پانی نکالنا روکا جائے تاکہ پانی واپس بھر جائے۔ ایسے ہی شیخ کو ضرورت ہے کہ تعلیم وارشاد سے فارغ ہو کر کچھ وقت تنہائی میں یکسوئی سے ذکر کرے۔

کھانے کے وقت ذکراللہ کا خیال

حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ روٹی کبھی چبا کر نہ کھاتے بلکہ روٹی کے ٹکڑوں کو پانی میں گھول لیتے اور پی جاتے۔ کسی نے

اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: چبانے میں وقت ضائع ہوتا ہے اتنا وقت کہ اس میں قرآن کریم کی پچاس آیات پڑھی جائیں۔ ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ ہاتھ میں خشک روٹی کا ایک ٹکڑا ہے اور کھڑے رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا: مجھے نہیں معلوم یہ حلال کا ہے یا حرام کا۔

صحابی رسول ﷺ کی تسبیح

ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لمبا دھاگہ تھا جس میں ہزار گرہیں تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر روز سونے سے پہلے ہزار تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ چالیس ہزار تسبیح پڑھتے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو غسل دینے کے لئے چار پائی پر رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیاں تسبیح پڑھنے کے انداز میں حرکت کر رہی تھیں۔ (نضرة النعيم)

ذکراللہ کیلئے وقت

انسان کی زندگی مختلف مشاغل میں گھری ہوئی ہے...... نیز اوقات میں بے برکتی بھی نمایاں ہے...... ان حالات میں وقت نکالنا بھی مشکل ہے، لیکن انسان اگر وقت مقرر کر لے تو وقت نکالنا آسان ہو جاتا ہے...... انسان کا کتنا وقت غیر ضروری مباحث، لایعنی گفتگو جس میں اکثر غیبت، دل آزاری اور بیکار باتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر فکر کی جائے تو ذکراللہ کیلئے بھی وقت نکالا جا سکتا ہے۔

طریقہ ذکر قادری، ہجویری

منازل سلوک (لطائف)

انسان کے جسم میں کچھ مقامات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز اور انوارات الٰہیہ کا محور ہیں ان ہی مقامات کو لطائف کہتے ہیں۔ صوفیاء کرام رحمھم اللہ ان مقامات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کراتے ہیں۔ ذکراللہ کی برکت سے ان مقامات سے گناہوں کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے یہ مقامات لطیف ہو جاتے ہیں۔ لطائف کے انوار کی برکت سے انسان گناہ سے بچا رہتا ہے اور ان لطائف کی لطافت اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

ہمارے تمام مشائخ سے لطائف میں ذکر کا ثبوت بہت زیادہ منقول ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفہیمات الٰہیہ'' میں اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ''القطائف من اللطائف'' میں اسکی تفصیل جمع فرما دی ہے۔

مقامات لطائف قادریہ

لطیفہ قلب: بائیں پستان سے دو انگل نیچے۔ لطیفہ روح: دائیں پستان سے دو انگل نیچے۔

لطیفہ سر: قلب اور روح کے درمیان۔ لطیفہ نفس: ناف سے چار انگل نیچے۔

لطیفہ خفی: پیشانی کے درمیان۔ لطیفہ اخفی: امّ الدماغ یعنی تالوپر۔

ذکر بالجہر:۔ ہمارے قادری سلسلے میں چونکہ ذکر جہری ہے اس لیے مختصر انداز میں کچھ فوائد، شرائط و دلائل لکھے جاتے ہیں۔ ذکر بالجہر کا فائدہ سننے والوں پر بھی ہوتا ہے ذکر کرنے والا بیدار دل رہتا ہے نیند دور ہوتی ہے اور چستی برقرار رہتی ہے۔ (عمدۃ الفقہ) ذکر بالجہر کرنے سے غفلت اور بے رغبتی بہت جلد دور ہو جاتی ہے اور ذوق وشوق کی تلوار سے قساوت قلبی ختم کر کے جلا بخشنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

ذکر بالجہر کی شرائط

(1) کسی نمازی، مریض اور آرام کرنے والے کے آرام میں خلل نہ ہو۔ (2) ذکر چیخنے چلانے کی طرح نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی ریاکاری کے جذبے کے تحت کیا جائے۔ پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کسی کی تکلیف اور پریشانی کا سبب نہ ہو۔

مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کو اللہ کے فضل سے چاروں سلاسل میں اجازت تھی لیکن آپ اکثر سلسلہ قادریہ ہجویریہ ہی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مرشدی ہجویری رحمہ اللہ نے اپنے ایک تعلق والے کو دیکھا کہ وہ ذکر نفی اثبات بہت اُونچی آواز میں کررہے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا کہ اتنی اُونچی آواز میں کیوں کررہے ہو تو انھوں جواب دیا کہ حضرت اس وجہ سے کررہا ہوں کہ اللہ پاک راضی ہو جائیں۔ حضرت نے تین بار یہ سوال دوہرایا۔ اس شخص نے یہی جواب دیا کہ حضرت سچی بات یہی ہے کہ میں صرف اسی نیت سے کررہا تھا۔ حضرت نے اس شخص کو گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ آئندہ اور اُونچی آواز سے کرنا تا کہ رگ و پے کے ذرہ ذرہ میں یہ ذکر پیوست ہو جائے اور اندر کا وجدان اس ذکر سے شناسا ہو جائے۔ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذکر بالجہر اس کے لیے حلال ہے جس کی زبان غیبت اور جھوٹ سے پاک ہو، جس کا حلق حرام اور شبہ سے اور دل ریا سے پاک ہو۔

ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل

ذکر بالجہر کے جواز پر ''سباحۃ الفکر'' میں مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اڑتالیس احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں: (1)...... ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم، ملخصاً)

وضاحت: اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے ذکر بالجہر، ذکر خفی، ذکر اجتماعی و انفرادی ذکر کی اپنے ہاں قدر و منزلت کو بیان فرمایا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں کسی بزرگ کے حوالے سے فرماتے ہیں یہ حدیث پاک بلند آواز

سے ذکر کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)۔ (2)......حضرت امام عبدالوھاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ غروب شمس کے وقت ذکر بالجہر کرتے تھے۔ اور جب کبھی ذکر بالسر کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آجاتے اور اور فرماتے کہ ذکر بالجہر کرو کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ (کشف الغمّہ)۔ (3)......ایک مرتبہ رات کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تشریف لے جارہے تھے کہ ایک شخص کو مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے سنا ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یہ تو کوئی ریا کار معلوم ہوتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ ریا کار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہے۔ (سباحۃ الفکرص ۵۶ بحوالہ بیہقی ملخصاً)

سلسلہ قادریہ کے کمالات

☆......سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے ذکر کی کثرت کی وجہ سے کشف وکرامات کا بہت زیادہ صدور ہوجاتا ہے اگرچہ وہ اس کو مقصود نہیں سمجھتے۔ ☆......یہ سلسلہ صفا ولمعان یعنی بجلی کی طرح چمکنے والی صاف شہد کی نہر ہے۔ ☆......شیخ امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلاسل کے حوالے سے ایک سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر سلسلہ کی الگ نسبت اور جدا آثار ہیں آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم نے جو نسبت حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ یعنی قادری سے حاصل کی وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک ہے۔ اسکے بعد آپ نے دیگر سلاسل کے کمالات بیان فرمائے۔

سلسلہ قادریہ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کی نظر میں

نام کے قادری تو کثرت سے ہیں لیکن ''عارف تمام'' قادری شاذ و نادر ہیں، قادری معرفت الٰہی توحید کا دریا نوش ہوتا ہے، قادری قاتل نفس، صحیح معنوں میں غنی اور حق پسند ہوتا ہے۔ قادری بدعات سے بیزار اور سرور وحسن پرستی سے متنفر ہوتا ہے، قادری پر قادر مطلق کا بہت زیادہ کرم ہوتا ہے اس کو کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوتا۔ اسے ایسی غنایت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملکِ سلیمانی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ہر دوسرے طریقے کی انتہاء بھی قادری طریقے کی ابتداء کی ہرگز برابری نہیں کرسکتی دیگر تمام طریقے چراغ کی طرح ہیں لیکن قادری طریقہ سورج کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ منور اور روشن ہے۔

قادری طالب مرید بغیر ریاضت، دائمی نماز میں غرق ہوتے ہیں ان کے جسم دنیا اور دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ وہ دائمی نماز اپنے دل میں پڑھتے ہیں ان کے مراتب دیکھ کر غوث اور قطب بھی پریشان ہوجاتے ہیں (کیونکہ) وہ خالص فقیر ہیں۔ (اسرار قادریہ)

طریقہ نقشبندیہ وقادریہ کے مرکب ہونے کا بیان

طریقہ قادریہ اور نقشبندیہ دونوں سے مرکب ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ خلیفہ، حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ''حضرات القدس'' میں خود امام ربانی رحمہ اللہ کی زبانی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام ربانی رحمہ اللہ صبح کے حلقہ میں معہ یاران مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما تشریف لائے اور ایک خرقہ آپ کی قمر پر ڈال دیا۔ حضرت نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہ سکندر ہیں جلدی سے اٹھے اور بتواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے جد امجد نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آیا ہے میرے سپرد کر کے فرمایا تھا کہ اس کو امانتاً اپنے پاس رکھو جس کو میں کہوں گا اس کے حوالے کر دینا۔ اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد نے آپ کے حوالے کرنے کے واسطے فرمایا لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا۔ مگر چونکہ اب تاکید تھی اس لیے چاہتے نا چاہتے لے آیا ہوں چنانچہ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے۔

منتہی سالکین کا خاص عمل

حبس دم نہایت مفید عمل ہے ایسے وقت میں جبکہ معدہ بھرا ہوا نہ ہو اور نہ اس قدر بھوک ہو جو کہ بے قرار کر دے، معتدل جگہ میں جہاں پر نہ زیادہ سردی ہو نہ زیادہ گرمی، باوضو چار زانو قبلہ رو بیٹھیں اور آہستگی سے سانس ناف سے کھینچ کر دل پر روک لیں، زبان اس وقت تالو سے لگی ہوئی غیر متحرک ہو اور تصور میں لفظ ''لا الــــہ'' بائیں زانو سے نکال کر دائیں زانو پر گزارتے ہوئے داہنے مونڈھے پر ختم کریں اور پھر ''الا اللہ'' کی ضرب قلب پر لگائیں۔ اس سب کارروائی میں سر کو حرکت دیتے رہیں ہر ایک سانس میں تین مرتبہ ذکر ہو۔ اس کے بعد آہستہ سے سانس باہر نکال دیں، پھر دوسری سانس میں اسی طرح کریں، اسی طرز پر دس سانس پہلے روز کریں، دوسرے دن دس اور بڑھائیں یہاں تک کہ سو سانس تک نوبت آ جائے اس کے بعد ہر سانس میں ایک ایک عدد روزانہ زیادہ کرتے رہیں یہاں تک کہ ہر سانس میں ایک سو اکیس تک ذکر کرنے لگیں، اگر ابتداء میں روزانہ دس دس سانس بڑھانے میں دقت ہو تو ایک ایک سانس بڑھائیں مگر ہر سانس میں کم از کم تین مرتبہ ذکر سے شروع کر دیں اور ہر روز ایک ایک ذکر زیادہ کریں، اس میں حرارت زیادہ پیدا ہو گی ذکر کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک سرد پانی یا سرد غذا استعمال نہ کریں، اس حبس دم سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے مگر مداومت شرط ہے۔ برے وساوس کے علاج کے لیے یہ ذکر بہت ہی مفید ہے۔

پاس انفاس کا ذکر

پاس انفاس میں زبان اور ہونٹ کی حرکت نہیں ہونی چاہیے، نہ آواز میں جہر پیدا ہونا چاہیے، اندر جانے والے سانس میں لفظ ''اللہ'' اور باہر نکلنے والے سانس میں لفظ ''ھو'' پیدا ہونا چاہیے اور '' **ھوالظاھر و الباطن** '' کا تصور قائم کرنا چاہیے، اس کے علاوہ وقت مقررہ کے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ پاخانہ پیشاب کرتے ہوئے بھی جاری رکھنا چاہیے تاکہ یہ ذکر طبیعت ثانیہ بن جائے اور بلا اختیار و ارادہ ہونے لگے۔

حضرت مرشدی رحمہ اللہ کو اس ذکر میں نہایت ہی رسوخ حاصل تھا، ذکر آپ کی طبیعت کا حصہ بن گیا تھا حتیٰ کہ جب آپ بیت الخلاء میں بھی جاتے تو اپنے ہاتھ سے زبان کو روک لیتے کہ زبان بے ساختہ غیر اختیاری طور پر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتی تھی۔

یہ ذکر ہر کسی کیلئے نہیں بلکہ مرشد جس کیلئے مناسب سمجھتے ہیں اسے تلقین کر دیتے ہیں لہٰذا کبھی بھی اپنی مرضی سے ذکر شروع نہ کریں۔

ذکر نفی اثبات کی فضیلت اور اہمیت

(1)...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ ''علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام'' نے اللہ جل جلالہ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی اور (وظیفہ) تعلیم فرما دیجئے۔ جس سے آپ کو یاد کیا کروں، اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ '' لاالہ الا اللہ '' کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار یہ تو ساری دنیا ہی کہتی ہے، ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف " لا الہ الا اللہ " کو رکھ دیا جائے تو " لا الہ الا اللہ " والا پلڑا جھک جائے گا۔ (رواہ النسائی وابن حبان والحاکم)۔ (2)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا) کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ " لا الہ الا اللہ " کہے۔ (رواہ البخاری)۔ (3)...... حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ " لا الہ الا اللہ " کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرام کاموں سے اس کو روک دے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر)۔ (4)...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ " لا الہ الا اللہ " کہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھل جائیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (رواہ الترمذی)

نوٹ:۔ ذکر نفی اثبات کا طریقہ معمولات یومیہ میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

ذکر کے مسائل:۔ (1)...... اللہ والو! وسوسوں اور پریشان خیالات کی بناء پر کوئی وظیفہ ترک نہ کرو، وسوسوں کا آنا ہر شخص کیلئے لازمی ہے کبھی کبھی یہ خوف اور وساوس نیک نتائج کا پیش خیمہ اور سبب بنتے ہیں۔ (2)...... پاس انفاس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی سانس ذکر خداوندی سے خالی نہ ہو اور اس کے ساتھ ذکر قلبی کا بھی رابطہ ہو۔ (3)...... واقعہ یہ ہے کہ ذکر کرتے کرتے جب چھوڑ دیا جاتا ہے تو قلب میں ایسی قساوت (تنگی) پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد ذکر کرنے میں پہلی حالت زیادہ دنوں میں عود کرتی ہے۔ ہاں اگر انسان کے باطنی اجزاء ذکر سے پوری طرح رنگین ہو چکے ہوں تو پھر ترک کرنا مضر نہیں ہوتا۔

(4)......لطائف کا جاری ہونا مقصد اصلی نہیں، اگر منظور الٰہی ہے تو یہ بات بھی حاصل ہو جائے گی۔ (5)......سورہ کہف کی آخری آیت ''اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ'' سے آخر سورۃ تک پڑھ کر دعا کر کے سونا تہجد کیلئے آنکھ کھلنے میں مجرب ہے۔ (6)......اگر کسی وقت تکان معلوم ہو تو ذکر کم کر دیں۔ (7)......روغن کدو کی مالش اور مغز بادام اور مغز تخم کدو کو شیرہ مصری سے شیریں کر کے پینا دماغ کیلئے مفید ہے۔ (8)...... بلا شدید ضرورت ذکر میں بات نہ کرے۔ (9)......اتفاقاً ضرورت شدیدہ کسی مہمان کی خاطر سے معمولات میں تبدیلی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ (10)......صحت کیلئے چھ گھنٹے سونا ضروری ہے ایک ہی نشست میں ہو یا متفرق نشستوں میں۔

ذکر کے نتائج

ذکر کے نتائج کے سلسلے میں لوگ مختلف خیالات رکھتے ہیں اس بارے میں مرشد ہجویری رحمہ اللہ اور دیگر بزرگوں کی باتوں کا خلاصہ آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کسی کی کیفیت بہت زیادہ رونے والی ہو جاتی ہے، کسی کو اچھے اچھے خواب کا آنا شروع ہو جاتے ہیں، کوئی حالت شوق و خوف میں ہوتا ہے کسی پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا ہے، کسی کے لطائف سے ذکر جاری ہو جاتا ہے اور اسی طرح کی بہت سی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں لیکن یاد رکھیں یہ کچھ بھی مقصود نہیں کیفیات کا کوئی بھی درجہ حاصل نہ ہو تو کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے پاس ایک بندہ آیا اور کہنے لگا کہ میری زبان تو ذکر کرتی ہے لیکن دل نہیں کرتا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کر کہ اللہ نے جسم کے ایک حصہ کو اپنی یاد میں لگا دیا ہے ذکر کرتا رہے ان شاء اللہ دل بھی حاضر ہو ہی جائے گا۔ ایک اور مقام پر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک حاضری میں بادشاہ ناراض ہو جائے تو کیا دوسری حاضری میں وہ دربار میں گھسنے دے گا؟ ہرگز نہیں۔ بس جب تم ایک مرتبہ نماز کیلئے مسجد میں آ گئے اس کے بعد پھر توفیق ہوئی تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہو گئی اور تم مقبول ہو۔

ذکر اللہ سے جسمانی بیماریوں کا علاج

ہالینڈ کے ماہر نفسیات نے انکشاف کیا ہے کہ لفظ ''اللہ'' کا ذکر افسردگی، ڈیپریشن اور ذہنی الجھن کے شکار مریضوں کیلئے بہت مجرب علاج ہے بلکہ اس جیسے دیگر نفسیاتی مرض میں مبتلاء لوگوں کیلئے بھی مفید ہے۔ ڈچ ماہر نفسیات وینڈر ہاون نے اپنی نئی دریافت میں کہا ہے کہ قرآن مجید کا مطالعہ اور لفظ ''اللہ'' کا بار بار دہرانا مریض یا عام شخص ہر کسی پر اثر کرتا ہے۔ ڈچ پروفیسر اپنے مطالعہ اور تحقیق سے گزشتہ 3 سال سے مریضوں پر تجربے کر رہے ہیں۔ ان میں بیشتر مریض غیر مسلم تھے جو عربی نہیں بول سکتے تھے انہیں لفظ ''اللہ'' صاف طور پر بولنے کی تربیت دی گئی جس کا بہت ہی حیرت انگیز نتیجہ برآمد ہوا۔ خاص طور پر ان مریضوں پر جو افسردگی اور تناؤ کا شکار تھے۔

سعودی روزنامہ ''الوطن'' نے لکھا ہے کہ مسلمان جو عربی پڑھ سکتے ہیں اور قرآن مجید کا مطالعہ بلاناغہ کرتے ہیں وہ خود کو نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ ماہر نفسیات کے مطابق ''اللہ'' کا ہر حرف نفسیاتی امراض کے سدباب میں مؤثر ہے۔ اپنی تحقیق کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ویندر ہاون نے بتایا کہ لفظ ''اللہ'' کا پہلا حرف ''الف'' نظام تنفس سے خارج

ہوتا ہے اور سانس کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ حرف ''ل'' کی ادائیگی کیلئے زبان کو معمولی سا تالو سے لگا کر تھوڑا توقف کرنے کے بعد اس عمل کی صحیح ادائیگی سے دہرانے اور سانس لینے کا عمل توقف سے جاری رکھنے سے تناؤ کو عافیت حاصل ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ لفظ ''اللہ'' کا آخری حرف ''ہ'' کی ادائیگی سے پھیپھڑے اور دل کا رابطہ ہوتا ہے اور بدلے میں یہ رابطہ دل کی دھڑکن کو کنٹرول کرتا ہے۔

ذکراللہ کیسے کیا جائے؟

جب ذکراللہ کے اتنے فضائل ہیں تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کس طرح کیا جائے اب میں اس کی تفصیل آپ دوستوں کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

ذکر کی تین قسمیں ہیں: (1)......اپنے شیخ کے تجویز کردہ معمولات وتسبیحات۔ (2)......مسنون دعائیں: ذکراللہ کی دوسری قسم مسنون دعائیں ہیں......آج مسنون دعاؤں کا رواج ختم ہوتا جارہا ہے حالانکہ مسنون دعاؤں نے قبولیت کے راستے دیکھے ہوئے ہیں......مسنون دعائیں اتباع سنت کی وجہ سے قرب الٰہی کا بھی ذریعہ ہیں......کئی مشائخ سے منقول ہے کہ انہیں مسنون دعاؤں کے اہتمام سے ولایت مل گئی مجاہدات وریاضت میں جان نہ کھپانا پڑی......لہٰذا مسنون دعائیں جو بہت چھوٹی چھوٹی ہیں جن پر ایک منٹ سے زائد نہیں لگتا ایک بار یاد کرلی جائیں تو ساری زندگی اپنے موقع ومحل میں پڑھتا رہے گا...... ہر شخص خود بھی اہتمام سے یہ دعائیں یاد کرے اور اپنے بچوں گھر والوں کو شروع سے یاد کرادے، بعد میں یاد کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے......مسنون دعاؤں اور مسنون اعمال کا بیان تفصیل سے اسی کتاب میں موجود ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ (3) تلاوت: ذکر کی تیسری قسم تلاوت قرآن پاک کا اہتمام ہے......اب تفصیل کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی اہمیت اور فضیلت بیان کی جاتی ہے تاکہ ہر شخص کیلئے عمل کرنا آسان ہو اللہ پاک زیادہ سے زیادہ ہمیں قرآن سے دل لگانے کی توفیق عطا فرمائے اور زندگی کی ترتیب کو قرآن کے مطابق ڈھالنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

تلاوت قرآن کی فضیلت اور برکت

آج جب میں اپنے مرشد ہجویری رحمہ اللہ کے قرآن کے معارف بیان کرنے کو سوچتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ قرآن ایسی روشنی ہے جس کی چمک کم نہیں ہوتی، ایسا چراغ ہے جس کی لو ماند نہیں پڑتی، ایسا سمندر ہے جس کی تہہ کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا، ایسی شاہراہ ہے جس پر اخلاص سے چلنے والا کبھی منزل سے بھٹکتا نہیں، حق وباطل میں امتیاز کرنے والا ایسا معیار ہے کہ اس کے دلائل کمزور نہیں پڑتے، ایسا بیان ہے جس کے اصول متزلزل نہیں کیے جاسکتے، ایسی شفاء ہے کہ پھر بیماری کا خدشہ نہیں، ایسی عزت اور سربلندی ہے جس کے حامی شکست نہیں کھاتے، ایسا حق ہے جس کے مددگار ذلیل نہیں ہوتے، قرآن پاک کی تلاوت قبر میں حسین شکل دوست کی صورت میں دل بہلانے کا ذریعہ ہوگی۔ انسان ہر چیز دنیا میں چھوڑ جائے گا......قرآن ہی قبر وحشر میں کام آئے گا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ نے ہر بار اللہ تعالیٰ سے یہی پوچھا کہ یا اللہ! تیرے قرب کا سب سے نزدیکی راستہ کون سا ہے...... ہر بار یہی جواب ملا میرا کلام پاک ہے......آپ نے عرض کی ''سمجھ کر ہو یا بلا سمجھے'' جواب ملا ہر حال میرے تعلق کا ذریعہ ہے۔

روزانہ بارہ ہزار قرآن پاک کا ختم

تذکرہ قاریان ہند نامی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ بلبنی دور کے ایک صاحب جو بہت مالدار تھے فخرالدین ان کا نام تھا ان کے یہاں 12 ہزار وظیفہ خوار قرآن پاک پڑھنے کیلئے مقرر تھے۔ ہر روز بارہ ہزار قرآن کریم ختم کرتے۔ اس کے علاوہ قرآن مقدس سے لگاؤ کے ان کے عجیب وغریب قصے کتابوں میں ملتے ہیں۔

قرآن کا ادب بادشاہ کی مغفرت کا ذریعہ

ایک مرتبہ ایک بادشاہ شکار کیلئے نکلا کسی سبب سے وہ ایک دیہاتی کا مہمان ہوا۔ دیہاتی نے اپنے غریب خانے میں بادشاہ سلامت کی میزبانی کے فرائض انجام دیے۔ بادشاہ جب سونے کیلئے رات کو بستر پر لیٹا تو دیکھا کہ وہاں ایک طاق میں قرآن مجید رکھا ہے۔ بادشاہ کے دل پر قرآن کی عظمت چھاگئی اور ساری رات ایک کونے میں بیٹھ کر اس نے گزار دی کہ کہیں خدانخواستہ قرآن کی مجھ سے بے ادبی نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں اس بادشاہ کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو بادشاہ کہنے لگا اس رات قرآن کریم کا ادب کرنا اس کریم اللہ کو پسند آگیا اور اس ایک ادا پر اس نے میری بخشش فرمادی۔

قرآن سے محبت ہو تو ایسی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ جب پہلے حج کیلئے کراچی سے بحری جہاز میں روانہ ہوئے تو شعبان میں سفر شروع ہوا۔ دوران سفر رمضان آگیا پورے بحری جہاز میں کوئی حافظ قرآن نہ تھا۔ آخری کی دس سورتیں تراویح میں پڑھی جانے لگیں۔ حضرت رحمہ اللہ کو اس کام سے بہت غیرت آئی کہ تین سو افراد جہاز میں موجود ہیں اور قرآن کریم مکمل نہ سنایا جائے۔ اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے اور صبح ایک پارہ یاد کرتے اور شام کو وہی پارہ تراویح میں سنا دیتے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ایسا قرآن کا ذوق وشوق عطا فرمائے۔ ساری روحانیت اور ولایت قرآن ہی سے طے ہوتی ہیں۔

قرآن کریم کا ادب اور اس کا صلہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک بزرگ نے سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا، جواب دیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن شریف کا ایک ورق رکھا تھا میں نے خیال کیا یہاں قرآن کا ورق رکھا ہوا ہے، سونا نہ چاہیے پھر دل میں خیال آیا کہ قرآن کے ورق کو کہیں اور رکھوا دوں اور خود یہاں آرام کروں پھر سوچا کہ یہ بڑی

بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کی جگہ تبدیل کروں، اس ورق کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا اور تمام رات جاگتا رہا میں نے کلام پاک کے ساتھ جو ادب کیا اس کے بدلے حق تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔

قرآن سے محبت اور شغف

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نقشبندی سلسلے کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ جب میں جنت میں جاؤں گا اور حوریں میرے پاس آئیں گی تو میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ اگر قرآن پڑھنا یا سننا ہے تو ہمارے پاس بیٹھ جاؤ ورنہ واپس چلی جاؤ۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو مزہ نماز میں ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ جب نماز میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں نے پیار کرلیا۔

قرآن مجید کی بے ادبی پر فوری سزا

حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ’’قل أرء یتم ان اصبح مآؤکم غورا فمن یأتیکم بماء معین ‘‘ آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی نیچے ہی غائب ہوجائے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس صاف پانی لے آئے گا۔ اس آیت سے متعلق بعض تفاسیر میں یہ حکایت منقول ہے کہ کسی متکبر نے یہ آیت سن کر کہا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو ہم پھاوڑے اور کدال کے زور سے پانی زمین سے کھود کر نکال لائیں گے۔ یہ بات اس کے منہ سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کا پانی خشک کردیا اور اس کی دونوں آنکھیں چلی گئیں اور روشنی جاتی رہی اور غیب سے ایک آواز آئی کہ پہلے یہ پانی اپنی آنکھ میں تو لے آؤ پھر زمین سے کنواں یا چشمہ کھود کر پانی نکالنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی، گستاخی سے بچائے۔ بعض اوقات اللہ کی طرف سے اس پر فوری پکڑ آجاتی ہے۔

وہ تجارت جس میں گھاٹا نہیں......!

قرآن پاک ایسا قانون الٰہی ہے جو دین اور دنیا میں لوگوں کی اصلاح کا کفیل اور ان کی دنیا اور آخرت کیلئے کامیابی کا ضامن ہے، اس کی ہر آیت ہدایت کا سرچشمہ اور رحمت کا خزانہ ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس مقدس کتاب سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط کرے۔ ہر مسلمان ہی کیلئے اور خاص طور پر سالکین کیلئے قرآن پاک کی تلاوت بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ سال میں دو مرتبہ ختم قرآن پاک کا حق ہے، حافظ قرآن کو روزانہ تین پارے اور غیر حافظ کو ایک پارہ تلاوت کرنا چاہیے، اگر یہ نہ ہوسکے تو جتنا بھی ہوسکے کچھ نہ کچھ اپنے معمول میں رکھنا چاہیے۔

نو منٹ میں نو قرآن اور ہزار آیات کا ثواب

اللہ کریم اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے اعمال پر کتنی پہاڑوں جیسی نیکیاں عطا فرماتے ہیں اس کی چند مثالیں میں آپ کی خدمت میں احادیث کی روشنی میں پیش کرتا ہوں تاکہ اہمیت کا اندازہ ہوسکے۔ (1)......سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)۔ (2)......آیت

الکرسی: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)۔ (4)......سورۃ الزلزال: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)۔ (5) سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)۔ (6)......سورۃ التکاثر: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)۔ (7)......سورۃ القدر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مواہب)۔ (8)......سورۃ النصر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)۔ (9)......سورۃ فاتحہ: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (تفسیر مظہری)

حاصل کلام یہ ہے کہ ان تمام کا پڑھنا 9 قرآن پاک اور 1000 ہزار آیات پڑھنے کا ثواب ہے اور چونکہ رمضان میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا ہے اس لئے رمضان میں 630 قرآن پاک اور 70 ہزار آیات پڑھنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

نوٹ: یہ چند سورتیں لکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ خود اپنی مرضی سے ہی وظائف شروع کر لیے جائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ چند آیات پر کتنی زیادہ فضیلتیں ملتی ہیں اور ہم اب تک کتنے غافل رہے۔ شروع سے آخر تک تھوڑا ہی سہی لیکن روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں۔

درود شریف کی فضیلت و برکت

اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے لئے بڑی محسن ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کی رہنمائی کی بدولت ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نصیب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ ان کا شمار ہو سکتا ہے اور نہ ان کی حق ادائیگی، اس وجہ سے انسان جتنا بھی درود شریف پڑھتا رہے وہ کم ہے چہ جائیکہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے درود شریف پر بے شمار ثواب اور سینکڑوں انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اعمال صالحہ میں سے درود شریف بڑی مبارک عبادت ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے علاوہ تمام پریشانیوں و مصیبتوں سے خلاصی کا وعدہ ہے۔ درود شریف پڑھتے وقت یہ نیت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں جن کے احسانات کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پاک پڑھا جائے۔ ان شاء اللہ اس نیت سے درود شریف پڑھنے پر اس کی خیر و برکات مزید بہت زیادہ ہو جائیں گی کیونکہ ہمارے سلسلے میں کم از کم ایک ایک تسبیح صبح و شام درود پاک کی ہے۔ اب میں درود پاک کی چند فضیلتیں آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں اگر ان فضائل کو سامنے رکھتے ہوئے درود پاک پڑھا جائے تو زندگی میں خیر و برکت کا بہت ہی زیادہ اضافہ ہوگا۔

حصول برکت، ترقی معرفت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کیلئے درود و سلام سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ درود شریف پڑھنا عبادت تو ہے ہی اس کے علاوہ اللہ جل شانہ درود پڑھنے والے بندے پر درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں، فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور خود درود

شریف بھی اس کیلئے مغفرت طلب کرتا ہے۔ یقین کامل اور خلوص ومحبت کے ساتھ درود پاک کا ورد ہر مسلمان کیلئے دنیا و آخرت میں خیر وبرکت، صلاح وفلاح اور بے حساب فضائل وفوائد کے حصول کا ذریعہ ہے۔

کثرت درود کے فضائل

(1)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں تو اسکو چاہیے کہ مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے۔ (دیلمی، القول البدیع)۔ (2)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے میرے قریب قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس نے (دنیا میں) مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا ہوگا۔ (ترمذی شریف)۔ (3)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود کی کثرت کرے گا وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (دیلمی، زادالسعید)۔ (4)...... حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمہیں پیاس نہ لگے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، تو ارشاد ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (زادالسعید)۔ (5)...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو چاہے کہ اس کے اعمال بڑے ترازو میں تلیں (وزن کئے جائیں) تو اس کو چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔ (فضائل درود شریف)۔ (6)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (کیونکہ) درود کی کثرت تمہارے لئے پاکیزگی اور طہارت کا موجب ہوگی، یعنی درود پڑھنے کے سبب گناہوں سے ظاہری، باطنی، مالی اور جسمانی پاکیزگی حاصل ہوگی۔ (ابویعلیٰ، زادالسعید)۔ (7)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو اس لئے کہ تمہارا درود پڑھنا تمہارے لئے گناہوں کا کفارہ ہے، اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دعا کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت کا ذریعہ ہے۔ (جامع صغیر)۔ (8)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا فاقہ، غربت اور افلاس کو دور کرتا ہے۔ (القول البدیع)۔ (9)...... دنیا کے علماء اور سب کے سب مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص کثرت سے درود پڑھے گا وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہے گا۔ (قلمی بیاض بزرگان دین)۔ (10)...... دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن ہولناکی وخطرات سے وہ شخص نجات پائے گا جو دنیا میں مجھ پر درود زیادہ بھیجتا ہوگا۔ (سعایہ، زادالسعید)۔ (11)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔ (زادالسعید، القول البدیع)۔ (12)...... روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا دوزخ سے

نجات کا ذریعہ ہے۔ (نجات المسلمین)۔ (13)......بعض مشائخ سے منقول ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کی تمام مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ (بیاض الاولیاء)

اب رہا یہ سوال کہ کثرت درود کی کم از کم مقدار کتنی ہے تو اس سلسلے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ''قوت القلوب'' سے نقل کیا ہے کہ کثرت درود کی کم از کم مقدار 300 مرتبہ ہے یعنی دن رات میں 300 مرتبہ پڑھنا کثرت درود میں شمار ہوتا ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ کثرت سے درود پاک پڑھنا محبت کی علامت ہے۔

درود شریف میں کوتاہی کی تلافی

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا حق العبد وحق اللہ دونوں ہیں، لہٰذا اس میں کوتاہی کرنے کا گناہ صرف توبہ سے معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ حق العبد بھی ہے بلکہ اس کی تلافی توبہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے سے ہوگی۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کوتاہی ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ بھی کرے (حق اللہ ہے) اور آئندہ درود کی خوب کثرت کرے یہاں تک کہ دل گواہی دے کہ نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے ہوں گے۔

ایک خاص ادب

کہیں لکھتے وقت ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم'' پورا لکھے اور پڑھے: اگر تحریر میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے صرف ''صلعم'' وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کتاب میں مجھ پر درود بھیجے فرشتے ہمیشہ اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں لکھا رہے گا۔ (القول البدیع)

سلسلہ قادریہ ہجویریہ میں بیعت ہونے والے ہر مرید کیلئے نہایت ہی محبت اور عقیدت سے صبح و شام 100,100 مرتبہ درود پڑھنا لازم ہے۔ اگر زیادہ پڑھنا چاہتے ہیں تو شیخ کی اجازت سے تعداد بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے سلسلے میں بعض ایسے ساتھی بھی ہیں جو روزانہ 70، 80 ہزار اور اس سے بھی زیادہ درود پاک کا ورد کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمارے لئے بھی آسان اور قبول فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

’حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا‘

یعنی اپنے نفس کا حساب لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب (مرنے کے بعد) لیا جائے

نگاہ عیب گری سے جو دیکھا اہل عالم کو — کوئی کافر، کوئی فاسق، کوئی زندیق اکبر نظر آیا
مگر پھر احتساب نفس پر جب پڑی اک نگاہ — تو پایا کہ ہر فرزند آدم ہم سے بہتر تھا

اصلاح نفس کا چوتھا طریقہ

محاسبہ اور مراقبہ

حضرت تمیم داری رضی اللہ کا محاسبہ!
مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کا مراقبہ
مراقبے کے کمالات
اصلاح نفس کیلئے مجاہدے کی ضرورت
کم کھانا اور ندامت کا کھانا
شجرہ طیبہ وقادری ہجویری

(فصل دوم) اخلاق کا حاصل ہونا
اچھے اخلاق احادیث کی روشنی میں
درگزر کرنے کا انعام
اخلاق کی پہلی قسم توحید
توحید سب سے قیمتی سرمایہ
خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ

اصلاح نفس کا چوتھا طریقہ محاسبہ اور مراقبہ

اپنی زندگی کا احتساب کرنے والے طالبین اور قدم قدم کو پرکھنے والے سالکین بہت جلد اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ہمارے تمام بڑوں کی ترتیب رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا'' یعنی اپنے نفس کا حساب لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب (مرنے کے بعد) لیا جائے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ کا محاسبہ!

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی، انہیں بڑا افسوس ہوا، اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے۔ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''منہاج العابدین'' ص30 پر لکھا ہے: حسان ابن ابی سنان رحمہ اللہ ایک مرتبہ ایک بالا خانے پر گزرے تو پوچھا کہ یہ کب بنایا گیا ہے؟ پھر پشیمان ہوکر اپنے نفس سے کہا۔ اے دھوکے باز نفس! تو بے فائدہ چیز کے متعلق سوال کرتا ہے، پھر انہوں نے اپنے نفس کو پورا ایک سال روزے رکھنے کی سزا دی۔

زندگی کا محاسبہ

ایک اچھے تجزیہ نگار نے زندگی کا بہت اچھا تجزیہ کیا ہے اور واقعی بہت حد تک حقیقت پر مبنی ہے مشکوۃ شریف کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر برس کے درمیان ہیں اور امت میں بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اس عمر سے تجاوز کریں گے۔ فرض کیجئے کہ انسان کی کل عمر 63 برس ہے اور انٹرنیشنل قانون یہ ہے کہ آدمی روزانہ 8 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے اس حساب سے 63 سال میں 21 سال کا عرصہ وہ سروس میں گزار دیتا ہے۔ ڈاکٹری اصول کے مطابق صحت کو بحال رکھنے کے لیے اگر انسان 8 گھنٹے روزانہ سوئے تو 63 سال میں 21 سال آدمی سوکر گزار دیتا ہے۔ ہم 63 میں سے 42 =21+21 سال صرف اس نفس پروری کے لئے سروس اور نیند میں گزار دیتے ہیں ہماری اس 63 سالہ زندگی میں سے 42 سال تو کام اور نیند میں گزر گئے اسکے بعد میرے اور آپ کے پاس زندگی کے 21 سال باقی رہ گئے۔ زندگی کے ابتدائی 12 یا 13 سال یعنی بچپن میں ہمیں شریعت کا مکلّف نہیں بنایا گیا تو یہ زمانہ ہمارا کھیل کود میں ضائع ہو جاتا ہے۔

42 سال میں 13 سال بچپن کے جمع کیے تو کل 55 سال ہوگئے۔ پس انسان کی 63 سالہ زندگی میں سے یہ وہ 55 برس انسان نے صرف اپنی ہی تن پروری میں گزار دیئے۔ اور 55 برس اس نے اپنے رب کی کوئی عبادت نہیں کی حالانکہ اس کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا تھا بلکہ زندگی کے یہ 55 برس وہ اپنی ہی تن دہی میں مشغول رہا اب باقی کتنی عمر رہی اور اس میں بھی کتنی عبادت کی توفیق ملی۔ کہ جس کیلئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا۔

مریدین کیلئے محاسبے کے ضرورت:۔ تو سوتے وقت ہر شخص کو چاہیے کہ محاسبہ کرے یعنی صبح سے شام تک جو اعمال کئے ہیں ان کو تفصیلاً یا د کرے جو نیک کام کئے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جن نیکی کے کاموں میں کمی رہ گئی ہو تو اس پر نفس کو ملامت کرے اور خوب ڈانٹے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ اپنے آپ پر کوئی جرمانہ وغیرہ بھی لگا دے اور جرمانہ اس قسم کا ہونا چاہیے جو نفس کو بہت ہی زیادہ گراں گزرے۔ مریدین کو چاہیے کہ رات کو سوتے وقت اپنے دن بھر کے اعمال کو سوچا کریں کہ کون کون سی آج مجھ سے برائیاں ہوئیں یا نیکیاں ہوئیں۔ یہ عمل کچھ دن کرنے سے زندگی بدل جائے گی۔

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

مراقبہ

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں:۔ ”الم یعلم بان اللّٰہ یری “کیا اس کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ ”کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذوالجلال والا کرام “جو کچھ زمین پر ہے فانی ہے اور تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو صاحب بزرگی اور انعام والا ہے۔

مراقبہ کرنے سے پہلے یہ بات سوچا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، وہ میرے ظاہر و باطن ہر چیز سے واقف ہے کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں اس طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت، شان اور قدرت کو سوچا کرے اور اس کے بعد مراقبہ شروع کیا کرے۔

مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کا مراقبہ

اللہ والو! ایک بات لکھ لیں کسی کو بھی بغیر مراقبے کے ولایت نہیں ملی کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو بغیر مراقبے کے اس منزل پر پہنچ گیا ہو۔ میرے حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو چاروں سلاسل میں اجازت تھی۔ حضرت شیخ راہ سلوک میں کامیابی کیلئے مراقبہ کو نہایت ہی اہم قرار دیا کرتے تھے۔ آپ مراقبہ پر بہت ہی محنت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مراقبہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات عشاء کی نماز کے بعد مراقبے میں بیٹھتے اور پوری رات اسی میں بیت جاتی۔ تہجد کیلئے اٹھتے اور فرماتے کہ رات اپنے محبوب سے ملاقات میں بیت گئی پتہ ہی نہ چلا۔ اگر کوئی آپ کی مراقبے میں رفاقت اختیار کرنا چاہتا تو نہ کر پاتا کیونکہ آپ نہایت ہی طویل مراقبہ فرماتے۔ ایک مرتبہ خواص کی مجلس میں فرمایا کہ مراقبے کے اندر اللہ پاک نے نہایت ہی کمال رکھا ہے بس اللہ کی دین ہے جس پر یہ نعمت کھل جائے، مسلسل محنت اور مشق سے یہ نعمت حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر لوگ مراقبہ اس کو سمجھتے ہیں کہ بیٹھتے ہی حیرت انگیز مناظر نظر آنا شروع ہو جائیں، نظر نہ آنے والی مخلوقات سے ملاقاتیں شروع ہو جائیں اور تمام لطائف سے ذکر جاری ہو جائے اور مراقبہ عالم لاہوت کی سیر کا نام ہے۔ فرماتے کہ نہیں اللہ والو! مراقبہ یہ سب کچھ نہیں بلکہ یار سے ملاقات کے انتظار میں بیٹھے رہنے کا نام ہے یعنی مراقبہ مشاہدے کا نام نہیں بلکہ مجاہدے کا نام ہے۔

حضرت خواجہ مؤید الدین محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی حقیقت انتظار کرنا ہے۔ حضرت معروف ایشاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبہ تمام صفات کا جامع ہے اور تمام نقصانات سے پاک ہے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبے کا کمال بلی سے سیکھو جو ایک چوہے کی خاطر گھنٹوں ساکت بیٹھی رہتی ہے۔

مراقبہ اور مجاہدہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے انھوں نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ ایک بزرگ کے پاس گئے وہاں مراقبہ کا وقت تھا انھوں نے تین گھنٹے مراقبہ کرایا۔ ایک ساتھی نے ابھی مراقبے سے اٹھنے کا سوچا ہی تھا کہ ان بزرگ پر اس کی کیفیت منکشف ہوگئی۔ انہوں نے دعا کروا دی اور پھر فرمایا بھائی اب جب آؤ تو مراقبہ کا شوق لے کر آیا کرو۔ ذرا سوچیں کہ ہمارے بڑوں کو مراقبے کا کتنا اہتمام اور شوق تھا۔ اللہ ہم سب کو بھی عطا فرمادے۔

مراقبہ کا طریقہ کار

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اپنا وقت مقرر کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یہ نہ ہو سکے تو اپنے فرصت کے اوقات میں پابندی وقت کے ساتھ روزانہ نہایت ہی یکسوئی کے ساتھ قبلہ رخ جس طرح سہولت ہو اگر التحیات کی صورت میں بیٹھے تو زیادہ بہتر ہے آنکھوں کو بند کرلے، زبان کو تالو سے لگائے تا کہ وہ حرکت نہ کرے اور دل کو تمام پریشان خیالات سے خالی کرے اور اپنے دماغ کی پوری توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ پاک کی طرف کرلے کہ وہ ایک ذات ہے جو تمام عیوب سے پاک ہے اور کامل صفات والی ہے اس کی طرف سے فیض کا نور سنہرے رنگ کی شکل میں میرے دل میں آرہا ہے اور میرے دل کی ظلمت، کدورت اور سیاہی اس نور کی برکت سے دھل رہی ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے ''اللہ'' ''اللہ''۔ اس خیال میں اتنا گم ہوجانے کی کوشش کریں کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے، روزانہ کم از کم دس منٹ سے مراقبہ شروع کریں، شروع شروع میں مبتدی کو خیالات وغیرہ تنگ کرتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ مشق کرنے سے رحمت الٰہی متوجہ ہوجاتی ہے اور وہ لذت حاصل ہوتی ہے جس کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں۔

مراقبے کے کمالات

کیونکہ مراقبے کی براہ راست نسبت اللہ کی ذات اور اسم اعظم کے ساتھ ہے اور مراقبہ اسی اسم اعظم کو دل میں بسا لینے کی کوشش کا نام ہے۔ جس دل میں یہ نام آجائے اس دل کو ولایت اور نفس مطمئنہ والا دل کہا جاتا ہے۔

(1)......مراقبہ کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی قوت متخیلہ بہت زیادہ مضبوط ہوجاتی ہے۔ (2)......مراقبہ کرنے والے کا دل ذاکر ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو سوتے وقت بھی ذکر کا ثواب ملتا ہے۔ (3)......مراقبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ (4)......مراقبہ گناہوں کے درمیان ایک بہت بڑا حجاب بن جاتا ہے۔ (5)......مراقبہ

کرنے والا دنیا کے غموں سے نکل جاتا ہے کیونکہ وہ آخرت کے غم کو اپنا غم بنالیتا ہے۔

اس کے علاوہ مراقبہ کن کمالات کا حامل ہے آپ سوچ بھی نہ سکیں۔ جسمانی امراض، ٹینشن، ڈیپریشن، ایگزائٹی تو اس سے ایسے دور ہوتے ہیں کہ آپ حیران ہو جائیں۔ کبھی کبھی تو میرے دل میں آتا ہے کہ ایسے تمام مریضوں کو بلاؤں اور ان کو مراقبے کی مشق کرواؤں۔

اقسام مراقبہ

کیونکہ مراقبہ سوچ و بچار اور نگہداشت کا نام ہے اس اعتبار سے بعض اہل اللہ نے یہ چند مراقبات بھی لکھے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کی خوب نگہداشت کیا کرے۔ کچھ اللہ والوں نے اور بھی مراقبات لکھے ہیں ان کا خلاصہ آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

مراقبہ محبت حق

یہ مراقبہ کیا کرے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ مجھ کو چاہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ چند دنوں میں آپ محسوس کریں گے آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگئی اور جب محبت کا تصور پختہ ہو جائے تو یہ سوچا کرے جب حق تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے تو میری بیماری، مصیبت، اور پریشانی میں ضرور کوئی مصلحت اور میرا ہی کوئی فائدہ ہوگا ورنہ محبت میں محبوب کو کون تکلیف دیتا ہے۔

مراقبہ نماز

جو شخص نماز میں یہ پانچ کام کرے گا اس کی نماز اولیائے کاملین والی نماز ہو جائے گی۔ (1)......نماز پڑھنے سے پہلے یہ سوچا کرے آج میں نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ (2)...... یہ سوچا کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (3)......نماز کے معنٰی کا خیال رکھنا اور ہر لفظ کو سوچ سمجھ کر زبان سے ادا کرنا۔ (4)......نماز میں نگاہوں کی حفاظت کرنا۔ (5)......اور پختہ یہ تصور قائم رکھنا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے، شاید اب عمر کا خاتمہ ہو جائے۔

مراقبہ تلاوت

جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کا ارادہ کرے تو تھوڑی دیر پہلے یہ سوچ لیا کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے روبرو بیٹھا ہوں جس طرح شاگرد استاد کے سامنے ہوتا ہے اور بطور سبق کے اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں۔

مراقبہ رزق

کسی شخص کو اگر اللہ تعالیٰ نے خوب پاکیزہ مال عطا فرمایا ہے اور بے فکری کا رزق عطا فرمایا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے لیکن اس کا نقصان یہ ہے کہ اپنا بڑا پن پیدا ہونے، غریبوں کی حقارت کرنے یا کمزوروں پر ظلم کرنے کا سبب بن

جائے۔ تو اس وقت یہ سوچا کرے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا فضل فرمایا ہے ورنہ میں بالکل نااہل تھا مجھ میں کوئی کمال بھی نہ تھا بلکہ اپنے گناہوں پر نظر کر کے سوچے کہ میں تو سزا کا مستحق تھا اور اگر بالفرض مجھ میں کوئی کمال بھی تھا تو مجھ سے بہت زیادہ کمال رکھنے والے پریشان حال پھرتے ہیں۔ پھر اس کا فضل ہی تو ہے جو اس نے مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا: اب میں ناز کس بات پر کروں ؎

اگر روزی بدانش در فزودے زناداں تنگ تر روزی نبودے

یعنی رزق کا مدار عقل پر نہیں لیاقت سے رزق کا ملنا قارون کا عقیدہ ہے۔

مراقبہ دفع معاصی

گناہوں کا علاج سوائے پختہ ہمت اور ارادے کے کچھ نہیں۔ اگر گناہوں کی طرف بہت زیادہ میلان ہو تو جہنم کے عذابات اور اللہ تعالیٰ کی صفت بصیر کو بہت سوچا کرے اس کی وجہ سے ہمت قوی ہو جائے گی اور چند بار ایسا کرنے سے گناہوں کی طرف رغبت بہت کمزور ہو جائے گی۔

مراقبہ زمین

یہ بات سوچا کرے کہ ہماری اصل تو مٹی ہی ہے، ایک دن میرا جسم گل سڑ جانے کے بعد مٹی ہو جائے گا، جب میری حقیقت یہ ہے تو مٹی ہو کر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا بہت ہی نامناسب ہے۔

مراقبہ ترغیب مجاہدہ

اپنے آپ کو اس طرح سمجھانا چاہیے کہ میں تو اپنے اصلی گھر جا رہا ہوں اپنی منزل پر جا رہا ہوں، اپنے اصل مکان کی طرف جاتے ہوئے تو پالتو جانور بھی تیزی سے چلا کرتا ہے، حیرت ہے کہ میں انسان ہو کر بھی اتنی سست رفتاری سے قدم اٹھا رہا ہوں۔

مراقبہ موت

''اکثروا اذکر ھاذم اللذات'' لذت کے مٹانے والی شے یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو۔ ہر شخص کو تھوڑی دیر بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ مجھے ایک دن مرنا ہے اور مر کر قبر میں جانا ہے وہاں سانپ بچھو ہیں یا جنت کے باغ ہیں۔ اگر اچھے عمل ہیں تو قبر باغ ہے اور اگر برے ہیں تو سانپ اور بچھو ہیں پھر قبر سے اٹھنا ہے اور حساب کتاب کیلئے پیش ہونا ہے اور پل صراط پر چلنا ہے۔ اسی طرح تمام واقعات قیامت کو یاد کر لیا کرے، جب یہ مراقبہ صحیح ہو جائے گا تو غلطی سے بھی گناہ نہ ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆......☆......☆

اصلاح نفس کیلئے مجاہدے کی ضرورت

اَلْمُشَاهَدَةُ بِقَدَرِ الْمُجَاهَدَةِ مشاہدہ بقدر مجاہدہ کے ہوتا ہے

چار کام......اصلاح آسان

امام غزالی رحمہ اللہ نے اصلاح کا ایک عجیب وغریب طریقہ تجویز فرمایا ہے، اگر ہم لوگ اس طریقے پر عمل کرلیں تو وہ اصلاح کیلئے بہت فائدہ مند ہے، فرمایا کہ روزانہ چار کام کرلیا کرو۔

(1)......"مشارطہ" یعنی جب تم صبح کو بیدار ہوتو اپنے نفس سے ایک وعدہ کرلیا کرو کہ آج کے دن میں صبح سے لے کر رات کو سونے تک کوئی گناہ نہیں کروں گا، کہ میرے ذمے جتنے فرائض، واجبات، سنن، حقوق اللہ، حقوق العباد ہیں تمام کو پورا کروں گا اور اگر غلطی سے اس معاہدہ کے خلاف کوئی عمل ہوا تو اے نفس تجھے سزا دوں گا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ولتنظر نفس ما قدمت لغد"۔ چاہیے کہ دیکھ بھال لے ہر شخص کہ کل قیامت کیلئے کیا چیز آگے بھیجی ہے)

(2)......"مراقبہ" معاہدہ کرنے کے بعد اب اپنے کام کی طرف چل پڑو۔ اب یہ کرو کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کرو کہ یہ کام میرے معاہدے کے خلاف تو نہیں، یہ لفظ جو زبان سے نکال رہا ہوں یہ معاہدے کے خلاف تو نہیں۔ اگر خلاف نظر آئے تو اس سے بچنے کی کوشش کرو اس کو مراقبہ کہا جاتا ہے۔ (مراقبہ کا بیان پہلے گزر چکا ہے)

(3)......"محاسبہ" تیسرا کام رات کو سونے سے پہلے کیا کرو، یعنی محاسبہ کہ اپنے نفس سے کہو تم نے صبح یہ معاہدہ کیا تھا کہ کوئی گناہ کا کام نہیں کروں گا اور ہر کام شریعت کے مطابق کروں گا، اب بتاؤ کہ تم نے کونسا کام اس معاہدے کے مطابق کیا اور کونسا معاہدے کے خلاف کیا اور پورے دن کے معاملات کا جائزہ لو یہ محاسبہ ہے۔ (محاسبہ بھی پہلے گزر چکا ہے)

(4)......"معاقبہ" یعنی اگر محاسبہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئے کہ فلاں موقع پر اس معاہدے کی خلاف ورزی ہوگئی اور اپنے اس عہد پر قائم نہ رہ سکا تو اس وقت فوراً توبہ کرو اور یہ کہو یا اللہ! میں نے یہ معاہدہ کیا تھا لیکن نفس وشیطان کے جال میں آکر اس معاہدے پر قائم نہ رہ سکا۔

یا اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، آپ مجھے معاف فرما دیجئے اور توبہ کرنے کیساتھ اپنے نفس کو کچھ سزا دو اور اپنے نفس کو مخاطب کرکے کہو کہ تو نے اپنی راحت اور آرام کی خاطر مجھ سے وعدہ تڑوایا ہے اس لئے اب تجھے تھوڑی سی سزا ملنی چاہئے لہٰذا سزا یہ ہے کہ اب سونے سے پہلے آٹھ رکعت نفل ادا کرو اس سے پہلے سونا بند ہے۔

یہ چار اعمال کرنے کے بعد کبھی تم غالب آجاؤ گے اور کبھی شیطان غالب آجائے گا لیکن شیطان کے غالب آنے سے گھبرانا نہیں، ان شاء اللہ اس طرح گرتے پڑتے ایک دن تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔

نوٹ:۔ اگر طبیعت نوافل سے آمادہ نہ ہو تو اس کے ساتھ کوئی مالی جرمانہ بھی اپنے اوپر لگالینا چاہیے۔

کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، کم ملنا

سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ چونکہ بڑے عالم اور عارف بھی تھے اس لئے وعظ و تلقین کو بھی ترک نہ کرتے تھے اور لوگوں کو ہمیشہ راہ راست دکھاتے رہتے تھے جس سے اس عہد کے بندوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ آپ کی تعلیمات ونصائح تو بکثرت ہیں مگر ہم ان کا ایک اجمالی خاکہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ بندے کن امور سے مستحق لطف وکرم بنتے ہیں۔ فرمایا: بھوک، بیماری اور مصیبت میں صبر کرنیوالا اور الا ماشاءاللہ تعالیٰ کہنے سے۔ فرمایا: بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے سے رب قدیر کے کرم کا اظہار ہوتا ہے۔ فرمایا: عمل و وعبادت میں بھوکے رہے بغیر اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا: جو بھوکا رہتا ہے شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ تمام آفات سیر ہوکر کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔

کم کھانا اور ندامت کا کھانا

میری (بندہ حکیم طارق) کوشش ہوتی کہ میں اپنے مرشد کی والہانہ خدمت کروں، حضرت جو خدمت عطا فرمادیں نہایت ہی شوق اور جذبے کے ساتھ اس کو انجام دیتا رہوں۔ میں ایک مرتبہ حضرت کو دبا رہا تھا وہ دبانا حضرت کو پسند آگیا۔ حضرت موج میں آکر فرمانے لگے طارق جو مانگنا ہے مانگ ہم اللہ سے عرض کریں گے۔ میں خاموش رہا، پھر حضرت نے حکم دیا تو میں نے عرض کیا حضرت کشف کی اعلیٰ کیفیت چاہیے۔ حضرت نے عرض کیا کہ اللہ والے! کشف کی اعلیٰ استعداد دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے: ایک تو کم کھانے سے اور دوسرا ندامت کا کھانے سے۔

بازاری کھانے......!

اللہ معاف فرمائے......! ہمارے معاشرے میں بازاری کھانے کا رواج بہت ہی زیادہ بڑھتا جارہا ہے۔ اکثر کھانا پکانے والے بے نمازی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ پاکی ناپاکی کے اصولوں کو بھی نہیں جانتے۔ ایک اللہ والے فرماتے تھے کہ ہماری بے دینی میں بازاری کھانوں کا بھی بڑا دخل ہے کہ ایک وقت تھا کہ سب گھر کا کھانا پسند کرتے تھے۔ مائیں یا بیویاں فجر کی نماز پڑھ کر، اللہ کے ذکر کے ساتھ لسی بنایا کرتی تھیں اور نماز روزہ کی پابند تھیں، سادہ کھانا بناتی تھیں مگر اس کھانے والے پکے نمازی تھے۔

یاد رکھیں اللہ والو......! صرف زبان کا چسکا درکار نہیں بلکہ یہ دیکھنا بہت ہی ضروری ہے کہ جو چیز بھی کھائی جائے اس کے اجزاء حلال ہیں یا حرام؟ صرف یہی نہیں بلکہ جدید تحقیق کے مطابق اکثر بازاری کھانوں سے بہت سی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں جیسے یرقان، السر اور اسی طرح کے بہت سے موذی امراض وغیرہ، اس لیے اس کو بقدر ضرورت ہی کھانا چاہیے بلاوجہ عادت بنا لینا اچھی بات نہیں۔

☆......☆......☆

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

شجرہ طیبہ وقادری ہجویری

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکابرین سلسلہ کے واسطہ سے اللہ پاک سے دعا کرنے سے ظاہری و باطنی ترقی رونما اور تائید الٰہی شامل ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ (مکتوب نمبر ۱۳۵)

۱۔ الٰہی بحرمت افضل الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ۶۳۲ء، مدینہ منورہ
۲۔ الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ ۶۳۴ء، مدینہ منورہ
۳۔ الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰ رجب ۳۳ھ ۶۵۴ء، مدائن عراق
۴۔ الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۸ھ ۷۲۶ء، مشال سعودی عرب
۵۔ الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ ۷۶۵ء، جنت البقیع مدینہ منورہ
۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ ۸۷۵ء، دمشق شام
۷۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ محرم ۴۲۵ھ ۱۰۳۳ء خرقان، ایران
۸۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۰ھ ۱۰۵۸ء، گرگان
۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سید علی بن عثمان الجلابی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ ۱۰۷۲ء لاہور، پاکستان
۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ ۱۰۸۴ء طوس، ایران
۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷ رجب ۵۳۵ھ ۱۱۴۱ء مرو، ترکمانستان
۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ربیع الآخر ۵۶۱ھ ۱۱۶۶ء
۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ۱۱۷۹ء غجدوان، بخارا
۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	یکم شوال ۶۱۶ھ ۱۲۱۹ء ریوگر، بخارا
۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ ۱۳۱۷ء فغنہ (امکنہ بخارا)
۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ ۱۳۱۶ء خوارزم، ترکمانستان
۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء سماس، بخارا
۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ ۱۳۷۰ء سوخار، ایران
۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سید بہاالدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء بخارا، ازبکستان
۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت علاء الدین محمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ رجب ۸۰۲ھ ۱۴۰۰ء چغانیاں، ترکمانستان

۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۵ صفر ۸۵۱ھ ۱۴۴۷ء دوشنبہ، تاجکستان
۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۸۹۵ھ ۱۴۸۹ء سمرقند، ازبکستان
۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ ۱۵۲۹ء وخش، ترکمانستان
۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء اسقرار، سبز
۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد امکنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ ۱۶۰۰ء امکنہ، بخارا
۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد باقی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ ۱۶۰۳ء، دہلی
۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء، سرہند
۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ۱۶۶۸ء، سرہند
۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۹۶ھ ۱۶۸۴ء، سرہند
۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۴۷ھ ۱۷۳۴ء، دہلی
۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ ذوالقعد ۱۱۳۵ھ ۱۷۲۳ء
۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ	۹ محرم ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء دہلی
۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبد اللہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۳ء دہلی
۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت علامہ خالد کردی شامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴۲ھ ۱۸۲۷ء دہلی
۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عراقی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ادریس رحمۃ اللہ علیہ	
۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ اویس قرنی ثانی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد عبد اللہ مجذوب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۹۱ء جنت البقیع، مدینہ منورہ
۳۹۔ الٰہی بحرمت حضرت مرشدنا حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم	

☆......☆......☆

ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز حسن اخلاق ہے۔ (ترمذی) حسن اخلاق یہ ہیں: جو آپ سے توڑے آپ اس سے جوڑیں، جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو عطا کریں جو آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کریں۔ (شرح السنۃ)

(فصل دوم)

مقصد تصوف

اخلاق کا حاصل ہونا ہے

اچھے اخلاق احادیث کی روشنی میں
دنیا و آخرت کی بھلائی
درگزر کرنے کا انعام
اخلاق کی پہلی قسم توحید
اللہ کے سوا اور کوئی در نہیں
خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ
اخلاق کی دوسری قسم ''نیت کی پاکیزگی''
اخلاق کی تیسری قسم ''توکل''
توکل قرآن و حدیث کی روشنی میں
اخلاق کی چوتھی قسم ''تفویض''
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ
ہماری عورتوں کیلئے ایک ولیہ کا سبق

(فصل دوم)

(1) اخلاق کا حاصل ہونا

اخلاق کی دو قسمیں (1)......اخلاق حسنہ یعنی اچھے اخلاق (2)......اخلاق سئیہ یعنی برے اخلاق

تصوف کا حاصل درستگی اخلاق

اخلاق کو درست کیے بغیر انفرادی یا اجتماعی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یاد رکھیں جو قومیں اچھے اخلاق سے دور ہوجاتی ہیں وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتیں وہ اس جسم کی طرح ہیں جو بے جان ہو۔ حضرت مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ کے نزدیک ذکر و شغل، صحبت مشائخ اور مجاہدات و ریاضات کا بڑا مقصد اور نتیجہ اخلاق کی اصلاح کرنا اور برے اخلاق کا دور کرنا ہے اور یہی تزکیۂ نفس ہے، صرف ذکر اذکار بھی کافی نہیں۔ اللہ والوں سے بری عادات کا علاج کرانا چاہیے، اسی وجہ سے تو زندہ مشائخ سے تعلق قائم کیا جاتا ہے کہ وہ ایک ایک عادت کی اصلاح کرتے ہیں۔ مثلاً غصہ ہے یہ بہت برا مرض ہے، احادیث میں اس کی بہت مذمت فرمائی گئی ہے۔ یہ بات یاد رکھیں ان باطنی بیماریوں کا علاج کسی ماہر طبیب روحانی یعنی مرشد کامل کی صحبت سے ہی ہوسکتا ہے۔ اب میں اخلاق کی اہمیت اور اسکی ضرورت کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ اللہ ہم سب سے ظاہر اور باطن اصلاح فرمائے۔ آمین!

اچھے اخلاق احادیث کی روشنی میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقیات کا وہ نور لائے جس نے انسانیت کے قلوب کو آپس کی محبت سے منور کردیا اور ایسے لوگوں کی بنیاد رکھی جن کی امتیازی شان ہی پاکیزہ اخلاق ہیں۔

(1)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ‘‘: میں بہترین اخلاق و عادات کو مکمل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (2)...... جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ’’ خذالعفو وأمربالعرف و اعرض عن الجاھلین ‘‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت فرمایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: جو آپ سے توڑے آپ اس سے جوڑیں، جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو عطا کریں جو آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کریں۔ (شرح السنۃ)۔ (3)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں کیا چیز داخل کرائے گی؟ ارشاد فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ (4)......حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج پالے کو پگھلا دیتا ہے۔ (ترغیب)۔ (5)......ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز حسن اخلاق ہے۔ (ترمذی)۔ (6)...... دین حسن اخلاق کا نام ہے (ترغیب)۔ (7)......تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ (بیہقی)۔ (8)......قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو اخلاق کے

اعتبار سے عمدہ ہوگا۔ (ترمذی)۔ (9)......تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم ہیں جس طرح کہ تمہارا رزق۔ (ادب مفرد)

دنیا و آخرت کی بھلائی

ایک روز سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھی آخرت اور اس میں اللہ کی تیار کردہ نعمتوں کا تذکرہ کررہی تھیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک عورت کے دنیا میں دوشوہر ہوں۔ عورت اور وہ دونوں جنت میں چلے جائیں تو وہ عورت ان دونوں میں سے کسے ملے گی؟ فرمایا: وہ اس شوہر کو ملے گی جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہوگا۔ اس پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تعجب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حیرت دیکھی تو فرمایا: ام سلمہ! دنیا و آخرت کی بھلائیاں حسن اخلاق کو حاصل ہیں۔ (مجمع الزوائد) دنیا کی بھلائی یہ ہے کہ آدمی کے حسن اخلاق کی بدولت سب لوگ اس سے محبت کرنے لگیں اور آخرت کی بھلائی سے مراد اجر عظیم ہے۔ انسان اعمال صالحہ پر کیسا ہی کار بند ہو، بد اخلاق ہو تو سارے عمل ضائع ہوجاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرما کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کے سامنے اچھے اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ ساری انسانیت اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفوو درگزر، صبر و برداشت، نرمی ومحبت کے وہ مظاہرے کیے کہ خالق انسانیت نے بھی آپ ﷺ کی تعریف فرمائی ''انك لعلی خلق عظیم'': بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین اخلاق والے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ خالق کائنات کا آپ ﷺ کے بارے میں یہ فرمانا کتنی پختہ دلیل، مضبوط سرٹیفکیٹ ہے۔

اچھے اخلاق کیا ہیں......؟

(1)......اسلام عمدہ کلام اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا نام ہے اور ایمان صبر اور درگزر کرنے کا نام ہے۔ افضل ترین اعمال میں سے اچھا عمل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں اور افضل الایمان، اچھے اخلاق ہیں، اور افضل ترین نماز وہ ہے جس میں لمبی رکعتیں ہوں اور افضل ترین ہجرت، برائیوں کو چھوڑنا ہے۔ (مجمع الزوائد)۔ (2)......جس نے جھگڑا ختم کیا اور وہ حق پر تھا۔ اس کے لئے جنت میں محل بنایا جائے گا۔ (مجمع الزاوئد)۔ (3)......کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو اور اپنے بال بچوں پر مہربان ہو۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (4)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی منع نہ فرمایا۔

☆ کسی عقل مند آدمی کا قول ہے: جو کرم اور سخاوت کو بوتا ہے، الفت اور محبت کو پاتا ہے۔ جو حلم و بردباری کو کاشت کرتا ہے، سلامتی کی فصل کو حاصل کرلیتا ہے۔ شریف النفس تو وہ ہے جو برائیوں کو بھی ایسے برداشت کرے جیسے اچھائیوں کو برداشت کرتا ہے۔ معافی اور درگزر سے زیادہ کوئی چیز عزتوں کو بچانے والی نہیں ہے۔ ☆علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بردبار آدمی کو اپنی بردباری کا سب سے پہلا صلہ یہ ملتا ہے کہ لوگ اسکی حمایت کرتے ہیں یعنی اس کے حامی بن جاتے ہیں۔ ☆ابن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی چیز کسی کے ساتھ اتنی خوبصورت معلوم نہیں ہوتی جتنا حلم علم کے ساتھ خوبصورت لگتا ہے ''یا''

کوئی چیز کسی کو اتنا نہیں سنوار سکتی جتنا حلم علم کو سنوار دیتا ہے۔ (حلم کا علم کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو یہ معلوم ہو کہ حلم و برداشت کا مظاہرہ کن مواقع پر کرنا ہے یہ نہ ہو کہ اللہ کے حکموں کو پامال کیا جارہا ہو اور اسے نظر انداز کرتے رہیں۔

درگزر کرنے کا انعام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والا پکارے گا کہ جن لوگوں کی امانت اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں، چنانچہ لوگوں کو معاف کرنے والے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرنیوالوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگی، ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خصوصی انعام و بدلہ عطا فرمائیں گے اور پھر سب کو جنت میں داخل کریں گے۔

درستگی اخلاق کا پتہ کیسے چلے......!

اپنا جائزہ لیتے رہا کرو، ہماری عبادت کیسی ہے، ہمارا معاملہ کیسا ہے، ہمارا اخلاق کیسا ہے۔ اخلاق کا جائزہ لینا ہو تو گرمی اور حبس میں اجتماعات کے مقامات پر جا کر دیکھو یا بھری بس میں سوار ہو جاؤ سب معلوم ہو جائے گا۔

اخلاق اگر کسی سے معلوم کرنا ہو تو اپنی بیوی اور پڑوسی سے پوچھو، دوست کیا جانے اخلاق کو۔

مکارم اخلاق (9) ہیں

(1)...... بات میں سچا ہونا۔ (2)...... خدا کی اطاعت میں سچا خوف۔ (3)...... سائل کو بخشنا۔ (4)...... احسان کا بدلہ دینا۔ (5)...... صلہ رحمی کرنا۔ (6)...... امانت ادا کرنا۔ (7)...... اپنے پڑوسی کیلئے یا اپنے رفیق کیلئے برائی برداشت کرنا۔ (8)...... مہمان کا اکرام کرنا (9)...... اور ان کی اصل حیاء ہے۔ (بیہقی فی الشعب)

اچھے اخلاق کے حصول کی دعائیں

(1)...... ''اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ'' (2)...... ''اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَآ اِلَّا اَنْتَ''

اخلاق کی پہلی قسم توحید

دراصل توحید کہتے ہیں ایک اللہ پر مکمل اعتماد اور بھروسے کو اور جتنا اعتماد ان اللہ والوں کو اللہ کریم پر ہوتا ہے میں اور آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور ان سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے اس کی وجہ بھی یہی توکل ہوتا ہے اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

قرآن رہے پیش نظر، یہ ہے شریعت اللہ رہے پیش نظر، یہ ہے طریقت

اللہ والوں کی محنت کی سب سے بڑی خصوصیت جو ان کی محنت کو دنیا کے دوسرے تمام علوم و فنون سے الگ کر دیتی ہے، یہ ہے کہ اس کی بدولت خدا انسان کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کے بعد مرید کو ایک احساس پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں ایک

لمحے کیلئے بھی غافل ہوگیا تو ہفتوں بلکہ مہینوں میں بھی اس غفلت کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ گویا کہ تصوف دل وزبان سے توحید کے اقرار کا نام ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل   دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

جوتو میرا تو سب میرا

خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں ایک بہت بڑے جشن کا اہتمام کیا گیا، جس میں مختلف قسم کی چیزیں رکھی گئی تھیں۔ ہارون الرشید نے حاضرین مجلس سے کہا جو شخص جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گا وہ چیز اس کی ہوجائے گی، چنانچہ سب نے اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ ایک باندی خلیفہ ہارون الرشید کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی اس نے خلیفہ ہارون الرشید کی کمر پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہارون الرشید نے غصے سے کہا یہ کیا حرکت ہے؟ اس باندی نے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا جو شخص جس چیز پر ہاتھ رکھ دے وہ چیز اسی کی ہوجائے گی۔ پس میں نے آپ ہی کو پسند کیا ہے اس لئے کہ جب آپ میرے ہوگئے تو یہ سب چیزیں میری ہوگئیں۔ (اشرف الحکایات)

اسی طرح کہا گیا کہ " من کان للہ کان اللہ لہ "جو شخص اللہ کا ہوجاتا ہے (یعنی اس کے تمام احکامات کی پوری پابندی کرتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کے ہوجاتے ہیں (یعنی اس کی تمام ضرورتوں میں اس کو کافی ہوجاتے ہیں وہ در در کا محتاج نہیں رہتا) اس لئے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ کے سوا اور کوئی در نہیں

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے دیکھا...... ایک ماں دروازے میں کھڑی اپنے بچے کو مار رہی تھی، وہ سات آٹھ سال کا بچہ تھا۔ مارتے مارتے اچانک ماں نے بچے کو دھکا دے کر گھر سے باہر نکال دیا...... وہ بری طرح رو رہا تھا، ادھر ماں کہہ رہی تھی۔ تو نافرمان ہوگیا ہے، میری کوئی بات نہیں مانتا...... تو میرے گھر سے چلا جا، میں تیری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔

اتنا کہہ کر ماں نے فوراً دروازہ بند کرلیا...... دروازہ بند ہوتے دیکھ کر بچہ کچھ دیر روتا رہا، پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کردیا۔ چلتے چلتے جب وہ گلی کے کونے پر پہنچا تو یکا یک رک گیا اور کچھ سوچنے لگا...... پھر وہ پلٹا اور اپنے گھر کے دروازے پر آکر بیٹھ گیا...... وہ تھکا ہوا تھا، اسے نیند آنے لگی اور پھر وہ سوگیا...... کافی دیر بعد اس بچے کی ماں نے کسی ضرورت کے تحت دروازہ کھولا تو دیکھا، اس کا بچہ دہلیز پر سر رکھے سو رہا ہے...... اس کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا...... اس نے بچے کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اور کہنے لگی: میری نظروں سے دور کیوں نہیں ہوجاتا...... یہاں کیوں پڑا ہے؟

ماں کی بات سن کر بچے کی آنکھوں میں پھر آنسو آگئے، بولا! امی جان آپ نے دھکا دے کر گھر سے نکالا تو میں سوچنے لگا کہ کہیں چلا جاتا ہوں، بھیک مانگ کر گزارہ کرلوں گا یا پھر محنت مزدوری کرکے کھانا کھالیا کروں گا...... یہ سوچ کر میں چلا، گلی کی نکڑ تک گیا تھا کہ خیال آیا...... اے بندے! تجھے دنیا میں کھانا پینا تو مل جائے گا، ماں نہیں ملے گی، ماں اور اس کی محبت اگر

ملے گی تو اسی گھر سے ملے گی...... یہ سوچ کر میں واپس آ گیا ہوں...... **مجھے ماں چاہئے**...... **ماں کی محبت چاہئے**...... **میں آ گیا ہوں**...... اگر اب آپ مجھے دھکے دے کر نکالیں گی تو بھی میں نہیں جاؤں گا۔

جب ماں نے بیٹے کی یہ باتیں سنیں تو اس کا دل موم ہو گیا...... **ممتا** اس کے ارادوں پر غالب آ گئی، اس نے کہا: **بیٹے!** تمہارے دل میں احساس ہے کہ ماں کی محبت اور شفقت تمہیں کہیں سے نہیں مل سکتی تو ٹھیک ہے...... **تم اس گھر میں رہ سکتے ہو**...... میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ یہ سارا ماجرا دیکھ کر مسکرانے لگے...... وہ بچہ اپنی ماں کو چھوڑ کر کہیں جانے کیلئے تیار نہیں تھا...... تو ہم اپنے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر سوالی بن کر کیسے جا سکتے ہیں......!!!

پیارے اللہ کی بے پناہ رحمت

حضرت ابو علی محمد رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک جنازہ جا رہا ہے جس کو تین مرد اور ایک عورت اٹھائے ہوئے ہیں...... جنازہ کا وہ پایہ جس کو عورت نے اٹھایا ہوا تھا، آپ رحمہ اللہ نے اس کو پکڑ لیا...... دفنانے کے بعد آپ رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا تمہارے ہاں پڑوسی نہ تھے؟ اس نے کہا پڑوسی تو ہیں لیکن یہ میت خواجہ سرا کی تھی اور لوگوں نے اس کو حقیر سمجھا میں اس کی ماں ہوں اور یہ تین مزدور اجرت پر لائی ہوں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا۔ رات کو آپ رحمہ اللہ نے خواب میں ایک نورانی مرد کو دیکھا اس نے کہا میں وہی خواجہ سرا ہوں جس کو لوگوں نے حقیر سمجھا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض لوگوں کو حقارت کے باعث مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا اور فرمایا ساری عمر لوگ تجھے حقیر سمجھتے رہے اب اگر میں بھی تجھے عذاب دوں تو یہ میری شان کریمی کے خلاف ہے اس کے بعد اللہ پاک نے اسے بخش دیا۔ ایسے کریم رب کو چھوڑ کر ہم کب تک غافل رہیں گے......!!

توحید سب سے قیمتی سرمایہ

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے، وہ اس وقت انتہائی خوفزدہ تھے۔ لوگوں نے عرض کیا، آپ خوف نہ کریں، امید رکھیں اللہ تعالیٰ کی بخشش و کرم آپ کے گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ فرمایا: میں گناہوں کی وجہ سے نہیں روتا، اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میرا خاتمہ توحید پر ہو جائے گا تو مجھے گناہوں کی ذرا پرواہ نہیں ہے۔ خواہ وہ پہاڑوں کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ ''اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ، وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ'' (اے اللہ! فائدہ بھی آپ کی طرف سے ہے اور نقصان بھی آپ کی طرف سے اور میرا تو آپ کی ذات کے علاوہ کوئی سہارا اور معبود نہیں)

خدا کو ساتھ لینے کی ضرورت

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تا کہ میں اسے حرز جان بناؤں اور یاد رکھوں! جواب دیا کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کس سے ڈرتا ہے اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو پھر کس سے امید رکھتا ہے۔ دوبارہ لکھا: اس دن کو یاد رکھ جب موت سر پر آ کھڑی ہو گی۔

توحید کیلئے یقین کی ضرورت

ایک بزرگ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھ حج کو گیا، پیاس لگی، آپ نماز میں مشغول ہو گئے فارغ ہونے کے بعد جیسے ہی کنویں کے پاس گئے پانی اوپر آ گیا۔ سب نے پیا، اسی اثناء میں ایک شخص نے کچھ پانی احتیاطاً بھر لیا، تو پانی اچانک نیچے ہو گیا۔ فارغ ہو کر فرمایا تمہیں خدا پر یقین نہ تھا اس لئے پانی نیچے چلا گیا۔

اللہ کا در ہر وقت کھلا ہوا ہے

احمد بن ابی غالب رحمہ اللہ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ گزرے ہیں۔ لوگ ان کے پاس عموماً دعا کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کوئی صاحب ان کی خدمت میں آئے اور کسی چیز کے متعلق کہا کہ آپ فلاں صاحب سے میرے لئے وہ چیز مانگ لیجئے۔ احمد رحمہ اللہ فرمانے لگے میرے بھائی! میرے ساتھ کھڑے ہو جایئے دونوں دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ پاک ہی سے کیوں نہ مانگ لیں۔ کھلا در چھوڑ کر بند دروازے کا رخ کیوں کیا جائے۔ (طبقات الحنابلة) یقیناً اللہ پاک کا در ہر وقت کھلا ہے، یہ یقین اور ایمان کی کمزوری ہوتی ہے کہ اسے چھوڑ کر مخلوق کے بند دروازوں پر کھڑے ہو کر ذلت اٹھائی جائے، اس کھلے در کی طرف رجوع کی عادت تو ڈالئے، اور آزما کر تو دیکھئے......!

خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ

اللہ جل جلالہ کیسی قدرت والے اور شان والے ہیں میں اور آپ تو سوچ بھی نہ سکیں......! عزت کے نقشوں میں سے ذلت...... موت کے نقشوں میں سے حیات اس اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ذرا اس واقعہ کو پڑھیے اور سوچئے کہ اس بے نیاز ذات سے دور ہو کر اور اس کا در چھوڑ کر کس کا نقصان کر رہے ہیں......!

ایک ہی وقت میں دو شخصوں کی عادت سے بالاتر تربیت، پھر ان میں سے ایک نبی ہوئے، دوسرا گمراہ۔ ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی تھے۔ دوسرا موسیٰ بن ظفر ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار اور ہم زمانہ تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی پرورش حق تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کاملہ کا ایک خاص نمونہ ہے کہ دشمنوں کے گھر میں، دشمنوں کی گود میں ان کی پرورش کرائی گئی۔ اسی طرح موسیٰ بن ظفر (سامری) کی تربیت بھی عادت سے بالاتر طریقے سے اس طرح کی گئی کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا اور فرعونی قانون کے تحت اس کا ذبح کر دینا ضروری ہوا تو اس کی والدہ نے یہ خیال کر کے کہ اپنے سامنے بچہ کو ذبح ہوتا ہوا نہ دیکھوں۔ اس کو ایک غار کے اندر چھپا دیا اور اس غار کے اوپر پتھر رکھ دیا۔ اب یہ بے کس بچہ جس کو اس شفیق والدہ نے مایوس ہو کر اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈال دیا تھا۔ بے کسوں کے وارث اور بے سہاروں کے سہارے حق تعالیٰ نے اس کو اپنی خاص تربیت میں لے لیا۔ جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو غذا پہنچائیں۔ وہ روزانہ ایک انگلی پر دودھ دوسری پر شہد تیسری پر گھی لگا کر اس کو چٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ اسی تنگ و تاریک غار میں یہ لاوارث بچہ پرورش پا گیا اور چلنے پھرنے لگا۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ ایک ہی وقت میں دو موسیٰ پیدا ہوئے، دونوں کی تربیت اور پرورش عادت سے بالاتر طور پر کی گئی۔

ایک نے فرعون جیسے کافر کے گھر میں پرورش پائی دوسرا جبرائیل علیہ السلام جیسی مقدس ہستی کے ہاتھوں پلا لیکن فرعون کے گھر میں پلنے والا خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور الوالعزم رسول و نبی علیہ السلام بنا اور جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں تربیت پانے والا منافق اور کافر نکلا اسی کو تو کہتے ہیں قدرت کا نمونہ۔

(11) کلمات مقام معرفت کے راز

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا تعالیٰ کی کتاب (توریت شریف) سے چند کلمات منتخب کیے تھے اور ہر روز ان میں تین بار غور کیا کرتے تھے۔ اب ان کلمات کا خلاصہ میں آپ دوستوں کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔ ذرا سوچئے......!غور کیجئے......!

(1)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تو ہر شیطان اور حاکم سے نہ ڈر جب تک کہ میری بادشاہت باقی ہے۔ (2)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تو کھانے پینے کی فکر نہ کر جب تک کہ میرے خزانے کو تو بھرپور پاتا ہے اور میرا خزانہ ہرگز خالی اور ختم نہ ہوگا۔ (3)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان جب تو کسی امر میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکار تو مجھے اپنے پاس پائے گا۔ اس لیے کہ تمام چیزوں کا اور نیکیوں کا دینے والا میں ہوں۔ (4)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تحقیق میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی میرا ہو جا اور مجھ کو ہی دوست رکھ۔ (5)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان میں نے تجھ کو خاک، نطفہ، علقہ اور مضغہ سے پیدا کیا اور بکمال قدرت پیدا کرنے میں عاجز نہیں ہوا۔ تو پھر دو روٹی دینے میں کس طرح عاجز ہوں پس تو دوسرے سے کیوں مانگتا ہے؟ (6)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان میں نے تمام چیزیں تیرے لیے پیدا کی ہیں اور تجھ کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا لیکن تو اس چیز میں پھنس گیا جو تیرے ہی لیے پیدا کی تھی اور غیر کی وجہ سے مجھ سے دوری اختیار کر لی۔ (7)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تمام چیزیں اور ہر شخص اپنے لیے کوئی چیز طلب کرتا ہے لیکن میں تجھ کو تیرے لیے چاہتا ہوں اور تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ (8)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تو خواہشات نفسانی کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو جاتا ہے اور کبھی میری وجہ سے اپنے نفس پر ناراض نہیں ہوتا۔ (9)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اے انسان تجھ پر میری عبادت ضروری ہے اور مجھ پر تجھے روزی دینا۔ مگر تو اپنے فریضے میں اکثر کوتاہی کرتا ہے اور میں تجھے روزی دینے میں کبھی کمی نہیں کرتا۔ (10)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان تو آئندہ کی روزی بھی آج ہی طلب کرتا ہے اور میں تجھ سے آئندہ کی عبادت نہیں چاہتا۔ (11)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ'' اے انسان جو کچھ میں نے تجھ کو دے دیا ہے اگر تو اس پر راضی ہو جائے تو ہمیشہ آرام و راحت میں رہے گا اور اگر اس پر راضی نہ ہو تو میں تجھ پر دنیا کی حرص مسلط کر دوں گا کہ وہ تجھ کو در بدر پھرائے گی، کتے کی طرح دروازوں پر ذلیل کرائے گی اور پھر بھی جو چیز مقدر ہے تو اس کے علاوہ کچھ نہ پا سکے گا۔

توحید باری تعالیٰ کے (17) آداب

آج ہمیں دنیا بھر کی تمام معلومات ہیں لیکن دین کی بنیادی معلومات اور روزمرہ کے مسائل سے ناواقفیت عام ہے توحید

ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اس کو سمجھنے کیلئے درج ذیل باتوں کو بہت توجہ و دھیان سے پڑھیں......!!

(1)......خدا تعالیٰ ایک ہے۔ (2)......خدا تعالیٰ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ (3)......اس کا کوئی شریک نہیں، (4)......وہ ہر بات کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ (5)......وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔ (6)......اسی نے زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، آدمی، جن، غرض تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور وہی تمام دنیا کا مالک ہے۔ (7)......وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے یعنی مخلوق کی زندگی اور موت اسی کے حکم سے ہوتی ہے۔ (8)......وہی تمام مخلوق کو روزی دیتا ہے۔ (9)......وہ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے۔ (10)......وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (11)......اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ (12)......نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا، نہ بیٹی، نہ بیوی، نہ کسی سے اس کا رشتہ ناطہ، وہ ان تمام تعلقات سے پاک ہے۔ (13)......سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ (14)......وہ بے مثل ہے، کوئی چیز اس کے مشابہ یعنی اس جیسی نہیں۔ (15)......وہ تمام عیبوں سے پاک ہے۔ (16)......وہ مخلوق جیسے ہاتھ پاؤں، ناک، کان اور شکل وصورت سے پاک ہے۔ اس نے فرشتوں کو پیدا کر کے دنیا کے انتظاموں اور خاص خاص کاموں پر مقرر فرما دیا ہے۔ (17)......اس نے اپنی مخلوق کو ہدایت کیلئے پیغمبر علیہم السلام بھیجے کہ لوگوں کو سچا مذہب سکھائیں، اچھی باتیں بتائیں اور بری باتوں سے بچائیں۔

☆......☆......☆

اخلاق کی دوسری قسم ''نیت کی پاکیزگی''

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقصود ہو
حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے ''انما الاعمال بالنیات'' اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''

نیت بدلنے سے معاملہ بدل جانا

ایک دفعہ ایک بزرگ ایک گلی سے گزر رہے تھے، انہوں نے ایک شخص کو مکان بناتے ہوئے دیکھا۔ مکان میں کھڑکیاں اور روشن دان بھی تھے، بزرگ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے اس مکان میں کھڑکیاں اور روشن دان کیوں بنائے ہیں؟ اس نے جواب دیا تاکہ تازہ ہوا آئے اور خراب ہوا باہر جائے۔

انہوں نے فرمایا: افسوس اگر تو یہ نیت کر لیتا کہ اذان کی آواز کھڑکیوں اور روشن دانوں سے آئے تو جب تک یہ مکان رہتا، تیرے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہتیں۔ ہوا تو آتی جاتی رہتی، اسے تو کوئی روک بھی نہیں سکتا۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ کو خواب میں تنبیہ

محمد بن واسع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں بھنا ہوا جگر کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور چالیس سال تک میں اس خواہش کو دباتا رہا۔ آخر ایک روز یہ خواہش بہت تیز ہوگئی اور میں نے ارادہ کر لیا کہ میں جہاد پر جاؤں گا ممکن ہے مال

غنیمت میں ایک بکری مجھ کو مل جائے اور میں اس کا جگر بھنوا کر کھا سکوں۔ چنانچہ میں مجاہدین کے ساتھ جہاد پر چلا گیا۔ مشرکین سے ہم نے جہاد کیا اور مال غنیمت حاصل کیا، میں نے مال غنیمت میں سے اپنے حصے میں ایک بکری لے لی اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس کی کلیجی بھون کر مجھ کو دے دینا میں چونکہ تھکا ہوا تھا یہ کہہ کر جلد لیٹ گیا اور نیند آ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے آسمان سے اترے ہیں اور مجاہدین کے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مجاہد کا حال انہوں نے اس طرح لکھا یہ شخص اس لئے جہاد کرنے آیا تھا کہ لوگ اس کو بہادر کہیں اور اس کی شجاعت کی شہرت ہو جائے ایک اور مجاہد کا حال یوں لکھا کہ یہ شخص جہاد میں غنیمت حاصل کرنے کیلئے شریک ہوا۔ ایک اور مجاہد کی نسبت لکھا کہ یہ شخص فخر حاصل کرنے کیلئے جہاد میں شریک ہوا۔ اس کے بعد وہ فرشتے میرے قریب آئے اور کہا مسکین خواہش پرست بھنے ہوئے جگر کو کھانے کی خواہش لے کر آیا۔ میں نے یہ سن کر فرشتوں سے کہا خدا کی قسم! یہ نہ لکھئے میں خداوند تعالیٰ کے حضور میں اپنی غلطی سے توبہ کرتا ہوں اس کے بعد میں نے تین مرتبہ یہ الفاظ کہے اے پروردگار! اب کبھی ایسا نہ کروں گا۔ میں تیرے حضور میں اپنی تمام شہوات وخواہشات سے توبہ کرتا ہوں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا اخلاص

امام ابو داؤد رحمہ اللہ ایک بہت بڑے محدث گزرے ہیں، ایک مرتبہ وہ کشتی میں سفر فرما رہے تھے ان کے سامنے سے ایک اور کشتی آ رہی تھی انکو سفر کے دوران اس وقت چھینک آئی جب سامنے سے آنے والی کشتی بالکل قریب تھی چنانچہ انہوں نے چھینک آنے پر الحمدللہ کہا، ساتھ والی کشتی میں ایک آدمی نے ان کی زبان سے الحمدللہ کے الفاظ سنے تو جواب میں یرحمک اللہ کہا جب حضرت امام داؤد رحمہ اللہ نے جواب دینا تھا تو کشتی دور جا چکی تھی اور وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔

چنانچہ جب آپ کنارے پر پہنچے تو وہاں جا کر آپ نے ایک اور کشتی کرائے پر لی اور ایک درہم اس کشتی کے مالک کو دیا پھر کشتی میں بیٹھ کر اس بندے کو جس نے یرحمک اللہ کہا تھا اس کو جواب میں ''یھدیکم اللہ'' کہا اور واپس تشریف لے آئے۔

رات کو جب سوئے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا ''امام ابو داؤد رحمہ اللہ کو مبارک دے دو کہ انہوں نے ایک درہم کے عوض جنت خرید لی ہے'' اللہ اکبر۔ ہمارے بڑے کس کس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عمل کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے ان کا فیض آج تک جاری ہے، آج دنیا ان کی کتابیں پڑھ رہی ہے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار رہی ہے۔ وہ حضرات اپنی قبروں کے اندر اس کا اجر وثواب حاصل کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں اللہ کی رضا کیلئے عمل کرنے والے بندے کی محنت تھوڑی ہوتی ہے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب پہاڑوں کے برابر ملتا ہے۔ اس لیے ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ اللہ والوں کے پاس خالص اللہ تعالیٰ کی محبت ورضا اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع حاصل کرنے کے سچے جذبے سے حاضر ہوں اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہ ہو۔ اللہ ہم سب کی نیتوں میں اخلاص عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

اخلاق کی تیسری قسم ''توکل''

توکل کی تعریف

جب انسان کسی کام کو کرنے سے عاجز ہوتا ہے یا اپنے اوپر بھروسہ نہیں ہوتا ہے تو اپنی ذمہ داری کسی کے حوالے کر دیتا ہے، اسی کو وکیل بنانا کہتے ہیں، مقدمات میں قانونی پیچیدگیوں کے ساتھ اپنے مسئلہ کو حل کرانے سے جب انسان عاجز ہوتا ہے تو وکیل کا سہارا لیتا ہے، یہی حال ایک بندہ کامل کا اپنے مالک حقیقی کے ساتھ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے ہر معاملے میں اپنی عاجزی و مسکنت کا اظہار کرتا رہے اور بندوں کی عاجزی اللہ کو بہت پسند ہے، اس لیے کے عاجز ولاچار ہونا ہی بندہ کی اصل ہے، وہ اپنے ہر کام میں قادر مطلق کی مشیت وقدرت کا محتاج ہے لہٰذا جب بندہ مومن اپنے خالق و مالک کی ذات پر مکمل اعتماد کرلیتا ہے اور یقین کے ساتھ اس کی نصرت کا طالب ہوتا ہے تو پھر رب العالمین اپنے متوکل بندہ کا وکیل بن جاتا ہے اس کو کسی بھی لمحہ بے یارومددگار نہیں چھوڑتا'' ومن یتوکل علی الله فهو حسبه ''(الطلاق :3) اور جس نے اللہ پر اعتماد کیا تو اللہ اس کیلئے کافی ہے پھر کوئی خوف اور غم نہیں کوئی فکر اور تردد نہیں۔

توکل قرآن وحدیث کی روشنی میں

توکل اختیار کرنے کا قرآن اور احادیث دونوں میں حکم موجود ہے ''وعلی الله فلیتوکل المؤمنون'' اور چاہیے کہ ایمان والے اللہ پر توکل کریں۔ ''واذاسألت فاسأل اللّٰه واذااستعنت فاستعن بالله'' جب کچھ مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ تعالیٰ سے چاہو۔ (ترمذی)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو توکل علی اللہ کی جو تعلیم دی ہے وہی توکل کی روح اور شان ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بچے! تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ (یعنی دنیا وآخرت کی تکالیف سے بچائے گا) تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو گے تو تم اللہ کو سامنے پاؤ گے، (یعنی اللہ ہر جگہ تمہاری حفاظت و مدد فرمائے گا) جب سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو، جب مدد چاہو تو صرف اسی سے مدد مانگو اور سنو! اگر پوری قوم تم کو نفع پہنچانے پر آمادہ ہوجائے تب بھی اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تمہارے لیے مقدر میں رکھا ہے اور اگر تمام لوگ تم کو کچھ نقصان پہنچانے پر لگ جائیں تب بھی اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے (یعنی قضا وقدر کا فیصلہ ہوچکا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی)۔ (مشکوٰۃ)

توکل کیلئے یقین کی ضرورت

ایک اور ضروری بات میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق

اسباب و وسائل کو اختیار کیا جائے لیکن یقین کامل اللہ کی ذات پر رکھا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ اسلام سے جہاد و قتال کرنے کا حکم بھی دیا مگر یہ نہیں فرمایا کہ بس اللہ کے نام پر نکل جاؤ بلکہ یہ حکم دیا کہ درپیش امور میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی کریں اور جب مشورہ کے بعد کسی کام کا پختہ عزم کرلیں یعنی تمام ظاہری ذرائع استعمال کریں اور دل میں پکا ارادہ کرلیں پھر اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے وہ کام کریں خواہ جہاد ہو یا کوئی دوسرا کام۔ اسی طرح حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ ہٹائیں اور انگلی مبارک اس میں رکھدی اور پھر وہ کھانا سارے لشکر کے لیے کافی ہوگیا۔ ظاہری اسباب کو حجاب بنایا گیا ورنہ بطور معجزہ ویسے بھی کھانا بڑھ سکتا تھا۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ اور توکل کی اہمیت

بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ توکل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عاقل وہی شخص ہے جو دنیا کے تمام معاملات میں اللہ پر توکل کرتا ہے۔ توکل کی تشریح اس طرح کی ہے کہ متوکل کے ایمان میں خوف و رجاء اور محبت ہو۔ خوف سے گناہ ترک کردے، رجاء سے اللہ کی اطاعت کرے اور محبت سے اللہ کی رضا کے لئے تمام مکروہات سے باز رہے۔ (بزم صوفیہ)

آپ رحمہ اللہ نے تمام زندگی فقیرانہ عسرت اور درویشانہ استغناء کے ساتھ گزاری، گھر میں اکثر فاقہ ہوتا تھا، ایک روز گھر میں نمک نہ تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے مرشد کی خاطر ایک درہم کا نمک دکان سے ادھار لیا اور ویلہ (ایک قسم کا پھل تھا جس کو سرکہ اور نمک سے پکا کر اچار بنایا جاتا تھا) پکا کر مرشد کے پاس لے گئے۔ حضرت گنج شکر رحمہ اللہ نے کھانے کے لئے پیالہ میں ہاتھ ڈالا تو ہاتھ میں گرانی محسوس ہوئی، لقمہ اٹھا نہ سکے، فرمایا: ازیں بوئے اسراف می آید'' (اس سے اسراف کی بو آرہی ہے) پوچھا کہ نمک کہاں سے لا کر ڈالا گیا ہے؟ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے ڈرتے ہوئے عرض کیا کہ قرض کا ہے۔ حضرت نے فرمایا درویشوں کو فاقہ سے موت آجائے تو اس سے بہتر ہے کہ لذت لسانی کے لئے مقروض ہوں، قرض اور توکل میں بعد المشرقین (مشرق اور مغرب کی دوری) ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا توکل

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے غربت و مسکنت اور فقر و فاقہ میں تربیت پائی، والد محترم کا سایہ شفقت اٹھ گیا تھا، والدہ صاحبہ اپنے وقت کی ولیہ زاہدہ تھیں۔ توکل علی اللہ سرمایہ حیات تھا، حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تھا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں، یہ بات سن کر مجھے بڑا ذوق آتا تھا۔ ایک دن کوئی خدا کا بندہ بہت سا غلہ گھر میں دے گیا، چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی، میں تنگ آگیا اور آرزو میں رہا کہ کب والدہ صاحبہ فرمائیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں۔ آخر وہ غلہ ختم ہوگیا، والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں، یہ سن کر مجھے ایسا ذوق اور ایسا سرور حاصل ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ اور شان توکل

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی گھریلو زندگی، فقر وفاقہ میں گزرتی تھی، آپ کی اہلیہ پڑوس کے ایک بقال (بنیا) سے ایک تنکہ یا بہلول (اس دور کا سکہ تھا) قرض لے لیا کرتی تھیں اور کام چلاتی تھیں، جب انتظام ہوجاتا تو قرض ادا کردیتی تھیں، ایک دفعہ بقال کی بیوی نے طنزاً کہا کہ اگر میں تم کو قرض نہ دوں تو تمہارے بچے بھوکے مرجائیں، جب خواجہ صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اہلیہ کو قرض لینے سے منع کردیا اور فرمایا کہ طاق میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کاک (روغنی ٹکیا) لے لیا کرو لہٰذا وہ ضرورت کے وقت اس ترکیب پر عمل کرتیں اور طاق میں ”کاک“ ملتی تھی جس کو لے کر بچوں کو کھلاتی تھیں۔ اسی وجہ سے بختیار کاکی مشہور ہوئے۔ (بزم صوفیہ)

توکل کا عجیب واقعہ

ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک خوفناک اور اندھیری رات میں سفر میں نکلے۔ اچانک ہم نے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں دیکھا کہ ایک شخص بڑے مزے سے نیند کر رہا ہے اور قریب میں اس کا گھوڑا بندھا چر رہا ہے۔ ہم نے اسے جگایا اور پوچھا کہ ”بندہ خدا! ایسی ڈراؤنی جگہ میں بے خوف آرام کر رہے ہو، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟ اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہوں، مجھے وسیع عرش والے رحمٰن سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤں اور ڈر جاؤں۔ (احیاء العلوم)

اس قسم کے بہت سے واقعات اولیائے کرام رحمہم اللہ کی سیرتوں میں ملتے ہیں۔ توکل وقناعت ہی ان پاکیزہ صفات بزرگوں کا سرمایہ ہوتا تھا، کتنے واقعات ایسے ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا مگر تاریخ کے اوراق ان کو مستند حوالوں سے دہراتے ہیں، جب ایمان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے سوا کسی کی ذات پر ذرہ برابر بھروسہ نہیں ہوتا یہی تو مقام معرفت ہے تو اس کے بعد محیر العقول واقعات رونما ہوتے ہیں۔

طریقہ حصول: ۔ طریقہ اس توکل کے حاصل کرنے کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کو، قدرت کو سمجھے اور مخلوق کے ناچیز اور بے فائدہ ہونے کو خوب سوچا کرے۔ (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اس کیلئے کافی ہوجائے گا۔

☆......☆......☆

اخلاق کی چوتھی قسم ''تفویض''

اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرنا

یعنی اپنے معاملات کو اللہ کو سپرد کرنا کہ وہ جو چاہیں کریں۔ تدبیر تو اختیار کرے لیکن تدبیر کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور جن امور سے تدبیر کا کوئی تعلق نہ ہو ان کو تو ابتداء ہی سے اللہ کے سپرد کر دے۔

"وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد" میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کے حالات پر خوب خبر رکھنے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تقدیر ''تدبیر'' سے نہیں روکتی

''تقدیر'' عجیب و غریب عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ طرح طرح کی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں...... پہلی بات یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے سے پہلے تقدیر کا عقیدہ کسی انسان کو بے عملی پر آمادہ نہ کرے۔ مثلاً ایک انسان تقدیر کا بہانہ کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا، میں کچھ نہیں کرتا۔ یہ عمل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جس چیز کے حاصل ہونے کی جو تدبیر ہے۔ اس کو اختیار کرو، اس کے اختیار کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑو۔ دوسری بات یہ ہے کہ تقدیر کے عقیدے پر عمل کسی واقعہ کے پیش آنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی واقعہ پیش آ چکا، تو ایک مومن کا کام یہ ہے کہ وہ یہ سوچے کہ میں نے جو تدبیریں اختیار کرنی تھیں وہ کر لیں اور اب جو واقعہ ہماری تدبیر کے خلاف پیش آیا، وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے ہم اس پر راضی ہیں......!

تقدیر کا صحیح مفہوم

تقدیر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اپنی طرف سے تدبیر پوری کی جائے لیکن تدبیر کرنے کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ یا اللہ! ہمارے ہاتھ میں جو تدبیر تھی وہ تو ہم نے اختیار کر لی۔ اب معاملہ آپ کے اختیار میں ہے آپ کا جو فیصلہ ہوگا، ہم اس پر راضی رہیں گے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شام کے دورے پر تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ شام کے علاقے میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے، یہ اتنا سخت طاعون تھا کہ بیٹھے بیٹھے چند گھنٹوں میں بندہ ختم ہو جاتا تھا۔ اس طاعون میں ہزارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ہیں۔ آج بھی اردن میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس پورا قبرستان ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے بھرا ہوا ہے جو اس طاعون میں شہید ہوئے...... بہر حال، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ وہاں جائیں یا نہ جائیں یا واپس چلے

جائیں۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی علاقے میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو جولوگ اس علاقے سے باہر ہیں وہ اس علاقے کے اندر داخل نہ ہوں اور جولوگ اس علاقے میں مقیم ہیں وہ وہاں سے نہ بھاگیں...... یہ حدیث سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف صاف ارشاد ہے کہ ایسے علاقے میں داخلہ نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا آپ نے وہاں جانے کا ارادہ ملتوی کردیا......اس وقت ایک صحابی غالباً حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ” انفر من قدر الله “

کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس طاعون کے ذریعہ موت کا آنا لکھ دیا ہے تو وہ موت آکر رہے گی اور اگر تقدیر میں موت نہیں لکھی تو جانا اور نہ جانا برابر ہے۔ جواب میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ” لو غیرك قالها یا اباعبیدة “ اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اگر آپ کے علاوہ کوئی شخص یہ بات کہتا تو میں اس کو معذور سمجھتا، لیکن آپ تو پوری حقیقت سے آگاہ ہیں آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ تقدیر سے بھاگ رہا ہوں، پھر فرمایا کہ ” نعم نفر من قدر الله الی قدر الله “ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ جب تک واقعہ پیش نہیں آتا، اس وقت تک ہمیں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم ہے، اور ان احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنا عقیدہ تقدیر کے خلاف نہیں، بلکہ عقیدہ تقدیر کے اندر داخل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرو، چنانچہ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے واپس جارہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر تقدیر میں ہمارے لئے طاعون کی بیماری میں مبتلا ہونا لکھا ہے تو اس کو ہم ٹال نہیں سکتے، لیکن اپنی طرف سے تدبیر ہمیں پوری کرنی ہے۔

غم ”رضا بالقضاء“ کے منافی نہیں

اللہ والو......! دوسری بات یہ سمجھ لینی چاہیے، اگر کوئی غم یا صدمہ پیش آئے تو اس غم اور تکلیف پر رونا صبر کے منافی اور خلاف نہیں اور گناہ نہیں......اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ غم اور صدمہ کرنا اور اس کا اظہار کرنا جائز ہے، رونا بھی جائز ہے اور دوسری طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے، یہ دونوں چیزیں کیسے جمع کریں کہ ایک طرف فیصلے پر راضی بھی ہوں اور دوسری طرف غم اور صدمہ کا اظہار بھی کرنا جائز ہو؟ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غم اور صدمہ کا اظہار الگ چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ عین حکمت پر مبنی ہے اور ہمیں اس کی حکمت معلوم نہیں اور حکمت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے دل کو تکلیف پہنچ رہی ہے، اس لئے غم اور صدمہ بھی ہے اور اس غم اور صدمہ کی وجہ سے ہم رو بھی رہے ہیں، اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں، لیکن ساتھ ساتھ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ برحق ہے، حکمت پر مبنی ہے، لہٰذا ”رضا“ سے مراد رضاء عقلی ہے۔ یعنی عقلی طور پر انسان یہ سمجھے کہ یہ فیصلہ صحیح ہے۔

ایک بہترین مثال

مثلاً ایک مریض ڈاکٹر سے آپریشن کرانے کیلئے ہسپتال جاتا ہے، اور ڈاکٹر سے درخواست کرتا ہے اور اس کی خوشامد کرتا ہے کہ میرا آپریشن کر دو۔ جب ڈاکٹر نے آپریشن شروع کیا تو اب رو رہا ہے، چیخ رہا ہے، ہائے ہائے کر رہا ہے اور اس تکلیف کی وجہ سے اس کو رنج اور صدمہ بھی ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر کو آپریشن کی فیس بھی دیتا ہے اور اس کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ عقلی طور پر جانتا ہے کہ جو کچھ ڈاکٹر کر رہا ہے، وہ ٹھیک کر رہا ہے، اور میرے فائدے کیلئے کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک مومن کو اس دنیا میں جتنی تکلیفیں اور جتنے صدمے پہنچتے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچتے ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا آپریشن کر رہے ہیں، اب اگر ان تکالیف کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہے ہو تو اس کا انجام تمہارے حق میں بہتر ہونے والا ہے...... لہٰذا عقلی طور پر اگر یہ بات دل میں بیٹھی ہوئی ہے اور پھر انسان اس صدمے پر اور اس تکلیف پر اظہار غم کرے، روئے، چلائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

تقدیر پر راضی رہنے کی فضیلت

(1)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے۔ (احیاء العلوم)۔ (2)...... حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو قضا پر راضی نہ ہو اس کی حماقت کا کوئی علاج نہیں۔ (احیاء العلوم)۔ (3)...... حضرت فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں رہ سکتا تو اپنی تقدیر پر بھی راضی نہ رہ سکے گا۔ (احیاء العلوم)۔ (4)...... حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو اور سرکہ کھانا اور صوف کا لباس پہننا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ اللہ سے ہر حال میں انسان راضی رہے۔ (احیاء العلوم)۔ (5)...... حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ان کے پاؤں میں زخم دیکھ کر کلمات ترحم استعمال کیے اس پر حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں تو جب سے یہ زخم نکلا ہے مسلسل اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ یہ زخم میرے پاؤں میں نکلا، آنکھوں میں نہیں۔ (احیاء العلوم)۔ (6)...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بندے کے پاس منع اور عطا ایک درجے میں ہو جائیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ سے راضی ہے (اتحاف السادۃ)۔ (7)...... حضرت سہل التستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دراصل انسان میں جس قدر یقین کی قوت ہوگی اسی کے بقدر اس کو مقام رضا سے بھی حصہ ملے گا۔ (الحلیۃ الاولیاء، اتحاف السادۃ المتقین)

تفویض کامل کا مقام

''اخبار الاخیار'' میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ کی بیوی نے عرض کیا کہ فلاں لڑکا بھوک سے مر رہا ہے، فرمایا مسعود بندہ کیا کرے گا اگر تقدیر الٰہی یہی ہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ (اخبار الاخیار)

تقدیر کے ذریعے خاص مقام پانے والی عورت

جب انسان خدائی فیصلوں پر ہر حال میں راضی رہنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ خدا کے ہر عمل کا راز پا لیتا ہے اور موقع صبر

میں بھی موقع شکر نکال لیتا ہے۔ ایک اسرائیلی روایت میں ہے کہ ایک عابد نے طویل زمانے تک اللہ کی عبادت کی تو اسے خواب میں دکھایا گیا کہ بکریاں چرانے والی فلاں عورت جنت میں تمہاری رفیقہ ہوگی اس عابد نے اس خاتون کو تلاش کیا اور تین دن تک اس کا مہمان رہنے کی خواہش کی تا کہ اس کے اعمال پر نگاہ رکھ سکے، اس عورت کا معمول یہ نظر آیا کہ وہ ایک رات عبادت کرتی ہے اور ایک رات سوتی ہے۔ اسی طرح ایک دن کے وقفے سے روزہ رکھتی، عابد نے خاتون سے کہا کہ ان اعمال کے علاوہ بھی تمہارا کوئی عمل ہے جو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔ خاتون نے کہا نہیں بس میرا اتنا ہی عمل ہے۔ عابد نے کہا یاد کرو، شاید کوئی عمل اور یاد آ جائے۔ آخر اس کو یاد آ گیا اور اس نے کہا ہاں میری ایک عادت ہے وہ یہ کہ اگر میں سخت ترین حالات سے دوچار ہوتی ہوں تو اچھے حالات کی تمنا نہیں کرتی، بیمار رہتی ہوں تو صحت کی آرزو نہیں کرتی اور دھوپ میں رہتی ہوں تو سائے کی طلب نہیں ہوتی، عابد نے کہا بس بس! یہی وہ خصلت ہے جو عام انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ (احیاء العلوم)

علامہ زبیدی نے لکھا ہے کہ اس واقعے کو ''صاحب القوت'' نے ذکر کیا ہے، نیز اسکو شیخ ابونعیم رحمہ اللہ نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں روایت کیا ہے۔ (اتحاف السادۃ)

تقدیر پر راضی رہنے والے بزرگ

بعض اسلاف کا قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ اہل زمین اس فیصلے کو بخوشی قبول کر لیں۔ (احیاء العلوم)

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی آنکھ چلی گئی مگر بیس سال تک انہوں نے اس کا تذکرہ اپنے گھر والوں سے بھی نہیں کیا ایک دن ان کے صاحب زادے نے غور کیا تو پوچھا ابو جان! کیا آپ کی آنکھ ختم ہو چکی ہے؟ تو حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں بیٹے! زمانہ ہوا اللہ کی مرضی تیرے باپ کی آنکھ کو لے جا چکی ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین للعلامۃ السید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی)

ہماری عورتوں کیلئے ایک ولیہ کا سبق

مشہور محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زبان سے ایک دن حضرت رابعہ بصریہ کے پاس یہ دعا نکلی کہ '' اللھم ارض عنی'' اے اللہ! مجھ سے راضی ہو جا، اس پر حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے کہا آپ کو اللہ سے شرم نہیں آتی، آپ اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں اور خود اللہ سے راضی نہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو اس پر بہت احساس ہوا اور استغفار پڑھا، اس پر حضرت جعفر بن سلیمان الضبعی رحمہ اللہ نے کہا کہ بندہ کب اللہ سے راضی مانا جاتا ہے؟ تو حضرت رابعہ رحمہا اللہ نے فرمایا: جب بندہ مصیبت پر بھی اتنا ہی خوش ہو جتنا کہ نعمت پر ہوتا ہے تو سمجھو کہ وہ بندہ اللہ سے راضی ہے۔ (احیاء العلوم)

خربوزہ کے ذریعے تقدیر کو سمجھا

حضرت محمد بن شفیق رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنی والدہ محترمہ کیلئے خربوزہ خریدا، مگر انہیں پسند نہ آیا اور وہ خفا ہوئیں۔ آپ

رحمہ اللہ نے عرض کی ’’اماں جان! آپ کس پر خفا ہوتی ہیں؟ بیچنے والے پر؟ یا خریدار پر؟ یا خالق پر؟ خدا کی قسم! خالق تو سب سے اچھا بنانے والا ہے اور بیچنے والا خریدنے والا تو وہی دیتا ہے جو ازل سے ہمارے لئے لکھا ہے۔ یہ سن کر میری والدہ نے توبہ واستغفار کی۔

معاملہ تقدیر میں عیسیٰ علیہ السلام کی ذہانت

حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیطان آپ سے ملا تو کہنے لگا کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کو وہی حال پیش آتا ہے جو خدا نے تمہارے لیے لکھ دیا ہو، آپ نے فرمایا: بیشک۔ اس نے کہا اچھا ذرا اس پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر دکھاؤ، اگر خدا نے آپ کے لیے سلامتی مقدر کر دی ہوگی تو آپ سلامت رہ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا اے ملعون! اللہ عز وجل کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کا امتحان لے بندے کو یہ حق نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا امتحان لے۔

میرے اللہ کا مجھ پر بہت کرم ہے

دمشق کے ایک شخص نے سفر کی حالت میں صحرا میں ایک شخص کو بوریا پہنے حمد و ثناء کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے پوچھا ’’کس نعمت کا شکر یہ کرتا ہے، کیونکہ میں تجھ پر نعمت نہیں دیکھتا ہوں؟‘‘ اس نے کہا کہ ’’تمام نعمتیں اللہ نے مجھ کو دی ہیں۔ سن! مسلمان ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہوں، تندرست ہوں، زبان کو ذکر الٰہی کی قدرت حاصل ہے۔ مردار دنیا سے دور ہوں، مجھے اس کی تمنا نہیں ہے۔ یہ شخص نہایت شرمندگی کے ساتھ رونے لگا اور اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو گیا۔

تفویض حاصل کرنے کا طریقہ

جب بھی کوئی تکلیف دینے والا واقعہ پیش آیا کرے تو اس وقت فوراً یہ بات سوچ لیا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوا ہے جو بہت زیادہ حکمت و بصیرت والے ہیں۔ شروع شروع میں تو کچھ مشکل ہوگی لیکن آہستہ آہستہ یہ بات طبیعت کا حصہ بن جائے گی۔

☆……☆……☆

اخلاق کی چھٹی قسم ’’خوف وامید‘‘

خوف کی دو قسمیں ہیں ایک طبعی اور دوسری عقلی۔ طبعی کا مطلب یہ ہے انسان کی طبیعت میں ہی خوف ہو اور دوسرا ’’عقلی‘‘ وہ یہ ہے کہ بندے کے دل میں عذاب الٰہی کا خوف قبر کے عذاب کا خوف اور محشر کا خوف اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف ہو۔ ”ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر“ (جو لوگ خدا سے غائبانہ ڈرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے)

ایک بزرگ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ قیامت میں سب سے زیادہ بے خوف کون ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوف رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم)

خوف خدا کے تین درجات :۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے خوف کے تین درجے لکھے ہیں:

(1) گناہوں پر سزا کا ڈر

اسے عوام الناس (عام لوگوں) کا خوف کہتے ہیں۔ عوام الناس کا خوف بچے کے خوف کی مانند ہوتا ہے، جیسے بچے سے شیشے کی کوئی چیز ٹوٹ جائے (یعنی کسی قسم کا نقصان، کوئی غلطی ہو جائے) تو اس کو ذہنی طور پر امی سے سزا ملنے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ تو عوام الناس کا خوف اسی درجہ کا ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑا ہوتا ہے گناہ کیے ہوتے ہیں، نفس کی خواہشات کو پورا کیا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے گناہوں پر سزا ملنے کا ڈر لگا رہتا ہے۔

(2) حق عبادت ادا نہ ہونے کا ڈر

یہ درجہ پہلے سے ذرا بلند درجہ کا ہے، اسے ''ابرار کا خوف'' یعنی نیک لوگوں کا خوف کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لوگ گناہ نہیں کرتے اور نیک اعمال تو کیے ہوتے ہیں مگر یہ سمجھتے ہیں کہ جیسا عمل کرنا چاہیے تھا ہم ویسا نہیں کر سکے، اب معلوم نہیں کہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی ہوں گے یا نہیں؟ یعنی ان کو اعمال کے قبول نہ ہونے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ حرمین شریفین کی زیارت کیلئے گئے، مقام ابراہیم پر دو رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھا اور پھر دعا مانگی: اے اللہ! جیسے آپ کی معرفت حاصل کرنی چاہئے تھی ویسی ہم حاصل نہیں کر سکے۔ ان کو حق عبادت ادا نہ ہونے کا ڈر لگا رہتا ہے۔

(3) برے خاتمہ کا ڈر

یہ عارفین کا خوف ہے جو بلند مرتبہ کے لوگ ہوتے ہیں، وہ یہ کہ اپنی طرف سے اعمال تو وہ خوب اچھی طرح کرتے ہیں، لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ موت تک ہم ان کو بحفاظت پہنچا سکیں گے یا نہیں؟ کہیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں، محروم نہ کر دیئے جائیں۔ یعنی انجام کے بارے میں ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ہمارا خاتمہ برا نہ ہو جائے۔

عارفین سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی نگاہ جب اٹھتی ہے تو پھر ''بلعم باعور'' (بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا عبادت گزار) جیسے شخص کی چار سو (400) سال کی عبادت بھی مردود ہو جاتی ہے (یعنی رد کر دی جاتی ہے) اور جب اس کی رحمت کی نگاہ اٹھتی ہے تو فضیل بن عیاض (رحمہ اللہ) کو ڈاکوؤں کی سرداری سے نکال کر ولیوں کا سردار بنا دیا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خوف الٰہی کے واقعات

آندھی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ

:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابر، آندھی وغیرہ آتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

چہرہ انور پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور چہرے کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لیجاتے کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دعا پڑھتے رہتے'' اللھم انی اسئلك خير ھا وخير مافيھا وخير ما ارسلت به واعوذبك من شرھا وشر ما فيھا وشرما ارسلت به '' اللہ اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو، بارش وغیرہ اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی اس کی بھلائی چاہتا ہوں، یا اللہ! میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز اس میں ہے اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی۔ اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، اور جب بارش ہو جاتی تو چہرہ پر انبساط شروع ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک گرانی (یعنی پریشانی) محسوس ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عائشہ! (رضی اللہ عنہا) مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا اور وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کہ اس ابر میں ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا (درمنثور)۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے'' فلما رأوه عارضا مستقبل اوديتھم الآية '' (سورۃ الاحقاف آیت ۲۴) ترجمہ! ان لوگوں نے (یعنی قوم عاد نے) جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل تو ہم پر بارش برسانے والا ہے (ارشاد خداوندی ہوا کہ) نہیں برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب ہے) جس کی تم جلدی مچاتے تھے (اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لا) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی۔ چنانچہ وہ لوگ اس آندھی کی وجہ سے ایسے تباہ ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے کچھ نہ دکھلائی دیتا تھا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

اندھیرا چھا جانے کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نصیحت

نضر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک مرتبہ دن میں اندھیرا چھا گیا۔ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو ذرا سی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت کے آ جانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے۔ ایک دوسرے صحابی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آندھی چلتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ (جمع الفوائد)

سورج گرہن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن ہو گیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے کام میں مشغول تھے اور نوجوان جو تیراندازی میں مشق کر رہے تھے ان کو چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے تاکہ یہ دیکھیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کیا عمل فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت صلوٰۃ کسوف کی نہایت ہی طویل ادا فرمائیں حتیٰ کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے۔ نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روتے رہے اور فرماتے تھے اے رب! کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوئے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے جب یہ لوگ استغفار کرتے ہونگے۔ سورہ انفال میں اللہ جل شانہ نے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے۔'' وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفات یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو جب کبھی ایسی حالت پیش آئے نماز پڑھو، دعا مانگو، صدقہ کرو۔

☆...... حضور ﷺ پوری پوری رات مخلوق کیلئے روتے تھے۔ ایک مرتبہ " ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم '' (اے اللہ!) اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخشے تو تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اور پوری رات اسی آیت کو پڑھتے گزار دی۔ ☆ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام آئے تو دیکھا کہ وہ اللہ پاک کے خوف سے بہت زیادہ کانپ رہے تھے۔ ☆ کہا جاتا ہے کہ جب ابلیس راندہ درگاہ ہو گیا تو جبرئیل و میکائیل علیہما السلام رونے لگے اللہ پاک نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مولا تیرے غضب سے اپنے آپ کو مامون نہیں سمجھتے تو پروردگار نے فرمایا: ہاں اپنے آپ کو میرے غضب سے مامون نہ خیال کرو یعنی میری ذات ہر کسی سے بے نیاز ہے۔ ☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو خوف خدا سے ان کے سینے میں پیدا ہونے والی جوش کی آواز ایک میل کے فاصلے سے سنی جا سکتی تھی۔

اولیاء کرام کے خوف الٰہی کے واقعات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کا ڈر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس فضیلت کے حامل ہیں وہ ہر شخص ہی جانتا ہے، جنتیوں کے ایک جماعت کا سردار ہونا، جنت کے دروازوں کا آپ کو پکارنا اور آپ کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت ہی فضیلتیں احادیث میں ذکر ہوئی ہیں لیکن اس سب کے باوجود آپ کے خوف الٰہی کا یہ عالم تھا کہ کبھی فرماتے کہ کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ چوپائے اس کو کھا لیتے۔ کبھی یہ تمنا فرماتے کہ میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری پھر فرمایا کہ تو کس قدر مزے میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تجھ جیسا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء)

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی بات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مجھ میں کچھ بات بڑھ گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے کوئی لفظ کہہ دیا جس سے مجھے ناگواری ہوئی۔ فوراً آپ کو خیال ہوا مجھ سے فرمایا کہ تو بھی مجھے کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے، میں نے کہنے سے معذرت کی تو فرمایا کہ کہہ لو ورنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر عرض کروں گا، میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اٹھ کر چلے گئے بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی زیادتی کی اور خود ہی الٹا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کریں۔ میں نے کہا تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں؟ (وہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خوف الٰہی تھا اور یہاں ان کے ایمان و شرافت کی داد دیجئے کہ دوسروں کے ایسے جملوں پر بجائے بھڑکنے کے الٹا ان کی تعریف کرنے لگے، رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کے لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے خفا ہو جائیں گے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی سے اللہ جل جلالہ ناراض ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد میری ہلاکت میں کیا شک ہے یہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں بدلہ میں کہنا نہیں چاہیے۔ البتہ اس کی جگہ یوں کہو کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ آپ اسے درگزر فرما دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف الٰہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض اوقات فرماتے کہ میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا، کبھی ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور یہ تمنا ظاہر فرماتے کہ میں کوئی تنکا ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر زیادتی کی ہے آپ رضی اللہ عنہ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ایک درہ مار دیا کہ جب میں اس کام کیلئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آ کر کہتے ہیں کہ بدلہ دلوا دیں۔ وہ شخص واپس چلا گیا آپ رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوئی اور ایک شخص کو بھیج کر اس کو بلوایا اور درہ اس کو دے کر فرمایا کہ بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے آپ کو معاف کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا اے! (عمر رضی اللہ عنہ) اللہ نے تجھ کو اونچا کیا، ہدایت و عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا۔ اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے تو تو اس کو مارتا ہے۔ کل کو قیامت کے دن کیا جواب دے گا۔ بڑی دیر تک اسی طرح اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔ (اسد الغابہ)

فجر کی نماز میں اکثر سورہ کہف، طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے "انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ" پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی، تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حالت اللہ کے خوف سے

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دینی مسائل سے اتنی زیادہ واقف تھیں کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تحقیق

کیلئے آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے۔ کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگائی تو قرآن شریف میں اللہ پاک نے خود آپ کا پاک دامن ہونا بیان فرمایا، آپ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ دس خصوصیات مجھ میں ایسی ہیں کہ کوئی دوسری بیوی ان میں شریک نہیں۔ اور بھی بہت ہی زیادہ فضیلتیں آپ رضی اللہ عنہا کی شان میں بیان کی گئیں ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا یہ عالم تھا۔ کبھی فرمایا کرتیں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوتی، کبھی فرماتیں کہ کاش میں درخت ہوتی کہ تسبیح کرتی رہتی (قرآن مجید میں ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں، اسی طرف اشارہ ہے) اور کوئی آخرت کا مطالبہ مجھ سے نہ ہوتا، کبھی یہ تمنا کرتیں کہ میں پتھر ہوتی یا مٹی کا ڈلا ہوتی اور کبھی فرماتیں کہ میں درخت کا پتہ ہوتی یا کوئی گھاس ہوتی......!

میں اور آپ بھی ذرا سوچیں کہ جنکا جنتی ہونا سو فیصد یقینی ہے ان کے خوف الٰہی کا یہ عالم ہے اور جن کے پاس کچھ نہیں وہ بے فکری کی زندگی گزار رہے ہیں......!

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خوف الٰہی

(1)......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہوگئی تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو، اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے، ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ آیا، تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔ (2)......ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا وہ قرآن پڑھ رہے تھے جب آیت " فاذا انشقت السماء فكانت وردة كالدهان "" جب قیامت آئے گی جس میں آسمان پھٹ جائے گا اور ایسا سرخ ہو جائے گا جس طرح سرخ چمڑا" اس آیت پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے، روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے ہاں جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ (یعنی قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے میری بربادی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔ (3)......ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے تہجد پڑھی اور پھر بیٹھ کر روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی آگ سے بچنے کی فرمائش کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رلا دیا۔ (4)......عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ ایک صحابی ہیں، رو رہے تھے، بیوی بھی ان کی اس حالت کو دیکھ رونے لگیں پوچھا کہ کیوں روتی ہو، کہنے لگیں کہ جس وجہ سے آپ روتے ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ پل صراط سے گزرنا ہے، نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔ (5)......حضرت خلید رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے " كل نفس ذائقة الموت "(ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے) پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر میں گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے تمہارے اس کو بار بار کے پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ کا خوف الٰہی

حضرت فضیل رحمہ اللہ مشہور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے، جب بھی میں اللہ سے

ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارہ اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خوف آخرت

حضرت فاطمہ بنت عبدالملک جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی بیوی تھیں ان سے کہا گیا کہ اپنے شوہر کی عبادت اور ریاضت کا حال بتائیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ سب سے زیادہ نفل پڑھنے والے تو نہ تھے اور نہ ہی ہمیشہ روزہ رکھنے والے تھے۔ ہاں مگر میں نے ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا، جب وہ اپنے بستر پر اللہ کو یاد کرتے تھے تو چڑیا کی طرح پھڑ پھڑانے لگتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ سمجھتے تھے کہ لوگوں کی صبح اس حال میں ہوگی کہ وہ خلیفہ سے محروم ہو چکے ہوں گے۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا عرفہ کے دن رونا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو عرفہ کے روز دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھا وہ صبح تک اسی طرح روتے رہے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ غروب آفتاب کے وقت انھوں نے اپنی داڑھی پکڑی اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا، اگر تو نے مجھے بخش دیا تب بھی مجھے اپنے آپ پر شرم آئے گی۔ پھر وہ لوگوں کے ساتھ لوٹ آئے۔

(1)...... حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے۔ ''وامتازوا الیوم ایھا المجرمون'' (الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرموں کی جماعت) اس آیت کو پوری رات پڑھتے رہے اور خوف سے روتے رہے۔ (2)...... زرارۃ بن ابی اوفی رحمہ اللہ ایک مسجد میں صبح کی نماز پڑھا رہے تھے " فاذا نقر فی الناقور '' (جس دن صور پھونکا جائے گا) اس آیت پر جب پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا، لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔ (3)...... ایک اور بزرگ کا قصہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت جب " ردوا الی اللہ مولٰھم الحق '' (اور یہ لوگ اللہ کے عذاب کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جائیں گے) پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے اور بھی اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں اب میں اور آپ بھی ذرا سوچیں کہ یہ لوگ سب کچھ کر کے بھی اتنا ڈرتے تھے اور ہم کچھ نہ کر کے بھی فکر نہیں کرتے......! آج کے بعد میں بھی اپنی زندگی کی ترتیب بدلنے کی نیت کروں اور آپ بھی میرا ساتھ دیں۔

خوف الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ

خوف الٰہی کے ان واقعات کو جو آپ کی خدمت میں عرض کیے گئے ہیں ان کو بار بار پڑھا کریں اور دوسرا کام یہ کیا کریں کہ روزانہ رات تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچا کریں کہ قیامت کا دن ہے اور میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں، ایک طرف میرے

سارے نامہ اعمال ہیں دوسری طرف ترازو قائم ہے، سورج میرے سر پر ہے، زمین تانبے کی ہے جو تپش سے بری طرح کھول رہی ہے، جہنم میرے سامنے ہے اور میرا حساب کتاب ہو رہا ہے۔ چند دن یہ عمل کرنے سے بہت ہی زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔

☆......☆......☆

اخلاق کی ساتویں قسم ''اللہ کی رضا پر راضی رہنا''

خوش نصیب ترین شخص

اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے خود کو خدا کے فیصلے پر راضی کیا جائے، یہ صبر کی درمیانی منزل ہے جب تک انسان اس درمیانی منزل کو عبور نہ کرے گا، آخری منزل بھی نہ پا سکے گا اس لیے انسان کو خدائی اعمال پر نگاہ ڈالنے کے بجائے سب سے زیادہ اپنے اعمال اور دل کی کیفیات پر توجہ دینی چاہیے اور ان کو اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے کیلئے آمادہ کرنا چاہیے۔ اب اس موضوع سے تعلق رکھنے والی چند احادیث لکھی جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے خوش نصیب ہے وہ شخص جسے اسلام کی توفیق دی گئی، بقدر کفایت رزق سے نوازا گیا اور وہ اس پر راضی رہا۔ (ترمذی بسند صحیح) ☆......ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے اللہ اس کے تھوڑے عمل سے بھی راضی ہو جائیں گے۔

(رواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس)۔

رضا مقام معرفت کا ذریعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ہے کہ بنی اسرائیل نے ان سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے پروردگار سے کوئی ایسی چیز طلب فرمایئے جس پر ہم عمل کریں تو وہ ہم سے راضی ہو جائیں۔ حضرت موسیٰ بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے الٰہی: آپ نے بنی اسرائیل کی درخواست سنی ہے آپ کا کیا حکم ہے؟ پروردگار نے جواب دیا کہ اے موسیٰ: ان سے کہو کہ وہ مجھ سے اور میرے فیصلوں سے راضی رہیں تو میں بھی ان سے راضی رہوں گا۔ (احیاء العلوم)

اس واقعہ کی تائید، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو ''حاکم'' نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو اللہ عزوجل کے نزدیک اپنا مقام جاننے کا آرزومند ہو اس کو دیکھنا چاہیے کہ اللہ پاک کا اس کے نزدیک اور اس کی زندگی میں کیا مقام ہے۔ یقیناً اللہ ہر بندے کو اس مقام پر رکھے گا، جس مقام پر بندے نے اللہ کو رکھا ہوگا۔

(المغنی عن حمل الاسفار)

ناگواریوں پر صبر کا مقام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا پروردگار! ایسی بات کی طرف رہنمائی فرما جس سے آپ کی رضامندی

حاصل ہو، اللہ نے وحی فرمائی کہ میری رضا ناگواریوں میں پوشیدہ ہے اور آپ ناگوار چیزوں پر صبر نہیں کر پائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست دہرائی کہ پروردگار! مجھے وہ ناگوار چیز ہی بتا دے تو اللہ نے فرمایا میری رضا اس میں پوشیدہ ہے کہ تو میرے فیصلوں پر راضی رہے۔ (احیاء العلوم)

شکوہ مقام رضا کے خلاف ہے

طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں حضرت ابو ہند داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو شخص میری بلیات، آفات پر صبر نہ کرے، میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میرے فیصلوں پر راضی نہ ہو اسے چاہیے کہ میرے سوا کوئی اور رب ڈھونڈ لے۔ (المغنی)

حضرت ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے خیر کو پیدا کیا پس خوش نصیبی ہے اس شخص کیلئے جس کو میں نے خیر کیلئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھ پر خیر کو جاری فرمایا اور ہلاکت ہو اس شخص کیلئے جس کو میں نے شر کیلئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھ پر شر کو جاری فرمایا اور ہلاکت در ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جو پوچھے یہ کیوں ہوا؟ اور کیسے ہوا؟ (شرح السنة)

معاملہ بڑا ہی حساس......!

زمانہ ماضی کی خبروں میں ہے کہ ایک نبی علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں مسلسل دس سال تک فقر و فاقہ کی تکالیف کے لئے فریاد کی مگر قبول نہیں ہوئی۔ دس سال کے بعد اللہ نے ان پر وحی نازل ہوئی کہ کب تک شکوہ کرتے رہو گے؟ تمہارے بارے میں یہ فیصلہ میں نے ام الکتاب میں آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے قبل ہی لکھ دیا تھا، تمہارے لیے میرا یہ فیصلہ تخلیق دنیا سے قبل ہو چکا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری وجہ سے میں دنیا کو دوبارہ پیدا کروں؟ یا تم چاہتے ہو کہ میں اپنے فیصلے کو تمہارے لیے بدل دوں؟ تاکہ تمہاری چاہت اور ارادہ میری چاہت اور ارادے کے مقابلے میں فائق رہے؟ میری عزت و جلال کی قسم آج کے بعد پھر کبھی ایسا خیال اگر دل میں پیدا ہوا تو دفتر نبوت سے نام خارج کر دوں گا۔ (احیاء العلوم)

علامہ زبیدی نے اتحاف السادۃ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ اس واقعہ کو صاحب القوت نے نقل کیا ہے۔ (اتحاف السادۃ)

اللہ پر یقین رکھیں......!

ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا حضرت مجھ پر مصائب اور حوادث اتنے آئے ہیں کہ اگر خودکشی جائز ہوتی تو میں یقیناً کر لیتا۔ فرمایا اگر مصائب اور حوادث کوئی بری چیز ہوتے تو حق تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے لئے پسند نہ فرماتے۔ مانگنی تو عافیت ہی چاہئے لیکن اگر کوئی مصیبت آ جائے تو رضا بالقضاء (اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا) چاہئے اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کا یقین رکھے اور ان ہی پر نظر رکھے۔

کاش ایسا نہ ہوتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، اس اثناء میں آپ نے میرے کسی عمل کے بارے میں یہ سوال نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہیں پوچھا کیوں نہیں کیا؟ نہ کسی رونما ہونے والی چیز کے بارے میں فرمایا کہ کاش ایسا نہ ہوتا؟ اور نہ کسی غیر موجود چیز کے بارے میں فرمایا کہ کاش یہ ہو جاتا، آپ کے اہل بیت میں سے کوئی اگر میرے کسی عمل پر اعتراض کرتا تو آپ فرماتے اس کو چھوڑ دو، فیصلہ الٰہی یہی تھا، ورنہ یہ ایسا نہ کرتا۔ (المغنی)

اللہ کی مشیت اللہ ہی جانیں

ایک مسافر بس میں ایک خاتون نے شور کیا کہ میرے کپڑوں میں کچھ ہے گاڑی روکی جائے۔ بس کو روکا گیا، مسافروں نے اس کے اردگرد اپنے کپڑوں سے پردہ کیا، اس عورت کے کپڑوں سے اڑنے والا سانپ نکلا اس دوران وہاں سے ایک شخص موٹر سائیکل پر گزرا۔ اس نے مجمع دیکھا......ٹھہر گیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ سانپ اڑا اور موٹر سائیکل والے کے ماتھے پر ڈس لیا اور وہ شخص وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اب خدا کی قدرت دیکھئے کہ اس عورت کو اس نے کچھ نہیں کہا اور نہ اس مجمع کے کسی شخص کو ......آخر کیوں! اس لئے کہ حکم ربی چلتا ہے سانپ کا کوئی اختیار نہیں۔ بہر حال موٹر سائیکل والے کی جیب دیکھی گئی کہ اس کا شناختی کارڈ مل جائے اور میت کو اپنی منزل پر پہنچایا جائے اس کی جیب سے کچھ نہ نکلا۔ موٹر سائیکل پر دیکھا تو ایک کپڑے کا تھیلا تھا اسکو کھولا تو ایک عورت کا کٹا ہوا بازو تھا جس میں سونے کی چوڑیاں تھیں جس کو پورے مجمع نے دیکھا اور عبرت حاصل کرنے والوں نے عبرت حاصل کی۔ اللہ پاک جو کرتے ہیں وہ بہتر کرتے ہیں اس میں بھلائی اور بہتری ہی ہوتی ہے۔

اس لیے جتنا زیادہ ہو سکے اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جتنی زیادہ محبت ہوگی اسی کے بقدر اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا نصیب ہوگا۔

☆......☆......☆

اخلاق کی آٹھویں قسم ”صبر“

یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کراؤ اور رابطہ رکھو

انسان کو جب کوئی نعمت میسر ہوتی ہے تو مسرت ہوتی ہے، اور جب کوئی مصیبت یا کوئی تکلیف ہوتی ہے تو وہ اس پر راضی رہے حتیٰ کہ اس کو ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے نیکی ہے، بزرگوں نے فرمایا کہ مصیبت پر صبر اور نعمت پر شکر کامل ایمان کی علامت ہے۔

صبر کی تین قسمیں

اپنے نفس کو دین کی بات کا پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا۔ اس کے کئی مواقع

ہیں۔ (الف)......ایک موقع یہ ہے کہ آدمی امن چین کی حالت میں ہو، اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہو، مال و دولت، سازو سامان دیا ہو تو اس وقت کا صبر یہ ہے کہ انسان کا دماغ خراب نہ ہو اور اپنے اللہ کو بھول نہ جائے غریبوں کو حقیر نہ جانے، ان کے ساتھ نرمی و احسان کرتا رہے۔ (ب)......اگر نفس عبادت نماز وغیرہ میں سستی کرتا ہو یا نفس کنجوسی کرتا ہو زکوٰۃ وغیرہ دینے میں ایسے موقع پر تین طرح کا صبر ہوتا ہے۔ (1)......عبادت سے پہلے نیت درست کریں کہ اللہ ہی کے واسطے یہ کام کرنا ہے۔ (2)......عبادت کے وقت کم ہمتی نہ ہو جس طرح اس کی عبادت کا حق ہے ادا کریں۔ (3)......عبادت کے بعد کہ اس عبادت کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے۔

دیگر مواقعوں پر صبر

(1)......گناہ کے وقت صبر کا طریقہ یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ (2)......صبر کا ایک اور موقع یہ ہے کہ کوئی شخص بھی تکلیف پہنچائے، برا بھلا کہے، اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے۔ (3)......کسی عزیز کے مر جانے پر صبر کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی خلاف شرع کلمہ زبان سے نہ نکالا جائے۔

صبر احادیث مبارکہ کی روشنی میں

(1)......مصیبت کے وقت صبر پر بڑے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے کسی بندے کی طرف مصیبت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اس کے بدن، مال یا اولاد کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں، پھر وہ اس بات پر صبر کرتا ہے تو قیامت کے دن مجھے شرم محسوس ہوگی کہ میں اس کیلئے میزان نصب کروں یا اس کیلئے دیوان حاضر کروں۔ (رواہ ابن عدی المغنی)۔ (2)......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مومن بندہ مصیبت کے وقت قرآنی ہدایات کے مطابق ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اللہ! مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور اس کا نعم البدل عطا کر، تو اللہ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتے ہیں (رواہ مسلم)۔ (3)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: اے جبرائیل! (علیہ السلام) جس کی میں دونوں آنکھیں لے لوں اس کا بدلہ کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا، آپ نے ہمیں بتایا۔ اللہ نے فرمایا اس کا بدلہ یہ ہے کہ وہ میرے گھر میں ہمیشہ رہے گا اور میری زیارت سے مشرف ہوگا (رواہ الطبرانی فی الاسط)۔ (4)......ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی بندے کو کسی مصیبت میں گرفتار کر دیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا، تو اس کے گوشت اور خون کو بدل کر اس سے اچھا گوشت اور خون عطا کرتا ہوں، پھر اگر وہ بیماری سے شفایاب ہو جاتا ہے تو اس حال میں ہوتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو اور اگر شفایاب نہ ہو سکے اور وفات پا جائے تو وہ میری رحمت کے جوار میں پہنچ جاتا ہے۔ (رواہ

مالك في الموطا)۔ (5)......حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اے پروردگار! اس غم زدہ کا بدلہ کیا ہے جو مصائب پر محض آپ کی رضا کیلئے صبر کرے؟ تو اللہ نے کہا اس کا بدلہ یہ ہے کہ میں اس کو ایمان کا ایسا لباس پہناؤں گا جو اس سے کبھی اتارا نہیں جاسکے گا۔ (احیاء العلوم للغزالی)۔

اولاد کے مرنے پر صبر کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل فرماتے ہیں کہ جس شخص کے تین بچے فوت ہو گئے۔ وہ دوزخ صرف اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پورا کرنے کے لئے جائے گا، جو کہ اس آیت میں ہے" ان منكم الاوار دها" (مریم:71) ترجمہ: اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا گزر اس پر نہ ہو۔ یعنی محض عبور کے لئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ ہوتا تو اسے ساتویں دن اپنے پاس بلا لیتے تھے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں پیدا ہو جائے تا کہ مر جائے تو اس کا اجر زیادہ ملے۔

صبر کس وقت کیا جائے......؟

صبر اپنے وقت پر ہوتا ہے......مدت گزر جانے کے بعد تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے وہ باعث اجر نہیں ہوتا، صبر وہی باعث اجر ہوتا ہے جو ارادہ اور اختیار سے مصیبت کو دبانے کیلئے کیا جائے......

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بڑھیا کا جوان بیٹا مر گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گزرے بڑھیا واویلا اور خوبیاں بیان کر کے رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صبر کرو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی، جواب دیا کہ ہاں! تمہارا جوان بیٹا مر گیا ہوتا تو پتہ چلتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل دیئے۔ کسی نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ دوڑی دوڑی آئی اور کہا اب میں صبر کروں گی......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" الصبر عند الصدمة الاولى" صدمہ اور رنج پہنچتے ہی آدمی صبر کرے تو موجب اجر ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا انتقال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ سفر کی حالت میں بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی۔ سن کر" انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ پھر فرمانے لگے ایک پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پردہ دے دیا۔ ایک ذمہ داری تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہلکا کر دیا۔ پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ہم نے وہی کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے" واستعينوا بالصبر والصلوة" اور صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو' انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ لیا کرو کہ یہ بھی ایک مصیبت ہے۔

بیٹے کی موت پر صحابیہ کا مثالی صبر

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام پر چلے گئے، ان کے جانے کے بعد بچے

کا انتقال ہو گیا، بیگم ابوطلحہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے وہ شام کو اپنے کام سے واپس گھر آئے تو بیوی سے پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ یہ کہہ کر ابوطلحہ کے لئے کھانا لائیں، انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے نہایت حکیمانہ انداز میں پوچھا۔ اگر کوئی کسی کو عاریتاً کوئی چیز دے دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو روک لے؟ ابوطلحہ نے کہا: بھلا یہ حق کیسے حاصل ہو جائے گا۔ تو وہ صابرہ بیوی نے کہا: اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجئے۔ یعنی آپ کا بیٹا اللہ کے پاس چلا گیا۔ (مسلم)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا جذبہ ایمانی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سخت بیمار پڑ گئیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ انکی عیادت کیلئے آئے۔ ماں نے ان سے کہا بیٹے! اول میں یہ آرزو کرتی ہوں کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں خدا مجھے زندہ رکھے۔ یا تو تو میدان جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں، یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی زندگی ہی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کافی ضعیف ہو چکی تھیں۔ لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت انگیز منظر دیکھنے کیلئے تشریف لائیں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں: اس سوار کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اترے؟۔ یہ تھا صحابیات کا جذبہ ایمانی جس کو آج ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

لوح محفوظ کی پہلی لکھائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلی بات جو لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی یہ تھی ’’میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں۔ جو شخص میری قضا پر تسلیم و رضا اختیار کرے گا، میری مصیبت پر صبر کرے گا، میری نعمتوں پر شکر کرے گا میں اسے صدیق لکھوں گا اور قیامت میں صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ جو میری قضاء پر راضی نہیں، میری مصیبت پر صبر نہیں کرتا، میری نعمتوں پر شکر نہیں کرتا تو وہ میرے سوا کوئی اور خدا بنا لے۔

حبشی خاتون کا صبر

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے بولے تمہیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھائیے؟ کہا: دیکھو یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مرگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں بالکل ننگی ہو جاتی ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے خدا سے دعا کیجئے۔ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو خدا تمہیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں دعا کردوں کہ خدا تمہیں اچھا کردے۔ یہ سن کر وہ خاتون بولی یارسول اللہ ﷺ میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ یہ دعا فرمادیجئے کہ میں اس حالت میں ننگی نہ ہوجایا کروں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس درازقد خاتون کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا۔

اولیائے کرام کا مقام صبر

صبر کا معیار

حضرت فضیل رحمہ اللہ سے صبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: صبر، فیصلہ الٰہی پر راضی رہنے کا نام ہے، پوچھا گیا یہ کیسے؟ فرمایا: راضی بہ قضا شخص اپنی حیثیت سے زیادہ کی تمنا نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم)۔

عارفین کے حالات

بعض عارفین کے حالات میں ہے کہ وہ اپنی جیب میں ہر وقت ایک رقعہ رکھتے تھے اور وقفے وقفے سے اس کو نکال کر دیکھتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ درج تھی" واصبر لحکم ربك فانك باعیننا "(الطور:48) یعنی اپنے رب کے حکم پر صبر کرو، اس لئے کہ تم ہماری نگاہوں کے سامنے ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے صاحب زادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نصیحت فرمائی کہ مومن کی تین علامات ہیں: (1)......غیر حاصل شدہ چیز پر توکل۔ (2)......حاصل شدہ چیز پر رضا مندی۔ (3)......اور فوت شدہ چیز پر صبر۔

ایک مجوسی کی صبر پر نصیحت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں کسی کے انتقال پر ایک مجوسی تعزیت کے لیے آیا اور کہنے لگا عقل مند انسان کو آج وہ کرنا چاہیے جو بے وقوف چند روز بعد کرے گا یعنی چاہتے نہ چاہتے صبر کرنا ہی پڑتا ہے، آج نہیں کروگے تو چند روز بعد کروگے کیوں نہ آج ہی صبر کرلیا جائے......! حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص نے بڑے پتے کی بات کہی ہے، اس کا یہ جملہ لکھ لو۔

اولیاء کرام پر مشکلات کے پہاڑ

''سیرالاولیاء'' میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ شیخ الشیوخ العالم فریدالحق والدین رحمہ اللہ آخر عمر میں تنگ روزی ہوگئے تھے، خصوصاً اس زمانے میں جب کہ آپ کی رحلت کا زمانہ قریب تھا، یہاں تک کہ ماہ رمضان میں مَیں بھی وہیں تھا، افطار کے وقت اس قدر تھوڑا کھانا آتا تھا کہ حاضرین کو کافی نہ ہوتا تھا، ان دنوں میں میں نے پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھایا۔ ان تمام حالات میں ان اللہ کے ولی نے کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

آگ برسانے کے قابل

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ اپنے مریدین کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ اوپر سے کسی نے کوڑا پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ! لوگوں نے کہا یہ کیا موقع ہے الحمدللہ کا! فرمایا جو سر گناہوں کے سبب آگ برسائے جانے کے قابل تھا اس پر اگر راکھ برسائی گئی تو کیا شکر کا موقع نہیں؟

قول و فعل میں مطابقت

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ اپنے مشائخ کرام کے مظہر تھے اور قول و فعل میں ان کے نقش قدم پر تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں آپ کے ایک عقیدت مند حاضر ہوئے اور مسئلہ صبر کی تشریح آپ سے چاہی؟ آپ صبر کے موضوع پر تقریر فرمانے لگے، تقریر کے دوران ایک بچھو آپ کے پاؤں میں ڈنک مارنے لگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضور! اس کو مار کر ہٹا دیجئے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر تقریر کر رہا ہوں اس کے خلاف کام کروں۔ یعنی بچھو کے ڈنگ مارنے پر بے صبری کا اظہار کروں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال

ایک عالم فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم نے اپنی سند کے ساتھ حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مریض کی مزاج پرسی کرنیوالے کو کیا اجر ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ عمل اسے گناہوں سے یوں پاک صاف کر دیتا ہے جیسا کہ وہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک صاف تھا۔ عرض کیا اے اللہ! جنازہ کے ساتھ جانے والے کو کیا اجر ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کی موت کے وقت فرشتے بھیجوں گا جو قبر تک جھنڈے لے کر ساتھ چلیں گے اور پھر میدان محشر تک بھی اسکے ساتھ ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا اللہ! کسی مصیبت زدہ کی تسلی اور تعزیت میں کیا اجر ہے؟ ارشاد فرمایا میں اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا جس دن کہ میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

چور کیلئے دعا

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ مشہور محدث اور ولی اللہ ہیں۔ عبادت و زہد میں اپنی نظیر آپ تھے، ایک مرتبہ ان کا ایک گھوڑا چوری ہو گیا، لوگوں نے کہا کہ چور کیلئے بد دعا کر دیجئے۔ حضرت ربیع نے فرمایا: نہیں! میں اس کیلئے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اگر وہ مالدار ہے تو اللہ اس کے دل کی اصلاح کر دے اور اگر وہ تنگ دست ہے تو اسے خوشحالی عطا فرمائے۔ (حلیۃ الاولیاء)

بے صبری سے مصیبت میں اضافہ ہونا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصیبت ایک ہوتی ہے جب کوئی اس پر جزع فزع کرتا ہے تو دو بن جاتی ہیں، ایک مصیبت کا پہنچنا، دوسری اس کے اجر و ثواب کا جاتا رہنا اور یہ اصل مصیبت سے بھی بڑھ کر ہے۔

چھ نصیحت آموز سطریں

بعض کتابوں میں چھ سطریں لکھی ہوئی ہیں: (1)......پہلی سطر میں ہے کہ جو شخص دنیا کی وجہ سے غمگین ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہوتا ہے۔ (2)......دوسری میں ہے کہ جو شخص اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ (3)......تیسری میں یہ ہے کہ جو شخص یہ پروانہیں کرتا کہ اس کا رزق کس راستہ سے آتا ہے گویا وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اسے کس دروازے سے دوزخ میں ڈالیں گے۔ (4)......چوتھی میں یہ ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور اس پر ہنستا بھی ہے تو وہ روتا ہوا دوزخ میں جائے گا۔ (5)......پانچویں میں یہ ہے کہ جس شخص کی اہم فکر خواہشات کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آخرت کا خوف اس کے قلب سے چھین لیتے ہیں۔ (6)......چھٹی میں یہ ہے کہ جو شخص کسی غنی کے سامنے اس کی دنیا کی وجہ سے تواضع کرتا ہے تو وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ فقر اس کے سامنے موجود ہوگا۔

تکلیف بھی نعمت مگر کب......!

حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ بیٹھے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے جس طرح راحت وآرام نعمت ہے اسی طرح بلا (مصیبت) بھی نعمت ہے۔ اسی وقت ایک شخص آیا اور اس کا ہاتھ زخم کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اور وہ سخت تکلیف میں مبتلا تھا اس نے کہا کہ میرے لئے دعا فرمایئے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضرت اس کیلئے کیا دعا کریں گے؟ اگر صحت کی دعا کریں تب تو اپنی تحقیق سے رجوع لازم آتا ہے اور اگر دعا نہ کریں تو اس شخص کے مذاق کی رعایت نہیں ہوتی اور یہ شیخ کامل کیلئے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب لوگ دعا کریں کہ اے اللہ! اگرچہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ تکلیف بھی نعمت ہے لیکن ہم لوگ اپنے ضعف کی وجہ سے اس نعمت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ یعنی اس نعمت کو صحت کی نعمت سے بدل دیجئے۔

زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر

تکلیف اور مصیبت جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تو عذاب۔ دوسری قسم کفارہ گناہ اور تیسری قسم باعث ترقی درجات، اب یہ کہ آنے والی تکلیف کس قسم میں ہے؟ یہ کسی اور سے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ جس پر گزر رہی ہے وہ خود ہی بتا دیتا ہے کہ کونسی تکلیف ہے۔ اگر تکلیف اور مصیبت کے دوران بھی نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ گناہوں کی عادت جیسی پہلے تھی تکلیف کے بعد بھی ویسی ہی ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ تکلیف اس کے لیے عذاب ہے اور اگر تکلیف کے بعد گناہوں سے باز آجاتا ہے تو بہ واستغفار کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو یہ تکلیف اس کیلئے کفارہ گناہ ہے۔ دو فائدے ہوئے ایک تو یہ کہ اب تک کے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ اس تکلیف کے بعد اس نے آئندہ کیلئے گناہ چھوڑ دیئے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو گناہ بھی نہیں کرتے اور کرتے ہیں تو توبہ واستغفار کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے یہ تکلیف ترقی درجات کا ذریعہ ہے۔

ہم پر جو حالت آئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہی بنائیں اور رحمت بنا لینا ہمارے اختیار میں ہے۔ مسلمان کی

دو حالتیں ہیں یا تکلیف میں ہے یا راحت میں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں دے دیا کہ راحت کو بھی رحمت بنالیں اور تکلیف کو بھی، یہ دونوں حالتیں رحمت کیسے بنتی ہیں؟ اس طریقہ سے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق رکھے۔ اطاعت کا تعلق رکھے، نافرمانی سے بچتا رہے، جن گناہوں کی عادت ہے وہ ظاہری گناہ ہوں یا باطنی گناہ، ان سے بچنے کی کوشش کرے تو بہ استغفار کرتا رہے بس ہر حالت میں رحمت بن گئی اگر جسمانی و مالی تکلیف میں مبتلا ہے یا کسی انسان کی طرف سے پریشانی کا سامنا ہے مگر یہ گناہوں کو چھوڑے ہوئے ہے۔ تو یہ تکلیفیں اس کیلئے رحمت بن گئیں وہ کیسے؟ گناہ معاف ہورہے ہیں اگر گناہ نہیں ہیں تو درجات میں ترقی ہورہی ہے اور اگر راحت وآسانی ہے تو یہ سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اب شکر نعمت ادا کرے، صرف زبانی شکر کافی نہیں جب تک اعمال کی اصلاح نہیں کرلیتا، اصلاح بھی کرے اور ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کرتا رہے پھر تو کیا کہنا، سبحان اللہ، نور علی نور۔

تکلیف کو رحمت بنالینا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کی مثال ایسی سمجھ لیں کہ ایک آدمی بیمار ہے اب ڈاکٹر اس کو کڑوی دوا پلائے۔ انجکشن لگائے یا آپریشن کرے، مگر یہ اس لیے مطمئن ہے کہ اسے اپنے لیے ذریعہ راحت تصور کرتا ہے۔ ڈاکٹر کو فیس بھی ادا کرتا ہے دوا کے پیسے بھی دیتا ہے اور اس کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل، بندوں کے ساتھ اس کی محبت کامل، اس کی رحمت کامل، اس کی طرف سے بندہ پر جو تکلیف آئے وہ رحمت ہوگی بشرطیکہ یہ بندہ بھی بندہ بن جائے۔ ان کی نافرمانی چھوڑ دے، اگر نافرمانی سے باز نہیں آتا تو پھر یہ تکلیف زحمت وعذاب ہے۔

مصائب وغم میں (11) اسلامی آداب

مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجئے۔ کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج وغم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجئے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم، مصیبت وتکلیف، آفت ونا کامی اور نقصان سے بے خوف اور مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مومن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہوکر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے، مایوسی کا شکار ہوکر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلیتا ہے اور مومن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جمارہتا ہے وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا اور خدا کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کیلئے کرتا ہے یقیناً اس میں خیر کا پہلو ہوگا۔ مومن کو ایسا روحانی سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے۔ (1)...... نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت، جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج، غم اور دکھ پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو خدا اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)۔ (2)...... غم کی شدت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے جس سے ناشکری اور شکایت کی بو آئے۔ (3)...... بیماری کو برا بھلا نہ کہیے۔ دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے۔ دوستوں کے رنج وغم میں شرکت کیجئے۔ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سارے **مسلمان** مل کر ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ (مسلم)۔ (4)...... **حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ** کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعریف کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی (ترمذی)۔ (5)...... نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود مصیبت زدہ کو ملے گا۔ (ترمذی)۔ (6)...... مصائب کے نزول اور غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے اور نماز پڑھ کر نہایت عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا کیجئے۔ (7)...... غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ البتہ دھاڑیں مار مار کر زور زور سے رونے سے پرہیز کیجئے۔

مصائب میں پڑھنے کی دعائیں

(1)...... نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں! پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کیا تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں! پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ‘‘ پڑھا تو خدا ان سے فرماتا ہے میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔ (ترمذی)۔ (2)...... نبی ﷺ جب **فکرمند** ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا اٹھا کر فرماتے ’’سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ‘‘ (پاک و برتر ہے عظمت والا خدا) اور جب زیادہ گریہ وزاری اور دعا کا انہماک بڑھ جاتا ہے تو فرماتے ’’یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ‘‘ (ترمذی) (3)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے خدا تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرما دے گا۔ ’’اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَداً مِّنْ خَلْقِكَ اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَبَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ‘‘ (احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ حصن حصین)۔ (4)...... جس نے بھی کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا مانگی (انشاء اللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً‘‘

طریقہ صبر:۔ تمام قسم کے صبروں کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کی ہیں اور یہ سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں ناحق ثواب بھی کیوں ضائع کیا جائے۔

☆......☆......☆

اخلاق کی نویں قسم ''شکر''

شکر کی تعریف

شکر نام ہے اس عمل کا کہ نعمت خداوندی کوٹھیک اس کے طریقے پر استعمال کرے، یعنی اللہ پاک نے انسان کو پیدا کیا ہے تو اپنے پیدائش کے مقصد کو جانے، آنکھ، ناک وغیرہ نعمتیں کس مقصد کے لیے پیدا ہوئی ہیں۔

شکر کا فائدہ یہ ہے کہ اس پر ثواب بھی ملتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔ منقول ہے کہ اللہ رب العزت کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق مل گئی وہ کبھی برکت اور زیادت سے (یعنی نعمتوں کے بڑھنے) محروم نہ ہوگا۔ (تفسیر مظہری) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لئن شکر تم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید'' (ابراھیم :7) ''تم اگر میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے'' عربی زبان سے معمولی واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس تاکید کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ شکر ادا کرنے میں زیادہ دوں گا اور ناشکری پر وعید سنائی ہے اور حق بات تو یہی ہے کہ ہماری ناشکری ہماری محرومیوں کا باعث ہے۔ نعمتوں کی ناشکری ہی سے بچنے کیلئے ہمیں دنیا میں اپنے سے نیچے درجہ کے لوگوں کو دیکھنا چاہیے یہ عمل ہمیں یقیناً شکر و احسان کی طرف لے جائے گا اور دینی معاملات میں اپنے سے اونچے درجہ والوں کو دیکھنا چاہیے تاکہ ہماری دینداری میں زیادتی اور استقامت آئے اور دوسری فضیلت شکر کرنے والے کے ساتھ اللہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا ''وسیجزی اللّٰہ الشاکرین'' اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

شکر سو عبادتوں کی ایک عبادت

''واشکروا لی ولاتکفرون'' اور میرا شکر کرو اور میری نعمتوں کا انکار مت کرو۔ شکر سو عبادتوں کی ایک عبادت ہے۔ چشتیہ سلسلے کے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ کہاں کرو گے وہ مجاہدے و ریاضتیں اور کہاں وہ مشقتیں اٹھاؤ گے جیسی اہل اللہ نے اٹھائیں! لیکن یہ ایک چٹکلا اختیار کرلو کہ ہر بات پر شکر ادا کرنے کی عادت ڈال لو۔ کھانا کھاؤ تو شکر، پانی پیو تو شکر، ہوا چلے تو شکر، بچہ سامنے آئے اچھا لگے تو شکر، گھر والوں کو دیکھو اور دیکھ کر راحت ہو تو شکر ادا کرو۔ شکر ادا کرنے کی عادت ڈالو اور رٹ لگاؤ'' اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْر یاد رکھو! کہ یہ شکر کی عادت ایسی چیز ہے کہ یہ بہت سارے امراض باطنی کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ یہ تکبر، حسد، عجب ان سب کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ جو آدمی کثرت سے شکر ادا کرتا ہے وہ عام طور سے تکبر میں مبتلا نہیں ہوتا۔ یہ اللہ والوں کا تجربہ ہے۔

شیطان کا بنیادی داؤ......ناشکری پیدا کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو راندہ درگاہ کیا اور نکال دیا تو کم بخت نے جاتے جاتے کہہ دیا کہ مجھے ساری عمر کی مہلت

دے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مہلت دے دی۔ اس نے کہا کہ اب میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا اور ان کو گمراہ کرنے کیلئے دائیں طرف سے آؤں گا۔ بائیں طرف سے آؤں گا، آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا۔ چاروں طرف سے ان پر حملے کروں گا اور ان کو تیرے راستے سے بھٹکاؤں گا اور آخر میں اس نے کہا کہ ”ولا تجد اکثرھم شاکرین“(سورۃ الاعراف:17) یعنی میرے بہکانے کے نتیجے میں آپ اپنے بندوں میں سے اکثر کو ناشکرا پائیں گے۔

حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کا جو بنیادی داؤ ہے۔ وہ ناشکری پیدا کرنا ہے، اگر ناشکری پیدا ہوگئی تو معلوم نہیں کتنے امراض میں مبتلا ہوگیا اور اس داؤ کا توڑ شکر کرنا ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو گے اتنا ہی شیطان کے حملوں سے محفوظ رہو گے۔ اس لیے روحانی بیماریوں سے بچنے کا مؤثر ترین طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، دن رات، صبح شام رٹ لگاؤ ”اللھم لك الحمد ولك الشکر “اس سے انشاءاللہ شیطان کے حملوں کا سدباب ہوجائے گا۔

ناشکری کی لعنت

کراچی کے ایک بڑے رئیس نے کہا ہم روزہ نماز نہیں جانتے ہمارے پاس اتنی دولت ہے کہ سات پشت تک کھائے گی......بس اس کے بعد ہی اللہ کا غضب آیا جس کی وجہ سے پیٹ میں کینسر پیدا ہوگیا اور ایک تولہ جو کا پانی نلکی کے ذریعے دیا جاتا تھا گلے میں بھی کینسر کا اثر ہوا کوئی چیز کھا نہیں سکتے تھے اسی طرح سوکھ کر ختم ہوگئے......

بیٹا یا بیٹی ایک نعمت ......اور شیطان کا وسوسہ

تاریخ میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے: ایک شخص کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں، ہر مرتبہ اس کو امید ہوتی ہے کہ اب تو بیٹا پیدا ہوگا مگر ہر بار بیٹی ہی پیدا ہوتی۔ اس طرح اس کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں اس کی بیوی کے ہاں پھر ولادت متوقع تھی۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں پھر لڑکی پیدا نہ ہوجائے۔ شیطان نے اس کو بہکایا، چنانچہ اس نے ارادہ کرلیا کہ اب بھی لڑکی پیدا ہوئی تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔ اس میں بیوی کا کیا قصور! رات کو سویا تو اس نے عجیب وغریب خواب دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہوچکی ہے، اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جن کے سبب اس پر جہنم واجب ہوچکی ہے، لہٰذا فرشتوں نے اس کو پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے۔

پہلے دروازے پر گئے تو دیکھا کہ اس کی ایک بیٹی وہاں کھڑی تھی جس نے اسے جہنم میں جانے سے روک دیا۔ فرشتے اسے لے کر دوسرے دروازے پر چلے گئے، وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کے لئے آڑ بن گئی۔ وہ تیسرے دروازے پر اسے لے کر جاتے وہاں اس کی ایک بیٹی کھڑی ہوتی ہے جو اس کا دفاع کرتی اور جہنم میں جانے سے روک دیتی۔ غرض یہ کہ فرشتے اسے جہنم کے چھ دروازوں پر لے گئے مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی۔ اب ساتواں دروازہ باقی تھا۔ فرشتے اس کو لے کر اس دروازے کی طرف چل دیئے۔ اس پر گھبراہٹ طاری ہوئی کہ اس

دروازے پر میرے لیے رکاوٹ کون بنے گا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ جو نیت اس نے کی تھی غلط تھی۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ انتہائی پریشان اور خوف ووحشت کے عالم میں اس کی آنکھ کھل چکی تھی اور اس نے رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی: ” اللھم ارزقنا السابعة “ ترجمہ: اے اللہ مجھے ساتویں بیٹی عطا فرما“۔

اس لیے جن لوگوں کا تقدیر پر ایمان ہے، انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنجیدہ خاطر ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہیے۔ ایمان کی کمزوری کے سبب جن بدعقیدہ لوگوں کا یہ تصور بن چکا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کا سبب ان کی بیویاں ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ اس میں بیویوں کا یا خود ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے بلکہ میاں بیوی تو صرف ایک ذریعہ ہیں۔ پیدا کرنے والی ہستی تو صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ وہی جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہو۔ اللہ نے سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے: ”لله ملك السموات والارض يخلق مايشآء يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشآء الذكور، او يزوجهم ذكرانا وانا ثا ويجعل من يشآء عقيما انه عليم قدير “ (سورہ شوریٰ آیت49-50) ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسکو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔

بوڑھے بزرگ کا مقام شکر

ایک بزرگ بیمار ہوئے اور بہت ضعیف ہو گئے، رنگ زرد پڑ گیا لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت کسی طبیب کو بلائیں وہ کوئی دوا تجویز کرے گا فرمایا: خود طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے اور یہ شعر پڑھا

کیف اشکوالی طبیبی مابی   والذی بی اصابنی من طبیبی

میں اپنی تکلیف کی اپنے طبیب سے کس طرح شکایت کروں حالانکہ یہ جو کچھ مجھے پیش آ رہا ہے میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے۔

شکر پر (4) انعامات

(1)......اللہ تعالیٰ کے انعام ورحمت پر خوش ہونا اور شکر ادا کرنا مزید انعامات کا باعث ہے۔ (2)......اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر خوش ہونا ایمان کی علامت ہے۔ (3)......اللہ تعالیٰ کے احسانات پر خوش ہونا باہمی محبت کا ذریعہ ہے۔ (4)......اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کے ابتلاء اور آزمائش میں خوش ہونا اور راضی رہنا اللہ کے قرب کی دلیل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر خوش ہوتے ہیں تو اسے بار بار گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ پھر وہ یوں بار بار توبہ واستغفار کر کے اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (نضرة النعيم)

ناشکری نعمتوں کے چھن جانے کا سبب ہے

جگنو ستاروں کی ٹمٹماہٹ کو دیکھ کر اپنی جگمگاہٹ کو بھول جاتا ہے، ستارے پر نور چاند کا نظارہ کر کے اپنی دھیمی روشنی کو

فراموش کر ڈالتے ہیں اور جب چاند روشن سورج کے سامنے آنے سے شرما جائے تو اس کے دل میں اپنی روشنی کی کمی کا احساس جنم لیتا ہے، یہ تو قدرت کی تقسیم کی ایک جھلک ہے وگرنہ کائنات میں ہر جنس کو مختلف طبقات (اعلیٰ، ادنیٰ، متوسط) میں ڈھالا گیا ہے اور یہ نظام اپنے اندر بے شمار حکمتوں کے موتی سموئے ہوئے ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو غربت اور مالداری میں مبتلا کر کے اس امتحان گاہ (دنیا) میں بھیجا اور نیلے آسمان پر جلوہ نشین ہو کر اس کی نگرانی کرنے لگا۔

کسی کے حصے میں پیاس آئی تو صبر اس کی کامیابی کی کنجی قرار پایا، کسی کے نصیب میں نعمتوں کے جام آئے تو شکر اس کیلئے باعث فلاح (کامیابی) ٹھہرا، کسی کیلئے فاقے مقدر ہوئے تو کسی کی قسمت میں اتنا رزق لکھا گیا جس کو شمار کرنے سے وہ خود بھی عاجز رہا، اسی مفہوم کو کسی شاعر نے الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنایا ہے۔

کسی کو قصر سلطانی کسی کو ٹکڑے در در کے
میرے مولا تیری مرضی جسے چاہے جدھر کر دے

کسی کو ریشمی اور فاخرانہ لباس میسر ہوتے ہیں کہ پہننے کے واسطے انتخاب دشوار ہوا اور کوئی اپنے پھٹے پرانے لباس کو چیتھڑے لگاتے لگاتے تھکاوٹ سے چور ہوا، کوئی عیش و عشرت کے عالم میں رقص و سرور (ناچ گانے) کی محفلیں سجائے بیٹھا ہے تو کوئی حسرت و افسوس کے ماتم کدوں میں نالے بہا رہا ہے (یعنی رو رہا ہے) کوئی پھولوں کی سیج (بچھونے) پر خواب شیریں (گہری نیند) کی لذت پا کر کروٹیں بدلتا ہے تو کوئی ننگے فرش پر درد اور تکلیف سے جاں بلب (قریب المرگ) ہوتا ہے۔

بہر حال انسان جس حال میں بھی ہو (امیری فقیری) اس کا اس دھرتی پر سانس لینا ہی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہونا ہے جس کی شکر گزاری انسان پر واجب ہے مگر افسوس کہ وہ ناشکری کے پتھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر برساتا ہوا کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے دیا ہی کیا ہے کہ میں اس کیلئے نماز ادا کروں......؟ آخر یہ غربت میرے لئے ہی کیوں......؟ آخر یہ دکھ درد تکلیفیں میرے ہی نصیب میں کیوں......؟ اور ان کے علاوہ بے شمار ایسے جملے بولے جاتے ہیں جن کو لکھتے ہوئے قلم بھی کانپ جائے اور جنہیں سن کر ہمارا دل دہل جائے۔

ناشکروں کیلئے لمحہ فکریہ......!

کاش! کہ اس ناشکری کرنے والے کو اندھے کے دل میں بینائی کیلئے پوشیدہ جذبات کا علم ہوتا......، اے کاش! ایسا ناشکر اانسان کسی سماعت سے محروم شخص کے دل کے گوشہ میں جھانک کر دیکھتا کہ اس کو سماعت کی کس قدر امید ہے......کاش! ناشکری سے پہلے بیساکھیوں کے سہارے چلنے والے انسان سے پاؤں کی قدر پوچھی ہوتی......، کاش! اس ناشکری کیلئے زبان دراز کرنے والے نے گویائی سے محروم انسان کو دیکھ لیا ہوتا جو اپنے دلی جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے سے ہی عاجز ہے۔

کاش! ناشکری کرنے والے نے عقل کو استعمال کرتے ہوئے کسی پاگل و دیوانے کی حالت زار پر غور کیا ہوتا تو کبھی اس کی زبان پہ ناشکری کے الفاظ نہ آتے مگر ایسی توفیق بھی انہی کو نصیب ہوتی ہے جو اپنی اصلاح کی تڑپ دل میں لئے پھرتے ہیں جیسے شیخ سعدی رحمہ اللہ ننگے پاؤں سفر فرما رہے تھے کہ اچانک دل میں خیال گزرا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جوتوں سے بھی محروم کر رکھا ہے پھر دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے اور ایک ایسے شخص کو دیکھا جو پاؤں سے بھی محروم تھا فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق دے اور ناشکری سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

طریقہ شکر:۔ شکر کا طریقہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب یاد کیا کریں اور اس کی تابعداری کریں اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کریں۔ اور اس کے ساتھ ہر نعمت پر زبان سے بھی شکر ادا کرلیا کریں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ کم از کم صبح یا شام اس کی ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔

شکر کے (3) طریقے:۔

(1)......قلبی شکر۔ (2)......قولی شکر۔ (3)......عملی شکر

(1)......**قلبی شکر**: کا مطلب ہے کہ آدمی کے دل میں محسن کیلئے حمد و تعریف کے جذبات موجود ہوں، اسکے دو مراحل ہیں:

(2)......**قولی شکر**: دل میں محسن کیلئے محبت اور نیازمندی کے جذبات موجود ہوں تو زبان سے اس کا ذکر بھی ضروری ہے۔

(3)......**عملی شکر**: عملی شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں اس کی راہ میں اور صرف اسی کی رضا کیلئے اس کی ہدایت کے مطابق استعمال کیا جائے مثلاً اللہ کی عطا کردہ نعمت آنکھیں ہیں ان کا شکر یہ ہے کہ انہیں اس کی ہدایت کے خلاف غیر محرم عورتوں اور دیگر ممنوع چیزوں کو دیکھنے سے حتیٰ الامکان پرہیز کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نیکی کے راستے میں استعمال کیا جائے کانوں سے موسیقی و دیگر خرافات گندے گانے اور غیر محرم عورتوں کی آواز خواہ وہ ریڈیو پر گانا ہو یا ٹی وی اور دیگر لغویات سے لذت حاصل نہ کی جائے، زبان سے کسی کی غیبت یا بدخوئی نہ کی جائے بلکہ اس سے بھلائی کی باتیں بیان کی جائیں۔ دیگر اعضاء و عنایات کا بھی یہی حال ہو کہ اللہ نے اگر کسی کو دولت اولاد، کوئی منصب عطا کیے ہوں یا حسن و عقل سے نوازا ہو یا دیگر احسانات فرمائے ہوں تو ان سب کو اللہ پاک کی ہدایات کے مطابق استعمال کرنا ان انعامات کا ''عملی شکر'' ہے۔

شکرانہ نعمت پر قبولیتِ دعا

حضرت مرشدی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ پاک کو اس کے احسانات گنوایا کرو کہ یا اللہ! تو نے یونس علیہ السلام پر اتنا احسان کیا کہ ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال دیا، یا اللہ! ایوب علیہ السلام کی بیماری سے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید نہ تھی الٰہی! تو نے ہی اپنے فضل سے ان کو صحت عطا فرمائی...... ! یا اللہ! تو نے حضرت نوح علیہ السلام کی طوفان سے حفاظت فرمائی.... ! یا اللہ! تو نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے لشکر سے بچالیا..... ! الٰہی! غار میں جالا بننے کیلئے تو نے ہی مکڑی کو حکم دیا..... ! اے میرے اللہ! اس کبوتری کو گھونسلہ بنا کر انڈے دینے کا تو نے ہی حکم دیا تھا.....۔ اللہ پاک! جس طرح تو نے ان سے محبت کی یا اللہ! میں وہ تو نہیں ہوں مگر تیرے حبیب ﷺ کا ادنیٰ اُمتی ہوں۔ اے میرے اللہ! آج میری مدد فرما.... ! آج مجھے اس پریشانی سے نکال دے۔ فرماتے تھے کہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے نعمتوں پر شکر کرنے کا طریقہ نہایت ہی مجرب ہے اور اس عمل سے بہت جلد دعائیں قبول ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

☆......☆......☆

اخلاق کی دسویں قسم ''تواضع''

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے   کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

تواضع اپنایئے اونچا مقام معرفت پایئے

انسان بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے اور تکبر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے حقیر اور رسوا کر دیتا ہے لیکن بندہ خاکساری اور عاجزی کے راستے پر چلتا ہے تو اسے رفعت اور بلندی نصیب ہوتی ہے، دل کی دنیا کو آباد کرنے کیلئے کچھ اہم باتیں پیش خدمت ہیں۔

تواضع رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ

انسان اپنی عاجزی و بے بسی کو اس وقت دیکھتا ہے جب وہ بیمار ہو کر بستر پر پڑ جاتا ہے کتنا مجبور اور بے بس اور عاجز ہو جاتا ہے یہ انسان، وہی جسم جس پر فخر کرتا تھا وہ دوسروں کے سہارے کے بغیر اٹھایا نہیں جاتا وہی بازو جو اپنی طاقت پہ نازاں تھے اب خود اٹھائے تک نہیں جاتے۔ وہی گردن جو تکبر سے اکڑی رہتی تھی اب بستر سے اٹھائی نہیں جاتی۔ وہ پاؤں وہی قدم جو فخر سے زور زور سے زمین پہ مارے جاتے تھے اب ان سے چل بھی نہیں پاتا۔ انسان تو سراپا عجز ہے، تواضع وہ صفت ہے جو مومن کو حقیقی معنوں میں مومن بناتی ہے انسان اپنے ہر کام کیلئے رب کریم کا محتاج ہے۔ رب چاہتا ہے تو دیتا ہے وہ نہ دے تو رب سے کوئی زبردستی لے نہیں سکتا۔ سارا کمال سارا فضل اس ایک اللہ کا ہے۔ انسان جب عاجزی و تواضع اختیار کرتا ہے تو رب کریم اپنی نعمتیں اور رحمتیں بارش کی طرح ان پر بہاتا ہے۔

عجز کو جس نے اختیار کیا   اس نے گزاری زندگی سدا فراغت سے

رب اپنے نیک بندوں کو جب کوئی مرتبہ و منصب عطا فرماتے ہیں تو وہ اس کے شکرانے کے طور پر اپنے دل میں مسکینی اور عاجزی کو جگہ دیتا ہے، جتنا رب اس کو بلند کرتا ہے اتنا وہ عاجز ہو جاتا ہے۔ جب انعامات کی بارش ہوتی ہے تو وہ تواضع کا لباس پہن لیتا ہے۔

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے   وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثناء آپ اپنی   جو ظرف کہ خالی ہے، صدا دیتا ہے

تواضع حقیقی راز پانے کا ذریعہ

مومن اس راز حقیقی کو جان لیتا ہے کہ یہ کامیابی اور مرتبہ میرے رب کا ہی عطا کردہ ہے اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں اور وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے، کیونکہ کوئی انسان اس بات کا یقین نہیں رکھتا کہ اس کے پاس موجود خزانے ہمیشہ اس کے پاس رہیں گے، عزت ہمیشہ قائم رہے گی، مرتبہ ہمیشہ بلند رہے گا۔ جب مولا چاہے واپس لے سکتا ہے اس لئے سچا مومن

عاجز اور مسکین ہوجاتا ہے اور رب کو یہ عاجزی یہ تواضع اتنی پسند آتی ہے کہ وہ ان نعمتوں کو دائمی کردیتا ہے اپنے ہاں بھی بلندی عطا فرماتا ہے اور دنیا میں بھی نوازتا ہے۔

تواضع اللہ جل شانہ کا پسندیدہ عمل

''تواضع انبیاء علیہم السلام کے کریمانہ اخلاق اور صلحاء کی عادات میں سے ہے'' اللہ جل شانہ وعم نوالہ کوتواضع و خاکساری اس قدر پسند ہے کہ جو جتنی تواضع وعاجزی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اس کو اتنا بلند فرماتے ہیں۔

وہ بلندی جو انکسار میں ہے   ماہ و انجم نہ کہسار میں ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے: جوشخص اللہ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتے ہیں۔ یہاں بلندی سے مراد دنیا میں عزت دینا اور آخرت میں درجات بلند کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جوکوئی عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سربلندی عطا فرمائیں گے اور جوکوئی بڑا بن کر اکڑتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پست اور ذلیل کردیں گے۔ (تنبیہ الغافلین) پستی سے سربلند ہوا اور سرکشی سے پست اس راہ کے عجیب نشیب وفراز ہیں۔

امام الانبیاء علیہ السلام کا مقام تواضع

احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے بے شمار واقعات ملتے ہیں ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں ہمیشہ پہل فرماتے۔ دن میں اگر کئی بار بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملنا ہوتا تو بھی ہر بار سلام میں پہل فرماتے۔ (1)...... ملنے جلنے میں بے تکلفی اور سادگی سے ملتے، کسی سے کوئی کام خراب بھی ہوجاتا تو کبھی ناراض نہ ہوتے۔ (2)...... اپنے گھوڑے کو دانہ گھاس وغیرہ خود ہی ڈال دیتے۔ (3)...... گھر میں جھاڑو دیتے اور خود چراغ جلاتے۔ (4)...... اپنے ہاتھ مبارک سے خود کپڑے سی لیتے اور پیوند بھی لگا لیتے۔ (5)...... گھر کے کاموں میں بوقت ضرورت خادموں کے ساتھ شریک ہوجاتے۔ (6)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی عزت وتکریم کی وجہ سے نام سے نہ بلاتے بلکہ ان کی کنیت وغیرہ سے پکارتے اور اگر کسی کی کنیت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود رکھ لیتے۔ (7)...... اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا کوئی دوسرا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک فرماتے۔ (8)...... بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں بھی سلام کرتے اور انہیں پیار کرتے۔ (9)...... اگر کوئی غلام بیمار پڑجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کام خود لے لیتے اگرچہ ایک گھونٹ دودھ یا چند کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں۔ (10)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ملنے آتا تو اس کی تعظیم کرتے اور بعض اوقات اپنا تکیہ تک نکال کر اس کو دے دیتے اور اگر وہ احترام اور ادب کی وجہ سے انکار کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اصرار کرکے دے دیتے۔ (11)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے ملنے کیلئے آنے والوں کیلئے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے۔ ☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا نوش فرماتے۔ (12)...... نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مقدس کا بند ٹوٹ گیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موقع دیجئے تاکہ میں اسے گانٹھ دوں، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کا ترجمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ من نمی خواہم که ممتاز باشم و بکسے خدمت فرما یم (مدارج النبوی)

مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی میری خدمت کرے اور میں ممتاز بن کر رہوں، اسی طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر فرماتے تو دوسروں کی طرح خود بھی کام میں حصہ لیتے اور اپنے ساتھیوں سے امتیاز نہ فرماتے۔

تواضع معرفت الٰہی کا خاص نسخہ

اللہ جل شانہ، وعم نوالہ، فرماتے ہیں: میں ان کے پاس ہوں جن کے دل میرے واسطے انکساری و خاکساری اختیار کرتے ہیں۔ اس حدیث قدسی کو سنانے کے بعد حضرت رفاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! خوب غور سے سن لو میں تمہیں قرب الٰہی کا ایک نسخہ بتاتا ہوں، وہ طریقہ یہ ہے کہ مخلوق کے سامنے تواضع و خاکساری اختیار کرنا مگر اس کا منشا کوئی دنیوی غرض نہ ہو بلکہ صرف اللہ جل شانہ کیلئے ہو۔ (بنیان المشید)

تواضع سب سے آسان راستہ

تواضع وہ صفت ہے جو مومن کو اللہ جل شانہ، کے اتنے قریب کر دیتی ہے کہ اسے خالق کائنات کا محبوب بنا دیتی ہے۔ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، دوستو! میں نے اپنی جان کھپا دی اور کوئی راستہ ایسا نہ چھوڑا جس کو طے نہ کیا ہو اور صدق نیت اور مجاہدہ کی برکت سے اس کا صحیح راستہ ہونا معلوم نہ کر لیا ہو مگر سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے اور ذلت و انکساری والوں کے اخلاق پر چلنے اور سراپا حیرت و احتیاج بننے سے زیادہ کسی راستہ کو بہت قریب اور روشن اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب نہ پایا۔ صدیق اکبر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے اس نے اپنے تک پہنچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہیں بنایا کیونکہ عاجزی تو ہر شخص آسانی سے حاصل کر سکتا ہے کہ انسان تو سر سے پیر تک عاجز ہی ہے اگر کوئی اور طریقہ اللہ تک پہنچنے کا اس کے سوا ہوتا تو مشکل پڑ جاتی۔ اپنی عاجزی اور کمزوری کو سمجھ لینا ہی اللہ پاک کو پا لینا ہے اور فرماتے ہیں کہ جو اللہ (جل شانہ) سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے نفس کو تواضع (خاکساری) سکھلاتا ہے۔

جنت متواضعین کیلئے

حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت متواضعین ہی کیلئے ہے، انسان میں اگر کبر کا کوئی حصہ ہے تو پہلے اس کو جہنم میں ڈال کر پھونکا جائے گا جب خالص تواضع رہ جائے گا تب وہ جنت میں بھیجا جائے گا۔ بہر حال کبر کے ساتھ کوئی آدمی جنت میں نہ جائے گا۔ (ملفوظات مولوی الیاس رحمہ اللہ)

کسی مسلمان کو حقیر نہ جانو......!

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ولایت وقرب کو حق تعالیٰ نے بندوں میں مخفی رکھا ہے لہٰذا کسی بندہ کو خواہ کیسا ہی گنہگار ہو حقیر نہ جانو کیا خبر کہ یہی بندہ علم الٰہی میں ولی ہو اور اس کی ولایت کسی وقت بھی توبہ صادق اور اتباع سنت کی صورت میں ظاہر ہو جائے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا نقشبندی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تک پہنچنے یعنی مقام معرفت کا سب سے قریب راستہ عاجزی وانکساری ہے۔

انکساری کامیابی کی ضمانت

تکبر وغرور رب عزیز کو بے حد ناپسند اور مبغوض ہے۔ جو تکبر کرتا ہے اکڑتا ہے، رب اس کو پست وذلیل کر دیتا ہے اور جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر وفخر ہوگا رب نے اس کا داخلہ جنت میں ممنوع فرما دیا ہے اور جہنم میں ایک جیل خانہ تکبر کرنیوالوں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس عاجزی وانکساری رب کریم کو بے حد پسند ہے اور وہ اپنے ایسے بندوں کو جو عاجزی اور انکساری اختیار کرتے ہیں کامیاب کر دیتا ہے۔ ان کی عاجزی کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ہر لحہ اپنے لطف وکرم کی بارش ان پر برساتا رہتا ہے، اور ہمیشہ اپنے تواضع کرنیوالے بندوں کی دستگیری فرماتا ہے اور ان کے بڑے کام بھی سنوار دیتا ہے۔

بنتے ہیں کام بگڑے ہوئے صرف عجز سے
سچ ہے کہ عاجزی تو خدا کو پسند ہے

آئیں لوگوں کو معاف کرنا سیکھیں......!

طالبین کیلئے ضروری ہے کہ دوسروں کو معاف کرنا سیکھیں یہ ترقی اور کامیابی کا بہت بڑا راز ہے۔

غالب برانہ مان جو دنیا برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

اگر صرف وسعت مطالعہ وقوت استعداد اور کثرت معلومات کا نام علم ہو تو آج بھی یہ صفت ایسی کم یاب نہیں لیکن ہمارے بڑوں کی یہ خصوصیت تھی کہ علم وفضل کے سمندر کو سینے میں محفوظ کر لینے کے باوجود انکی تواضع وانکساری، اخلاص وللّٰہیت انتہا تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور یہی مقام معرفت کی معراج ہے کہ انسان سب کچھ ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے۔ یہ محاورہ زبان زد عام ہے کہ پھلوں سے لدی ہوئی شاخ ہمیشہ جھکی رہتی ہے اس محاورے کے عملی نمونے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

آنحضرت ﷺ کا لوگوں کو معاف کرنا

(1)......رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے سخت ظالموں اور شدید مجرموں کو معاف فرما دیا جو سب قتل کئے جانے کے مستحق تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتقام پر پوری قدرت بھی تھی اس کے باوجود بھی اپنی ذات کیلئے دونوں جہاں کے بادشاہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام نہیں لیا، ہاں اگر اللہ رب العزت کی کسی حرمت کو توڑا جاتا تو اللہ رب العزت کیلئے اس کا انتقام لیتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

امام مالک رحمہ اللہ کا اعلان معافی

(2)......امام مالک رحمہ اللہ کی بعض حاسدوں نے سخت مار پیٹ کی۔ خلیفہ وقت سزا دینا چاہتا تھا۔ آپ نے سواری پر سوار ہو کر شہر میں اعلان کیا کہ میں نے ان سب کو معاف کیا، کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ کا اعلان معافی

(3)......امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کو خلیفہ روزانہ کوڑے لگواتا۔ امام صاحب رحمہ اللہ ہر روز معاف کر دیتے، پوچھا گیا کیوں معاف کر دیتے ہیں؟ فرمایا میری وجہ سے قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو عذاب ہو اس میں میرا کیا فائدہ ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا درگزر

(4)......حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کو سپاہی نے جوتے مارے، بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑے بزرگ ہیں ان سے معافی چاہی تو فرمایا کہ میں جوتا مارنے سے پہلے تجھے معاف کر دیتا تھا۔

اللہ کی رضا کیلئے اپنے حقوق چھوڑ دیجئے

(5)......دو بھائیوں میں کسی زمین کے سلسلہ میں تنازع ہوا، ان میں سے ایک خاصے دیندار تھے۔ انہوں نے پریشان ہو کر لوگوں کے کہنے سے اپنے دوسرے بھائی پر مقدمہ کر دیا اور وکیل کے پاس جا کر دعویٰ کر دیا۔ وکیل نے بڑی مبالغہ آمیز تحریر لکھی (جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے) یہ تحریر سن کر ان پر دعویٰ کئے بغیر واپس چلے گئے کہ ایسی باتیں تو میں نے نہیں لکھوائی تھیں یہ تو خلاف واقعہ ہے۔ کچھ عرصہ بعد پریشان ہو کر دوبارہ وکیل صاحب کے پاس گئے تو اس نے سابقہ تحریر کی بنیاد پر مقدمہ درج کرا دیا۔ اب یہ بھائی وکیل سے اٹھ کر سیدھے دوسرے بھائی کے پاس گئے اور اسے کہا کہ میرے کہے بغیر وکیل نے مبالغہ آمیز تحریر لکھی ہے، لہٰذا تم اس مقدمہ میں کسی اچھے وکیل کو کھڑا کرو۔ اس واقعہ سے حالات کی مجبوری اور خدا ترسی عیاں ہے۔ جہاں تک ہو سکے آپس میں لڑائی جھگڑے سے بچنے کیلئے اپنے حقوق چھوڑ دو کیونکہ دینے والا تو اللہ رب العزت ہے، جب وہ دینے پر آتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ بندے کی جھولی میں نہیں سما سکتا اس لئے اللہ رب العزت پر ہی نظر رکھو۔

علم معاف کر دینے کا نام ہے؟

(6)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ علم کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم یہ ہے کہ اگر تم پر کوئی ظلم کرے تو اس کو معاف کر دو۔ اگر کوئی تعلقات توڑ دے تو تم جوڑ دو، انتقام کی طاقت ہو تو عفو و درگزر سے کام لو، خطا کار سامنے آئے تو سوچو کہ اس کی خطا بڑی ہے یا تمہارا رحم، غصے میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہ کرو جس سے بعد میں ندامت ہو۔

مقدمہ میں درگزر کا مثالی قصہ

(7)......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں، خیر القرون اور اسلاف کا ذکر نہیں، میں نے

اپنے قریب کے زمانے میں ہی اپنے خاندانی بزرگوں کے قصے کثرت سے سنے ہیں کہ آپس میں جائیدادی قصوں میں مقدمہ بازی ہے مگر کیرانہ تحصیل میں جو کاندھلہ سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر ہے اکثر دونوں فریق ایک ہی سواری میں چلے جاتے تھے جس فریق نے اپنی سواری خرید لی دوسرا بھی اسی میں ہی چلا گیا، انہی واقعات کے سلسلے میں ایک عجیب بات سنی کہ دو عزیزوں میں طویل مقدمہ بازی تھی ایک عرصہ تک مقدمہ چلتا رہا اسی دوران مدعا علیہ کا انتقال ہوگیا مدعی نے مرحوم کی اہلیہ کو کہلا بھیجا کہ میری لڑائی بھائی سے تھی تم جیسے ان سے چھوٹی تھیں ویسے ہی میری چھوٹی بہن ہو، تم سے کوئی جھگڑا نہیں کاغذات ارسال ہیں جو تم طے کرلوگی اور تجویز کرلوگی وہی مجھے منظور ہے یہ اسی صدی کا قصہ ہے اور دنیا داروں کا قصہ ہے کہ سوچیں آج کل دین دار کہلانے والے بھی ایسا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں؟

شیخ جمال الدین رحمہ اللہ کی تواضع

(8)......شیخ جمال اُچی رحمہ اللہ سراپا حسن اخلاق تھے، وہ باطن میں مشغولیت حق کے باوجود اپنے شناسا اور غیر شناسا، مسلم اور غیر مسلم لوگوں سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملتے، شاید اسی بنا پر وہ ”جمال خنداں“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ہمیشہ موٹے کپڑے استعمال کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس قسم کا لباس پہنا ہے۔

آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو صدر جگہ پر بیٹھنے سے احتراز کرتے، بلکہ جہاں بھی جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے، خواہ وہ جوتوں کے قریب ہی کیوں نہ ہو لیکن جہاں بھی بیٹھ جاتے ”صدر آنجا کہ نشیند صدر ست“ کی مثال ان پر صادق آتی تھی، نہایت ہی زاہد و متقی تھے۔

کتا افضل ہے یا انسان......!

(9)......ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ان سے یہ کہہ دیا کہ تم میرے کتے سے بدتر ہو۔ ان بزرگ نے اس کے جواب میں فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ ابھی میرا کچھ پتہ نہیں کہ میں کتے سے بدتر ہوں یا نہیں، جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی اور وہاں پر حساب وکتاب کے مرحلے کو پار کر گیا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کتے سے افضل ہوں اور اگر میں وہاں حساب وکتاب کے مرحلے سے نہ گزر پایا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہوگیا تو پھر تم ٹھیک کہتے ہو کہ میں کتے سے بدتر ہوں، اس لئے کم از کم اس کتے کو حساب کتاب نہیں دینا پڑے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا نہیں ہوگا۔

بردباری گستاخ کا دل جیت گئی

(10)......ایک دن حضرت امام زین العابدین رحمہ اللہ گھر سے تشریف لئے جارہے تھے کہ راستے میں ایک گستاخ نے آپ کو برا کہنا شروع کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بھائی! جو کچھ تم نے مجھے کہا ہے اگر میں واقعی ایسا ہوں تو خدا مجھے معاف فرمائے اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو خدا تجھے معاف فرمائے۔ وہ شخص یہ سن کر بڑا نادم ہوا اور بڑھ کر آپ کی پیشانی کا بوسہ دے کر کہنے لگا حضور! میں نے جو کچھ کہا ہے آپ ہرگز ایسے نہیں ہیں بلکہ میں ہی جھوٹا ہوں، آپ میری مغفرت کی دعا

فرما دیں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اچھا جاؤ، خدا تمہیں معاف فرمائے۔

اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے برا کہا تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا ”اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے (عیون الاخبار)

حضرت رفاعی رحمہ اللہ کی انکساری

(11)......حضرت سید احمد رفاعی رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں، ان کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بے پناہ محبت تھی ایک دفعہ مدینہ طیبہ تشریف لائے، روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باادب حاضری دی اور عرض کیا: السلام علیکم یا رسول اللہ۔ تو جواب آیا۔ وعلیکم السلام یا ابنی

پریشان و مضطر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دل بے قرار لے کر آج حاضر ہوا ہوں، مدتوں کی تمنا بر آئی ہے۔ صرف جواب سلام سے مجھے تسلی اور قرار نہیں آئے گا، مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے دست شفقت دراز فرمائیں تاکہ میں مصافحہ کرسکوں اور اپنے دل کو شاد کرسکوں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ جنہوں نے ”جلالین شریف“ لکھی ہے ان کی روایت ہے کہ اس بے قرار درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ظاہر ہوا وہ ہاتھ کیا تھا، لگتا تھا سورج زمین پہ اتر آیا ہے اتنا روشن اور صاف شفاف، سورج کی چمک ماند پڑ رہی تھی، علامہ رفاعی رحمہ اللہ نے مصافحہ کیا اور نو ہزار مسلمانوں نے دیکھا۔

حضرت رفاعی رحمہ اللہ کیلئے یہ بہت بڑی سعادت اور اعزاز کی بات تھی مگر فوراً خیال آیا کہ کہیں نفس میں غرور نہ آجائے اور دیکھنے والوں کا احترام مغرور نہ کردے اللہ والے تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ نفس کو ذرا بہکنے نہیں دیتے۔

حضرت رفاعی رحمہ اللہ نے فوراً اپنے نفس کو مخاطب کرکے فرمایا: شاید تو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ تم مسجد کے دروازے پر لیٹ جاؤ اور لوگ تمہیں روندتے ہوئے گزر جائیں تاکہ تمہارے اندر جو بڑائی کا شائبہ بھی ہوسکتا ہے وہ لوگوں کے قدموں سے پامال ہوجائے۔ چنانچہ حضرت رفاعی رحمہ اللہ دروازے پر لیٹ گئے اور لوگوں سے فرمایا: مجھے روندتے ہوئے گزرو، لوگ بھیڑ کی وجہ سے ان کا خیال کئے بغیر روندتے ہوئے گزرتے رہے مگر ایک بزرگ تھے، وہ بچ کر اور کترا کر نکل گئے، لوگوں نے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا، کترا کر کیوں نکلے؟ انہوں نے جواب دیا، میرے بھائی اگر میں ان کو روندتا تو خدا کے عذاب میں مبتلا ہوجاتا، میں ان کے مرتبے سے واقف ہوں، انہوں نے تو صرف اپنے نفس کی اصلاح و علاج کیلئے اپنے کو گزرگاہ پہ لٹا دیا ہے ورنہ ان کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔

ہر شخص دوسرے کو بزرگ سمجھتا

(12)......ایک مرتبہ چند سالکین اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاضری کیلئے پیدل جارہے تھے ایک آدمی نے ان کو دیکھا تو سوچا کہ ان میں سے جو بڑا بزرگ ہوگا اس سے دعا کراؤنگا۔ چنانچہ پہلے سے مصافحہ کیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں میرے لئے دعا کریں، وہ کہنے لگا میں تو خادم ہوں بزرگ تو وہ ہیں جو میرے پیچھے آرہے ہیں، کرتے کرتے سب گزر گئے، جب آخری

گزرنے لگے تو اس شخص نے ان سے دعاؤں کی گزارش کی کہ آپ بزرگ ہیں میرے لئے دعا کریں وہ فرمانے لگے کہ اوہو، میں تو خادم ہوں بزرگ تو وہ تھے جو آگے گزر گئے، اللہ اکبر گویا سب ہی دوسروں کو اپنے سے اعلیٰ وافضل سمجھتے تھے۔

☆ایک بزرگ کا بیان ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ میرے پاس حدیث سننے کیلئے آئے میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کو بلند جگہ پر بٹھاؤں مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تو آپ کے سامنے ہی (شاگردوں کی جگہ پر) بیٹھوں گا ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم جس سے علم حاصل کریں اس کیلئے تواضع کریں۔ ☆حضرت ابن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کسی صحابی کے پاس کسی حدیث کا پتہ چلتا تو میں خود ان کے دروازہ پر حاضر ہوتا تھا، وہ اگر سوئے ہوتے تو میں باہر ہی اپنی چادر سر تلے رکھ کر لیٹ جاتا اور جب وہ برآمد ہوتے اور فرماتے کیسے تشریف لائے، آپ نے آدمی بھیج کر بلوا کیوں نہیں لیا تو میں کہتا میں ہی اس کا حقدار ہوں کہ حاضری دوں۔

انکساری بادشاہ سے سیکھیں......!

(13)......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس ایک رات کوئی مہمان آیا عشاء کی نماز پڑھی تو حسب معمول کچھ لکھنے بیٹھ گئے۔ مہمان بھی پاس بیٹھا تھا، چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں اسے درست کردوں۔ فرمایا: مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے تو اس نے کہا پھر میں خادم کو جگادوں۔ فرمایا: نہیں وہ ابھی سویا ہے، خود اٹھے اور چراغ درست کردیا۔ مہمان کہنے لگا امیر المؤمنین نے خود کیوں تکلیف اٹھائی، فرمایا: میں گیا تو اس وقت بھی عمر تھا لوٹ آیا تو بھی عمر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین انسان وہ ہے جو متواضع ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت فاروق اعظمؓ کی بے مثال انکساری

(14)......قیس بن عازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف لائے تو وہاں کے علماء اور بڑے بڑے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس گھوڑے پر سوار ہوجائیں کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر ہوں گی۔ ارشاد فرمایا کیا سمجھتے ہو......! امور یہاں طے ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ فیصلے وہاں ہوتے ہیں اور آسمان کی طرف اشارہ کیا بس مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو، اور ایک اور روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دوران سفر اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کر رکھی تھی کبھی آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے اور غلام چار میل تک چلتا پھر وہ سوار ہوتا اور آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی کی رسی پکڑ کر اتنا ہی پیدل چلتے تھے۔ شام کے قریب پہنچے تو غلام کے سوار ہونے کی باری تھی، غلام سوار ہوگیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی رسی پکڑلی، راستہ میں پانی آیا تو اسی طرح پانی میں گھس گئے اور جوتا بائیں بغل میں دبالیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جو ان دنوں شام کے امیر تھے استقبال کیلئے نکلے کہنے لگے امیر المؤمنین ملک شام کے بڑے بڑے لوگ آپ کے استقبال کو آرہے ہیں یہ مناسب نہیں کہ وہ آپ کو اس حال میں دیکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت عزت اور شرف بخشا ہے لوگ کچھ کہتے رہیں، ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ (سبحان اللہ) (تنبیہ الغافلین)

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک فقیر مدینہ منورہ کی ایک گلی میں بیٹھا ہوا تھا امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے اتفاقاً آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں فقیر سے لگ گیا۔ فقیر نے اسی وقت غصے سے کہا ارے کیا نظر نہیں آرہا؟ تو اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے کمال تواضع سے جواب دیا کہ بھائی اندھا تو نہیں ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی، برائے مہربانی معاف کردیں۔

مرشد العلماء کی انکساری

(15)......مرشد العلماء حضرت حکیم الامۃ چشتی رحمہ اللہ کے معمولات میں یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے یہ اعلان کررکھا تھا کہ کوئی شخص میرے پیچھے نہ چلے، جب میں تنہا کہیں جارہا ہوں تو مجھے تنہا جانے دیا کرو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ مقتدا کی شان بنانا کہ جب آدمی چلے تو دو آدمی دائیں طرف اور دو بائیں طرف چلیں، میں اس کو بالکل پسند نہیں کرتا، جس طرح ایک عام انسان چلتا ہے اسی طرح چلنا چاہیے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر میں ہاتھ میں کوئی سامان اٹھا کے جارہا ہوں تو کوئی شخص آکر میرے ہاتھ سے سامان نہ لے۔ مجھے اسی طرح جانے دے تاکہ آدمی کی اپنی کوئی امتیازی شان نہ ہو اور جس طرح ایک عام آدمی رہتا ہے اس طریقہ سے رہے۔

مخالف کو معافی اور درگزر

(16)......ایک معاند (عناد رکھنے والا) اور مخالف (مخالفت کرنے والا) کا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں خط آیا لکھا تھا......حضرت میں نے گستاخیاں کیں، آپ کو برا بھلا کہا اب وبال دیکھ رہا ہوں دل کا چین رخصت ہوگیا...... میں تباہ ہوگیا......حضرت میں توبہ کرتا ہوں، اللہ کیلئے مجھے معاف فرمادیں اور مجھے بیعت فرمالیں۔ حضرت نے مجلس میں جواب سنایا......اور تحریر فرمایا تھا۔

اگر معافی کے یہ معنی ہیں کہ میں بددعا نہ کروں دنیا یا آخرت میں انتقام نہ لوں تو سب معاف ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ میں تعلق خاص پیدا کروں تو معاف نہیں تاکہ آئندہ کسی کو تکلیف نہ دو اور زبانی ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص مجھے برا بھلا کہتا ہے میں اسی وقت معاف کردیتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں اے اللہ! میری وجہ سے کسی کو سزا نہ دے، میں نے سب معاف کردیا اور اگر معاف بھی نہ کروں تو حاصل کیا ہے چلو مان لیا کہ اسے سزا بھی ہوگئی تو مجھے کیا ملا اور معاف کردینے میں اجر کی امید ہے اپنی کوتاہیوں کی معافی کی امید ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کی انکساری

(17)......حکایات سعدی میں آتا ہے کہ ایک سال مصر میں بارش نہ ہوئی اور ملک میں قحط پڑ گیا، لوگوں نے بہت گریہ وزاری کی لیکن آسمان سے پانی کی ایک بوند تک نہ آئی۔ ایک شخص حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کی خدمت میں آیا اور ان سے درخواست کی کہ بارش کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی دعائیں رد نہیں کرتے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے یہ بات سنی تو اپنا بوریا بستر باندھ کر مدین کی طرف چلے گئے، ان کے جانے کے بعد حضرت ذوالنون رحمہ اللہ کو مدین میں خبر ملی کہ سیاہ بادلوں کو آخر لوگوں پہ رحم آ گیا اور ان کی مصیبت پر رو دیا۔ یہ خبر پا کر وہ واپس مصر تشریف لے آئے۔ ایک مرد خدا نے ان سے پوچھا کہ آپ کے مصر سے چلے جانے میں کیا مصلحت تھی۔ انہوں نے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ بعض دفعہ اچھوں کا رزق بُروں کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے میں نے اس ہولناک خشک سالی کے اسباب پر غور کیا اور اپنے سے زیادہ گنہگار اس ملک میں کسی کو نہ دیکھا، چنانچہ میں یہاں سے بھاگ گیا تا کہ میری وجہ سے لوگوں پہ خیر کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔

بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی انکساری

(18)......ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ عید کے دن حمام سے غسل کر کے نکلے تھے کہ کسی نے گھر سے بے خبری کے عالم میں ان کے سر پر بہت سی راکھ گرا دی۔ حضرت رحمہ اللہ کا لباس، چہرہ، ریش مبارک اور سر کے بال راکھ سے آلودہ ہو گئے لیکن آپ کی پیشانی پہ شکن تک نہ آئی بلکہ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر بار بار خدا کا شکر ادا کرتے تھے کہ اے نفس میں تو دوزخ کے قابل ہوں ذرا سی خاک سے منہ کیوں بناؤں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی انکساری

(19)......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو کوفہ کے امیر تھے، چارہ فروش کی دکان پر تشریف لے گئے، چارہ خریدا، دکاندار نے اسے باندھا، گٹھے کی ایک جانب سے آپ نے اسے کھینچنا شروع کر دیا حتیٰ کہ پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کندھے پہ ڈالا اور گھر لے آئے۔ (سبحان اللہ) (تنبیہ الغافلین)

زمین کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسمان ہو کر

منہ میں لگام

(20)......ایک بار کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو نا مناسب کلمات کہے، لوگ بولے کہ آپ کیوں چپ ہیں؟ فرمایا کہ میں نے منہ کو لگام دے دی ہے، اسی طرح ایک بار رات کو مسجد میں گئے ایک شخص سو رہا تھا۔ اندھیرے میں اس کو ان کے پاؤں کی ٹھوکر لگ گئی تو اس نے جھلا کر کہا کیا تم پاگل ہو؟ بولے نہیں۔ خادم نے اس گستاخی پر اس کو سزا دینا چاہی لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے روک دیا اور کہا کہ اس نے مجھ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تم پاگل ہو؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔

بے پناہ صبر و تحمل

(20)......کسی بدنصیب نے غیض و غضب اور شدت بغض و عداوت میں آ کر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو طمانچہ مارا تو حضرت نے حد درجہ تلطف و انکساری سے فرمایا بھائی میں بھی تمہیں طمانچہ مار سکتا ہوں لیکن مارتا نہیں۔ میں خلیفہ

سے تمہاری شکایت کرسکتا ہوں لیکن نہیں کرتا۔ سحر گاہی کے وقت تیرے ظلم سے خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کرسکتا ہوں لیکن نہیں کرتا اور قیامت کے روز تمہارے ساتھ مقدمہ کرکے انصاف حاصل کرسکتا ہوں مگر یہ بھی نہیں کرتا بلکہ اگر مجھے قیامت کے روز یہ بات حاصل ہوئی اور میری سفارش قبول ہوئی تو تیرے بغیر جنت میں قدم بھی نہ رکھوں گا۔

حجۃ اللہ فی الارض کی انکساری

(21)...... حجۃ اللہ فی الارض شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد قاسم چشتی رحمہ اللہ علوم بحر بے کنار تھے، ان کی کچھ تصنیفات تو ایسی ہیں کہ اچھے اچھے علمائے کرام کی بھی سمجھ میں نہیں آتیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انکے ہم عصر مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ کا یہ جملہ مشہور تھا، میں نے آپ کی ایک کتاب کا چھ دفعہ مطالعہ کیا ہے، مگر اب وہ کچھ کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ اب دوسری طرف اس مصنف رحمہ اللہ کے اخلاص کا یہ حال ہے کہ مولانا محمد حسن امروہی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے تھے تو اس سے کبھی کبھی جوتے اٹھوایا کرتے تھے اور جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے اس کے جوتے خود اٹھایا کرتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کی تواضع

(22)...... حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر آواز دے کہ تم میں جو سب سے برا ہو وہ نکل آئے تو خدا کی قسم مجھ سے کوئی آگے نہیں بڑھے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو جب یہ مقولہ پہنچا تو فرمایا کہ اسی بات نے تو مالک کو مالک بنا رکھا ہے۔

ابوعثمان حبری رحمہ اللہ کا تواضع

(23)...... آپ رحمہ اللہ اپنے علاقے میں بہت اللہ والے مشہور تھے۔ ایک شخص نے بطور امتحان آپ رحمہ اللہ کو دعوت دی۔ آپ رحمہ اللہ اس کے گھر پہنچ گئے تو بہانا بنانے لگا کہ اس وقت تو میں گھر میں کوئی انتظام نہ کرسکا آپ خندہ پیشانی سے مل کر واپس ہوئے اور جب دور نکل آئے تو وہ شخص بھاگا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت گھر میں جو کچھ موجود ہے اسی پر قناعت کرلیں۔ آپ رحمہ اللہ دلجوئی کی خاطر اس کے ساتھ واپس اس کے گھر آئے۔ جب دروازے تک پہنچے تو یہ شخص پھر کوئی بہانا بنا کر معذرت کرنے لگا۔ آپ رحمہ اللہ واپس ہوئے۔ تیسری مرتبہ وہ شخص پاؤں میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں ایسی کون سی بڑی بات ہے یہ عادت تو ایک کتے کی عادت ہے جب بلاؤ تو چلا آئے اور جب ہنکاؤ تو ہٹ جائے۔

اللہ کو عاجزی بہت پسند ہے

(24)...... حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ بہت بڑے اللہ کے ولی گزرے ہیں ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ نے عرض کیا اے اللہ! میں آپ کے پاس کون سا عمل لے کر حاضر ہوں جو

آپ کو پسند ہو؟ رب کریم نے فرمایا وہ چیز لاؤ جو ہمارے پاس نہ ہو۔ بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے حیران ہوکر رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی یااللہ! آپ تو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں آپ کے پاس کون سی چیز نہیں؟ اللہ کریم نے فرمایا اے بایزید عاجزی......!

وقت کے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی انکساری

(25)......استاد العلماء مولانا رشید احمد رحمہ اللہ کو حضرت مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ وقت کے لقب سے نوازا تھا اسی لقب سے معروف تھے، محقق العصر حضرت مولانا انور رحمہ اللہ جیسے محقق فقیہ النفس کے لقب سے پکارتے تھے انہی کے بارے میں پیر طریقت مولانا حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ استاد العلماء حضرت مولانا رشید رحمہ اللہ ایک دفعہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے بارش شروع ہوگئی سب طالب علم اپنی کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا صاحب رحمہ اللہ سب طالب علموں کی جوتیاں جمع کررہے تھے کہ اٹھا کرلے چلیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو دل کٹ گئے۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کی عاجزی

(26)......حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ مرادآباد تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے وعظ کہنے پر اصرار کیا، حضرت نے عذر کیا کہ مجھے عادت نہیں ہے مگر لوگ نہ مانے چنانچہ اصرار پر وعظ کرنے کیلئے کھڑے ہوگئے اور حدیث ”فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد“ پڑھی اور اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ مجمع میں ایک مشہور عالم موجود تھے انہوں نے کھڑے ہوکر کہا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور جس کو ترجمہ بھی صحیح کرنا نہ آئے اس کو وعظ کہنا جائز نہیں......حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے جوابی ردعمل کو معلوم کرنے سے پہلے ہمیں چاہیے کہ ذرا کچھ دیر کے لئے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ اگر ہم ہوتے تو کیا کرتے؟ حضرت نے ترجمہ صحیح کیا تھا ان صاحب کا انداز بیان توہین آمیز ہی نہیں بلکہ اشتعال انگیز بھی تھا۔

مولانا صاحب رحمہ اللہ فوراً بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ میرے اندر وعظ کرنے کی لیاقت نہیں ہے مگر ان لوگوں نے نہ مانا، خیر اب میرے پاس عذر کی دلیل آپ کی شہادت ہوگئی۔

اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے اس عالم سے بطرز استفادہ پوچھا کہ غلطی کیا ہے تاکہ آئندہ اس سے بچ سکوں؟ اس نے کہا کہ ”اشد “کا ترجمہ ”اثقل“ (بھاری) کا نہیں بلکہ اضر (زیادہ نقصان دہ) کا آتا ہے، حضرت رحمہ اللہ نے برجستہ فرمایا کہ حدیث میں ہے” یا تینی مثل صلصلة الجرس وھوا شدہ علی “ کیا یہاں پر بھی اضر کے معنی ہوں گے؟ اس پر وہ دم بخود رہ گئے۔

خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ کی نصیحت

(27)......حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے کہ فقیرو! دیکھو سر اونچا ہے جب کوئی

غلطی سرزرد ہوتی ہے تو سر پر جوتے لگتے ہیں، پاؤں نیچے ہیں لہٰذا جب بھی عزت ملتی ہے تو لوگ پاؤں پکڑتے ہیں اور منت سماجت کر کے مناتے ہیں۔ پس تم غرور و تکبر سے بچو۔ سالک کو چاہیے کہ اگر کوئی سینے پر پاؤں رکھ کر بھی گزر جائے تو بھی یہ برا نہ منائے۔ ایک بزرگ تواضع کی فضیلت پر یوں فرماتے تھے: انسان سجدے کی حالت میں اپنی پیشانی کو زمین پہ ٹکا دیتا ہے، یہ جھکنا (اور عاجزی کرنا) اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ انسان جتنا قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے اتنا کسی دوسری حالت میں نہیں ہوتا۔ دوسروں کو اپنے سے بہتر اور افضل تصور کرنا تواضع کی علامت ہے سالک اپنے سے عمر میں بڑوں کا اس لئے ادب کرے کہ ان کی نیکیاں مجھ سے زیادہ ہیں اور اپنے سے چھوٹوں پر اس لئے شفقت کرے کہ ان کے گناہ مجھ سے کم ہیں ؎

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانہ

اولیاء نے جو پایا تواضع سے پایا

اللہ والو! صوفیائے کرام کے حالات پڑھنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ ان کے طریقہ زندگی کا مطالعہ کیا جائے کہ وہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے، ان کے خصائل، انکا اخلاق، ان کے اطوار اور دیگر اعمال وعبادات سے سبق حاصل کیا جائے۔

(1)...... ایک اللہ والے فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو کسی سے افضل سمجھتا ہے گویا اس کا باطن کدورتوں سے بھرا ہوا ہے اور وہ معرفت الٰہی سے دور ہے۔ (بنیان المشید)۔ (2)...... حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تو اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک یہ خیال نہ کرے کہ میں نصرانی کتے سے بھی بدتر ہوں۔ (3)...... فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبر کفار اور فرعون قسم کے لوگوں کا شیوہ ہے اور تواضع انبیاء علیہم السلام کے کریمانہ اخلاق اور صلحاء کی عادات میں سے ہے۔ (4)...... حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تواضع اسباب شرافت میں سے ایک سبب ہے اور ہر نعمت پہ حسد ہوسکتا ہے سوائے تواضع کے۔ (5)...... کسی دانا کا قول ہے کہ قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تواضع کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جس مسلمان کو بھی ملے اسے سلام کہے اور مجلس میں ادنیٰ مقام کو پسند کرے اور اپنی تعریف کے ذکر کو ناپسند سمجھے۔ (تنبیہ الغافلین)

سالکین کیلئے نہایت ضروری دعا

اے مالک الملک خالق کائنات رب السموات والارض تو ہی تنہا خالق و مالک ہے تیرا ہی سب کچھ ہے جو زمین میں ہے یا آسمان میں یا ان دونوں کے بیچ میں۔ یا الٰہی تو پاک ہے برتر و اعلیٰ ہے عظیم تر اور بلند شان والا ہے اور ہم تیرے عاجز و ادنیٰ بندے۔ یا اللہ! ہم تو خاک ہیں جس پر لوگ پاؤں رکھ کر گزر جاتے ہیں، غلاظت کا ڈھیر ہیں تو نے جو کچھ دیا جتنا دیا محض اپنے فضل وکرم سے دیا ہم تو ہرگز اس قابل نہ تھے نہ ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔ اے عظمتوں والے بلند ترین اللہ! ہم کس بات پر تکبر کریں ہمارے پاس اپنا ہے ہی کیا سب کچھ تو تیرا دیا ہے تو جب چاہے لے سکتا ہے۔ ہم تو عاجز و خاکسار ہیں، ہمارا کچھ اپنا ہوتا تو اتراتے، یارب العالمین تیری نعمتوں کو اپنا فضل وکمال سمجھ لیتے اگر ہاتھ خود بنائے ہوتے، سوچنے

والا دماغ خود بنایا ہوتا دیکھنے والی آنکھیں خود بنائی ہوتیں سمجھنے والی عقل اپنی بنائی ہوئی ہوتی مگر مولا ہم تو سر سے پاؤں تلک تیرے ہیں، تیری تخلیق ہیں، سب کچھ تیرا دیا ہے۔ پھر کیوں تیرے سامنے اکڑ کر چلیں، ہمارا اکڑ کر چلنا زمین کو پھاڑ نہیں سکتا، ہمارا تکبر ہمیں پہاڑوں سے بلند نہیں کرتا۔ یا اللہ! ہم زمین پہ رینگنے والی چیونٹی کی مثل ہیں، ہم تو مٹی ہیں اور ہمیں مٹی میں جانا ہے، یارب السموات والارض تو ہمیں اپنا عاجز و مسکین بنالے ہم کچھ نہیں تو ہمیں انکساری سکھا دے ہمارے دلوں کو عاجز بنا دے ہمیں اور ہمارے جسم کو عاجزی میں ڈھال دے تاکہ ہم عاجز و خاکسار و ناکارہ تیری بارگاہ عالی میں تو بلند ہو جائیں تیرے دربار میں ہمیں اونچا مقام مل جائے کہ وہاں بلندی و برتری فقط تواضع و انکساری اور عاجزی ہی دلا سکتی ہے۔ ”آمین یارب السموات والارض وما بینھما وما توفیقی الا باللہ“

☆......☆......☆

اخلاق کی گیارہویں قسم ”تبلیغ“

تسبیح خانہ کا پیغام......سارے عالم میں امن وامان

مرشد العلماء حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ایک مبلغ کو تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا آپ کو تبلیغ کے آداب معلوم ہیں؟ پھر فرمایا کہ تبلیغ کا سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ آدمی خود کو سب سے زیادہ حقیر سمجھتے ہوئے دوسروں کو تبلیغ و نصیحت کرے۔

آج ہم کسی برائی کو دیکھ کر اس کا اظہار یا روک تھام کرنے کا طریقہ ایسا اپناتے ہیں جس سے وہ دین سے اور دور ہو جاتا ہے۔

علم کے پانچ مرحلے

حضرت اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (1)......علم کا پہلا مرحلہ خاموشی کا ہے (یعنی بے کار اور فضول کام سے بچنا) اور صرف ضرورت کا کلام کرنا (2)......دوسرا مرحلہ سننے کا ہے (3)......تیسرا مرحلہ یاد کرنے کا ہے (4)......چوتھا مرحلہ عمل کرنے کا ہے (5) پانچواں مرحلہ اس کو پھیلانے کا ہے۔

تسبیح خانہ کا پیغام سارے عالم میں امن وامان

زندگی کے ہر قدم پر انسان کو اپنے بڑوں کی مشاورت نصیحت اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسان عمر کے جس حصہ میں بھی ہو اسے اپنے اہل و عیال و متعلقین کی تربیت کا فریضہ سرانجام دینا پڑتا ہے۔ گھریلو زندگی ہو یا کاروباری ہر جگہ ایک مسلمان اچھے عمل کی تعریف کرتا ہے تو برائی دیکھ کر حسب طاقت نصیحت و تبلیغ کا بھی فریضہ ادا کرتا ہے۔

مرشدی حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمہ اللہ جو قطب وقت تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خصوصیات سے نوازا تھا ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ انسانیت کیلئے دکھی دل رکھتے تھے، کیسا ہی وقت ہوتا، آپ کی کتنی ہی مصروفیات ہوتیں ان سب کے باوجود آپ لوگوں کو حکمت، بصیرت، پیار، محبت، سے زندگی کے مقصد کو سمجھاتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اگر

آپ کو پتا چلتا کہ فلاں جگہ فلاں شخص بغیر ایمان کے دنیا سے چلا گیا تو آپ اس پر بہت افسوس فرماتے اور کافی دیر آپ کے آنسوؤں کا سلسلہ نہ رکتا۔ آج اللہ کی توفیق سے اپنے مرشد رحمہ اللہ کے اس سوز کو (جو دراصل غم نبوی ﷺ ہے) تسبیح خانے کے نام سے لے کر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں اور اپنے تمام متعلقین کو بھی اس کی نصیحت کرتا ہوں ” کہ جو میرا ہے وہ تیرا ہے اور جو تیرا ہے وہ ساری انسانیت کا ہے۔ اور ظاہر ہے میری اور آپ کی اصل بنیاد شریعت کی مبارک پاکیزہ تعلیمات ہیں ان پر ہم نے خود بھی عمل کرنا ہے اور ساری انسانیت کو بھی اس پر لے کر آنا ہے۔ اللہ والو! اس پیغام کو اوروں تک پہنچانے کیلئے چند باتوں کا لحاظ رکھنا نہایت ہی ضروری ہے، اگر ہم ان باتوں کی رعایت رکھیں تو بہت ہی زیادہ فوائد حاصل ہوں۔ اب میں اس سلسلے میں مرشدی ہجویری رحمہ اللہ اور دیگر اہل اللہ کی تعلیمات کا نچوڑ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے جو شخص بھی اس کار خیر میں ٹوٹی پھوٹی کوشش کر رہا ہے، اللہ اس میں اخلاص بھی عطا فرمائے اور محض اپنے فضل سے اپنی بارگاہ میں قبول بھی فرمائے۔ آمین!

دعوت دین میں حکمت کی ضرورت

(1)...... دعوت دین کیلئے حکمت وبصیرت کی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد یاد رکھنے کے لائق ہے، آپ نے فرمایا: ” كلموا الناس بما يعرفون اتحبون ان يكذب الله ورسوله “ یعنی جب لوگوں کے سامنے دین کی بات کہو تو ایسے انداز سے کہو جس سے لوگوں کے اندر بغاوت پیدا نہ ہو، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی جائے؟ مثلاً دین کی کوئی بات بے موقع کہہ دی جس کے نتیجے میں تکذیب (جھٹلانے) کی نوبت آ گئی، ایسے موقع پر دین کی بات کہنا ٹھیک نہیں۔ جس کو کوئی بات کہی جارہی ہے اس کی طبیعت کی رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے۔

نصیحت کرنے کا طریقہ

حضرت ابن رجب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بزرگوں کا معمول تھا کہ وہ کسی کو دین کا پیغام سناتے تو اسے تنہائی میں بلا کر بڑے اچھے طریقے سے حکیمانہ انداز میں سمجھاتے۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہوگئی کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خیر خواہی اور اچھے انداز میں سمجھائے تو یہ نصیحت ہے اور اگر لوگوں کے سامنے اسے روکے ٹوکے اور اپنے مسلمان بھائی کی عزت نفس کا خیال نہ کرے تو یہ نصیحت نہیں بلکہ ڈانٹ ہے جو فائدہ مند نہیں۔ (جامع العلوم والحکم)

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی ذات سے آج کونسا مسلمان ناواقف ہوگا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تبلیغ اور دین کی دعوت کا جذبہ آگ کی طرح ان کے سینے میں بھر دیا تھا، جہاں بیٹھتے بس دین کی بات شروع کر دیتے، اور دین کا پیغام پہنچاتے، ان کا واقعہ کسی نے سنایا کہ ایک صاحب ان کی خدمت میں آیا کرتے تھے، کافی دن تک آتے رہے، ان صاحب کی داڑھی نہیں تھی، جب ان کو آتے ہوئے کافی دن ہو گئے تو حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ نے سوچا کہ اب یہ مانوس ہو گئے

ہیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت نے ان سے کہہ دیا کہ بھائی صاحب ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم بھی اس داڑھی کی سنت پر عمل کر لو، وہ صاحب ان کی یہ بات سن کر کچھ شرمندہ سے ہو گئے، اور دوسرے دن سے آنا چھوڑ دیا، جب کئی دن گزر گئے تو حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کو بہت افسوس ہوا اور لوگوں سے فرمایا کہ مجھ سے بڑی سخت غلطی ہو گئی کہ میں نے کچے توے پر روٹی ڈال دی، یعنی ابھی توا گرم نہیں ہوا تھا اور اس قابل نہیں تھا کہ اس پر روٹی ڈالی جائے، میں نے پہلے ہی روٹی ڈال دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان صاحب نے آنا ہی چھوڑ دیا۔ اگر وہ آتے رہتے تو کم از کم دین کی باتیں کان میں پڑتی رہتیں اور اس کا فائدہ ہوتا۔ اب ایک ظاہر بین آدمی تو یہ کہے گا کہ اگر ایک شخص غلط کام کے اندر مبتلا ہے تو اس سے زبان سے کہہ دو، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہے کہ اگر ہاتھ سے برائی کو نہیں روک سکتے تو کم از کم زبان سے کہہ دو، لیکن آپ نے دیکھا کہ زبان سے کہنا الٹا مضر اور نقصان دہ ہو گیا۔ کیونکہ ابھی تک ذہن اس کیلئے سازگار اور تیار نہیں تھا، یہ باتیں حکمت کی ہوتی ہیں کہ کس وقت کیا بات کہنی ہے اور کس انداز سے کہنی ہے اور کتنی بات کہنی ہے۔ دین کی بات کوئی پتھر نہیں ہے کہ اس کو اٹھا کر پھینک دیا جائے، یا ایسا فریضہ نہیں ہے کہ اس کو سر سے ٹال دیا جائے بلکہ یہ دیکھو اس بات کے کہنے سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا؟ اس کا نتیجہ خراب تو نہیں ہوگا؟ اگر بات کہنے سے خراب اور برا نتیجہ نکلنے کا اندیشہ ہو تو اس وقت دین کی بات کہنے سے رک جانا چاہئے، اس وقت بات نہیں کہنی چاہئے۔ یہ بات بھی استطاعت نہ ہونے میں داخل ہے۔

بہر حال یہ بات کہ کس موقع پر کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ کس موقع پر آدمی سختی کرے؟ اور کس موقع پر نرمی کرے؟ یہ بات صحبت کے بغیر صرف کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کسی اللہ والے متقی بزرگ کے ساتھ رہ کر انسان نے رگڑے نہ کھائے ہوں، لہٰذا دوسرا انسان جب کوئی غلطی کرے تو اس کو ضرور ٹوکنا اور بتانا تو چاہیے لیکن اس کا لحاظ رکھنا اور جاننا ضروری ہے کہ کس موقع پر ٹوکنا فرض ہے اور کس موقع پر فرض نہیں؟ اور کس موقع پر کس طرح کی بات کرنی چاہیے؟ یہ سارے تبلیغ و دعوت کے احکام کا خلاصہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا صحیح فہم عطا فرمائے، اور اس کے ذریعہ ہماری اور سب مسلمان بہن بھائیوں کی اصلاح فرمائے۔ آمین۔ ''ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی أحسن ......الخ'' اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بلائیے لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمت اور نیکی سے اور ان سے بحث کرو جس طرح بہتر ہو......الخ)

اپنے متعلقین کو ایک نصیحت یہ کرتا ہوں کہ باہم رواداری، محبت اور بھائی چارگی کو فروغ دیں کیونکہ رب ہمارا ہم رب کے، رب سب کا، سب رب کے، اس لیے سب ہمارے ہم سب کے۔

وعظ و نصیحت میں صبر کی ضرورت

(2)...... جو لوگ دین کا پیغام اوروں کو سناتے ہیں ان کو کمال تحمل اور قوت برداشت کے ساتھ اس سعادت کو انجام دینا چاہیے کیونکہ اس محنت کو انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے ساتھ نسبت

حاصل ہے اور ان تمام حضرات کا شیوہ صبر وتحمل ہی رہا ہے۔ لوگوں کی تکالیف پر یہ سمجھ کر صبر کرنا چاہیے کہ جو درخت پھل دار ہوتا ہے پتھر بھی اس پر ہی مارے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو گالی دی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور جنت کے درمیان ایک سخت ترین گھاٹی حائل ہے اگر میں اس سے پار ہوگیا تو بخدا مجھے تیری اس بات کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے آگے روک دیا تو میں اس سے زیادہ کا مستحق ہوں جو تو نے مجھے کہا۔ صرف صبر ہی نہیں بلکہ ان کا اکرام کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی مسکین پوری رحمہ اللہ کا ایک ملفوظ مجھے یاد آرہا ہے کہ مرید کا اکرام اور خلیفہ کا اکرام اس سے زیادہ کرو......!

دعوت کے ساتھ دعا کا اہتمام

(3)......جس کسی شخص کو اللہ کا نام یا اس کے پیارے نبی ﷺ کا فرمان بتایا جارہا اس بتا دینے سے ہی ہماری ذمہ داری پوری نہیں ہوگی بلکہ اس کے بعد ہمیں رو رو کر اللہ کریم سے اس کیلئے دعا کا بھی بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف میں جس طرح تکالیف دی گئیں اور ستایا گیا میں اور آپ سوچ بھی نہیں سکتے ......! ایک شاعر نے طائف کی اس غم بھری دردناک داستان کو ان الفاظ میں بیان کیا:

وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے   یہاں طائف میں ان کے جسم پر پتھر برستے تھے
وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے تھے   اب وہ طائف میں پتھروں کی چوٹ سہتے تھے
وہ سینہ جس میں نور حق مستور رہتا تھا   وہ شق ہوا جاتا ہے اس سے خون بہتا تھا

اللہ رب العزت کے فرشتے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ رب کائنات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ آپ چاہیں تو پہاڑوں کو ملا کر ان کو پیس کر رکھ دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے ان کی ہلاکت کی بددعا کرنے کے اتنا فرمایا: اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون " کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما! یہ مجھے جانتے نہیں (یعنی یہ میرے مقام ومرتبہ سے ناواقف ہیں)۔

یہ سن کر رحمۃ للعالمین ﷺ نے ہنس کر فرمایا   کہ میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا
اگرچہ یہ لوگ اسلام پر ایمان نہیں لائے   خدائے پاک کے دامان رحمت میں نہیں آئے
مگر نسلیں ضرور ان کی اسے پہچان جائیں گی   در توحید پر اک روز ضرور سر جھکائیں گی
میں ان کے حق میں کیوں کر قہر الٰہی کی دعا مانگوں   بشر ہیں بے خبر ہیں کیوں تباہی کی دعا مانگوں
یہ کہہ کر نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر اک دعا مانگی   خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم ورضا مانگی
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے   الٰہی رحم کر ان پر انھیں نور ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو   بچارے بے خبر ہیں انجان ہیں کر دے معاف ان کو

فراخی ہمتوں کی روشنی دے ان کے سینوں کو　　کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر　　الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا مفہوم ہے کہ میں دعوت تبلیغ لے کر آیا ہوں، کسی کی ہدایت میرے اختیار میں نہیں اور ابلیس بھی برائی کو مزین کرنے اور فریب (دھوکہ) دینے کیلئے پیدا ہوا ہے کسی کو گمراہی میں ڈال دینا اس کے بس میں نہیں۔ یعنی وسوسہ ڈال کر گناہ کو مزین کر کے دکھاتا ہے اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں لہٰذا بندہ کو لازم ہے کہ وساوس کو اپنی طرف سے دور کرنے کی پوری کوشش کرے اور اپنے دشمن کی پہچان کرے، دوست کا کہا مانے اور دشمن کے پیچھے نہ لگے۔ اس لیے اللہ کا پیغام اوروں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ دعا کا بھی بہت ہی زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

(4)...... دوسروں کو اللہ کا پیغام سنانے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ امت کا درد ہو کیونکہ:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ ایک مرتبہ بغداد شریف میں تقریر فرما رہے تھے کہ خلیفہ بغداد کا مصاحب احمد بن یزید بڑے ہی لشکر سے حاضر ہوا اور آپ کی تقریر سننے کیلئے بیٹھ گیا اس وقت آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ ضعیف کوئی مخلوق نہیں مگر باوجود اس قدر ضعف کے گناہ کرنے میں کتنا جری اور بہادر بنتا ہے افسوس، صد افسوس......! آپ کے ان فقروں کا احمد بن یزید کے دل پر خاص اثر ہوا اور تقریر ختم ہونے پر اپنے مکان پہنچا اور رات کو کھانا بھی نہیں کھایا اور اسی بھوک کی حالت میں شب بھر آہ و بکا، گریہ وزاری میں گزاری دوسرے دن فقیروں کا لباس پہن کر حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کل آپ کے وعظ نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے اس لئے اب آپ خدا کے تقرب کا راستہ مجھے بتائیں؟ آپ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے دو راستے ہیں ایک یہ کہ نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرو، مال ہو تو اس کی زکوٰۃ دو اور تمام احکام شریعت کی پوری پابندی کرو؟ اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

پاکیزہ نوجوان نرس کی ہدایت کا ذریعہ

ایک بزرگ فرمانے لگے ہمارا ایک دوست گلاسکو میں رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا، ہسپتال میں داخل ہوا، تین دن تک داخل رہا۔ چوتھے دن نرس اس سے کہنے لگی آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ اس نے کہا کیوں؟ میں مسلمان ہوں، تیرا میرا ساتھ نہیں ہو سکتا۔ کہنے لگی میں مسلمان ہو جاؤنگی، پوچھا کیا وجہ ہے؟ کہا میری ہسپتال میں جتنی سروس ہے میں نے آج تک کسی مرد کو کسی عورت کے سامنے آنکھیں جھکاتے نہیں دیکھا سوائے تیرے۔ تم میری زندگی میں پہلے شخص ہو جو عورت کو دیکھ کر نظر جھکا لیتے ہو۔ میں آتی ہوں تو تم اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہو، اتنی بڑا حیا سچے دین کے سوا کوئی نہیں سکھا سکتا۔ آنکھوں کی حفاظت نے اس کے اندر اسلام داخل کر دیا۔ مسلمان ہو گئی دونوں کی شادی ہو گئی، وہ لڑکی اب تک کتنی لڑکیوں کو اسلام میں لانے کا ذریعہ بن

چکی ہے۔ کتنی وہاں کی برٹش خواتین بحمدللہ مسلمان ہو چکی ہیں۔ یہ ہے عملی زندگی کی خاموش دعوت کا اثر جو دل سے نکلتا ہے اور دل میں جا کر اثر کرتا ہے۔

تعلیم و تبلیغ کیلئے ذکر کی ضرورت

(5)...... دعوت دین دینے والے کیلئے علم و ذکر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مراقبہ، محاسبہ، صحبت اولیاء اللہ اور کثرت ذکر سے علم و معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ جس سے تقویٰ، خشوع اور تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے اور پھر ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں اور اپنے محبوب کی باتیں سن کر بے ساختہ رقت قلب طاری ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علم کا نور کثرت ذکر، محاسبہ، مراقبہ اور صحبت اولیاء اللہ پر موقوف ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کئی روز تک مراقبہ اور تخلیہ کروانے کے بعد علم و عرفان سے آپ کو آراستہ فرمایا گیا۔ حقیقت علم منکشف ہونے کیلئے درد محبت کی ضرورت ہے اس درد کی بدولت ایسے علوم منکشف ہوتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر علماء امت کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اشاعت دین کی متعدی خدمات کے ساتھ اپنے اوقات کا بڑا حصہ عبادت نافلہ اور ذکر و فکر میں صرف فرماتے تھے کیونکہ دوسروں کو تبلیغ اور ان کی اصلاح کی کوشش فرض کفایہ ہے مگر اپنی اصلاح فرض عین ہے۔

دوسرے آپ لوگ تو صرف علم دین کے محافظ و مبلغ ہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین پر تو مبلغ ہونے کے علاوہ حکومت کی ذمہ داریاں بھی تھیں۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں متورم (سوج) ہو جاتے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جذبہ تبلیغ و احساس ذمہ داری کس حد تک تھا ہمارے وہم و گمان سے بھی خارج ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ایک قرآن پاک روزانہ ختم فرماتے تھے۔ صاحب ہدایہ نے تیرہ سال تک مسلسل روزہ رکھا اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ ان اکابر کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ کثرت نوافل کی بجائے یہ وقت بھی تبلیغ علم دین میں صرف کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک تعلق مع اللہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس وقت تک تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ادا ہی نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ اس لذت درد سے نا آشنا ہیں انکو حقیقت علم کی کیا خبر، حالانکہ ذکر و فکر سے قلب کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ محبت و اخلاص میں ترقی ہوتی ہے اور محبت و اخلاص میں جس حد تک ترقی ہو گی اسی درجہ میں اعمال کے اجر اور دوسروں کو تبلیغ کے اثر میں اضافہ ہو گا اور علم میں نور اور تصنیف و تالیف میں برکت ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علماء جنہیں ذکر و فکر و مراقبات کا اہتمام ہے ان کے کام اور تبلیغ میں جو برکت ہے وہ نفلی عبادات، ذکر و فکر سے جی چرانے والوں میں نہیں۔ لہٰذا ذکر، محاسبہ، مراقبہ اور کسی کامل کی صحبت کا کم از کم وہ درجہ فرض ہے جس سے ظاہر و باطنی گناہوں سے حفاظت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حقیقی کی دولت سے نوازے۔ آمین!

مخلوق کوراضی کرنے والوں کیلئے نصیحت

(6)......مرشدی ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ دین کا پیغام اوروں تک پہنچانے کیلئے کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، دنیا کا تو کام ہی طعنے کسنا اور باتیں بنانا ہے، لوگوں نے تو انبیاء علیہم السلام اور بڑے بڑے اولیائے کرام کو نہیں چھوڑا۔ اللہ کی پناہ......! لوگوں نے تو مریم علیہا السلام پر الزام تراشے تو میری اور آپ کی حیثیت ہی کیا ہے؟ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ کا ایک ملفوظ مجھے یاد آرہا ہے کہ جس بزرگ کی جتنی زیادہ مخالفت ہوگی ان سے اتنا ہی زیادہ نفع ہوگا۔

ایک دفعہ ایک دیہاتی خاندان (میاں بیوی اور دو تین بچے) گدھے کو لے کر جارہے تھے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ لوگ کتنے پاگل ہیں کہ گدھا ویسے ہی جارہا ہے اور کوئی بھی سوار نہیں چنانچہ وہ سب سوار ہوگئے آگے پھر کسی نے اعتراض کیا کہ کتنے ظالم ہیں کہ پوری فیملی گدھے پر بیٹھ گئی چنانچہ میاں نے سب کو اتار دیا اور خود بیٹھا رہا پھر آگے کسی نے اعتراض کیا کہ کتنا ظالم ہے بیوی بچے پیدل چل رہے ہیں خود سوار ہے پھر اس نے بیوی کو سوار کردیا باقی سب پیدل ہوگئے۔ پھر کسی نے اعتراض کیا کہ کتنا ران مرید ہے کہ بیوی کو گدھے پر بیٹھایا ہوا ہے اور خود پیدل چل رہا ہے۔ غرض لوگ کسی حال میں بھی خوش نہیں ہوتے اس لئے بہتر فیصلہ یہی ہے کہ سب کے خالق و مالک کو ہی خوش کرلیا جائے اور اخلاص کے ساتھ اس مقصد میں لگے رہا جائے تو سب کچھ مل جائے گا اور اللہ ہماری حفاظت فرمائے......اللہ کو ناراض کرنے سے نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔

تبلیغ کے (7) آداب

(1)......مخاطب کی ذہنیت اور مزاج کی رعایت کے مطابق گفتگو کی جائے۔ (2)......دعوت دینے والے کو اپنا لب و لہجہ نرم اختیار کرنا چاہیے۔ (3)......داعی (دعوت دینے والے) کے لیے ضروری ہے کہ اسکا کلام نفرت انگیز جملوں پر مشتمل نہ ہو کسی فرقہ و جماعت پر حملہ آور نہ ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابہ سے فرمایا تھا کہ "بشر او ولا تنفروا تعسر او تطاعا ولا تختلفا" یعنی خوشخبری سنانا نفرت مت دلانا، آسانی کرنا اور سختی مت کرنا متحد و متفق رہنا اختلاف مت کرنا۔ (4)......دعوت کے لیے اخلاص بنیادی زینہ ہے کہ دعوت سے مقصود رضائے الٰہی ہو کہ اپنے نفس کو خوش کرنے لیے نصیحت نہ کرے اور اسکا معیار یہ ہے نصیحت کرتے وقت یہ شخص مخاطبین کو خود سے افضل سمجھے۔ (5)......نصیحت کرنے والے کو چاہیے کہ ہدیے کی طمع و لالچ بالکل بھی نہ رکھے۔ (6)......کسی شخص کی مجمع عام میں اصلاح نہ کی جائے کیونکہ اس سے بسا اوقات شرمندگی ہوتی ہے، اور اس شرمندگی کا اثر بغض و عناد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (7)......اصلاح کرنے والے کو چاہیے کہ تمام مشقت اپنے اوپر ڈالے اور مخاطب کو آسان طریقہ مہیا کرے۔

اشاعت دین میں اہل اللہ کی کوششیں

سارے عالم میں محبت و معرفت کا پیغام

اسلام پیغام، امن، رواداری، بھائی چارگی اور آشتی کا مذہب ہے۔ آج ہمارے کمزور اعمال ہونے کے باوجود بھی یہ

پیغام نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے...... اگر ہم صحیح معنوں میں ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں جن باتوں کا مطالبہ ہم سے یہ کتاب ''آداب معرفت'' کر رہی ہے تو ہم ان برکات کا سوچ بھی نہیں سکتے جو ہمیں حاصل ہوں......!

(1)......فرانسیسی انجینئر نے یمن میں ملازمت کے دوران اسلام قبول کر لیا ان کا نیا اسلامی نام ''محمد'' تجویز ہوا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اسلام کی عظمت اور اس کی بہترین خوبیوں، محبت، درگزر، رحمدلی اور فیض رسانی سے نہایت متاثر ہوئے ہیں مزید انھوں نے بتایا کہ بعض مسلمانوں کا بہترین اخلاقی برتاؤ بھی انہیں متاثر کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ نہ صرف وہ مسلمان ہوئے ہیں بلکہ کچھ دنوں میں 80 غیر ملکی یمن میں اسلام قبول کر چکے ہیں، جن کا تعلق مختلف اقوام سے ہے۔ آج ہم خود ہی غور کریں کیا ہمارے وہ اخلاق ہیں جو ہماری کتابوں میں یا ہمارے بڑوں سے ہمیں ملتے ہیں۔ لیکن آج اللہ کے فضل و کرم سے ان کمزور اخلاق کا بھی لوگوں پر اثر ہو رہا ہے۔ فللہ الحمد

دوران تبلیغ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامت

(1)......حضرت عقبیٰ بن نافع رضی اللہ عنہ نہایت ہی مشکل اور کٹھن سفر طے کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے واپسی پر شہید ہوئے۔ آج بھی الجزائر میں اللہ کے ان ولی کی قبر بتا رہی ہے کہ کہاں مکہ، کہاں مدینہ، کہاں حجاز، وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی اللہ کے بندوں کو دین میں داخل کرنے کیلئے تیونس میں انہوں نے چھاؤنی بنائی۔ جب یہ اللہ کے کام میں تھے تو اللہ ان کے ساتھ تھا۔ تیونس میں چھاؤنی بنائی تو ان کے بارہ ہزار ساتھیوں میں 19 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے ان کو لیا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ اے جنگل کے جانورو! ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تین دن کی مہلت ہے جنگل سے نکل جاؤ، اس کے بعد جو جانور ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے۔ تین دن میں سارے افریقہ نے دیکھا کہ پورا جنگل خالی ہوا، کتنے ہزار لوگ اس منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ

(2)......آپ کا اسم مبارک سید محمد اور لقب محبوب الٰہی تھا آپ کی ولادت 9 اکتوبر 1238ء کو بدایوں کے مقام پر ہوئی۔ آپ شیخ فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ فوائد الفواد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ کے دل میں اشاعت اسلام کا بڑا جذبہ تھا۔ جہاں دیکھتے تبلیغ کا موقع ہے کبھی اس موقع کو ہاتھ سے خالی نہ جانے دیتے۔ آپ رحمہ اللہ نے ہندوؤں کو تبلیغ کرنے میں نہ دن دیکھا اور نہ ہی رات دیکھی ہمہ تن اس فکر میں رہے کہ کس طرح لوگ اللہ کے دین کی طرف آ کر اسکی ماننے والے بن جائیں۔ اس محنت میں آپ کو بڑے ہی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا، بہت ملامتیں سہنی پڑیں اور بہت ماریں کھانی پڑیں لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے مشن کو نہیں چھوڑا اور آج اسی کا ثمرہ ہے تاریخ میں آپ کا نام نہایت ہی سنہری حرفوں میں موجود ہے۔

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ

(3)......آپ رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت 400ھ میں ہوئی۔ 431ھ میں لاہور تشریف لائے، مشہور ہے کہ

بہت سے لوگوں نے آپ رحمہ اللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ رحمہ اللہ کی تبلیغ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے لاہور میں آ کر جب تبلیغ دین کا آغاز کیا تو دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبان حق کی تلقین ہوتی، ہزاروں گمراہ، راہ پانے والے ہزاروں دیوانے، صاحب عقل وہوش، ہزاروں ناقص، کامل اور ہزاروں فاسق، نیکوکار بن گئے۔ اشاعت دین کے سلسلے میں آپ کو بہت ہی مشکلات بھی سہنی پڑیں، دوریاں برداشت کرنا پڑیں اور وہ وہ قربانیاں دیں جو آج میں اور آپ سوچ بھی نہ سکیں۔

حضرت شیخ ہندی لاہوری رحمہ اللہ

(4)......آپ حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ کی تبلیغ سے مشرف با سلام ہوئے اور انہی کے خلیفہ بنے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد ان کا مشن جاری رکھا۔ بے شمار غیر مسلموں کو راہ ہدایت دکھائی اور قسم قسم کے خداؤں کی بجائے ایک ہی معبود حقیقی کے آگے سر بسجود ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ اس عظیم کام کیلئے آپ نے نہ دن دیکھا اور نہ رات......! والہانہ جذبہ کے تحت لوگوں کی خیر خواہی میں لگے رہے۔

حضرت سید احمد توختہ لاہوری رحمہ اللہ

(5)......آپ رحمہ اللہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے تھے۔ آپ رحمہ اللہ ایک طویل سفر کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور وہاں سے لاہور تبلیغ کے سلسلے میں سکونت اختیار فرمائی۔ قیام لاہور کے دوران اشاعت دین کے فریضہ کو ہر دم مقدم سمجھا اور بے شمار لوگوں کو آپ سے فیض پہنچا آپ نے اپنے بھتیجے سید زید شاہ رحمہ اللہ کو تبلیغ دین کے لئے بھارت روانہ کیا۔ اسی سفر میں سید زید شاہ رحمہ اللہ نے بمقام سوانہ برہمن کافروں کے ہاتھوں شہادت پائی سید احمد توختہ رحمہ اللہ نے ۶۰۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رحمہ اللہ

(6)......آپ سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ تھے، آپ نے اسلامی ہند کی تاریخ کے ایک نہایت ہی نازک اور اہم دور میں احیاء اسلام کے لئے جدوجہد کی۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے عزیز ترین مرید شاہ نظام الدین رحمہ اللہ کو تبلیغ واصلاح کے کام کیلئے دکن روانہ کیا۔ وہ اسلام کا پیغام ہر کان تک پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ بار بار اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے۔ ’’دراں کوشید که صورت اسلام وسیع گردو و ذاکرین کثیر‘‘ کوشش یہ کرو کہ اسلام ترقی کرے اور ذکر کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔‘‘ وہ خطوط میں بار بار اس بات کو دہراتے ہیں۔’’ بهر حال دراعلائے کلمة الحق کو شیدواز مشرق تا مغرب همه اسلام حقیقی بر کنید ‘‘ہر حال میں کلمۃ الحق کی بلندی کیلئے کوشش کرتے رہیں اور (مقصد پیش نظر یہ ہو کہ) مشرق سے مغرب تک حقیقی اسلام پھیل جائے۔ اپنے مرید محمد علی کو لکھتے ہیں: ’’همیشه دراعلائے کلمة الله که پیران من و عن رسیده کوشش نمایند ‘‘

شام کلیم اللہ رحمہ اللہ کے مرید شاہ نظام الدین رحمہ اللہ کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ہندو گرویدہ اسلام ہو گئے۔ بعض اپنے رشتہ داروں کے ڈر سے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کرتے تھے، لیکن دل سے مسلمان ہو چکے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

(7)......حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر ملی تو آپ نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کیلئے مکہ بھیجا کہ وہ جا کر دیکھیں جو شخص یہ دعوے کرتا ہے کہ میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں ان کے حالات صحیح طرح تحقیق کریں۔ آپ کے بھائی مکہ مکرمہ آئے اور مکمل جانچ پڑتال کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو بہترین عادتوں اور عمدہ اخلاق کا حکم کرتے دیکھا ہے اور ان سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ شعر ہے نہ کاہنوں کا کلام ہے۔ آپ کو اپنے بھائی کے اس کلام سے تسلی نہ ہوئی تو خود مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے۔ تین دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا مہمان رکھا اس کے بعد آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی اور پہلی ہی مجلس میں مسلمان ہو گئے۔ اس وقت چاروں طرف مسلمانوں کی مخالفت تھی اس کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ'' پڑھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے مار مار کر زخمی کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکلوں سے بچایا۔ دوسرے دن آپ نے پھر اسی طرح با آواز بلند کلمہ پڑھا پھر آپ پر مخالفین نے حملہ کر دیا۔ صرف یہ ایک نہیں بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل اللہ کی زندگی میں ایسے واقعات بہت ہی زیادہ کثرت سے ملتے ہیں۔

شیخ شبلی اور چیونٹی کا احترام

حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ مشہور ولی اللہ گزرے ہیں ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ نے گندم خریدی اور بوری لے کر اپنے گاؤں پہنچ گئے۔ جیسے ہی بوری کھولی تو ایک چیونٹی نظر آئی جو بہت بے چینی سے اِدھر اُدھر جانے لگی۔ آپ رحمہ اللہ اس چیونٹی کو پریشان دیکھ کر نہایت افسردہ ہوئے اور رات بھر سو نہ سکے اور صبح ہوتے ہی جہاں سے گندم لائے تھے وہاں اس چیونٹی کو چھوڑ آئے اور فرمانے لگے کہ انسان سے یہ بات بہت بعید ہے کہ کسی چیونٹی کو بھی گھر سے بے گھر کرے۔ فردوسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میازار مورے که دانه کشست که جان دارد و جاں شریں خوشت

''اس چیونٹی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے، اس لئے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور جان ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔''

سیاه اندروں باشد و سنگ دل که خواهد که مورے شود تنگ دل

''وہ شخص بڑا سیاہ باطن اور ظالم ہے جس کے ہاتھ سے کسی چیونٹی کو بھی دکھ پہنچے۔''

آپ ذرا ان واقعات پر غور فرمائیں کہ جانوروں کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی پر کتنے لوگوں کو ولایت اور معرفت ملی۔

یہ تو جانوروں کے ساتھ بھلائی کا انجام ہے دکھی انسانیت اور پریشان لوگوں کی جب خیر خواہی اور بھلائی کی جائے جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کی بھلائی اور خیر خواہی پر کیا ملے گا......! میں اور آپ سوچ بھی نہ سکیں گے......! آج کے بعد دکھی انسانیت، پریشان لوگوں کی خیر خواہی اور بھلائی کو ہم سب معاشرے میں بانٹنے والے بن جائیں۔ آمین!

☆......☆......☆

اخلاق کی تیرہویں قسم ''تقویٰ کا حاصل ہونا''

تقویٰ کے اصلی معنی

تقویٰ کے اصلی معنی ہیں انتہائی پرہیز اور احتیاط کرنا اور شرعی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں " التجنب عما یضرہ فی الاخرۃ '' کہ متقی شریعت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے بچائے جو آخرت میں نقصان دہ ہوں'' تفسیر بیضاوی'' میں تقویٰ کے تین درجے بیان کیے ہیں:

(1)...... پہلا درجہ عوام کا ہے اور وہ درجہ یہ ہے کہ ایمان لا کر اور شرک سے برأت ظاہر کر کے ہمیشہ کے عذاب سے بچ جانا، اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان" والزمھم کلمۃ التقوی " (الایۃ) میں اشارہ فرمایا۔ (2)...... دوسرا درجہ خواص کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر اس چیز سے بچنا جو انسان کو چھوٹے سے چھوٹے گناہ میں بھی ملوث کر دے اور شریعت کے اندر یہی درجہ تقویٰ کے نام سے مشہور ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان" ولو ان اھل القری امنوا واتقوا "(الایۃ) سے اشارہ فرمایا ہے۔ (3)...... تیسرا درجہ خواص الخواص کا ہے، وہ یہ کہ ان تمام چیزوں سے دوری اختیار کرے جو اس کے باطن کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیں اور پورے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہی حقیقی تقویٰ ہے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان'' واتقو اللہ حق تقاتہ'' (الایۃ) سے اشارہ فرمایا ہے، اسی کی طرف شاعر نے اپنے شعر میں اشارہ کیا۔

خیالك فی عینی وذكرك فی فمی — ومثواك فی قلبی فاین تغیب ؟؟؟

مریدین سے بہت اہم نصیحت......!

ذرا دیکھیں اللہ والو! بھوک سے ہم بے تاب ہوں اور سامنے پچاس طرح کے کھانے ہوں ہمیں یہ کہا جائے کہ ان میں سے جو کھانا آپ نے کھانا ہو کھا لیں لیکن ایک بات سن لیں کہ کسی بھی ایک کھانے میں میں نے ذرہ برابر چٹکی سے بھی کم زہر ڈالا ہے......! ہم اس بھوک کے عالم میں تمام کھانوں کو چھوڑ دیں گے کہ نہ جانے کون سے کھانے میں زہر ہے اور اسے کھاتے ہی میں دار فانی سے کوچ کر جاؤں......! جسم کی جان ہمیں کتنی عزیز ہے، جانتے ہیں کہ زہر جسم کو نقصان دیتا ہے اس سے کہیں زیادہ نقصان گناہ روح کو دیتے ہیں لیکن ہم پھر بھی بے دھڑک گناہ کرتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے شیخ رحمۃ اللہ کے سلسلہ قادری ہجویری سے وابستہ ہر مرید کو اس کی نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے بعد چھوٹے چھوٹے سے گناہ سے بہت ہی زیادہ بچنے کی کوشش کریں۔

گناہوں کے ساتھ نیکی کرنے کی مثال اس طرح ہے جیسے چھلنی سے دودھ بھرنا مطلب یہ ہے کہ جس طرح چھلنی سے دودھ نہیں بھر سکتا اسی طرح گناہ کرنے والے دل میں بھی معرفت نہیں آسکتی کیونکہ اس کے دل میں بھی گناہ کرنے کی وجہ سے بہت سے سوراخ ہو جاتے ہیں مثلاً بدنظری کی تو ایک سوراخ ہو گیا، غیبت کی تو دوسرا سوراخ ہو گیا جتنے زیادہ گناہ بڑھتے چلے جائیں گے اتنے ہی زیادہ سوراخ بڑھتے چلے جائیں گے۔

گناہوں کے تقاضے کی مثال کھاد کی سی ہے جتنی بدبودار کھاد ہوتی ہے پھول اتنا خوشبودار پیدا ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کھاد کو دبا دیا جائے، گناہ کے خبیث تقاضوں کو جتنا دبائیں گے تقویٰ کا پھول اتنا ہی خوشبودار پیدا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے تہجد گزاروں کو وہ معرفت نہیں ملتی جو گناہوں سے بچنے میں دل کا خون کرنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مسلمان ہر وقت آن ڈیوٹی ہے

ایک بزرگ کو جہاز میں شراب پیش کی گئی انہوں نے انکار کر دیا، جب افسر نے پوچھا کہ کیوں نہیں پیتے؟ انہوں نے کہا کہ پائلٹ کو پلا دیجئے۔ اس نے جواب دیا کہ پائلٹ دوران پرواز شراب نہیں پی سکتا۔ مسافر نے وجہ پوچھی، جہاز والوں نے بتایا کہ وہ آن ڈیوٹی ہے، نشہ آور چیز (دوران فلائنگ) نہیں پی سکتا۔ مسافر نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور آن ڈیوٹی ہوں کہ ہمارے مذہب میں بالغ ہونے سے لے کر موت تک ہر گناہ سے بچنا ضروری ہے۔ میں اس گناہ سے بچنے کا پابند اور آن ڈیوٹی ہوں، میں اس وقت شراب پینے کا گناہ نہیں کر سکتا۔

نسخہ کیمیا

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے ایک حکیم سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے اگر اس کی دوا آپ کے پاس ہے تو مجھے عنایت کیجئے، ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے میدان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا، اس نے سر اٹھا کر کہا شبلی! ادھر آؤ میں اس کی دوا بتاتا ہوں: حیا کے پھول، صبر و شکر کے پھل، عجز و نیاز کی جڑ، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن اخلاق کے بیج یہ سب لے کر ریاضت (مجاہدہ) کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کرو، پیشانی کا عرق ان میں روز ملاتے رہو ان سب کو دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ، جب پک کر تیار ہو جائے تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا جس وقت تیار ہو کر اترے تو اس کو خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ نے جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

گناہوں پر ندامت اولیاء کی غذا

ایک اللہ والے فرمانے لگے جس شخص کو اپنے گناہوں پر پریشانی اور ندامت نہ ہو تو سمجھ لو یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہے جیسا کہ ابلیس کو آج تک شرمندگی نہیں ہے۔ بتاؤ بھائی ابلیس کو ندامت ہے؟ اس ظالم کو ندامت کہاں! یہی علامت مردودیت ہے، لہٰذا گناہوں پر پریشانی کا ہونا یہ علامت اچھی ہے۔

گناہوں سے بچنے کا غم اٹھانا غذائے اولیاء ہے، یہ غم اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی غذا ہے۔ عبادت، حج اور عمرہ فاسق اور گناہگار بھی کرسکتا ہے معلوم ہوا کہ عبادت غذا فاسقوں کی بھی ہے اور دوستوں کی بھی ہے تو یہ غذائے عبادت دوستوں اور نافرمانوں دونوں میں مشترک ہے اور جو چیز گنہگاروں اور اولیاء کے درمیان مشترک ہو وہ اولیاء کی امتیازی غذا کیسے ہوسکتی ہے لہٰذا گناہ سے بچنے کا غم اٹھانا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی غذا ہے یہ گنہگاروں کا حصہ نہیں اگر یہ بھی غذا کھانے لگے یعنی گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے لگے تو گنہگار اور فاسق نہ رہے گا ولی اللہ ہوجائے گا۔ حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار تہجد کا نور ایک پلہ میں رکھ دو اور گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے کا نور دوسرے پلہ میں رکھ دو یہ نور زیادہ قوی ہوگا۔

تقویٰ ایک چھوٹے بچے سے سیکھیں......!

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے بچپن میں یہ آیت سنی" وقودھا الناس والحجارۃ "(سورۃ البقرۃ آیت :24، وسورۃ التحریم آیت :6) یعنی دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، تو بے انتہا روتے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ تو اہل بیت میں سے ہیں آپ اس قدر کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا، دیکھئے اس کے لئے ارشاد ہے" انہ لیس من اھلك "(سورۂ ہود آیت :46) یہ شخص تمہارے گھر والوں میں سے نہیں۔ اس شخص نے کہا آپ تو بچے ہیں۔ فرمایا میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے کہ جب چولہے میں آگ سلگاتی ہیں تو چھوٹی لکڑیوں میں آگ لگاتی ہیں۔ پھر ان سے بڑی لکڑیوں میں، اسی طرح مجھ کو ڈر ہے کہ وہاں بھی یہی ترتیب نہ ہو۔

تقویٰ کی (7) علامات

مشہور عالم ابو اللیث رحمہ اللہ انتہائی سوچ بچار کے بعد بیان فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی علامات سات چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ (1)......زبان جھوٹ، غیبت، بدگوئی، بہتان اور بیہودہ کام سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر، تلاوت قرآن اور علم کے تذکرے میں مشغول رہے۔ (2)......وہ دل جس میں عداوت، بہتان اور بھائیوں کا حسد نہ ہو کیوں کہ حسد نیکیوں کو نیست و نابود کرتا ہے۔ (3)......نظر کہ اس سے حرام کھانے پینے اور حرام لباس کی طرف نہ دیکھے اور دنیا کی طرف راغب نہ ہو۔ (4)...... پیٹ میں حرام داخل نہ ہو۔ (5)...... ہاتھ حرام کی طرف دراز نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بڑھے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز زبرجد کی ایک عمارت پیدا کی ہوئی ہے، جس میں ستر ہزار مکانات ہیں، ہر ایک مکان میں ستر ہزار کمرے ہیں اس گھر میں وہ داخل ہوگا جس پر حرام پیش کیا جائے اور وہ اس کو خدا کے خوف سے چھوڑ دے۔ (6)......قدم خدا کی معصیت میں نہ چلیں بلکہ خدا کی اطاعت ورضا مندی اور علماء وصلحا کی صحبت کی طرف چلیں۔ (7)......اطاعت وفرمانبرداری جو محض اللہ کی رضا مندی کیلئے ہو، جس میں ریاکاری ونفاق نام کو نہ ہو۔
(تلخیص مکاشفۃ القلوب)

اللہ والو! ہم میں سے کسی میں اگر یہ علامات ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر استقامت

اختیار کریں اور اگر خدانخواستہ نہیں ہے تو اس کے حصول کی پوری کوشش کریں، اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی کمزوری کی دیگر وجوہات میں سے ایک اہم وجہ تقویٰ اور خدا خوفی کا نہ ہونا ہے، اس وقت مسلمان کثرت تعداد، اسلحہ اور کثرت فوج وغیرہ سے تو ڈرتا ہے، لیکن اللہ رب العزت کے احکام توڑتے ہوئے نہیں ڈرتا......!

چھوٹے گناہوں کے نقصانات

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے، یعنی آج تم کئی گناہوں کو کرتے ہوئے ان کو بال سے بھی کم سمجھتے ہو حالانکہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ان کو مہلک گناہوں میں سے سمجھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! چھوٹے گناہوں سے بھی بچا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق بھی سوال فرمائیں گے۔ (مسند احمد، سنن دارمی)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ملک شام میں احادیث لکھنے کیلئے ایک قلم استعارۃً (مانگ کر) کسی سے لیا۔ پھر غلطی سے وہ قلم انہوں نے اپنے قلمدان میں رکھ دیا اور شہر مرو چلے گئے۔ وہاں جا کر قلمدان کھولا تو وہ قلم دیکھ کر بہت افسوس ہوا، پھر صرف قلم واپس کرنے کیلئے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے مرو سے ملک شام تک سفر کیا۔

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت امام محمد باقر رحمہ اللہ کی ایک مختصر سی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے جعفر صادق رحمہ اللہ کو کی تھی، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں: اے بیٹے! نعمت کے وقت ''الحمدللہ'' پڑھا کرو اور غم کے وقت ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پڑھا کرو۔ اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے تین اشیاء تین چیزوں میں پوشیدہ رکھی ہیں۔

(1)......اسکی رضاء اطاعت میں پوشیدہ ہے لہٰذا تم کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو۔ ممکن ہے کہ اسی میں رضائے خدا تعالیٰ ہو۔

(2)......اور اس کا غصہ وغضب معاصی (گناہوں) میں پوشیدہ ہے سو کسی معصیت کو چھوٹا مت سمجھو، ہوسکتا ہے اسی میں آتش غیض وغضب مستور ہو۔

(3)......اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے، پس کسی انسان کو حقیر و ذلیل مت سمجھ کیا پتہ ہے کہ وہی خدا کا ولی ہو۔ امام محمد باقر رحمہ اللہ کا یہ قول کتنا قیمتی ہے، اس کی تصدیق کئی احادیث اور واقعات سے ہوتی ہے۔

ارے اللہ والو! ایک سچے مرید کی یہی شان ہوتی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتا ہے اور خوب احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے اب میں تاریخ کے واقعات سے بتاتا ہوں کہ بعض اوقات چھوٹے چھوٹے گناہ بھی کتنے بڑے نقصان کا سبب بن جاتے ہیں۔

بغیر وضو نماز کا خوفناک انجام

(1)......کسی آدمی نے ایک فوت شدہ نمازی شخص کو خواب میں دیکھا، اس سے حال دریافت کیا اور پوچھا کہ موت

کے بعد اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا: میں نے ایک دن بغیر وضو ایک نماز پڑھی تھی جس کی پاداش میں مجھ پر ایک بھیڑیا مسلط کر دیا گیا ہے جو مجھے ہر وقت قبر میں ڈراتا رہتا ہے۔ اس خوفناک صورت حال کی وجہ سے میں بہت بری حالت میں ہوں۔

چھوٹے سے گناہ پر ایک بزرگ کی حالت

(2)......فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ "تنبیہ الغافلین" میں رقمطراز ہیں کہ کہمس ابن الحسن رحمہ اللہ فرماتے تھے ایک گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے جس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میرا بھائی ایک مرتبہ مجھ سے ملاقات کیلئے آیا۔ میں نے اس کیلئے مچھلی پکائی، کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھونے کے لئے بیٹھا تو بغیر اجازت کے ہمسایہ کی دیوار سے مٹی لے کر ہاتھوں پر مل لی۔ اس پر رو رہا ہوں کہ اگر خدا نے پوچھا: اے کہمس! بلا اجازت غیر کی چیز کیوں استعمال کی تو میں کیا جواب دوں گا۔

عوام بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے تھے" اربع بعد الذنب شر من الذنب: الاستغفار والا غترار و الاستبشار و الاصرار" یعنی گناہ کرنے کے بعد چار امور گناہ سے بھی بدتر ہیں (الف)......گناہ کو کم خیال کرنا (ب)......عذاب نہ آنے پر دھوکے میں آنا (پ)......گناہ پر خوشی کرنا اور (ت)......گناہ پر اصرار کرنا (یعنی وہ گناہ بار بار کرنا)۔

کئی معمولی چیزوں کا بڑا انجام

(3)......آپ حضرات نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ ایک گالی ہی سے لڑائی اور قتل ہو جاتے ہیں، سگریٹ کے ہلکے سے دھوئیں اور ہلکی سی آگ سے بڑی بڑی منڈیاں خاکستر ہو جاتی ہیں آگ کے ذرے سے سارا شہر راکھ ہو جاتا ہے۔

انسان کی نظر ہر کام کے انجام پر ہونی چاہیے، ابتداء میں تو ہر شے چھوٹی ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ زیادہ ہو کر قوت پکڑتی ہے۔ طاقتور شیر کی قوت وجرأت اس کی صغرسنی (بچپن) میں مضمر ہے۔ دانا وافلاطون زمانہ انسان کی ہوشیاری وعقلمندی اس کی طفولیت کی مرہون منت ہے۔ اولاد آدم کی یہ کثرت صرف حضرت آدم علیہ السلام کے طفیل سے ہے۔

موسلا دھار بارش کی ابتداء بوندا باندی سے ہوتی ہے، اسی طرح دنیا کی ہزاروں بیماریوں کی جڑ ومبداء صرف نزلہ وزکام ہے، اسی وجہ سے زکام کو ام الامراض کہتے ہیں۔ ایک خوشے کے سینکڑوں دانے صرف ایک دانہ تخم سے پیدا ہوتے ہیں۔

قطرہ شہد تباہی کا سبب بن گیا

(4)......ایک کتاب میں ایک عجیب حکایت نظر سے گزری ہے کہ شہد کے ایک قطرے سے دو گاؤں والے سارے کے سارے لوگ قتل ہو گئے۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص شہد کا ایک مشکیزہ فروخت کرنے کی غرض سے کسی دکاندار کے پاس لے گیا، دکاندار کو شہد دکھانے لگا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک پڑا۔

ایک زنبور (بھڑ) اڑ کر شہد کے قطرے پر بیٹھ گئی ادھر سے ایک چھپکلی بھڑ کو پکڑنے کیلئے بھاگی۔ پھر اس چھپکلی پر بلی لپکی

دوسری طرف ایک کتا کھڑا تھا، وہ بلی پر حملہ آور ہوا اور اسے مار دیا۔ کتا شہد والے کا تھا اور بلی دکاندار کی تھی، دکاندار نے جب دیکھا کہ بلی مرگئی ہے تو اس نے ایک ڈنڈا اٹھا کر کتے کو اتنا مارا کہ وہ بھی مرگیا۔ شہد والے کو اپنے کتے کے مرجانے کا بڑا صدمہ ہوا۔ اس نے طیش میں آکر دکاندار کو قتل کر دیا۔

اب اس واقعہ کا جب دکاندار کے لڑکے کو علم ہوا تو اس نے تلوار اٹھائی اور آکر شہد بیچنے والے کو قتل کر ڈالا۔ جب اس بات کا علم شہد فروخت کرنے والے شخص کی بستی والوں کو ہوا تو وہ سب مسلح ہوکر آئے۔ ادھر اس بستی والے بھی ان کی آمد کی خبر سن کر لڑائی کیلئے تیار ہوگئے۔ چنانچہ ان دونوں بستیوں کی آپس میں جنگ شروع ہوگئی اور کئی دن تک جاری رہی۔ نتیجتاً دونوں بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں اور کشتے کے پشتے پڑ گئے، سبب اس خون ریزی کا صرف ایک قطرہ شہد تھا۔

ذرا سا غصہ چالیس سال لڑائی کا سبب

(5)......ایک بار کلیب نے سراب اونٹنی کو دیکھا کہ اس نے وہ آشیانہ خراب کر کے قنبرہ کے انڈوں کو توڑ دیا ہے تو اس نے غصے میں آکر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس اونٹنی کا بچہ قتل کر دو اور اس کے تھنوں پر تیر مارو۔ تیر لگنے سے اونٹنی کا خون اور دودھ بہنے لگا۔

اونٹنی چیختی چلاتی ہوئی جب واپس اپنے گھر پہنچی تو اس کی مالکن (عورت) نے شور برپا کر دیا۔ اس کے بھانجے جساس نے دوسرے دن کلیب کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا قتل کر ڈالا۔ چنانچہ دونوں قبیلوں میں جنگ چھڑ گئی، اس طرح چالیس یا بیالیس برس تک ان کی آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ کتاب ''ایام العرب'' میں اس جنگ کی تفصیل مذکور ہے۔ ایک ذرا سی بات کا یہ نقصان ہوا......!

ایک عورت کا بلی کو باندھنا

(6)......ایک حدیث شریف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ میں ایک عورت کو صرف اس وجہ سے جلتے ہوئے دیکھا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک بلی کو باندھ لیا تا آنکہ وہ بلی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرگئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کبھی ایک بات سے انسان دوزخ کی اتنی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے جتنا مشرق مغرب سے دور ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (بخاری شریف)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ کبھی بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی اس کے نزدیک کوئی خاص وقعت نہیں ہوتی لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور کبھی کوئی ایسی بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کہہ دیتا ہے جس کی پرواہ نہیں کرتا لیکن وہ اس بات کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہوجاتا ہے۔ (رواہ البخاری)

ذرا سی کوتاہی پر پکڑ ہوجانا

(7)......امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مواعظ'' میں لکھتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میری بڑی

خواہش تھی کہ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھوں کیونکہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ چنانچہ وفات کے پورے ایک سال بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اے شیخ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

ابوسلیمان رحمہ اللہ نے کہا اے احمد! ایک مرتبہ راستہ پر چلتے چلتے بلا اجازت میں نے کسی کی چھوٹی سی لکڑی اٹھالی اور یہ بھی پتہ نہیں کہ میں نے اس لکڑی سے اپنے دانتوں کا خلال کیا تھا یا ویسے ہی پھینک دی تھی۔ (اس چھوٹے سے قصور کی پاداش میں) موت کے دن سے لیکر آج تک اس کے حساب میں گرفتار ہوں۔ افسوس کہ آج ہم کتنے غافل ہیں بے فائدہ بحثوں میں پڑتے ہیں۔

چھوٹی سی برائی...... بڑے عذاب کا سبب

(8)......امام غزالی رحمہ اللہ نے کتاب منہاج العابدین میں ایک حکایت ذکر فرمائی ہے کہ ایک شخص (کرایہ کے مکان میں رہتا تھا ایک بار اس) نے ایک رقعہ لکھا پھر اس مکان کی دیوار سے مٹی لے کر سیاہی خشک کرنے کیلئے رقعہ پر ڈالنا چاہی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو کرایہ کا مکان ہے (لہٰذا اس کی دیوار کی مٹی استعمال نہیں کرنی چاہیے) پھر خیال آیا کہ اتنی تھوڑی سی چیز کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے (دیوار سے) مٹی لے کر رقعہ پر ڈال دی۔ پس اس نے ہاتف کی یہ آواز سنی کہ اس مٹی کو حقیر و خفیف سی چیز سمجھنے والے کو اس وقت پتہ چلے گا جب بروز قیامت اس کا لمبا حساب لیا جائے گا۔

ایک تنکا پکڑ کا سبب بن گیا

(9)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک قبرستان میں ایک مردے کو زندہ کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں حمال تھا یعنی اجرت پر لوگوں کا سامان اٹھاتا تھا۔ میں اجرت پر ایک شخص کی لکڑیاں اٹھا کر لے جا رہا تھا، راستہ میں دانتوں کا خلال کرنے کیلئے میں نے ایک تنکا ان لکڑیوں سے توڑ لیا، جس کے مطالبہ اور حساب میں آج تک میں گرفتار ہوں۔

غسل جنابت نہ کرنے پر عذاب

(10)......ایک شخص نے کسی کو خواب میں بتایا: مجھے چھڑوا دیجئے، میں بری حالت میں ہوں کیونکہ ایک دن میں نے غسل جنابت نہیں کیا تھا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے مجھے آگ کا کپڑا پہنا دیا۔ اس آتشی لباس میں شب و روز سرگرداں ہوں۔

ایک سوئی پکڑ کا سبب بن گئی

(11)......مشہور بزرگ عارف باللہ حسان ابن ابی سنان رحمہ اللہ ساٹھ برس تک از روئے حیاء پہلو پر کبھی نہیں لیٹے، نہ سمیں (مرغن) غذا کھائی اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ موت کے بعد کسی نے خواب میں انہیں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا:" فعل الله بى خيرا الا انى محبوس عن الجنة بابرة استعر تها فلم اردها " اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اچھا معاملہ فرمایا ہے مگر ایک سوئی جو میں نے کسی سے عاریۃ (مانگ کر) لی تھی اور واپس نہیں کی تھی، کی وجہ سے ابھی تک جنت سے روکا گیا ہوں۔

ناپ تول میں معمولی کمی بیشی پر گرفت

مشہور صوفی عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کا ایک خادم تھا جو زہد وتقویٰ میں مشہور تھا۔ وہ چالیس سال مسلسل عبادت میں مشغول رہا وہ کیا تھا یعنی ناپ تول کا کام کرتا تھا۔ مرنے کے بعد کسی نے خواب میں اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اچھا برتاؤ کیا ہے سوائے اس بات کے کہ بعض دفعہ پیمانہ میں سابقہ غبار رہ جاتا تھا جس کی وجہ سے ناپ تول میں کمی بیشی ہو جایا کرتی تھی۔ صرف اس سے بے احتیاطی کی پاداش میں ہر ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام ہے) کے معمولی غبار والی غلطی کی سزا میں مجھے چالیس چالیس قفیز ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں صاحب قبر کو دیکھا، صاحب قبر نے اس سے کہا: تم زندہ لوگ عمل کر سکتے ہو مگر تم جانتے کچھ نہیں (یعنی اس عمل کی جزاء وسزا کے بارے میں تمہیں کچھ پتہ نہیں) اور ہم جانتے ہیں مگر عمل کے مجاز نہیں ہیں۔ تیری ان دو رکعتوں (جو تو نے ابھی پڑھی ہیں) کا اضافہ اگر میرے اعمالنامہ میں کر دیا جائے تو یہ میرے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے کا خوفناک انجام

(13)......حضرت ابوسبرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک میت کے پاس منکر ونکیر آئے اور کہا کہ ہم تجھے سو گرز ماریں گے۔ اس آدمی نے اپنے نیک اعمال بطور سفارش پیش کئے تا آنکہ ننانوے گرز معاف ہو گئے۔ اب ایک رہ گیا، فرشتوں نے وہ ایک گرز اسے مارا۔ پھر اس ایک گرز کی ضرب سے قبر آگ کی بھٹی بن گئی۔ اس شخص نے پوچھا کہ تم نے یہ سزا مجھے کیوں دی ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ ایک دن ایک مظلوم پر تو گزر رہا تھا اس نے تجھ سے مدد مانگی تھی تو نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

بدنظری پر لگا......غیبی طمانچہ

(14)......ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مطاف (طواف کرنے کی جگہ) میں ایک شخص کو دیکھا جو ایک آنکھ سے کانا تھا۔ وہ طواف میں یہ دعا پڑھ رہا تھا" اللھم انی اعوذبك منك "اے اللہ! میں تیری رضا ورحمت کے ذریعہ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔" میں نے اس دعا کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ میں پچاس سال سے خانہ کعبہ کا مجاور ہوں۔ ایک دفعہ ایک خوبصورت شخص پر میری نظر پڑ گئی، وہ مجھے اچھا لگا۔

پھر اچانک میری آنکھ پر ایک غیبی طمانچہ پڑا جس سے میری آنکھ نکل کر رخسار پر لٹکنے لگی۔ میں نے آہ کی، پھر ایک اور طمانچہ پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ اگر پھر غلطی کی تو دوبارہ سزا دی جائیگی۔

بدنظری پر سارا قرآن بھول جانا

(15)......محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے استاد ابوبکر رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، ہمارے قریب سے ایک نوجوان گزرا، میں نے اس کی طرف دیکھا۔ استاد نے مجھے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا اور فرمایا۔

اے بیٹے! اس ناجائز نگاہ کی سزا تجھے ضرور ملے گی چاہے مدت دراز کے بعد ملے، محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد بیس سال گزر گئے، میں نے سزا سے متعلق اپنے استاد صاحب کی بات کو یاد رکھا۔ ایک رات اسی بات کو سوچتے سوچتے سو گیا، صبح اٹھا تو سارے قرآن کو بھول چکا تھا (حالانکہ پہلے یاد تھا) پھر غیب سے ندا آئی کہ یہ اسی بدنظری کی سزا ہے۔

ابوعبداللہ زارد رحمہ اللہ کا واقعہ

(16)......ابوعبداللہ زارد رحمہ اللہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ کہنے لگے کہ جن گناہوں کا میں نے اعتراف کرلیا وہ سب بخش دیئے، صرف ایک گناہ کے اقرار سے حیاء مانع ہوئی، سو مجھے اس گناہ کی پاداش میں کھڑا کر دیا گیا، میرا پسینہ بہتا رہا، بہتا رہا، اتنا بہا کہ میرے چہرے کا گوشت بھی گر گیا۔ ایک خوبصورت آدمی کو بری نگاہ سے دیکھا تھا۔ ہم ذرا سوچیں تو سہی کہ یہ صرف کسی خوبصورت لڑکے کو بری نگاہ سے دیکھنے کا اثر ہے جن لوگوں کو کا صبح و شام نامحرم خواتین کو دیکھنا ہو انکا کیا بنے گا۔ اللہ ہم سب کی اس گناہ عظیم سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

بعض دفعہ گناہ کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے

(17)......روایات میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف ہے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک خون آلود شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون بہنے کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے کہا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری۔ میں اسے مسلسل دیکھتے ہوئے چلتا رہا۔ اچانک میں ایک دیوار سے زور سے ٹکرا گیا اور میرا یہ حال ہوا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔

ذرا سی غلطی کا پہاڑوں جیسا وبال

(18)......ابویزید بسطامی رحمہ اللہ ایک دن اس حال میں باہر نکلے کہ ان پر گریہ وزاری کا اثر تھا کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا اور کہے گا کہ اے میرے رب میں قصاب تھا پس یہ شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے گوشت کا بھاؤ چکایا اور اپنی انگلی میرے گوشت پر رکھی حتیٰ کہ اس کی انگلی نے گوشت پر نشان کر دیا اور اس نے گوشت نہیں خریدا اور میں آج اسی قدر کا محتاج ہوں پس اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ مدعا علیہ کی نیکیوں میں سے مدعی کے حق کے بقدر اس کو دیا جائے......اور اس شخص (مدعی) کا ترازو ایک ذرہ کے بقدر ہلکی تھی......پس یہ اس کی ترازو میں رکھا جائے گا...... چنانچہ اس کے ترازو کا پلڑا غالب ہو جائے گا اور اس کو جنت کا حکم دیا جائے گا اور اس کے مخاصم اور مدعا علیہ کی ترازو اسی قدر کم ہو جائے گی اور اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا......پس مجھے معلوم نہیں کہ اس دن میرا کیا حال ہوگا......

ایک جام پر معرفت چھن گئی

(19)......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ جو ایک مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں میں اپنے ایک شاگرد کی موت کے وقت حاضر ہوا میں نے اسے کلمہ کی تلقین کی تو اس نے پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کلمہ نہیں کہوں گا۔ اس سے میں بیزار ہوں چنانچہ اسی حال میں مر گیا۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ روتے ہوئے واپس آئے کچھ مدت بعد اس کو خواب میں دیکھا کہ جہنم کی آگ میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ فقیر تجھ سے وہ معرفت کیسے چھن گئی؟ اس نے کہا استاد جی مجھے ایک بیماری لاحق ہو گئی تھی تو بعض اطباء کے مشورے سے ہر سال ایک پیالہ شراب کا پیتا تھا کیونکہ حکیموں نے کہا تھا کہ اگر نہیں پئے گا تو یہ بیماری تجھے نہیں چھوڑے گی۔ یہ حال اس شخص کا ہے جو صرف جو صرف دوا سمجھ کر پیتا تھا جو ویسے پئے گا اس کا کیا حال ہوگا؟

بعض توبہ کرنے والوں سے دریافت کیا گیا تم نے توبہ کیسے کی کیا سبب تھا؟ ایک نے کہا میں گورکن تھا (قبر کھودنے والا) میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا تھا کہ قبر میں ان کا چہرہ قبلے سے ہٹا ہوا تھا پھر میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ شراب پیتے تھے اور بغیر توبہ کے مر گئے۔

ایک اور مرد صالح کا قصہ لکھا ہے کہ اس کا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا کچھ عرصہ بعد اس کو خواب میں دیکھا کہ سر اس کا سفید ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا تو تو بچہ تھا تیرا سر کیسے سفید ہو گیا؟ کہنے لگا میرے پہلو میں ایک شرابی کو دفن کیا گیا ہے تو اس کے عذاب کے اثرات سے میرا سر بھی سفید ہو گیا۔ اللہ اکبر! اس لئے چاہیے کہ بندہ موت سے قبل توبہ کر لے کہیں ایسا نہ ہو کہ قبل از توبہ موت آ جائے اور خاتمہ خراب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین!

ایک سوئی کا حساب

(20)......ایک اللہ والے فرماتے کہ میں نے حسن بن ذکوان رحمہ اللہ کو دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد خواب میں دیکھا اور آپ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا گزری؟ تو فرمانے لگے کہ میں ابھی تک ایک سوئی کے بدلے قید میں ہوں جسے میں نے کسی قریبی سے ادھار لیا تھا اور واپس نہیں کیا۔

دنیا کی ویرانی کا سبب

(21)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک مرتبہ ایسی بستی پر ہوا جہاں خوبصورت، سرسبز و شاداب درخت لہلہا رہے تھے اور بہترین پانی کے چشمے ابل رہے تھے۔ بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انتہائی تعظیم کی۔ اس کے تین سال بعد دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بستی سے گزرے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تمام درخت سوکھ گئے، پانی کے چشمے خشک ہو گئے اور تمام مکانات ویران کھنڈر بن گئے ہیں۔ وحی کے ذریعے آپ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام) اس بستی کے اجڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہاں سے کسی بے نمازی کا گزر ہوا جس نے بستی کے ایک چشمے سے منہ دھو لیا اس کا نتیجہ یہ

ہوا کہ اس بستی کے تمام چشمے خشک ہو گئے، درخت سوکھ گئے اور مکانات ویران وتباہ ہو گئے۔ اے عیسیٰ (علیہ السلام) جب نماز کا چھوڑ دینا دین کے ڈھائے جانے کا سبب ہے تو پھر دنیا کی ویرانی کا سبب کیوں نہ ہوگا۔ (خیر المونس)

گناہ بڑا ہو یا چھوٹا (10) عیوب سے خالی نہیں

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے ''تنبیہ الغافلین'' ص134 پر لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اس میں دس بڑے بڑے عیوب بہر حال ہوتے ہیں۔

(1)......اول عیب یہ ہے کہ اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا جو اس پر قادر ہے۔ (2)...... دوم یہ کہ اس نے ابلیس کو خوش کیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔ (3)......سوم یہ کہ جنت سے دور ہوا۔ (4)...... چہارم یہ کہ دوزخ کے قریب ہو گیا۔ (5)......پنجم یہ کہ اس نے اپنے محبوب نفس پر ظلم کیا۔ (6)...... ششم یہ کہ اس نے اپنے نفس کو پلید کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک پیدا کیا تھا۔ (7)......ہفتم یہ کہ اس نے اپنے ہم نشینوں کو اذیت پہنچائی جو کہ حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں۔ (8)......ہشتم یہ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں غمگین و پریشان کیا۔ (9)......نہم یہ کہ اس نے رات اور دن کو اپنے اس عمل بد کا گواہ بنایا۔ (10)......دہم یہ کہ اس نے تمام مخلوق سے خیانت کی اس لئے کہ گناہ کے بعد اب اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی، تو ساتھی کا حق ضائع ہوا اور بارش بھی اس کی معصیت کی وجہ سے نہیں برسے گی۔

انسان متقی کب بنتا ہے:۔ بندہ متقی اس وقت ہوتا ہے جب ان جائز امور کو بھی ترک کر دے جن کے ذریعے آگے ناجائز امور میں پڑنے کا خطرہ ہو۔ اس مرتبہ ومقام کو حاصل کرنے کیلئے ترک صغائر (چھوٹے گناہوں کا چھوڑنا) ضروری ہوتا ہے۔

گناہوں کی چند مثالیں

پہلی مثال

ایک دوائی کی ڈبیا ہے جس میں ننانوے گولیاں طاقت کی ہیں، صحت کی ہیں، آپ کے فائدے کی ہیں۔ اس میں ایک گولی ہو بہو ان ننانوے گولیوں کے طرح کی ملا دی جائے لیکن وہ زہر کی گولی ہو تو کیا کوئی اس ڈبیا میں سے کوئی گولی کھانا گوارا کرے گا...... ہرگز نہیں کیوں کہ ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہے اور وہ جانتا ہے شاید وہ زہر کی گولی ہی میرے نصیب میں آ جائے اور میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا بڑا ہی حساس معاملہ ہے۔ اس کے برخلاف ہم گناہوں کے معاملے میں کیوں بہادر ہو جاتے ہیں......!

دوسری مثال

ایک شخص کھانا کھاتے وقت بڑے اعلیٰ قسم کے لوازمات استعمال کرتا ہے، بڑی مرغن چیزیں کھاتا ہے، بہت مقویات استعمال کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ذرا سا زہر بھی استعمال کر لیتا ہے تو سچ بتائیں کس چیز کا اثر ہوگا......؟ ظاہر ہے زہر ان تمام

طاقت کی چیزوں پر غالب آ جائے گا۔ اب ذرا سوچئے جو لوگ خوب عبادت کر کے مطمئن ہو گئے ہیں اور چھوٹے موٹے گناہوں سے نہیں گھبراتے ان کو معلوم ہی نہیں یہ گناہوں کا زہر اندر ہی اندر کیا تباہی پیدا کر رہا ہے۔ اس لیے بہت ہی زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

مقام معرفت میں سب سے بڑی رکاوٹ

گناہ کے معنی نافرمانی کرنا اور حکم نہ ماننا ہے۔ جس کام میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی ہوتی ہو، اسے گناہ کہا جاتا ہے۔ گناہ کرنا بہت سخت بات ہے اللہ تعالیٰ کا غضب اور عذاب گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہر قسم کے گناہ سے بچنا چاہیے خواہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا۔

جب آپ کو گناہ کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت ہے اور یہ مخالفت کتنی ہی کم ہو، وہ بھی سخت اور بڑا گناہ ہے۔ اس لیے اس کو صغیرہ نہیں کہہ سکتے، جیسے آگ کی چنگاری، خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی چھپر کے جلانے کیلئے دونوں کافی ہیں۔ ایسے ہی انسان کو اخروی نقصان پہنچانے کے لئے دونوں برابر ہیں۔

زندگی میں پریشانیوں کی اصل وجہ

امام رازی رحمہ اللہ نے عجیب نکتہ لکھا ہے کہ ”ماں کے پیٹ میں بچے کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی“ کیونکہ وہاں پر بچہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع ہوجاتی ہے، وہاں پھر پریشانیاں بھی جنم لینے لگتی ہیں۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، اے لوگو! تم جتنا چاہو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو توڑو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری زندگی کو یہیں پر جہنم نہ بنا دیا تو پھر کہنا۔ جو کوئی نافرمانی کرے گا اس کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جائے گی۔

حشر پہ ہی موقوف نہیں عدل و انصاف   زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

چند مشہور و معروف گناہ

سنیے...... یاد کیجئے اور بچنے کی کوشش کیجئے......!!

(1)......ڈاڑھی منڈوانا۔ (2)......نماز ترک کرنا۔ (3)......روزہ نہ رکھنا۔ (4)......زکوٰۃ نہ دینا۔ (5)......حج کے قابل ہو کر حج نہ کرنا۔ (6)......حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا۔ (7)......والدین اور اپنے اساتذہ کی جائز کام میں نافرمانی کرنا۔ (8)...... اہل و عیال کے حقوق ادا نہ کرنا۔ (9)......شراب پینا۔ (10)...... جوا کھیلنا۔ (11)......چوری کرنا۔ (12)...... جیب کاٹنا۔ (13)......قرض لے کر پھر ادا نہ کرنا۔ (14)......کسی کی زمین یا مکان غصب کرنا۔ (15)......سود لینا۔ (16)......رشوت لینا۔ (17)......یا کسی ناجائز کام کو رشوت دے کر کرانا۔ (18)......غلہ کی گرانی سے خوش ہونا۔ (19)......جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹی گواہی دینا۔ (20)......خودکشی کرنا۔ (21)......تقریبات میں ناموری کیلئے فضول خرچی کرنا یا قرض لے کر خرچ کرنا یا قرض لے کر خرچ نہ کرنا۔ (22)......مرد

کیلئے پائجامہ یا لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ (23)...... ناجائز امور میں چندہ دینا۔ (24)...... میدان جہاد سے بھاگنا۔ (25)...... امانت میں خیانت کرنا۔ (26)...... جاندار کی تصویر بنانا یا کسی جاندار کی تصویر گھر یا دکان میں رکھنا۔ (27)...... جادو کرنا یا سیکھنا۔ (28)...... پڑوسی، مہمان اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ (29)...... بری نیت سے کسی لڑکے یا لڑکی کو دیکھنا یا اس سے باتیں کرنا یا عورت کا نامحرم مرد کو تاکنا۔ (30)...... گالی دینا۔ (31)...... فتنہ کرنا۔ (32)...... عورتوں کا ٹخنے کھولنا بلا ضرورت خاص نامحرم مرد سے بات چیت کرنا۔ (33)...... علماء کی توہین کرنا۔ (34)...... تکبر کرنا۔ (35)...... حسد کرنا۔ (36)...... بخل کرنا۔ (37)...... اسراف کرنا۔ (38)...... حرص کرنا۔ (39)...... ناشکری کرنا۔ (40)...... بے صبری کرنا۔ (41)...... لمبی لمبی آرزوئیں باندھنا۔ (42)...... چغلی کھانا۔ (43)...... غیبت کرنا۔ (44)...... غصہ کرنا۔ (45)...... خود پسندی میں مبتلا ہونا۔ (46)...... مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا۔ (47)...... دونوں طرف سے شرط باندھنا۔ (48)...... بدعت کے کام کرنا۔ (49)...... جائز اور مستحب کام میں ایسی شرطیں لگانا جو شریعت سے ثابت نہ ہوں۔ (50)...... صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا۔ (51)...... کسی کی زمین پر بحیثیت موروثی قبضہ کرنا۔

گناہوں کے (21) دنیاوی نقصانات

مرشدی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کو میں نے دیکھا کہ گناہ تو گناہ آپ اسباب گناہ سے بھی مریدین کو کوسوں دور رہنے کی تلقین فرماتے اور خود آپ بہت ہی زیادہ احتیاطوں پر عمل فرماتے۔ ایک مرتبہ میں حضرت رحمہ اللہ کی خانقاہ میں مقیم تھا نہانے کیلئے حمام میں چلا گیا جب میں واپس آیا تو حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا حضرت قریب حمام میں غسل کیلئے گیا تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے اس بات پر نہایت ناراضگی اور خفگی کا اظہار فرمایا کہ وہاں جا کر نہاتے ہو جہاں شرابی اور زانی ہر طرح کے لوگ آ کر نہاتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب بنتا ہے اور وہ تیسرے گناہ کا اور وہ چوتھے گناہ اور پھر اس طرح گناہوں کی کثرت کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے اور توبہ کا ارادہ نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ توبہ کی توفیق نہ ملے تو بغیر توبہ کے ہی بندہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اس ایک واقعہ اور ملفوظ سے آپ کو انداز ہو گیا ہو گا کہ حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کتنی احتیاطوں کے ساتھ گزری تھی۔ اللہ ہمیں ان اللہ والوں کی سچی محبت اور ان کی اتباع نصیب فرمائے۔

اس دور میں لوگوں کا گناہوں کی طرف بڑھتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے میں کوئی شرم محسوس نہ کرنا بہت عام ہے۔ اس کی وجہ علم دین سے جہالت، اکابر و اسلاف کے طریقے سے لاپرواہی اور اہل اللہ کی صحبت سے بے رخی ہے، اسی طرح اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گناہوں کی سزا صرف آخرت ہی میں ملے گی۔ حالانکہ بداعمالیوں کا جس طرح آخرت میں وبال پڑے گا، اسی طرح دنیا میں بھی آفات وعذاب، مہلک بیماریوں اور مال میں بے برکتی کی صورت میں

قہر الٰہی نازل ہوگا۔ دنیا میں عذاب نازل ہونے کی چند مثالیں میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(الف)......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب (بنی اسرائیل) نے سرکشی اختیار کی (اور) اس چیز (میں پڑے جس) سے انہیں منع کیا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ بندر ہو جاؤ، ذلیل ہو کر۔ (سورۃ الاعراف)۔ (ب)......نیز فرمایا: ” فلما اسفونا انتقمنا منهم “ (سورہ زخرف) جب انہوں نے ہمیں ناراض کیا تو ہم نے انہیں سزا دی۔ (پ)......اور فرمایا: ” ذلك بما قدمت ايديكم “۔ (سورہ آل عمران) یہ سزا ان بداعمالیوں کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجیں۔ اس مضمون کی بہت سی آیات کریمہ موجود ہیں۔ بداعمالیوں اور گناہوں کی سزا دنیا میں ملتی ہے اس کی کچھ تفصیلات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں پڑھیے اور فکر کیجئے......!

(1)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو تو بڑی آفات میں پھنس جاؤ گے۔ (الف)......فحش بدکاری جس قوم میں علی الاعلان عام ہو جائے تو ان میں ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوں۔ (ب)......جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں ان پر قحط، مشقت اور بادشاہ کا ظلم مسلط ہو جائے گا۔ (پ)......جو قوم زکوٰۃ کو روک لے ان سے بارش روک لی جائے گی اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بارش بھی نہ برسے۔ (ت)......جو لوگ معاہدوں کی خلاف ورزی کریں ان پر دوسری قومیں مسلط ہو جائیں گی اور ان کا مال و متاع لوٹ لیں گی۔ (ج)......جو لوگ اللہ کے قانون کی مخالفت کریں (یعنی اللہ کے حکم کے خلاف حکم جاری کریں) تو ان میں خانہ جنگی ہوگی۔ (ابن ماجہ)۔ (2)...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے زلزلے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ لوگ زنا کو جائز کام کی طرح نڈر ہو کر کرنے لگتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور آلات موسیقی بجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آسمانوں میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو ہلا ڈال۔ (3)......معاصی کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ علم سے محرومی ہو جاتی ہے کہ علم تو ایک باطنی نور ہے اور گناہ اندھیرا ہے جس سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو وصیت فرماتے ہوئے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تھا میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تم میں ایک نور رکھا ہے سو تم اس کو معصیت کے اندھیرے میں بجھا مت دینا اور امام شافعی رحمہ اللہ ہی کے دوسرے ایک استاد امام وکیع رحمہ اللہ نے بھی اسی نوعیت کی بات فرمائی تھی کہ علم ایک نور ہے اور اللہ کا نور گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔ (4)......امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میری اطاعت ہوتی ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں تو برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی تو غضبناک ہو جاتا ہوں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشتوں تک رہتا ہے۔ (5)......مسند احمد میں روایت ہے کہ: ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه “ ” یعنی بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے اپنے اختیار کردہ گناہ کے سبب“۔ گناہ سے، چین و سکون میں کمی ہوتی ہے اور زندگی ایک بوجھ معلوم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ (6)......حضرت ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (نافرمانی کا) انتقام لینا چاہتا ہے تو بچے کثرت سے مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ (7)...... اللہ کے نافرمان کو اپنے ماتحتوں کی نافرمانی کا صدمہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب کبھی مجھ سے معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر میں اپنی بیوی اور اپنے جانوروں میں محسوس کر لیتا ہوں کہ وہ پوری طرح میرے فرماں بردار نہیں رہتے۔ (8)...... گناہگار کے کاموں سے برکت وسہولت ہٹالی جاتی ہے، جب کہ فرماں برداروں کیلئے کامیابی کی راہیں کھول دی جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے ”ومن یتق الله یجعل له مخرجا“ یعنی جو اللہ کا ڈر اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستے پیدا کر دیتے ہیں۔ (9)...... گناہوں سے دل میں سیاہی پیدا ہوتی ہے جس کی نحوست راہ سنت سے بھٹکا کر بدعت وگمراہی میں مبتلا کر چھوڑتی ہے اور حسب مفہوم حدیث جو شخص ایک بدعت پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک سنت پر عمل سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ سنت سے محرومی جنت سے محرومی ہے۔ (10)...... بعض مرتبہ اس سیاہی کا اثر دل سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرے پر حتیٰ کہ سب کو اس سیاہی کا اثر چہرے پر دکھائی دیتا ہے۔ فاسق کیسا ہی حسین وجمیل ہو مگر اس کے چہرے پر بے رونقی کی ایک کیفیت ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، دل میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرے پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ (11)...... گناہوں کا ایک دنیوی نقصان یہ ہے کہ آدمی اطاعت وفرمانبرداری سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک اطاعت چھوٹ گئی کل دوسری اور پرسوں تیسری، یوں ہی یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے حتیٰ کہ سارے نیک کاموں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کسی مریض نے ایک مزے دار لقمہ کھایا جس نے مرض بڑھا دیا اور دوسرے ہزار لقموں سے محروم کر دیا۔ (12)...... گناہگار آدمی اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے اور پھر لوگوں کی نگاہ میں بھی ذلیل وخوار ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی۔ اللہ کا ارشاد ہے ”ومن یھن اللہ فماله من مکرم“ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دیں تو اس کیلئے کوئی نہیں ہو سکتا عزت دینے والا۔ (13)...... گناہگار کی نحوست اور اس کا نقصان تمام مخلوقات پر پڑتا ہے، جس کے باعث مخلوق اس پر لعنت کرتی ہے چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جانور نافرمانوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہو جاتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور جانور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست ہے۔ (14)...... گناہوں کی عادت سے عقل میں فتور اور فساد آ جاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی صفت ہے جس کیلئے معصیت کی کدورت سخت نقصان دہ ہے۔ نیز گناہ کرنا خود بھی عقل کمزور ہو جانے کی دلیل ہے اگر عقل ٹھکانے ہوتی تو اتنی وعیدات ونقصانات جاننے کے بعد گناہ کیسے کر سکتا ہے؟۔ (15)...... ایک نقصان یہ کہ گناہ کرنے سے شیطان اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت خداوندی ایک قلعہ ہے، جس کے سبب شیطان کے غلبے سے محفوظ رہتا ہے، جب قلعے سے باہر نکلے گا تو شیطان اس کو گھیر لیں گے یہاں تک کہ اس کے تمام اعضاء کو گناہوں میں غرق کر دیں گے۔ (16)...... کائنات میں جو بھی بگاڑ اور نقصان ظاہر ہوتا ہے وہ سب اعمال بد کا ہی نتیجہ ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے ”ظھر الفساد فی البر والبحر

بما کسبت ایدی الناس ‘‘(سورہ روم) یعنی ظاہر ہوا بگاڑ خشکی میں اور سمندر میں بہ سبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں۔ پانی، غلہ، پھل، اناج کا ناقص ہونا بھی ایک بگاڑ ہے جو گناہوں کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ میں نے بنو امیہ کے کسی خزانے میں گیہوں کے دانے، کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھے، جو ایک تھیلی میں تھے اور اس پر لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوئے تھے اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے تھے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آئے گا چونکہ اس وقت اطاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہوجائے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آئیں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے سائے میں بیٹھ سکیں گے، انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بھاری ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطاؤں اور گناہوں کا نتیجہ ہے۔(17)......ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں چھن جاتی ہیں آفات اور مصائب جمع ہوجاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ کوئی بلا نہیں نازل ہوتی مگر گناہ کی وجہ سے اور کوئی بلا دور نہیں ہوتی مگر توبہ کے سبب سے۔ سورہ شوریٰ میں ارشاد خداوندی ہے کہ ’’جو مصیبت تم پر آتی ہے سو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے ہے اور بہت سی باتوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نعمت کا زوال گناہ کے باعث ہی ہوتا ہے۔(18)......کئی گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرشتوں کی لعنت وارد ہونا آیات و روایات سے ثابت ہے کہ اگر گناہ میں دوسرا نقصان نہ بھی ہو تو کیا یہ کم ہے کہ زندگی میں ہی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا سزاوار ہوگیا۔(19)......ایک نقصان یہ کہ گناہ کرکے دلی اطمینان اور سکون ختم ہوجاتا ہے، ہر وقت کھٹکا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوجائے، یا کوئی بدلہ لینے نہ آجائے، جبکہ گناہوں سے بچنے میں سکون اور راحت ہے۔(20)......ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے کے بعد وہ گناہ دل میں ہی بس جاتا ہے، یہاں تک کہ مرتے وقت بھی اسی گناہ میں مشغول ہوتا ہے۔(21)......اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہوجاتی ہے جس کے باعث توبہ نہیں کرتا اور بغیر توبہ کے مر جاتا ہے۔

ایک شخص کو مرتے وقت کلمے کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا میں نے ساری عمر کوئی گناہ تو چھوڑا نہیں مجھے اس کلمے سے کیا فائدہ ہوگا؟ آخر بغیر کلمے کے مر گیا۔

کوئی عاقل ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ذرا سے جھوٹے مزے کیلئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب کا اپنے سر پر لے۔ جس طرح ہم روزانہ کے معاملات میں نقصان دہ چیزوں سے دور رہتے ہیں یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین!

چند گناہوں کا خطرناک انجام

قبروں سے کون......کیسے اٹھایا جائے گا؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آیت ’’یوم ینفخ

في الصور فتاتون افواجا" (النباء:18) جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم گروہ در گروہ چلے آؤ گے......اس کا کیا مطلب ہے؟ اس سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روئے کہ کپڑے تر ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ اے معاذ! تو نے ایک بڑی چیز کا سوال کیا ہے۔ پھر فرمایا: میری امت حشر کے میدان میں بارہ جماعتوں میں تقسیم ہوگی۔

(1)......ایک جماعت: قبروں سے اٹھے گی ان کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں گے...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے تھے۔ (2)......دوسری جماعت: قبروں سے اٹھے گی ان کی شکلیں خنزیر جیسی ہوں گی...... یہ وہ جماعت ہوگی جو نماز میں سستی اور غفلت کیا کرتی تھی۔ (3)......تیسری جماعت: اپنی قبروں سے اس طرح اٹھے گی کہ ان کے پیٹ پہاڑوں کی طرح ہوں گے...... ان میں سانپ بچھو بھرے ہوں گے...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتے تھے۔ (4)......چوتھی جماعت: قبروں سے اٹھے گی ان کے منہ سے خون جاری ہوگا...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کے بدلے مال لیا کرتے تھے۔ (5)......پانچویں جماعت: قبروں سے اٹھے گی ان کے جسم پھولے ہوئے ہوں گے اور ان سے مردار کی بدبو سے زیادہ سخت بدبو آئے گی...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے۔ (6)......چھٹی جماعت: قبروں سے کٹے گلے والی اٹھے گی...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔ (7)......ساتویں جماعت: قبروں سے اٹھے گی ان کے منہ میں زبانیں نہ ہوں گی، بلکہ خون اور پیپ جاری ہوگا...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے تھے۔ (8)......آٹھویں جماعت: قبروں سے اوندھے منہ والی اٹھائے جائے گی...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو زنا کیا کرتے تھے اور بغیر توبہ کے مر گئے۔ (9)......نویں جماعت: قبروں سے سیاہ چہرہ اور گیری (نیلی) آنکھوں والی اٹھے گی، ان کے پیٹوں میں آگ بھری ہوئی ہوگی...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو یتیموں کا مال ظلماً کھاجاتے تھے۔ (10)......دسویں جماعت: قبروں سے برص (پھلبہری) اور جذام (کوڑھ) کے مرض والی اٹھے گی...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو والدین کو ناراض کرتے تھے، ان کی نافرمانی کرتے تھے اور ان کو ستاتے تھے۔ (11)......گیارہویں جماعت: قبروں سے اندھی اٹھائی جائے گی، ان کے دانت بیل کے سینگ کی طرح ہوں گے، ان کے ہونٹ ان کے سینہ پر لٹکتے ہوئے ہوں گے، اور ان کی زبانیں ان کی رانوں پر لٹکیں گی اور ان کے پیٹ سے پاخانہ نکلتا ہوگا...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو شراب پیتے تھے۔ (12)...... بارہویں جماعت: قبروں سے اٹھے گی، ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور پل صراط سے بجلی کی طرح پار ہوں گے...... یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کا اہتمام کرتے تھے، عمل صالح (نیک کام) کرتے تھے، گناہوں سے پرہیز کرتے تھے، اور ان کا خاتمہ توبہ پر ہوا، ان کا بدلہ جنت ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت اور رضامندی ہے۔ (درۃ الناصحین)

یقیناً ہم میں سے ہر فرد (مرد وعورت) یہی چاہتا ہے کہ محشر کے روز آخری جماعت میں سے اٹھے، تو اس کیلئے بالکل آسان اور سستا نسخہ یہی ہے کہ اپنی زندگی ویسے گزارے جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں اور اللہ کی توفیق سے اسی زندگی کو کتاب ''آداب معرفت'' میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ سلسلہ قادری ہجویری سے وابستہ

حضرات با آسانی اس زندگی کو اپنا سکیں۔ کیوں کہ جس حال میں زندگی گزاریں گے اس حال میں موت آئے گی اور جس حال میں موت آئے گی اسی حال میں اٹھیں گے تو آج ہی سے کمر بستہ ہو جایئے اور آخری جماعت میں شامل ہونے کیلئے بھرپور کوشش کیجئے۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹ لیجئے، دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کیلئے راحت کا سامان کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

چار ویران قبروں کا حال اور جوانی کی عبادت کا کمال

عبدالملک بن مروان کہتے ہیں ایک نوجوان روتا ہوا میرے پاس آیا نہایت غمگین آ کر کہنے لگا اس نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ میرے لئے کوئی توبہ کی صورت ہے؟ میں نے کہا تو نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ عبدالملک نے کہا تو توبہ کر لے اللہ تیرے گناہ سے درگزر کرے گا تیرا گناہ معاف فرما دے گا۔ پھر اس نے تفصیل بتائی میں نے خواب میں دیکھا ایک قبر کھلی ہے میں نے اس میں میت کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا دیکھا میں ڈر کے مارے نکلنے لگا تو ایک کہنے والے نے کہا تو پوچھتا نہیں کہ اس کا چہرہ کیوں قبلہ سے پھرا ہوا ہے۔ میں نے کہا بتا دو..... تو کہا یہ نماز کو بہت ہلکا سمجھتا تھا اسی سزا میں گرفتار ہے۔ پھر میں نے دوسری قبر اکھاڑی کیا دیکھا کہ ایک میت خنزیر کی شکل میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور جہنم کا طوق اس کی گردن میں ہے۔ پھر میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تو مجھے کہنے والے نے کہا تو پوچھتا نہیں یہ کیوں اس عذاب میں گرفتار ہے؟ میں نے کہا بتا کس وجہ سے ہے۔ کہنے لگا یہ شرابی تھا اور بغیر توبہ کے مر گیا۔ تیسری قبر کی جگہ میں نے قبر کھودی تو مردے کو آگ کے کیلوں سے زمین سے بندھا ہوا پایا اور زبان اس کی گدی کی طرف نکلی ہوئی تھی۔ پھر ڈر کے مارے میں بھاگنے لگا تو آواز دی گئی کہ اس کا حال تو پوچھ لو یہ کیوں عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے کہا بتاؤ۔ کہا گیا یہ چغل خور تھا اور پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا۔ پھر کہا کہ اے امیر المؤمنین میں نے چوتھی قبر کھودی تو اس مردہ کو دیکھا اس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ پھر میں ڈر کے مارے بھاگنے لگا تو مجھے کہا گیا اس کا حال تو نہیں پوچھتا یہ کیوں عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے پوچھا تو کہا گیا یہ تارک الصلوٰۃ تھا۔ میں نے پانچویں قبر کھودی اور صاحب قبر کو دیکھا اس کی قبر فراخ ہے حد نگاہ تک اور مردہ آرام کر رہا ہے، بہترین کپڑے اور لباس ہے نور ہی نور چمک رہا ہے۔ میں ہیبت ناک ہو کر نکلنے لگا تو مجھے حسب سابق کہا گیا تو پوچھتا نہیں کہ اس کو اتنا عزت اور اکرام کیوں ملا؟ میں نے کہا بتاؤ۔ کہنے لگے یہ ایک فرمانبردار نوجوان ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کی علامات

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کی رب باری تعالیٰ جب آپ مخلوق سے راضی ہوتے ہیں تو اس کی کیا علامتیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تین علامتیں ہیں۔ (1)...... بارشیں موسم کے موافق ہوتی ہیں۔ (2)...... دولت سخی لوگوں کے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ (3)...... حکومت مصلح لوگوں کو دیتا ہوں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے رب باری

تعالیٰ جب آپ مخلوق سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی کیا علامتیں ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی تین علامتیں ہیں۔

(1)...... بارشیں موسم کے خلاف ہوتی ہیں۔ (2)...... دولت بخیل لوگوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہوں۔ (3)...... حکومت فسادی لوگوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہوں۔

بداعمالیوں کے بچھو

ایک گاؤں کا واقعہ ہے وہاں ایک زمیندار مر گیا اس کیلئے قبر کھودی گئی تو قبر کالے بچھوؤں سے بھر گئی، اسے بند کر کے دوسری قبر کھودی گئی تو وہاں پر بھی کالے بچھوؤں سے بھر گئی، تین قبریں بنیں تو تینوں قبروں کا یہی حال ہوا، یہ زمین کے بچھو نہیں بلکہ یہ اس کی بداعمالیوں کے بچھو تھے جو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی پردہ اٹھا کر دکھلاتا ہے۔ اسی طرح ہم سب سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کر چلو!

گناہ دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب

سود کے (4) نقصانات

(1)...... دل کا سخت ہو جانا۔ (2)...... دل کا رحم سے خالی ہو جانا۔ (3)...... کسی مصیبت پر دل کا نہ دکھنا۔ (4)...... مال کی محبت اس قدر بڑھ جانا کہ قریبی رشتہ داروں کا بھی لحاظ نہ کرنا۔ سود لینے کا بڑا بھاری گناہ ہے قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے اور درمیان میں پڑ کر سود دلانے والے سودی دستاویزات لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اس لئے اس سے بہت بچنا چاہیے۔

ملاوٹ کے نقصانات

(1)...... ملاوٹ کرنے سے انسان درج ذیل برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ (الف)...... دوسروں کو فریب دینا یا دھوکے بازی۔ (ب)...... بددیانتی۔ (پ)...... حرام خوری۔ (ت)...... جھوٹ۔ (ث)...... دوسروں کی صحت برباد کرنا۔ (2)...... دغا بازی اور فریب کا انجام جہنم ہے۔ (طبرانی) (3)...... جو غلہ میں دھوکے بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح مسلم) (4)...... ملاوٹ کے مرتکب کی عاقبت برباد ہو جائے گی۔

حرام مال کے نقصانات

حرام کھانیوالے (۱)...... خائن۔ (۲)...... ملاوٹ کرنے والا۔ (۳)...... سود خور۔ (۴)...... یتیم کا مال کھانے والا۔ (۵)...... جھوٹی قسم کھانے والا۔ (۶)...... چیز مانگے پھر واپس نہ دے۔ (۷)...... رشوت کھانے والا۔ (۸)...... ناپ تول میں کمی کرنے والا۔ (۹)...... عیب دار چیز بیچنے والا۔ (۱۰)...... جواری۔ (۱۱)...... جادوگر۔ (۱۲)...... نجومی۔ (۱۳)......

فوٹوگرافر۔ (۱۴)......زانیہ۔ (۱۵)......نوحہ خواں۔ (۱۶)......دلال۔ (۱۷)......چور۔ وغیرہ۔

(1)......حرام کھانے اور حرام پینے والے کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ (2)......حرام کا ایک لقمہ کھانے سے چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ (3)......حرام کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی۔ (4)......حرام مال کمانے والے کیلئے جہنم میں ایک جگہ دارالھون پکی ہے۔ (5)......حرام کمانے والوں کے نہ تو نفل قبول ہیں اور نہ فرض۔ (6)......حرام مال سے کیا گیا حج قبول نہیں ہوتا۔ (7)......حرام مال کھانے والے کیلئے نیکی کرنا مشکل اور گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ (8)......اس کی اولاد بغاوت اور سرکشی پر اتر آتی ہے۔ (9)......شیطانی وساوس اور شہوانی افطار کی یلغار ہوگی۔ (10)......حرام کھانے والا جبار کے غضب اور دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (11)......حرام مال بندے کو اللہ سے دور کر دیتا ہے۔ (12)......حرام مال سے نیک اعمال کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (13)......رزق حرام کے نقصانات سے جسم اور عقل بھی محفوظ نہیں رہتی۔ (14)......حرام کی ہوس حقوق العباد کو ضائع کرنے کا سبب بنتی ہے۔ (15)......حرام مال سے دیا گیا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

ناپ تول میں کمی کے نقصانات

(1)......کم تولنے والوں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (القرآن) (2)......ناپ تول میں کمی سے کمائے گئے پیسے حقیقت میں آگ کے انگارے ہیں۔ (3)......ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ ایک قریب المرگ شخص کے پاس گئے اور اسے کلمہ پڑھنے کو کہا مگر اس سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص ناپ تول میں کمی کرتا تھا اور دھوکے سے مال دیا اور لیا کرتا تھا۔

چغل خوری کے نقصانات

(1)......چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم) (2)......چغل خور کو عذاب قبر ہوگا۔ (3)......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''حسد کرنے والا اور چغل خور اور کاہن نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں''۔

ناچ گانا کے نقصانات

(1)......عورت کا گانا سننے والے کے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (2)......اگر گانے والا بغیر توبہ کے مر گیا تو قیامت کے دن حشر میں اللہ تعالیٰ اس کو ننگا کر کے اٹھائے گا، کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی اس کے جسم پر نہ ہوگا اور جب کھڑا ہونے لگے گا تو لڑکھڑا کر گر پڑے گا۔

خودکشی کے نقصانات

(1)......خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ (2)......جو کوئی جس انداز سے خودکشی کرے گا تو جہنم میں بھی ایسا ہی کرتا رہے گا۔ (3)......خودکشی کرنے والا اللہ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

جادو کرنے کے نقصانات

(1)...... جادو کی سزا قتل ہے۔ (2)...... جادو سے دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (3)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جادو کی تصدیق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (4)...... جادو کرنا ہلاکت خیز گناہ ہے۔ (5)...... جادو کروانا بھی بہت بڑا جرم ہے۔ (6)...... جادو کرنے والا ے شرک کے زمرے میں آ جاتا ہے۔ (7)...... جادو رشتوں کو توڑ دیتا ہے۔

لعنت کے نقصانات

(1)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرنیوالے کیلئے قیامت کے دن کوئی سفارش نہ ہوگی۔ (مسلم شریف)۔ (2)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن نہ لعنت کرنے والا ہوتا ہے نہ فحش بکنے والا۔ (3)...... سود خور کو لعنتی قرار دیا گیا ہے۔ (4)...... مومن پر لعنت بھیجنے والے کو اس کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ (5)...... لعنت کرنا دوزخ کی طرف لے کر جاتا ہے۔ (6)...... لعنت کرنے سے زمین و آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ (7)...... لعنت مال کو کھا جاتی ہے۔

خیانت کرنے کے نقصانات

(1)...... خیانت کرنے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ (2)...... خیانت کرنا قرآن کے احکام کو پیروں میں روند دینے کے مترادف ہے۔ (3)...... خیانت کرنے والوں کو ہدایت نہیں ملتی۔ (4)...... خیانت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (5)...... خیانت رزق کو کھا جاتی ہے۔

لڑائی جھگڑے کے نقصانات

(1)...... جھگڑا کرنے سے انسان آفات کا شکار ہو جاتا ہے۔ (2)...... جھگڑا دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔ (3)...... جھگڑا کینہ اور بغض کا باعث بنتا ہے۔ (4)...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے گناہ کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہمیشہ جھگڑا کرتا ہی رہے۔ (5)...... جھگڑا قوم کی گمراہی کا باعث بنتا ہے۔

خودکشی کرنے کے نقصانات

(1)...... خودکشی جنت سے دوری کا سبب بنتی ہے۔ (2)...... خودکشی کرنا دوزخی عمل ہے۔ (3)...... خودکشی کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے دور رہے گا۔

قطع رحمی کرنے کے نقصانات

(1)...... قطع رحمی کرنے والے اللہ کی لعنت کے مستحق ہے۔ (2)...... حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہو سکتا۔ (3)...... قطع رحمی کرنے والا اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

یتیم کا مال کھانا اور اس پر ظلم کرنے کے نقصانات

(1)......یتیم کا مال کھانا اپنے پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف ہے۔ (2)......یتیم کا مال کھانے والا قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ سے محروم کر دیا جائے گا۔

جوا کھیلنے کے نقصانات

(1)......اسلام میں جوا کھیلنا یعنی دوسروں کا مال کھانا ظلم کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ (2)...... جوا عزت اور مال کو ڈبو دیتا ہے۔ (3)...... جوا فتنہ فساد کا سبب بنتا ہے۔ (4)...... جوا ایک لعنت ہے جو معاشرے کا امن چھین لینا ہے اور معاشرے کی بربادی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ (5)......جوا نسلوں کو بربادی دیتا ہے۔

چوری کے نقصانات

(1)...... چوری برائیوں کی جڑ ہے۔ (2)...... چوری کرنا ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔

زنا کے نقصانات

(1)......زانی اور مرد اور عورتیں آگ کے تندور میں ننگے کھڑے چیختے رہیں گے (بخاری)۔ (2)......زنا شرک کے بعد بڑا گناہ ہے۔ (3)......شادی شدہ سے زناء کرنے والے کو اس امت کا آدھا عذاب ہوگا۔ (4)......زنا کرنے والے کا ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔ (5)......شیطان بھی اس کو کمال جرم سمجھتا ہے اور زنا کرانے والے شیطان کو تاج پہناتا ہے۔ (6)......زنا پھیل جانے سے قحط سالی پھیل جاتی ہے (مشکوٰۃ)۔ (7)...... بوڑھے زانی پر ساتوں زمین اور آسمان لعنت کرتے ہیں اور زنا کرنے والے کی شرمگاہ سے اتنی بدبو آئے گی کہ اس سے جہنم والوں کو بھی تکلیف ہوگی۔ (8)...... بار بار زنا کرنے والا ایسا ہے جیسے بت پرست۔ (9)......زنا تنگ دستی لاتا ہے، چہرے کی رونق کو ختم کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ زانی کو فقیر کر دوں گا اگر چہ کچھ تاخیر کے ساتھ۔ (10)......زنا محتاجی کو طویل اور عمر کو چھوٹا کرتا ہے۔ جہنم کے آگ میں دھکتی آگ کے کچھ تابوت ہوں گے بہت زیادہ چیخ و پکار کے بعد جب وہ کھولے جائیں گے تو اس کی چنگاریاں پڑوسوں پر جائیں گی اور یہ سارے پڑوسی بیک وقت ان تابوت میں موجود زانیوں پر لعنت کریں گے۔ (11)......زانی نیکی کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (12)......زانی کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ (13)......زانی کیلئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔ (14)......زانی سے حساب سختی سے لیا جائے گا۔

رزق حرام کے نقصانات

(1)......حرام کا ایک لقمہ کھانے سے چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (2)......وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام غذا سے پرورش کی۔

www.ubqari.org www.ubqari.org

رشوت کے نقصانات

(1)......شیطان انسان کا دشمن اور رشوت لینے والا ملک کا، مذہب کا اور اجتماعی مفاد کا دشمن ہے۔ (2)......شیطان لوگوں میں فساد ڈالتا ہے اسی طرح راشی حقداروں کو محروم کرکے بے گناہوں کو مجرم بنا کے قاتلوں اور ڈاکوؤں کو رہا کرکے معاشرے میں فساد کا بیج ڈالتا ہے۔ (3)......شیطان کو اللہ کی ربوبیت پر یقین نہیں وہ فکروفاقہ سے ڈراتا ہے اسی طرح راشی بھی اللہ کو مسب الاسباب نہیں سمجھتا کہ اگر حرام نہ کمایا تو بھوکا مر جاؤں گا۔ (4)......شیطان بے غیرتی اور فحاشی کی دعوت دیتا ہے اور راشی ان اڈوں کو قائم رکھتا ہے شراب خانے، زنا خانے، ڈانس کلب انہی حضرات کے دم سے قائم ہیں۔ (5)......رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے اور یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا اثر سات پشتوں تک رہتا ہے۔ (6)......رشوت جنت میں جانے کیلئے رکاوٹ بن جائے گی اور جہنم میں جانے کا سبب بنے گی۔ (7)......رشوت لینے والے کی دعائیں اور نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔

شراب نوشی کے نقصانات

جسمانی نقصانات (1)......جسم کے رگیں سخت ہوجاتی ہیں، دماغ اور گردے متاثر ہوتے ہیں اور یہ شخص پاگل پن اور دیگر امراض کا شکار ہوجاتا ہے۔ (2)......دل کی دھڑکن کا تیز ہوجانا، پھیپھڑوں میں زخم ہوجانا، غذائیں ہضم کرنے کا نظام برباد ہوجانا، جنسی امراض کا کثرت سے لاحق ہوجانا اور اس کے علاوہ بھی بہت سی بیماریاں ہیں۔

دنیاوی واخروی نقصانات (1)......شراب عقل کو ختم کردیتی ہے جس کی وجہ سے کفریہ کلمات ادا ہوتے ہیں، بیوی کو طلاق دی جاتی ہے اور بیوی، ماں، بہن کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ (2)......تمام تر برائیوں کی جڑ اور ہلاکت کا ذریعہ ہے۔ (3)......شرابی سے اللہ تعالیٰ منہ موڑ لیتا ہے اور چالیس روز تک نہ اس کا فرض قبول ہوتا ہے اور نہ ہی نفل۔ (4)......اگر وہ شراب پینے کی حالت میں مرجائے تو بت پرستی کی موت مرتا ہے۔ (5)......علمائے کرام نے شرابی کی عیادت اور اسے سلام کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

ظلم کرنے کے نقصانات

ظلم کی تین قسمیں بعض اہل علم نے ظلم کی تین قسمیں بیان کی ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ظلم ہو اور اس میں سب سے بڑا ظلم کفروشرک اور نفاق ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ خود انسانوں کے درمیان ظلم ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ انسان خود اپنے اوپر ظلم کرے۔

(1)......ظالم اللہ کے غضب کا مستحق ہوجاتا ہے اور اس پر مختلف قسم کے عذابات نازل ہوتے ہیں، جب اللہ گرفت فرماتا ہے تو اس کی گرفت سے ظالم کو کوئی بھی نہیں چھڑا سکتا (بخاری)۔ (2)......مظلوم کی بددعا اس کے خلاف قبول کی جاتی ہے (مستدرک حاکم)۔ (3)......ظلم کی وجہ سے ملک اور حکومتیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ (4)......ظالم قیامت کے دن رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا (صحیح مسلم)۔ (5)...... ظلم کا ارتکاب دل کی ظلمت اور قساوت کی دلیل ہے۔ (6)...... ظالم قیامت کے دن اپنی نیکیوں سے محروم ہو جائے گا اور اس کی کندھوں پر مظلوموں کے گناہوں کا بوجھ ڈال دیا جائے گا۔ (7)...... ظالم اللہ کی نظر میں انتہائی ذلیل اور حقیر ہوتا ہے۔ (8)...... ظالم کیلئے قیامت کے دن ظلمت ہی ظلمت ہوگی، اسے جنت کی طرف جانے کا راستہ دکھائی نہیں دے گا۔

ظلم کی مختلف صورتیں

ظلم خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو آخرت میں اس کی سزا ضرور ملے گا۔ حاکم وقت کی کرسی پر بیٹھ کر رعایا کے حقوق ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر انصاف نہ کرنا ظلم ہے۔ جانور رکھ کر ان کی خوراک کا بندوبست نہ کرنا ظلم ہے۔ نوکر رکھ کر ان کے ساتھ انسانی تقاضوں کے مطابق حقوق ادا نہ کرنا ظلم ہے۔

آج آپ کو ہمارے معاشرے میں ظلم وستم کی ناقابل یقین داستانیں ملیں گی۔ کہیں بھائی بھائی کی جائیداد پر قابض ہو جاتا ہے، کہیں شوہر بیوی کو زندہ جلا دیتا ہے، کہیں حقیقی چچا یتیم بھتیجوں کی زمین پر قابض ہو کر انہیں در بدر کی ٹھوکروں کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔ کہیں بے گناہ قیدی برسوں جیل میں گلتا سڑتا رہتا ہے، کہیں کوئی سرمایہ دار غریب مزدور کا حق دبا لیتا ہے۔

رشوت کا انجام...... پریشانی اور بدحالی

رشوت خور اپنی جیب میں رشوت کا روپیہ نہیں بلکہ اپنی قبر میں انگارے بھر رہا ہوتا ہے۔ ☆...... مشاہدے کی بات ہے کہ رشوتوں سے پلے ہوئے بچے جلدی جوان ہوتے ہیں مگر ان کی جوانی شرافت اور پاکیزگی سے محروم ہوتی ہے۔ ☆...... رشوت اور حرام کے مال سے پلی ہوئی اولاد کبھی تابعدار نہیں ہوگی اور رشوت خور کو دلی سکون اور راحت کبھی بھی نصیب نہیں ہوتی وہ دل کے سکون اور راحت کیلئے جتنی زیادہ رشوت لیتا ہے اتنا ہی قلبی اضطراب اور روحانی عذاب میں مبتلا رہتا ہے، اور اس کی موت کا کرب (تکلیف) اسے دنیا میں عبرت کا سامان بنا دیتا ہے۔

بیکار ہیں:۔ بیکار ہیں وہ آنکھیں جو دن رات عشقیہ اور جاسوسی کی کتابیں پڑھتی رہیں مگر کتاب مقدس قرآن پڑھنے سے محروم رہیں۔ بیکار ہیں وہ کان جو اذان سنیں اور نماز کا اہتمام نہ کریں۔ بیکار ہیں وہ ہاتھ جو ظلم کیلئے اٹھیں اور مظلوم کی حمایت میں بند ہو جائیں۔ بیکار ہیں وہ زبانیں جو چغلی اور غیبت میں مشغول رہیں اور اللہ کی حمد وثناء سے غافل رہیں۔ بیکار ہیں وہ پاؤں جو نیک راہوں کی طرف چلنے کے بجائے بدی کے راستوں پر چلیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دولت آرزو کیساتھ حاصل نہیں ہوتی...... جوانی خضاب کیساتھ حاصل نہیں ہوتی...... صحت دواؤں کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی......!

نور تقویٰ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

ایک بزرگ نے گناہ چھوڑنے کی مثال اس طرح بیان کی ہے کہ چند دن کا معاملہ ہے، تھوڑی سے ہمت کر لیجئے اور بد پرہیزی نہ کیجئے یعنی گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کیجئے۔

جہنم کے ہولناک مناظر

مناسب **معلوم** ہوتا ہے کہ اب تھوڑا سا جہنم کے حالات کا بیان کیا جائے جو گناہوں میں **مبتلا** لوگوں کا ٹھکانا ہے اللہ پاک ہر مسلمان کی اپنی شان کریمی کے صدقے **حفاظت** فرمائے۔ آمین

جہنم کی گہرائی

اگر کوئی پتھر اوپر سے گرایا جائے تو ستر سال بعد اس کی تہہ میں پہنچے (ترغیب)۔ جہنم کی دیوار کی موٹائی چالیس سال چلنے کے برابر ہے (ترمذی)۔

جہنمی کا کھانا

(1)...... **''ضریع''** آگ کے ایسے کانٹے مراد ہیں جو ایلوے سے زیادہ کڑوے مردے سے زیادہ بد بو دار اور آگ سے زیادہ گرم ہوں (مرقاۃ)۔ (2)...... **''غسلین''** یعنی وہ پانی جس میں زخموں کو دھویا جائے۔ (3)...... **''زقوم''** ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے، اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن اس کو کھانے کے بعد کھولتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پیا جائے گا۔ زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے تمام دریاؤں کو کڑوا اور غذاؤں کو خراب کر کے رکھ دے گا۔ (4)...... **''غساق''** کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں، یہ ٹھنڈی سڑی ہوئی نہایت بد بو دار پیپ ہے (مشکوٰۃ)۔ (5)...... **''ماء کالمھل''** زیتون کا کھولتا ہوا تیل جب وہ پینے کیلئے قریب لایا جائے گا تو چہرے کی کھال اس کی تپش سے گر پڑے گی۔ (6)...... ''ماء صدید'' خون کے مشابے پیپ جب اس کو پلانے کیلئے قریب لایا جائے گا تو چہرے کو بھون ڈالے گا، سر کا چمڑہ جل کر گر جائے گا اور انتڑیوں کو کاٹ کر پاخانے کے راستے نکال دے گا۔ (7)...... ''مائحمیم'' کھولتا ہوا پانی جو آنتوں کے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

جہنم کی زنجیریں

زنجیر پاخانے کے راستے ڈالے جائے گی اور منہ سے نکالی جائے گی اور آگ میں اس طرح بھونا جائے گا جس طرح سیخ کو بھونا جاتا ہے (ابن کثیر)۔

دیگر عذابات

لمبی گردنوں والے اونٹوں کے برابر سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں ان میں سے ایک دفعہ بھی کوئی اگر ڈس لے تو چالیس سال اس کی تکلیف رہے (مشکوٰۃ)۔ ان بچھوؤں کے دانت لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے (ترغیب)۔ دوزخ پر بڑے بڑے انیس فرشتوں کا پہرہ ہے اور ان میں سے ہر ایک فرشتے کی طاقت تمام انسانوں اور جنوں سے زیادہ ہے (بیان القرآن)۔

سب سے ہلکا عذاب

قیامت میں سب سے ہلکا عذاب آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے اس کی وجہ سے دماغ ہانڈی کی طرح کھولتا ہوگا اور وہ شخص سمجھے گا کہ مجھے سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے (مشکوۃ)۔

جنتی اور جہنمی کی کیفیت

ایک شخص جو ساری زندگی عیش وآرام میں رہا اسے جہنم میں غوطہ دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ میں نے کبھی دنیا میں آرام نہیں پایا اور ایک ایسے شخص کو ساری زندگی آرام میں رہا اسے پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا تو وہ کہے گا مجھ پر کبھی کوئی سختی نہیں گزری۔ (مسلم، ملخصاً)

جہنمی اس روز منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ جہنم کی پشت پر تمام اچھے اور برے لوگ جمع ہوجائیں گے اس کے بعد تمام برے لوگ جہنم کا نوالہ بن جائیں گے اور نیک چھوٹ جائیں گے اور جہنم بُرے لوگوں کو اس طرح پہچانتی ہے جس طرح ہم اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

آگ کے پہاڑ

دوزخی ستر سال پہاڑ پر چڑھایا جائے گا اس کے بعد اس کو گرادیا جائے گا اور اسی طرح اس کو عذاب دیا جائے گا۔ (مشکوۃ)۔ سیاہ بادل آتا دیکھ کر دوزخی خواہش کریں گے کہ وہ ان پر برسے جب وہ ان پر برسنا شروع ہوجائے گا تو اس میں سے انگارے اور زنجیریں برسیں گی۔ (ابن کثیر)

جہنمی کا لباس

دوزخی کے لباس کھولتے ہوئے تانبے کے ہوں گے، دنیا کی آگ جہنم کا سترواں حصہ ہے اگر اس کو ٹھنڈا نہ کیا گیا ہوتا تو اس سے فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔ یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ اس کو دوبارہ جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

جہنمی کی چیخ وپکار

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں پر بھوک مسلط کردی جائے گی جس کی اذیت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ پہلے سے مبتلا ہوں گے چنانچہ وہ بھوک سے بے تاب ہوکر کھانے کی فریاد کریں گے اور ان کی فریاد رسی ''ضریع'' کے کھانے سے کی جائے گی جو نہ فربہ کرے، نہ بھوک کو دفع کرے۔ پس وہ دوبارہ کھانے کی فریاد کریں گے، اب ان کی فریاد رسی ایسے کھانے سے کی جائے گی جو گلے میں اٹک جائے۔ اس وقت ان کو یاد آئے گا کہ دنیا میں جب ان کے گلے میں کوئی چیز پھنس جاتی تھی تو وہ پینے کی کسی چیز کے ذریعے اسے حلق سے اتارا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ پانی کی التجاء کریں گے، تب ان کو کھولتا ہوا پانی زنبوروں کے ذریعے پکڑایا جائے گا، پس جب گرم پانی کے وہ برتن ان کے منہ کے قریب پہنچیں گے تو ان کے چہروں کے گوشت کو بھون ڈالیں گے اور جب وہ پانی ان

کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹ کے اندر کی چیزوں (انتڑیوں وغیرہ) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ پس وہ بے تاب ہو کر کہیں گے کہ دوزخ پر مقرر فرشتوں کو پکارو، جب فرشتوں کو پکاریں گے تو فرشتے جواب دیں گے کہ کیا تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ (اور انہوں نے تمہیں سرکشی کے چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی تلقین نہیں کی تھی؟) وہ کہیں گے جی ہاں! رسول تو ہمارے پاس ضرور آئے تھے (مگر ہم نے ان کو جھوٹا سمجھا اور ان کی بات نہ مانی) فرشتے کہیں گے، پھر تم پڑے پکارتے رہو (اب تمہاری چیخ و پکار بے سود ہے کیونکہ تم نے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں کفر کیا) اور کافروں کی پکار محض رائیگاں ہے۔

اب وہ آپس میں کہیں گے کہ داروغہ جہنم، مالک، کو پکارو، چنانچہ وہ مالک داروغہ جہنم کو پکاریں گے کہ ''اے مالک! اپنے رب سے کہو کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے (یعنی ہمیں موت دے دے) مالک ان کو جواب دے گا کہ (نہیں! بلکہ) تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو گے (موت کو موت آچکی ہے، اس لئے اب کسی دوزخی کو موت نہیں آئے گی)۔

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ دوزخیوں کے مالک کو پکارنے اور مالک کے (مذکورۃ الصدر) جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا وقفہ ہوگا (یعنی ہزار سال تک وہ مالک کو پکارتے رہیں گے اور ہزار سال کے بعد جواب ملے گا تو یہ کہ بک بک مت کرو۔ تم پر موت نہیں آئے گی بلکہ تم کو ہمیشہ اسی حالت میں رہنا ہے) مالک داروغہ جہنم کا مایوس کن جواب سن کر وہ آپس میں کہیں گے کہ اب اپنے رب ہی کو بلاواسطہ پکارو کیونکہ تمہارے رب سے بہتر تو کوئی نہیں۔ چنانچہ التجاء کریں گے: ''اے ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور کوئی شک نہیں کہ ہم گمراہ رہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دوزخ سے نکال دے اگر دوبارہ ہم نے وہی کیا جو پہلے کرتے تھے تو ہم بڑے ظالم ہوں گے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر گدھے کی طرح آواز نکالنے اور حسرت وویل پکارنے لگیں گے۔ (ترمذی)

چھوٹی سی نیکیوں کے کمالات

بنی اسرائیل کی ایک بدکردار عورت کا واقعہ

(1)......ایک حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکردار عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس عمل کی بدولت بخش دیا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک کنویں سے پانی پیا پھر اس کی نظر قریب ہی ایک کتے پڑی جو شدید پیاسا تھا اور پیاس کی شدت سے تر (گیلی) مٹی کھا رہا تھا۔ تو وہ عورت کہنے لگے' ھذا اصابہ ما اصابنی ''یعنی اس کتے کو پیاس سے وہ تکلیف پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی۔

پھر اس عورت نے اپنے جوتے کو دوپٹے سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا۔ اللہ کی مخلوق پر شفقت ورحم کا اسے یہ صلہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔

شیخ چلی کا ایک دلچسپ واقعہ

شیخ چلی کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ ایک دن دو پیسے کی مزدوری پر تیل کا ایک گھڑا اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ قدیم زمانے میں دو پیسے آج کل کے دو چار روپے کے برابر تھے، راستے میں سوچنے لگا کہ ان دو پیسوں سے میں انڈے خرید کر مرغی کے نیچے رکھوں گا۔ ان دو انڈوں سے دو بچے نکلیں گے ایک مرغا ہوگا اور ایک مرغی۔ پھر ان کے اور انڈے اور بچے ہوں گے۔ اس طرح بہت سے مرغے اور مرغیاں ہو جائیں گی، پھر میں ان سب کو بیچ کر ایک بکری خریدوں گا۔ پھر اس بکری کی نسل بڑھے گی۔

دیکھا آپ نے خیالی منصوبہ، ابھی پیسے ملے بھی نہیں اور بکری خرید لی۔

پھر بکریاں بیچ کر گائے خریدوں گا، جب اس گائے کی نسل بھی بڑھ جائے گی تو پھر انہیں بیچ کر بھینسیں خرید لوں گا۔ جب بھینسوں کی نسل بڑھ جائے گی تو پھر میں انہیں بیچ کر ایک بہت بڑی دکان بناؤں گا جس سے میں بہت مالدار بن جاؤں گا۔

پھر میں ایک عالی شان مکان تعمیر کروں گا اور کسی وزیر زادی یا شہزادی سے شادی کروں گا۔ پھر اس سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوگا جو میرے ساتھ رہا کرے گا وہ مجھ سے پیسے مانگے گا تو میں اسے کبھی کبھی کہوں گا ہشت، پس ہشت کہنا ہی تھا کہ سر کو حرکت ہوئی اور وہ گھڑا سر سے گر پڑا۔

گھڑے کے مالک نے ڈانٹا کہ ارے یہ کیا کر دیا تو نے؟ شیخ چلی منہ بنا کر کہنے لگا۔ واہ واہ میاں تمہیں اپنے نقصان کا خیال ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ میرا کتنا بڑا نقصان ہوگیا ہے، تمہارا تو چار یا پانچ سیر تیل ہی ضائع ہوا اور میرا پورا کنبہ تباہ ہوگیا۔ کیونکہ شیخ چلی کی تو ساری دولت وہ دو پیسے ہی تھے جو اسے مزدوری میں ملنے تھے گھڑا ٹوٹنے سے مزدوری گئی تو سارا کنبہ بھی جاتا رہا۔

دوستو! دنیا کی بے فائدہ مسرتیں اور خوشیاں اسی طرح فانی ہیں جس طرح شیخ چلی کا یہ خیالی منصوبہ فانی تھا۔

مقام معرفت کیلئے اخلاص کی ضرورت

(2)...... ایک منٹ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کیا پتہ کہ اسی میں موت آ جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”رکعتان مقتصدتان خیر من قیام لیلة والقلب ساہ“ یعنی دو رکعت باخشوع بہتر ہیں ساری رات کی اس نماز سے جس میں خشوع نہ ہو۔ دو رکعت اگر قبول ہو جائیں تو زہے خوشی۔ ”قلیل منك یکفینی ولکن قلیلك لایقال له قلیل“ آپ کی تھوڑی چیز بھی میرے لئے کافی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ کی تھوڑی چیز کو قلیل (تھوڑی) نہیں کہا جا سکتا (کیونکہ ثمرات کے لحاظ سے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے)

نیکی کے اتمام کیلئے تین امور ضروری ہیں

(3)...... بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہر نیکی کو مکمل کرنے کیلئے تین امور ضروری ہیں۔ ہر نیکی تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے (الف)...... اس کو کم سمجھنا (ب)...... اس کی انجام دہی میں عجلت سے کام لینا اور (پ)...... اس کو پوشیدہ رکھنا۔

تعظیم قبلہ موجب نجات ہے

(4)...... بظاہر قبیح کاموں میں اور ان حالات میں جن میں شرمگاہ ظاہر ہو یعنی پیشاب وغیرہ حالات میں رو بہ قبلہ ہونا درست نہیں ہے اور نیک کاموں میں قبلہ کی طرف منہ کرنا موجب نجات و باعث کامیابی ہے مگر افسوس کہ لوگ ایسے کاموں کو چھوٹا اور معمولی سمجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے۔ ابو داؤد شریف میں ایک حدیث ہے: جو شخص قبلہ کی طرف تھوکتا رہے، قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ وہی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان چہرہ پر برے داغ کی صورت میں ہوگا۔

بعض بزرگوں کا قول ہے: کسی ولی اور بزرگ پر اللہ تعالیٰ معرفت کے دروازے اس وقت کھولتے ہیں جب وہ رو بہ قبلہ ہو۔

حکایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو اکٹھا ایک دن سے قرآن یاد کرانا شروع کیا ایک بیٹا حفظ قرآن پاک کے وقت رو بہ قبلہ بیٹھتا تھا اور دوسرا اس کا التزام نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ اول الذکر لڑکے نے اپنے دوسرے بھائی سے ایک سال پہلے قرآن مجید حفظ کرلیا۔

بلی کی خدمت بخشش کا سبب

(5)...... ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مشہور زمانہ بزرگ حضرت شبلی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کرکے فرمایا اے ابوبکر شبلی! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا؟

میں نے عرض کیا: اے اللہ! آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں: میں نے عرض کیا کہ اخلاص فی العبادات کی وجہ سے، فرمایا نہیں: میں نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کیلئے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے، فرمایا نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمال کو خیر کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے آپ کے عفو و کرم کو حاصل کرنے کا حسن ظن کئے بیٹھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ! پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی ایک گلی میں جارہا تھا راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی، تو نے اس پر ترس کھا کر اس کو اپنی پوستین میں چھپالیا تاکہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کرلے۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے رب مجھے یہ واقعہ یاد آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس اس بلی پر رحم و شفقت کرنے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔

ایک مکھی پر شفقت کا عجیب واقعہ

(6)......ایک بزرگ تھے جو بہت بڑے عالم، فاضل، محدث اور مفسر تھے۔ ساری عمر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں گزری اور علوم کے دریا بہا دیئے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو خواب میں کسی نے ان کو دیکھا تو ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ مجھ پر اپنا فضل فرمایا لیکن معاملہ بڑا عجیب ہوا وہ یہ کہ ہمارے ذہن میں یہ تھا کہ ہم نے الحمدللہ زندگی میں دین کی بڑی خدمت کی ہے درس و تدریس کی خدمت انجام دی وعظ اور تقریریں کیں۔ تالیفات اور تصنیفات کیں، دین کی تبلیغ کی، حساب و کتاب کے وقت ان خدمات کا ذکر سامنے آئے گا اور ان خدمات کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں بخشتے ہیں لیکن معلوم بھی ہے کہ کس وجہ سے بخش رہے ہیں؟ ذہن میں یہ آیا کہ ہم نے دین کی جو خدمات انجام دی تھیں ان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہم تمہیں ایک اور وجہ سے بخشتے ہیں وہ یہ کہ ایک دن تم کچھ لکھ رہے تھے (اس زمانے میں روشنائی میں ڈبو کر پھر لکھا جاتا تھا)۔ تم نے لکھنے کیلئے اپنا قلم روشنائی میں ڈبویا اس وقت ایک مکھی اس قلم پر بیٹھ گئی اور وہ مکھی قلم کی سیاہی چوسنے لگی تم اس مکھی کو دیکھ کر کچھ دیر کیلئے رک گئے اور یہ سوچا کہ یہ مکھی پیاسی ہے اور اس کو روشنائی پی لینے دو میں بعد میں لکھ لوں گا تم نے جو اس وقت قلم کو روکا تھا وہ خالصتاً میری محبت اور میری مخلوق کی محبت میں اخلاص کے ساتھ روکا تھا۔ اس وقت تمہارے دل میں کوئی اور جذبہ نہیں تھا، جاؤ اس عمل کے بدلے میں آج ہم نے تمہاری مغفرت کردی۔

بدمعاش شخص ایک صدقے سے بچ گیا

(7)......مجالس سعیہ ص 79 پر لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا، لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ اس شخص کی ہلاکت کی بددعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا آج وہ ظالم ہلاک اور تباہ ہوجائے گا، مجھے وحی سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ہلاکت کا انتظام ہوگیا ہے۔

وہ شخص ہر روز لکڑیاں جمع کرنے کیلئے جایا کرتا تھا، اس دن جب جانے لگا تو اتفاق سے اس کے پاس دو روٹیاں تھیں، ان میں سے ایک روٹی اس نے خود کھالی اور دوسری صدقہ کردی اور پھر لکڑیاں جمع کر کے شام کو واپس بخیریت گھر پہنچ گیا اور اسے کسی قسم کی کوئی گزند نہ پہنچی۔ حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے اسے بلوا کر پوچھا کہ تم نے آج کونسی نیکی کی ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے آج ایک روٹی صدقہ کی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ لکڑیوں کا گٹھا کھولو۔ اس نے کھول کر دیکھا ”فاذا فیه ثعبان اسود مثل الجذه غاض علی جذه من الحطب فقال: بهذا دفع عنك“ یعنی لکڑیوں کے اس گٹھے میں ایک سیاہ اژدھا موجود تھا جو ایک لکڑی کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صدقہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا یہ عذاب تجھ سے ٹل گیا۔

نیز مجالس سنیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک گروہ کا گزر ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بذریعہ وحی اطلاع پا کر فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص آج مرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی دن شام کو وہ لوگ صحیح وسالم ان پر واپس گزرے، ان کے پاس لکڑیوں کے گٹھے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ گٹھے رکھو۔ انہوں نے رکھ دیئے، آپ نے جس کے مرنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس سے کہا کہ تم اپنا گٹھا کھولو۔ جب اس نے کھول کر دیکھا تو اس میں ایک کالا ناگ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے آج کونسا نیک کام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے تو کوئی (ایسا قابل ذکر) عمل نہیں کیا سوائے اس کے کہ میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا، ایک مسکین وفقیر نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے اس روٹی کا ٹکڑا اسے دے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اس تھوڑے سے صدقے ہی کی برکت سے تجھ سے یہ ناگ دفع کر دیا گیا (اور تو اس کے ضرر سے محفوظ رہا)۔

اللہ والو! دیکھا آپ نے ایک روٹی یا روٹی کے ایک ٹکڑے کی برکت کے ذریعہ ایک شخص موت اور ہلاکت سے بچ گیا، گاہے تھوڑی سی نیکی کا اثر ونتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے۔

پرندوں کی بددعا......اور ایک روٹی سے حفاظت

(8)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص پرندوں کے ایک گھونسلے سے ہمیشہ ان کے بچے اٹھا کر لے جاتا تھا، پرندے انڈے دیتے، جب بچے انڈوں سے باہر آتے تو چند دنوں کے بعد انہیں اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پرندوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد والتجاء کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اس دفعہ وہ تمہارے بچوں کو اٹھانے کیلئے آیا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

چنانچہ پھر جب ان پرندوں کے بچے پیدا ہوئے تو وہ شخص حسب عادت ان بچوں کو اٹھا کر لے جانے کی غرض سے گھر سے نکلا۔ بستی کے قریب اسے ایک سائل ملا، اس شخص کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے وہ خود کھا رہا تھا، وہ روٹی اس شخص نے سائل کو دیدی، پھر آ کر بچوں کو گھونسلے سے اٹھا کر لے گیا۔

بچوں کے ماں باپ نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بزبان حال فریاد کی "ربنا انك لا تخلف الميعاد" یعنی اے ہمارے پروردگار! آپ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتے، مگر وہ شخص تو ہلاک نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس دن کوئی شخص صدقہ کرے اس دن میں اسے غضب کی موت سے نہیں مارتا۔

ایک لقمہ حفاظت کا سبب بن گیا

(9)......وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سمندر کے کنارے کپڑے دھو رہی تھی اس کے قریب اس کا چھوٹا سا بچہ بھی کھیل رہا تھا، اتنے میں ایک سائل نے آ کر سوال کیا، اس عورت نے روٹی کا ایک لقمہ سائل کو دے دیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس عورت کا بچہ اٹھا کر لے گیا۔ وہ چیختی چلاتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے دوڑی اور کہنے لگی ”یا ذئب ! ابنی “یعنی اے بھیڑیئے !میرا بیٹا (چھوڑ دے)۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک فرشتہ بھیجا جس نے بھیڑیئے کے چنگل سے بچے کو چھڑا کر اس کی ماں کے حوالے کیا اور کہا یہ بھیڑیئے کا لقمہ تیرے اس لقمے کا بدلہ ہے جو تو نے خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا تھا۔

نبی علیہ السلام کی بددعا اور صدقہ سے حفاظت

(10)......حکایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بدمعاش دھوبی تھا، شریف لوگوں کے خلاف اوباشوں کو بھڑکاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی بددعا کی۔

لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شخص آج ہی ہلاک ہو جائے گا مگر شام کے وقت وہ کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائے بخیریت گھر واپس آ گیا۔ لوگوں کو سخت حیرت ہوئی اور جا کر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو یہ بات بتائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہلا بھیجا کہ اس دھوبی کو کہو کہ اپنی گٹھڑی میرے پاس لے آئے، چنانچہ وہ شخص اپنی گٹھڑی سمیت حاضر ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ گٹھڑی کھولو۔

اس گٹھڑی میں ایک بہت بڑا اژدہا تھا جس کے منہ میں لوہے کی لگام دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے کہا کہ تو نے آج کونسا نیک عمل کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ اس کے علاوہ میں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا کہ (جنگل میں) ایک عبادت گاہ سے ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور آ کر بھوک کی شکایت کی۔ میرے پاس ایک روٹی تھی وہ میں نے اس شخص کو دیدی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سانپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری ہلاکت کیلئے بھیجا گیا تھا مگر تو نے جب صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا (اس سانپ کو لگام دے دو) پس اس فرشتے نے اس سانپ کو یہ لگام دے دی۔

حفاظت نگاہ پر ایمان افروز واقعہ

(11)......نگاہیں نیچی رکھنا فرض ہے، اس سلسلے میں ایک ایمان افروز اور حیرت انگیز واقعہ، سنئے۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ ہر وقت نگاہ نیچی رکھتے تھے جس سے بہت سے لوگوں کو یہ خیال گزرتا تھا کہ آپ اندھے ہیں، ربیع بن خثیم رحمہ اللہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تیس سال تک آتے رہے، جب آ کر دروازہ کھٹکھٹاتے تو لونڈی آتی اور انہیں دیکھ کر واپس جا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتی۔ آپ کا اندھا دوست آیا ہے، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی یہ بات سن کر مسکرا دیتے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کو جب دیکھتے تو قرآن پاک کی آیت کا یہ حصہ تلاوت فرماتے تھے: ” وبشر المخبتین “یعنی عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں اور فرماتے تھے کہ

خدا کی قسم اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھتے تو بڑے خوش ہوتے اور آپ سے بہت محبت کرتے۔

کانٹا ہٹانے پر بخشش

(12)......راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ (مسلم شریف)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے راستے میں کانٹے دار شاخ دیکھ کر ہٹا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو قبول فرما کر اسے بخش دیا۔

دریائے رحمت خدا تعالیٰ صرف ایک کانٹا ہٹانے سے حرکت میں آ گیا، آج تو لوگ راستے میں کانٹے دیکھ کر گزر جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کانٹوں کا راستہ سے ہٹانا کار ثواب ہے مگر بہت کم لوگ اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ اس چھوٹے سے کام کا کیا ثواب ملے گا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے، کسی نیکی کو حقیر و بے وقعت نہ سمجھو، اگر خدا چاہے تو ایک چھوٹی سی نیکی کئی گناہوں کا کفارہ بن سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے " لاتعجزن، ان اسأت عشرا ان تحسن واحدة " یعنی مسلسل دس گناہوں کے ارتکاب کے بعد اگر ایک نیکی کا موقع ملے تو گناہوں کے انبار کے مقابلہ میں اس نیکی کو حقیر و چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑو۔ کبھی ایک نیک عمل سے بھی اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے: جو شخص خانہ کعبہ کی جانب غلطی سے منہ کر کے پیشاب یا پاخانہ کرنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر بیٹھے بیٹھے خانہ خدا کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری طرف پھر گیا تو اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے: جو شخص خانہ کعبہ کی طرف (عمداً اس کی تذلیل کی نیت سے) تھوکے تو قیامت کے روز میدان محشر میں وہی گندگی اس کے چہرے پر پلید نشان کی طرح ہو گی۔

ایک نہایت مختصر اور مبارک دعا

(13)......بعض بزرگوں نے امام مالک رحمہ اللہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، پوچھنے والے نے پوچھا کہ کس عمل کی بدولت؟ آپ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک دعا مجھے پہنچی تھی کہ جو وہ کسی میت کو دیکھ کر پڑھا کرتے تھے (وہ دعا یہ ہے) " لا الہ الا ھوالحی القیوم سبحان الحی الذی لا یموت " میں بھی اس دعا کو پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔

☆......☆......☆

جنت کے خوبصورت مناظر

محترم قارئین! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جنت کا مختصر انداز میں تذکرہ کر دیا جائے تا کہ اعمال کرنے میں آسانی ہو۔

اگر جنت کی حور دنیا کے سمندروں پر اپنا لعاب ڈال دے تو یہ سب شیریں ہو جائیں۔ اگر یہ اپنے گھر کی چھت سے دنیا کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو اس کا نور اور حسن سورج اور چاند کے حسن کو ماند کر دے۔ اس پر یاقوت احمر کا ایک تاج ہوگا جس میں در مرجان کا جڑاؤ ہوگا۔ اس کے دائیں طرف اس کے بالوں کی ایک لاکھ زلفیں ہوں گی۔ یہ زلفیں بعض تو نور کی ہوں گی، بعض یاقوت کی، بعض لولو کی اور بعض زبرجد کی اور بعض مرجان کی اور بعض جواہر کی۔ ان کو زمرد احضر اور احمر کے تاج پہنائے گئے ہوں گے۔ رنگا رنگ کے موتی ہوں گے جن سے ہر طرح کی خوشبوئیں پھوٹتی ہوں گی۔ جنت کی ہر خوشبو اس کے بالوں کے نیچے ہوگی۔ (بحوالہ: بستان الواعظین ابن جوزی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حورعین تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں وہ اپنے خاوندوں کیلئے دعائیں کرتی ہیں کہ اے اللہ! میرے اس خاوند کی دین کے بارے میں مدد فرما اور اس کے دل کو اطاعت کی طرف متوجہ فرما اور یا ارحم الرحمین اپنے قرب کے ساتھ اس کو ہم تک پہنچا دے۔

(حادی الارواح، ابن قیم رحمہ اللہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت دنیا میں جب بھی خاوند کو ایذا اور تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی بیوی حورعین (جنت میں) کہتی ہے، اللہ تعالیٰ تجھے قتل کرے، اس کو ایذا مت دو۔ یہ تمہارے پاس کچھ وقت کا مہمان ہے، وہ وقت قریب ہے کہ یہ تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔

(حادی الارواح، ابن قیم رحمہ اللہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت جس میں ادنیٰ درجہ کے جنتی کا جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے اس کے آخیر میں فرماتے ہیں کہ جب وہ (جنتی) اپنی دار سلطنت کی انتہاء تک پہنچے گا اس کے خادم اس کیلئے کھانا لائیں گے پانی پلائیں گے جس سے جب وہ خوب شکم سیر ہوگا تو وہ خادم کہیں گے کہ اب اس کو اپنی بیویوں سے ملاقات کرنے دو تو وہ خدام چلے جائیں گے۔ اتنے میں اسی جنتی کی نگاہ ایک خوبصورت عورت پر پڑے گی۔ جو کہ ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہوگی جس نے ستر پوشاکیں پہن رکھی ہوں گی اور ہر پوشاک کا رنگ دوسرے سے مختلف ہوگا۔ جنتی کو اس کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت اور خون اور ہڈی اور کپڑے کے اوپر سے نظر آئے گا تو یہ جنتی اس کو دیکھتے ہی کہے گا کہ تو کون ہے وہ کہے گی میں ان حوروں میں سے ہوں جو تیرے لئے پوشیدہ کر رکھی ہیں۔ یہ جنتی اس کی طرف متوجہ ہوگا تو اس کو دیکھتے دیکھتے چالیس سال گزر جائیں گے۔ پھر اس کے بعد جب اس کی نگاہ ایک اور کمرے میں پڑے گی تو وہاں پہلی عورت سے زیادہ خوبصورت عورت ہوگی وہ کہے گی ارے میاں ہم میں تیرا کوئی حصہ ہی نہیں تو یہ جنتی اس کی طرف چالیس سال بڑھتا رہے گا نگاہ تک بھی اس سے نہیں ہٹے گی۔ (ترغیب)

اخلاق کی چودھویں قسم ''توبہ''

”یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا“ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''انی استغفر اللہ فی کل یومٍ سبعین مرۃ“ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود بھی استغفار فرمارہے ہیں تو ہم کس شمار میں ہونگے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے اگر زمین وآسمان کے برابر بھی گناہ لے کر میرے پاس آئیں اور مغفرت طلب کریں تو میں سب کو بخش دوں گا اور گناہ کی کثرت کی پرواہ نہ کروں گا۔

توبہ ایسی چیز ہے کہ جس سے تمام گناہ معاف ہوجاتے اگر ہر شخص اپنی زندگی کا محاسبہ کرے گا تو اسے کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا نظر آئے گا، گناہ چھوٹا ہو یا بڑا توبہ فوراً کرنی چاہیے، توبہ کی اصل پشیمانی اور ندامت ہے۔ اس کی کوشش کریں کہ توبہ نہ ٹوٹے اگر ٹوٹ جائے تو فوراً دوبارہ توبہ کرلیں اگرچہ ہزار بار بھی کیوں نہ ٹوٹے۔

گناہگار پریشان نہ ہوں......!

تفسیر روح المعانی قرآن پاک کی مشہور تفسیر ہے اس کے چوتھے پارے میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے سلطان ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ نیشاپور کے غار میں دس سال عبادت کرنے کے بعد حج کیلئے تشریف لے گئے تو دوران طواف آپ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ سے ایک دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ سے معصومیت چاہتا ہوں یعنی ایسا ہوجاؤں کہ کبھی مجھ سے گناہ ہوہی نہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں الہام ہوا کہ اے سلطان ابراہیم بن ادھم میں جانتا ہوں کہ تونے میری محبت میں بادشاہت کو چھوڑا...... میں تیری محبت کی قدر کرتا ہوں لیکن جو سوال تو کررہا ہے ساری دنیا کے انسان مجھ سے یہی سوال کررہے ہیں کہ یا اللہ! مجھے معصوم کردے آئندہ مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو لیکن اے ابراہیم بن ادھم! اگر ہم سب کی دعا قبول کرلیں اور سب کو گناہوں سے معصوم کردیں تو ساری دنیا ہوگئی معصوم پھر ہم کس پر مہربانی کریں گے اور کس پر ہمارا فضل وکرم ہوگا...... ! یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ! مجھ کو گناہوں سے دور فرما، توبہ اور استقامت کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرما اور اگر پھر تم سے خطا ہوجائے تو مجھ سے معافی مانگ لینا۔

توبہ، استغفار اور دعا کے (23) آداب

(1)...... توبہ کی قبولیت سے کبھی مایوس نہ ہوں، کیسے ہی بڑے بڑے گناہ ہوگئے ہوں۔ (2)...... خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہ تعریف نہیں فرمائی ہے کہ ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا بلکہ فرمایا ان سے گناہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ (3)...... قرآن پاک میں خدا نے اپنے پیارے بندوں کی یہ امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے

کہ وہ سحر کے اوقات میں خدا کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ (4)......سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ کرنے والا بھی جب اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر خدا کے حضور گڑگڑاتا ہے تو خدا اس کی سنتا ہے اور اس کو اپنے دامن رحمت میں پناہ دیتا ہے۔ (5)......نہایت سچے دل سے خلوص کے ساتھ ایسی توبہ کیجئے جو آپ کی زندگی کی کایا پلٹ دے اور توبہ کے بعد آپ ایک دوسرے ہی انسان نظر آئیں۔ پھر قلب و ذہن کے کسی گوشے میں گناہ کی طرف پلٹنے کا کوئی شائبہ باقی نہ رہ جائے۔ ایسی توبہ کے تین یا چار اجزاء ہیں اگر گناہ کا تعلق خدا کے حق سے ہے تو توبہ کے تین اجزاء ہیں۔ (الف) انسان واقعی اپنے گناہوں کے احساس سے شرمسار ہو۔ (ب) آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم رکھے۔ (پ) اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں پورے انہماک اور فکر کے ساتھ سرگرم ہو جائے اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کا چوتھا جزیہ ہے کہ بندے کا حق ادا کرے یا اس سے معاف کرائے۔ یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان گناہوں سے دھل جاتا ہے۔ (6)......اپنی توبہ پر قائم رہنے کا پختہ عزم کیجئے اور شب و روز دھیان رکھئے کہ خدا سے کئے ہوئے عہد و پیمان کے خلاف کوئی حرکت نہ ہونے پائے۔ (7)...... یہ نہ سوچئے کہ کوئی بڑا گناہ ہو جانے پر ہی توبہ کی ضرورت ہے، انسان ہر وقت توبہ واستغفار کا محتاج ہے اور قدم قدم پر اس سے کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ستر، ستر بار اور سو، سو بار توبہ واستغفار فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)۔ (8)......جو گنہگار توبہ کر کے اپنی زندگی کو سدھار لے اس کو کبھی حقیر نہ سمجھئے۔ (9)......سید الاستغفار کا اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سید الاستغفار یعنی سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری، ترمذی)۔ (10)......دعا صرف خدا سے مانگئے، اس کے سوا کبھی کسی کو حاجت روائی کیلئے نہ پکاریئے۔ (11)......خدا سے وہی کچھ مانگئے جو حلال اور طیب ہو، ناجائز مقاصد اور گناہ کے کاموں کیلئے خدا کے حضور ہاتھ پھیلانا انتہائی درجے کی بے ادبی، بے حیائی اور گستاخی ہے۔ (12)...... دعا گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت سے مانگئے اور اس یقین کے ساتھ مانگئے کہ جس خدا سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے حالات کا پورا پورا یقینی علم بھی رکھتا ہے اور آپ پر انتہائی مہربان بھی ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار سنتا اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ (13)......نمود و نمائش، ریاکاری اور شرک کے ہر شائبے سے اپنی دعاؤں کو بے آمیز رکھئے۔ (14)...... دعا انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ مانگئے۔ خشوع اور خضوع سے مراد ہے کہ آپکا دل خدا کی ہیبت اور عظمت و جلال سے لرز رہا ہو اور جسم کی ظاہری حالت پر بھی خدا کا خوف پوری طرح ظاہر ہو۔ سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، آواز پست ہو، اعضاء ڈھیلے پڑے ہوئے ہوں، آنکھیں نم ہوں اور تمام انداز و اطوار سے مسکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران اپنی ڈاڑھی کے بالوں سے کھیل رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔ (15)......عبدیت کی شان ہی یہی ہے کہ

بندہ اپنے پروردگار کو نہایت عاجزی اور مسکنت کے ساتھ گڑگڑا کر پکارے۔ (16)...... دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجئے، مثلاً کچھ صدقہ وخیرات کیجئے کسی کو کھانا کھلا دیجئے یا نفلی نماز اور روزوں کا اہتمام کیجئے۔ (17)...... اگر خدانخواستہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے ان اعمال کا واسطہ دے کر دعا کیجئے جو آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ صرف خدا کیلئے کئے ہوں۔ (18)...... نیک مقاصد کیلئے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو خدا کی ہدایت کے مطابق سنوارنے اور سدھارنے کی بھی کوشش کیجئے۔ (19)...... دعا مانگتے وقت ظاہری آداب، طہارت پاکیزگی کا بھی پورا پورا خیال رکھئے اور قلب کو بھی ناپاک جذبات، گندے خیالات سے پاک رکھئے۔ (20)...... دوسروں کیلئے بھی دعا کیجئے۔ لیکن ہمیشہ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ (21)...... اگر آپ امامت کر رہے ہوں تو ہمیشہ جامع دعائیں مانگئے اور جمع کے صیغے استعمال کیجئے۔ (22)...... خدا کی عام رحمت کو محدود سمجھنے کی غلطی کر کے اس کے فیض و بخشش کو اپنے لئے خاص کرنے کی دعا نہ کیجئے۔ (23)...... دعا میں بہ تکلف قافیہ بندی سے بھی پرہیز کیجئے اور سادہ انداز میں گڑگڑا کر دعا مانگئے۔ گانے اور سر ملانے سے اجتناب کیجئے۔

توبہ کا طریقہ

(1)...... توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں گناہوں پر جو جو وعیدیں آئی ہیں ان کو یاد کریں اس سے گناہ پر دل میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ (2)...... دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر خوب رونے والی شکل بنا کر خدائے پاک سے معافی مانگے اور آئندہ کے لیے پختہ ارادہ کرے کہ میں اس گناہ کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔ (3)...... نماز چھوڑنے کی توبہ یہ ہے کہ نماز کی قضاء بھی کی جائے اور اور آئندہ نہ چھوڑنے کا عزم بھی کیا جائے۔ (4)...... اسی طرح اگر کسی کا حق ضائع کیا ہے تو اللہ پاک سے معافی بھی مانگی جائے اور اس شخص سے بھی مانگی جائے جس کا حق ضائع کیا ہے۔ اعلانیہ گناہ کی توبہ بھی اعلانیہ کی جائے۔ (5)...... توبہ کے لیے تو گناہوں کو یاد کرے لیکن جب جی بھر کے توبہ کر لے تو بار بار اس گناہ کو یاد نہ کرے اس سے بندے اور رب کے درمیان ایک حجاب قائم ہو جاتا ہے۔ (6)...... توبہ کے وقت صرف اجمالی طور پر سب گناہوں سے توبہ کر لے ہر گناہ کا نام لینا ضروری نہیں۔

☆......☆......☆

اخلاق کی سولہویں قسم ”حقیقت دعا“

دعا کی اہمیت

”وقال ربکم ادعونی استجب لکم“ اور تمہارے پرودگار نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”الدعاء مخ العبادۃ“ (دعا عبادت کا مغز ہے) دعا کی حقیقت نیازمندی ہے یعنی اپنی حاجت کو نہایت ہی عاجزی، بے بسی اور یقین کی قوت کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں پیش کرنا۔

جتنی بھی عبادتیں ہیں اگر ان سے مقصود دنیا کا حاصل کرنا ہو تو وہ عبادت عبادت نہیں رہتی مگر دعا ایک ایسی عبادت ہے کہ اگر دنیا کے لیے بھی کی جائے تو بھی عبادت ہے مثلاً: اپنی ضروریات کے لیے مال مانگے یا کوئی اور دنیوی حاجت مانگے تو بھی ثواب ملے گا۔ حدیث پاک میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی خدائے تعالیٰ سے مانگا کرو۔ راہ سلوک سے مقصد بھی یہ ہے کہ اس بادشاہ سے ایسی دوستی ہو جائے کہ جب بھی مجھے کوئی پریشانی آئے یا تکلیف آئے تو فوراً میری نگاہ اللہ پاک کی طرف چلی جائے۔

☆......عام دنیا کے بادشاہوں کا اصول ہے کہ ان سے اگر بار بار مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور اس بادشاہوں کے بادشاہ کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ ”من لم یسئل الله یغضب علیه“ (جو اللہ پاک سے نہیں مانگتا اللہ پاک اس سے ناراض ہو جاتے ہیں)۔

☆......دعا کا درجہ ہر تدبیر سے بڑھ کر ہے کیوں کہ دعا اس ذات سے درخواست ہے جس کے ہاتھ میں تقدیر ہے۔ آج ہم ساری تدبیریں تو کرتے ہیں لیکن دعا نہیں کرتے۔

شیطان کا وسوسہ

بعض اوقات شیطان دھوکا دیتا ہے کہ اتنا عرصہ دعا کرتے ہوئے ہو گیا قبول تو ہوئی نہیں یا کبھی یہ سجھاتا ہے کہ تو تو بہت گناہ گار ہے تیری دعا سے کیا فائدہ۔ یہ سب شیطان کے مایوس دلانے کے انداز ہیں اس کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ اپنے آپ کو اس طرح سمجھا لیا کریں کہ مجھے تو بس دعا مانگنے کا فرمایا گیا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس کی فکر نہیں کہ میری دعا قبول ہو بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے دعا مانگنے کی توفیق مل جائے۔

احادیث میں فضیلت

☆......جس شخص کو دعا کی توفیق دی گئی اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ ☆......دعا کرنے والے کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ☆ تقدیر کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی سوائے دعا کے۔ ☆......دعا آئی آفات کو ٹال دیتی ہے اور جو بلائیں نازل ہونے والی ہوں ان کو روک دیتی ہے۔

دعا بے تاب روح کی غذا

دعا ایمان کا نشان، تعلق الٰہی کی دلیل، مغز عبادت، حقیقت عبودیت، جان بندگی اور رونق درویشی ہے۔ دعا بندہ کا رب سے قوی رابطہ، مومن کا اسلحہ، بے تاب روح کی غذا اور زخمی دل کا مرہم ہے۔ دعا فقراء کا خزانہ، مسکینوں کا توشہ، ناداروں کی ڈھارس، لاچاروں کی تسکین، بے نواؤں کی تسلی، ضعیفوں کی قوت، راہ حق کے طلب گاروں کی ڈھال اور سالکین طریق کا زادراہ ہے۔ دعا کی مشغولیت اور اس میں گریہ وزاری، عاجزی، توحید وللّٰہیت اور صفات الٰہیہ پر ایمان کامل اور یقین راسخ کا نتیجہ ہے۔

دعا کی بدولت بیٹے کا زندہ ہو جانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مہاجرہ عورت اپنے بچہ کو لئے ہوئے آئی جو کہ سن بلوغت کو پہنچ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو (مہمان بنا کر) عورتوں کی طرف بھیج دیا اور اس کے بچے کو ہمارے ساتھ رکھا۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ وہ بچہ مدینہ میں وباء کی زد میں آ گیا اور کچھ دن بیمار رہ کر انتقال کر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا۔ جب ہم نے اس کو غسل دینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: انس! (رضی اللہ عنہ) اس کی ماں کو جا کر خبر دو۔ تو میں نے ان کو خبر کر دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عورت آئی اور اپنے بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی، اس کا انگوٹھا پکڑ کر کہنے لگی: اے اللہ! میں تجھ پر خوشی سے اسلام لائی اور میں نے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے بتوں کی (پوجا کی) مخالفت کی اور شوق سے تیری راہ میں ہجرت کی۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اللہ کی قسم! اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کے بیٹے کے قدموں نے حرکت کی اور اس نے اپنے چہرہ سے کفن ہٹایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرمانے اور اس کی ماں کے انتقال کے بعد تک زندہ رہا۔ (البدایہ والنہایہ)

(17) آداب دعا

احادیث مبارکہ میں دعا کے کچھ آداب ذکر کیے گئے ہیں اگر ان کی رعایت رکھ کر دعا کی جائے تو ایسی دعا کا قبول نہ ہونا اللہ پاک کی عادت کے خلاف ہے۔ لیکن اگر دعا میں یہ آداب جمع نہ ہوں پھر بھی دعا مانگنا نہ چھوڑیں دعا کا ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

(1) حرام مال سے بچنا۔ (2)...... وضو کرنا۔ (3)...... قبلہ رخ ہونا۔ (4)...... دوزانو بیٹھنا۔ (5)...... دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلانا۔ (6)...... اخلاص، آداب اور تواضع کے ساتھ دعا کرنا۔ (7)...... دعا کے اول و آخر حمد و ثنا اور درود شریف پڑھنا۔ (8)...... اپنی محتاجی اور عاجزی کو ذکر کرنا۔ (9)...... انبیا علیہم السلام اور نیک لوگوں کے ذریعے سے دعا کرنا یعنی یا اللہ! ان بزرگوں کے طفیل میری دعا قبول فرما۔ (10)...... ان دعاؤں کے ساتھ دعا کرنا جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ (11)...... رغبت و شوق اور عزم کے ساتھ امید قوی رکھتے ہوئے دعا کرنا۔ (12)...... کسی ناجائز چیز، گناہ اور محال چیز کی دعا نہ کرے (13)...... اپنی تمام حاجات اللہ پاک سے طلب کرے مخلوق پر بھروسہ نہ کرے (14)...... دعا کے آخر میں آمین کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے (15)...... مقبولیت دعا کے لیے جلدی نہ کرے (16)...... حضور ﷺ نے دعا اور توکل کے ساتھ اسباب اختیار کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے (17)...... معمولی چیز بھی خدا سے مانگیں اور یہ نہ سوچیں کہ کسی چھوٹی سی چیز مانگنے سے حق تعالیٰ ناخوش ہونگے ایسا ہرگز نہیں بلکہ اللہ پاک کے نزدیک ہر بڑی چیز چھوٹی ہی ہے۔ ان کے نزدیک آسمان اور نمک کی ڈلی برابر ہیں۔

اسطرح دعا ضرور قبول ہوتی ہے

یحییٰ غسانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں شدید قحط سالی ہوئی لوگ باران رحمت کی طلب کیلئے وقت کے تین عالموں کو ساتھ لے کر ایک جگہ دعا کے لئے جمع ہوئے، ایک عالم نے یوں دعا کی ''اے اللہ! تو نے تو رات میں نازل کیا ہے کہ جو شخص اپنے اوپر ظلم کرے پھر ہم سے معافی مانگے ہم اسے معاف کر دیں گے۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرما۔ دوسرے عالم نے کہا اے اللہ! تو خود کہتا ہے کہ ساری مخلوق میری غلام ہے، اے اللہ! ہم تیرے غلام ہیں ہمیں جہنم اور دنیاوی عذاب سے آزادی ونجات دے۔ تیسرے عالم نے یوں دعا کی اے اللہ! تیرا وعدہ ہے کہ میں مسکینوں اور محتاجوں کو اپنے دروازے سے محروم نہیں لوٹاتا، اے اللہ! ہم مسکین اور محتاج ہیں تیرے دروازے پر کھڑے ہیں تو ہمیں محروم نہ کر ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، چنانچہ اس عاجزی اور انکساری کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش برسا دی۔ (الاذکار، للنووی)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عم تو ہے جوہر قابل ہی نہیں جس سے تعمیر ہو آدمی کی یہ وہ گل ہی نہیں

کن لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

اکابر مشائخ میں سے کسی بزرگ سے لوگوں نے شکایت کی کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم میں سات خصلتیں ایسی ہیں جنہوں نے تمہاری دعاؤں کو آسمان تک پہنچنے سے روکا ہوا ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: (1)......تم ایسے اعمال کرتے ہو جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں پھر تم ان اعمال سے رجوع بھی نہیں کرتے اور نہ ان پر نادم ہوتے ہو۔ (2)......تم کہتے ہو ہم اللہ پاک کے غلام ہیں لیکن غلاموں والے کام نہیں کرتے یعنی اپنے آقا کی اطاعت۔ (3)......تم قرآن تو پڑھتے ہو لیکن اس کی تعظیم نہیں کرتے اور نہ اس میں تفکر و تدبر کرتے ہو۔ (4)......تم کہتے ہو کہ ہم محمد ﷺ کے امتی ہیں لیکن تم ان کی سنت پر نہیں چلتے بلکہ رسم و رواج پر چلتے ہو۔ (5)......تم کہتے ہو کہ دنیا عارضی ہے لیکن پھر بھی اسی دنیا پر مطمئن ہو۔ (6)......تم حرام و مشکوک چیزیں کھاتے ہو اور پھر ان سے رجوع بھی نہیں کرتے۔ (7)......تم کہتے ہو کہ آخرت دنیا سے بہت بہتر ہے لیکن تم آخرت کی طلب میں جدوجہد نہیں کرتے بلکہ دنیا ہی کو اختیار کرتے ہو۔ مذکورہ بالا باتوں میں سے کون سی ایسی بات ہے جو ہم میں موجود نہ ہو، تو پھر بھلا سنوائی ہو تو کیسے ہو؟ لہٰذا اس وقت اس امت کے مصائب و آلام کا حل اصلاح اعمال، اہل اللہ کی صحبت اور اپنی احتیاج کو انتہائی زاری کے ساتھ اس پاک بارگاہ میں پیش کرنے کے سوا اور کوئی نہیں۔

قبولیت دعا کے خاص (21) اوقات

علامہ جزری رحمہ اللہ نے ''حصن حصین'' میں دعا کی قبولیت کے خاص اوقات و مواقع سے متعلقہ احادیث کو جمع

کیا ہے۔ جن موقعوں پر دعا بالخصوص قبول ہوتی ہے وہ درج ذیل ہیں۔ (1)......شب قدر میں۔ (2)......عرفہ کے دن۔ (3)...... رمضان المبارک کا مہینہ۔ (4)...... شب جمعہ۔ (5)...... جمعے کا دن۔ (6)...... آدھی رات میں۔ (7)......پہلی تہائی رات۔ (8)......پچھلی تہائی رات۔ (9)......سحر کا وقت۔ (10)......ساعت جمعہ (یعنی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز کے ختم ہونے تک یا وقت قیام سے نماز سے لیکر سلام پھیرنے تک)۔ (11)......نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک۔ (12)......اذان واقامت کے درمیان کی دعا۔ (13)...... صف جہاد میں۔ (14)......فرض نمازوں کے بعد۔ (15)......سجدے کی حالت میں۔ (16)......تلاوت قرآن شریف کے بعد۔ (17)......زمزم کا پانی پیتے وقت۔ (18)......مرغ کی اذان کے وقت۔ (19)...... مسلمانوں کے جمع ہونے کے وقت۔ (20)......ذکر کی مجلسوں میں۔ (21)......بارش ہوتے وقت وغیرہ۔

درود شریف کے بغیر دعا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان **معلق** رہتی ہے، یعنی شرف قبولیت نہیں پاتی جب تک کہ دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف شامل نہ کیا جائے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ دعا کے آداب میں سے ہے کہ دعا کرتے وقت ذلت وعاجزی اور انکسار واحتیاج کو ظاہر کیا جائے، دعا میں فصاحت و بلاغت اور الفاظ کو بنا بنا کر ادا کرنے کا تکلف نہ کیا جائے۔ مفسر قرآن حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرض نمازوں کیلئے جن پانچ وقتوں کا انتخاب فرمایا یہ بہترین اوقات ہیں، لہٰذا فرض نمازوں کے بعد دعا کرنی چاہیے ان اوقات میں دعا قبول کی جاتی ہے۔ (احیاء العلوم الدین)

سالکین دعا کس طرح مانگیں......؟

بزرگان دین کے مطابق دعا مانگنے کا مجرب عمل یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے پرسکون نشست میں بیٹھ جائیں، ذہن کو تمام خیالات سے آزاد کر کے چند منٹ تک یہ تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے ہے اور آپ کو دیکھ رہا ہے یہ تصور قائم ہونے کے بعد دعا کریں۔ دعا کے دوران اگر اللہ کی موجودگی کا تصور غالب رہے تو ذہنی یکسوئی حاصل ہوتی ہے اور خشوع وخضوع حاصل ہوتا ہے جو دعا اور ہر عبادت کا جوہر ہے۔ پہلے اپنے لئے پھر درجہ بہ درجہ اوروں کیلئے دعا مانگیں یعنی اپنی ذات سے دعا شروع کریں اور پھر ماں باپ اور تمام مومن بہن بھائیوں کیلئے دعا کریں۔ اس طرز عمل سے دعا مانگنے والے کو اجتماعی ذہن حاصل ہوتا ہے۔ اجتماعی طرز فکر انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا خاصہ ہے، یہ بظاہر معمولی عمل ہے لیکن یہ طرز فکر بندے کو خدا سے ملا دیتا ہے۔

☆......☆......☆

اخلاق کی سترہویں قسم ''محبت الٰہی''

”والذین أمنوا أشد حبا لله “ (ایمان والے لوگ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں)

محبت کی تعریف

طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو محبت کہلاتا ہے اور یہی میلان اس سے بھی قوی ہو جائے تو اس کو عشق کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ شیخ کبیر احمد رفاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محبت نام ہے محبوب کے سوا سب کو بھول جانے کا۔

محبت کے تین سبب:۔ محبت کے تین سبب ہوا کرتے ہیں: (1)...... محبت یا تو کسی کے احسان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (2)...... محبوب حسین وجمیل ہو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے محبت ہو۔ (3)...... محبوب میں کوئی کمال پایا جاتا ہو اور وہ کمال باعث محبت ہو۔ یہ تمام کمالات خدائے تعالیٰ کی ذات میں نہایت ہی اعلیٰ درجے کے پائے جاتے ہیں تو ہمیں پھر کس درجے کی محبت کرنی چاہیے۔

محبت کس سے کی جائے؟

محبت کس سے کی جائے ...... سورج سے نہیں ...... کیونکہ اس میں تپش (حرارت) ہوتی ہے۔ ☆...... پانی سے نہیں ...... کیونکہ یہ بہا کر لے جاتا ہے۔ ☆...... آگ سے نہیں ...... کیونکہ یہ جلا دیتی ہے۔ ☆...... بلندی سے نہیں ...... کیونکہ یہ منہ کے بل گرا دیتی ہے۔ ☆...... گہرائی سے نہیں ...... کیونکہ یہ اپنے اندر دبا لیتی ہے۔ ☆ پھولوں سے نہیں ...... کیونکہ یہ جلد مرجھا جاتے ہیں۔ ☆...... کانٹوں سے نہیں ...... کیونکہ ان میں چبھن ہے۔ ☆...... لوگوں سے نہیں ...... کیونکہ ان میں وفا نہیں ہوتی۔ ☆...... تو پھر کس سے محبت کرنی چاہیے......؟ اس خالق و مالک سے محبت کرنی چاہیے کہ جس کی محبت حقیقی اور لازوال ہے کیونکہ وہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ

محبت کرنی ہے تو اپنے رب سے کر اے انساں! ان مٹی کے کھلونوں سے وفا نہیں ملتی

حدیث شریف میں آیا ہے” اسئلك النظرالٰي وجهك والشوق الٰي لقائك “ (یا اللہ) میں تجھ سے تیرے چہرے کی زیارت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔ (نسائی)

اللہ سے محبت کے انعامات

(1)...... حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مثقال ذرة من الحب احب الٰي من عبادة سبعين سنة بلاحب “ محبت کا ایک ذرہ مجھے ستر سال محبت کے بغیر عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ (2)...... حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ” ذهب المحبون الله شرفه الدنيا والا خرة لان النبى صلى الله عليه وسلم قال المرء مع من احب فهم مع الله “ اللہ سے محبت کرنے والے ہی اللہ کے پاس دنیا و آخرت کے شرف کے ساتھ گئے کیونکہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے سو وہ اللہ کے ساتھ ہیں۔ (3)...... حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا:" سمیت المحبة محبة لانها تمحومن القلب ماسوی الله " (قشیریہ) محبت کا نام محبت اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ انسان کے دل سے اللہ کے سوا ہر چیز کو مٹا دیتی ہے۔ (4)......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے محبت کے اوصاف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: محب لوگوں سے میل جول کم رکھتا ہے، ہمیشہ غور وفکر کرتا ہے۔ زیادہ خلوت نشین رہتا ہے، ظاہراً خاموش رہتا ہے، جب کسی نامحرم پر نظر پڑتی ہے تو اصرار نہیں کرتا ہے، جب اسے کوئی مصیبت آتی ہے تو غمگین نہیں ہوتا، دوسرے کی تکلیف پر وہ خوش نہیں ہوتا۔ بیماری میں شکوہ نہیں کرتا، وہ دنیا والوں سے ان کے دنیوی معاملات میں جھگڑتا نہیں ہے اور مطلوب کے گم ہونے سے خوف کھاتا ہے، اس کی عقل اللہ کی قدرت کا مطالعہ کرکے متحیر ہوتی ہے، وہ کسی مرض کے بغیر پگھلتا ہے اور درد کے بغیر ٹوٹتا ہے، وہ کم سوتا ہے، کم کھاتا ہے اور غمگین رہتا ہے، لوگوں کی الگ حالت ہوتی ہے، اس کی اپنی ایک شان ہے جب وہ جلوت میں ہوتا ہے تو اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اور جب تنہا ہوتا ہے تو اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرنا اس کا مشغلہ اور رونا اس کا اثر ہے۔

بے پناہ محبت الٰہی کے واقعات

اللہ سے ملاقات کا شوق

آیئے ہم چند اللہ والوں کے واقعات یاد کرلیں تاکہ ہمیں بھی دلی محبت کا شوق پیدا ہو۔ (1)......حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"من اشتاق الی لقاء الله اشتاق الیه کل شئی " جو اللہ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے تو ہر چیز اس سے ملاقات کا شوق رکھتی ہے۔ (2)......حضرت ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"الشوق نار الله اشتعلهافی قلوب اولیائه تحرق مافی قلوبهم من الخواطر " شوق اللہ کی وہ آگ ہے جو اس کے اولیاء کے دلوں میں بھڑک اٹھتی ہے اور تمام شیطانی وسوسوں کو جلا دیتی ہے۔ (3)......آثار میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد علیہ السلام اگر میری یاد اور محبت سے پیٹھ پھیرنے والوں کو معلوم ہوتا کہ میں ان کا کیسے انتظار کرتا ہوں اور میرا کتنا شوق ہے کہ وہ نافرمانیاں چھوڑ دیں تو وہ میری طرف شوق کے غلبے سے مرجائیں اور میری محبت کی وجہ سے اپنے قرابت داروں کو چھوڑ جائیں۔ اے داؤد (علیہ السلام) یہ تو پیٹھ پھیرنے والوں کیلئے میرا انتظار ہے، تو میری طرف دوڑنے والوں کیلئے میرے انتظار کا عالم کیا ہوگا؟۔ (رسالہ قشیریہ)

مخلوق سے محبت معرفت الٰہی کا ذریعہ

جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان آچکا، ساری قوم اس طوفان کے نتیجے میں ہلاک ہوگئی، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم مٹی کے برتن بناؤ۔ چنانچہ حضرت نوح

علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں مٹی کے برتن بنانا شروع کر دیئے اور دن رات اس میں لگے رہے۔ جب کئی دن گزر گئے اور برتنوں کا ڈھیر لگ گیا تو دوسرا حکم یہ دیا کہ اب سب برتنوں کو ایک ایک کر کے توڑ دو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! میں نے بڑی محنت سے اور آپ کے حکم پر بنائے تھے، اب آپ ان کو تڑوانے کا حکم دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمارا حکم یہ ہے کہ اب ان کو توڑ دو۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! تم نے اپنے ہاتھوں سے یہ برتن بنائے اور میرے حکم سے بنائے، ان برتنوں سے تمہیں اتنی محبت ہوگئی کہ جب میں نے تمہیں ان کو توڑنے کا حکم دیا تو تم سے توڑا نہیں جا رہا تھا، دل یہ چاہ رہا تھا کہ یہ برتن جو میری محنت اور میرے ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں، کسی طرح بچ جائیں تو بہتر ہے، اس لیے کہ تمہیں ان برتنوں سے محبت ہوگئی تھی، لیکن تم نے ہمیں نہیں دیکھا کہ ساری مخلوق ہم نے اپنے ہاتھ سے بنائی اور تم نے ایک مرتبہ کہہ دیا " رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا " (نوح: آیت :23) ترجمہ: اے اللہ! زمین میں بسنے والے سب کافروں کو ہلاک کر دے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہے۔ تمہارے اس کہنے پر ہم نے اپنی مخلوق کو ہلاک کر دیا۔

اشارہ اس بات کی طرف فرمایا کہ جس مٹی سے تم برتن بنا رہے تھے، باوجود یہ کہ وہ مٹی تمہاری پیدا کی ہوئی نہیں تھی اور اپنی خواہش سے وہ برتن نہیں بنا رہے تھے بلکہ میرے حکم سے بنا رہے تھے، پھر بھی تمہیں ان سے محبت ہوگئی تھی، تو کیا ہمیں اپنی مخلوق سے محبت نہیں ہوگی؟ جب محبت ہے تو پھر تمہیں بھی میری مخلوق کے ساتھ محبت کرنی پڑے گی، اگر تمہیں میرے ساتھ محبت ہے۔

فائدہ: جب تک اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا دعویٰ سچا نہیں ہوسکتا۔ اس لیے مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

زتسبیح و سجاده و دلق نیست   طریقت بجز خدمت خلق نیست

یعنی لوگوں نے تصوف اس کا نام رکھ لیا ہے کہ ہاتھ میں تسبیح ہو، مصلیٰ بچھا ہو، گدڑی ہو، درویشانہ لباس پہنا ہوا ہو۔ ان چیزوں کا نام تصوف اور طریقت نہیں ہے، بلکہ تصوف اور طریقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ مخلوق کی خدمت ہو...... اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے تو پھر اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔ ان کی خدمت کرو۔

کسی کو حقیر نہ سمجھیں

حضرت شیخ الکل محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت ہوگئی کہ وہ شیخ ابومدین کو ناگوار طعن آمیز باتوں سے یاد کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں۔ محی الدین تم فلاں شخص سے کیوں عداوت رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ابومدین جیسے معزز ومقتدر شخص کو برا کہتا ہے اور میں ان کا معتقد ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا وہ شخص خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست نہیں رکھتا۔

میں نے عرض کیا جی ہاں خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دوست رکھتا ہے۔ اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تم اس وجہ سے کہ وہ ابومدین سے دشمنی رکھتا ہے اس سے عداوت رکھتے ہو۔

اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اسے دوست نہیں رکھتے چنانچہ صبح میں نے اپنے برے خیالات سے توبہ کی اور اس کے مکان پر گیا اور اپنے ساتھ ایک قیمتی چادر لیتا گیا جو اس کو پیش کی اور راضی کیا۔

زبانِ عشق پرندے سے سیکھیں......!

ایک پرندہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مادہ سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ مل جائے تو میں تجھ کو ملک سلیمان دے دوں گا۔ یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام نے سن لی کیونکہ وہ پرندوں کی زبان کے سمجھنے والے تھے۔ فوراً اس پرندہ کو بلایا اور فرمایا نالائق یہ کیا گستاخی تھی۔ تم میرا ملک دینے والے کون ہوتے ہو؟ اس نے کہا اے اللہ کے نبی علیہ السلام! میں عاشق ہوں اور لسان عشق معذور ہوتی ہے، اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا قصور معاف کیا۔ ارے اللہ والو! اسی لیے تو کہتے ہیں کہ عشق پاگل ہوتا ہے یہ عشق چاہے اللہ سے ہو جائے یا کسی اور سے......!

محبت کریں معرفت الٰہی پائیں

محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی محبت ہو تو اس میں بھی خود غرضی یا نفسانی خواہش مطلوب نہ ہو بلکہ اس میں بھی حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا ثبوت وظہور ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت بنیادی چیز ہے۔ تمام نیکیوں کے کرنے اور سب گناہوں سے بچنے میں اسی محبت کو دخل ہے۔ جس کو جتنی زیادہ حق تعالیٰ جل شانہ سے محبت ہوگی اس کیلئے سلوک اور دین کے راستے اور آخرت کی تمام منزلیں آسان ہوتی چلی جائیں گی یہی وہ محبت ہے جو دار فانی (دنیا) اور دار باقی (آخرت) میں عافیت اور سکون کا باعث ہے۔ کسی کی نماز محبت سے پڑھی جاتی ہے اور کسی کی بوجھ سمجھ کر اور کوئی گناہ سے بڑے شوق سے بچتا ہے اور کوئی بڑی مصیبت سے، محبت والے کے اعمال وافعال وحرکات سب محبوب کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ احمد بن خضرویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں دیکھا، خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہر شخص مجھ سے کچھ نہ کچھ طلب کرتا ہے، لیکن ابویزید بسطامی مجھ سے کوئی چیز نہیں مانگتا صرف مجھ کو چاہتا ہے۔

تھوڑی سی محبت کا یہ حال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کا ایک ذرہ بذریعہ دعا دلوا دیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس کو برداشت نہیں کر سکو گے اس نے دوبارہ کہا کہ آدھا ذرہ دلوا دیں جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ عرصے کے بعد اس شخص کو ملنے گئے تا کہ اس کا حال دریافت کریں اس کے پاس پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو کافی ہلایا جلایا مگر اس نے ایک نہ سنی

وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں مست رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے عیسیٰ اگر آپ اس کے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخن تک ٹکڑے بھی کر دیں تو پھر بھی آپ کی طرف توجہ نہیں کرے گا۔ یہ آدھے ذرے والے کی محبت کا حال ہے۔

سب سے بڑی کرامت......اللہ کی سچی محبت

حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے لوگوں نے کہا آپ بڑے صاحب کرامت ہیں کہ پانی کی سطح پر چلتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کرامت نہیں، لکڑی کے ٹکڑے بھی پانی پر چلتے ہیں۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ تو کرامت ہے کہ آپ ہوا میں اڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ بھی کچھ کرامت نہیں چھوٹے چھوٹے ذرات اور مکھی وغیرہ بھی تو ہوا میں اڑتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ تو ضرور بڑی کرامت ہے کہ ایک رات میں مکہ معظمہ جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ بھی کچھ نہیں، کیونکہ جادوگر ایک رات میں ہندوستان سے کوہ دیا نند تک پہنچتے ہیں۔ پھر لوگوں نے کہا اچھا آپ ہی فرمائیں کہ کرامت کیا ہے؟ فرمایا کہ کرامت یہ ہے کہ دل سوائے خدائے عزوجل کے کسی کی طرف متوجہ نہ ہو......!

محبت میں امتحانات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوا دیں چنانچہ بذریعہ موسیٰ علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت مل گئی چند دنوں کے بعد اس کی بکری مرگئی پھر ایک دن اس کے بیل مر گئے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں کمزور آدمی ہوں اللہ پاک سے کہہ دیں میں آپ سے دوستی نہیں کر سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کر دیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: جس کو ہم ایک دفعہ اپنا دوست بنالیں پھر ہم اس کو چھوڑتے نہیں اس سے اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہا محبت ہے اور ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ہر دم اپنے خالق اور مالک سے محبت کا ثبوت ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا دوست بنالیں۔ آمین!

محبت کا نرالا انداز

کسی نے بارش کے لئے ایک بزرگ سے دعا کروائی تو ان بزرگوں نے جواب دیا کہ آج کل اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ سے ناراض ہیں چنانچہ تم ایسا کرو کہ رومال گیلا کر کے صحن میں لٹکا دو وہ ناراض تو ہیں ہی مگر رومال کو خشک نہ ہونے دیں گے چنانچہ رومال ڈالتے ہی بارش شروع ہوگئی یہ بھی اللہ والوں کی راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو آئے دن محبت بڑھاتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی محبت کاملہ نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہاء محبت

اب ذرا اس بات کو ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی مخلوق کے ساتھ کس قدر محبت کرتے ہیں اور ساتھ اس بات کا دھیان رکھیے کہ ہم کس درجے میں محبت کرتے ہیں۔

(1)......حق تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا یہ ان کی محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ (2)......ہمیں آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا یہ بڑی محبت کا نتیجہ ہے۔ (3)...... بے شمار نعمتیں عطا فرمائی جن میں سب سے بڑی دولت قرآن پاک کی دولت ہے۔ (4)......قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرما بھی دیا ہے کہ ایمان والے بڑی محبت رکھنے والے ہیں یہ بھی ان کی محبت اور شفقت کا نتیجہ ہے۔ (5)...... جب بندہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ ایک ایک آیت سن کر جواب دیتے رہتے ہیں یہ خالص محبت ہی کی علامت ہے۔ (6)......حق تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں (قرآن مجید میں) کہ تم میرا نام لو میں تمہارا نام لوں گا اور (حدیث میں) فرماتے ہیں کہ جو میرا تنہائی میں نام لے گا میں بھی اس کا تنہائی میں نام لوں گا۔ اور جو کسی مجلس میں میرا نام لے گا میں اس سے بہتر مجلس (فرشتوں کی) میں نام لوں گا۔ (7)......حق تعالیٰ جل شانہ بندے کی کوشش دیکھتے ہیں، بندہ ایک بالشت بڑھتا ہے وہ ایک (گز) بڑھتے ہیں جب بندہ مزید ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ دو ہاتھ بڑھتے ہیں جب بندہ دو ہاتھ بڑھتا ہے تو حق تعالیٰ کی رحمت بھاگ کر اسے پکڑ لیتی ہے۔ (8)...... ہر روز رات کے آخری تیسرے حصے میں ہم سے باتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کوئی بخشش مانگنے والا ہے؟ کوئی صحت مانگنے والا ہے؟ کوئی رزق مانگنے والا ہے؟ میں اسے عطا کروں کئی بار یہ فرما کے ہمیں سویا ہوا دیکھ کر بھی ناراض نہیں ہوتے اور ہم پھر بھی غافل رہتے ہیں۔ (9)......حق تعالیٰ جل شانہ کی کتنی بڑی محبت کا اظہار اس طرح بھی ہوتا ہے وہ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں۔ (10)......حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا اس طرح بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ ہم سے معمولی مزدوری لے کر لامحدود زندگی کے لئے بے حساب اجر و ثواب دیتے ہیں۔ (11)......حق تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں دنیا میں بھیجا اور ہماری سہولتوں اور ضرورتوں کا خیال فرما کر ہمیں بشری تقاضے پورے کرنے کی بھی اجازت دی جیسے کوئی بادشاہ دوسرے ملک سے ملازمت کیلئے کسی کو بلاتا ہے اور اس کی سہولت کی خاطر اپنے خرچے پر اس کے بیوی بچے بلوا دیتا ہے تاکہ اس کی ضرورتیں پوری ہوسکیں اس طرح حق تعالیٰ جل شانہ، کی کیسی عمدہ محبت ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر نکاح کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں اور تمام بشری تقاضوں کی بھرپور اجازت دیتے ہیں، کبھی سخت کام یا مجاہدے نہیں کرواتے۔ (12)......اس امت کو آخر میں بھیجنا اور حساب کتاب اس کا پہلے لے لینا یہ بے انتہا محبت کا ثبوت ہے۔ (13)......اللہ کیلئے آپس میں محبت کرنے والے کئی اشخاص عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ یہ بھی محبت ہی کا پھل ہے۔ (14)...... بندہ جب غفلت سے بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یاد کرلے تو وہ پھر بھی بندہ کا نام لیکر یاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کئی سالوں سے بت کی پوجا کرتے ہوئے ”یا صنم یا صنم“ کہہ رہا تھا کہ غلطی سے ایک دفعہ ”یا صمد“ (اللہ تعالیٰ کا نام) منہ سے نکل گیا اسی وقت پیارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”لبیك یا عبدی“ (اے میرے بندے میں حاضر ہوں مانگ کیا مانگتا ہے) فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ! یہ تو اپنے بت کی عبادت کر رہا تھا اس کے منہ سے غلطی سے آپ کا نام نکل آیا۔ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اگر وہ بھی جواب نہ دے اور میں بھی جواب نہ دوں تو میرے اور اس میں کیا فرق ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی محبت الٰہی

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ ذکر اللہ میں مصروف تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پاس آئے، سلام اور مصافحہ کے بعد حضرت ابراہیم رحمہ اللہ پھر ذکر اللہ میں مصروف ہو گئے، تب حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں خضر ہوں۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھی بات ہے آپ ہوں گے، لیکن چونکہ اس سے پہلے کبھی آپ کو دیکھا نہیں اس لئے میں آپ کو پہچانا نہیں یہ کہہ کر حضرت ابراہیم رحمہ اللہ پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے اس پر خضر علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ صاحب تو بڑے بےفکر ہیں، پس فرمایا کہ بھائی! تم تو بڑے ہی بےفکر ہو، حالانکہ لوگ تو برسوں میرے ملنے کی تمنا میں رہتے ہیں ملنا نصیب نہیں ہوتا تم سے میں خود ملنے آیا لیکن تم نے توجہ بھی نہ کی۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جسے اللہ سے ملنے کی فرصت ہو تو وہ آپ سے ملنے کی تمنا کرے، اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا لوگ مجھ سے اپنے لئے دعا کرایا کرتے ہیں تم بھی دعا کراؤ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا آپ میرے لئے یہ دعا کر دیجئے کہ میں نبی ہو جاؤں، تو اس پر خضر علیہ السلام بولے: یہ تو نہیں ہو سکتا حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: بس اگر یہ نہیں ہو سکتا تو جو قسمت میں ہے وہ آپ ہی ہو رہے گا، آپ تشریف لے جائیے میرا بہت حرج ہوتا ہے۔

محبت الٰہی باندی سے سیکھیں

حضرت عطار رحمہ اللہ کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی، انہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ حضرت عطار رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ اے اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے کچھ اشعار پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بے چینی جمع ہو رہی ہے اور دل جل رہا ہے اور صبر جدا ہو گیا اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس کو کس سے قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں۔ اے اللہ! اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد اس نے کہا: اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا، مجھے اٹھا لیجئے یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

محبت یوں بھی کی جاتی ہے

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ محبت کیا

ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ موافقت ہے۔ دوسری جماعت نے کہا ہے کہ اشارت ہے۔ اور تیسری جماعت نے اور بھی کچھ کہا ہے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دست مبارک کی کھال کو پکڑ کر کھینچا تو ذرا بھی اوپر کی طرف نہ اٹھی اور ارشاد فرمایا کہ قسم ہے رب کائنات کے عزت وجلال کی کہ اگر میں یہ کہوں کہ یہ کھال اس کی محبت میں سوکھ گئی ہے تو میں سچ کہتا ہوں گا اور یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہوگئے، آپ کا چہرہ چاندی کی طرح دمکنے لگا اور پھر فرمایا کہ بندہ محبت میں اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی شمشیر لے کر بھی اس کو مارے تو اس کو خبر نہ ہو۔ (مسالک السالکین وخزینۃ الاصفیاء)

اللہ تعالیٰ سے محبت خالص ہو

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے پاس ایک عورت آئی، کہنے لگی: حضرت! اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے کہ میں اپنا نقاب اٹھاؤں اگر پردہ کا حکم نہ ہوتو میں آپ کو اپنا چہرہ ضرور دکھاتی، میں کتنی خوبصورت ہوں اس کے باوجود میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ غش کھا کر گر گئے، لوگ بڑے حیران ہوئے کہ کس بات پہ غش آ گیا۔ ان کے پاس ایک عورت اپنی بات لے کر آئی ہے، اپنی غیرت کا تقاضہ لے کر آئی ہے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا اے لوگو! یہ مخلوق ہے جو محبت میں غیر کو شریک نہیں کر رہی تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں کسی غیر کی شرکت کو کیسے برداشت کرے گا؟

اللہ کن سے محبت کرتے ہیں......؟

سیدالاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کی یہ علامات ہیں: (1)......اس کے عیوب اس کو دکھا دیتے ہیں جو خود اس کے اندر ہوتے ہیں۔ (2)......اور اس کے دل میں تمام مخلوق کی محبت وشفقت پیدا فرمادیتے ہیں۔ (3)......اس کے ہاتھ کو سخاوت کا عادی بنادیتے ہیں۔ (4) اور اسے مہمان نوازی کا خاص شوق عطا فرمادیتے ہیں اور یہ وہ عبادت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی ادا فرماتے تھے۔ (5)......اور اس کے نفس میں بلند ہمتی اور چشم پوشی کی صفت پیدا فرمادیتے ہیں اور اپنے عیوب پر نظر کرنے کی توفیق اس قدر دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو سب سے کم تر دیکھنے لگتا ہے اور خود کو وہ کسی قابل نہیں سمجھتا۔ (6)......اور اس مسکینی اور عاجزی کی راہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے خزانے میں بڑائی کی کمی نہیں ہے لیکن عاجزی اس کے خزانے میں نہیں ہے کیونکہ یہ صفت بندہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے پس بندوں کی صفت کو حق تعالیٰ محبوب سمجھتے ہیں۔ (7)......مخلوق میں بڑا بننے اور خود کو افضل سمجھنے کی خواہش اس کے دل سے نکال دیتے ہیں۔ (8)......اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق خدا کا ادب کرتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی مخلوق دربار خداوندی کی دہلیز اور دروازے ہیں، اگر تم کو مخلوق خدا کے ادب کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جانے کے دروازے بھی تمہارے واسطے کھلے رہیں گے اور اگر تم مخلوق کے ساتھ جھگڑتے رہو گے تو مخلوق میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم رہو گے۔

مخلوق کا ادب یہ ہے کہ لوگوں کا دل ہاتھ میں لو ان کی دل داری کرو۔ اس لیے جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص

قرب اور معرفت کا سچا ذوق عطا فرمایا، وہ دلوں کو جوڑنے ہی میں لگے رہے اور انہوں نے راستوں میں لوگوں کے پاؤں تلے اپنے رخسار بچھا دیئے اور اس تواضع اور خاکساری کی بدولت ہی ان کی روحیں مقبولیت سے قریب تر ہوتی چلی گئیں۔

پس انہوں نے مخلوق کے ذریعے حق تعالیٰ کو پہچان لیا۔ حدیث قدسی ہے کہ میں ان کے پاس ہوں جن کے دل میری عظمت و کبریائی اور جلال سے ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ میری وجہ سے انکساری و خاکساری اختیار کرتے ہیں۔

(جامع الاحادیث القدسیۃ)

محبت الٰہی میں ڈوبے ہوئے اشعار

خاک ساری عیش و عشرت ہوگئی   حشمتِ دنیا سے نفرت ہوگئی
زر زمیں زن سب سے وحشت ہوگئی   دور سب تیری شکایت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
اب کہاں وہ رسم و راہ دوستاں   دھو دیئے سب عہد ماضی کے نشاں
اب تو میں ہوں اور میری تنہائیاں   گوشہ گیری میری عادت ہوگئی
اب تو آ جا اب تو خلوت ہوگئی
اب کسی شے میں نہیں لگتا ہے دل   جی یہ کہتا ہے کہ کسی سے بھی نہ مل
بس رہے تیرا تصور مستقل   نقش دل پر تیری صورت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
کیسا تو نے مجھ پر اثر ہے کردیا   سارے عالم کو دیا میں نے بھلا
یاد کچھ آتا نہیں تیرے سوا   ماسوا سے ایسی غفلت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
ذکر تیرا تیری یادیں ہیں مدام   تیرے قصے تیری باتیں تیرا نام
ہے یہی میرا وظیفہ صبح و شام   کار دنیا سے بھی فرصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
دین و دنیا جان و دل ہوش و حواس   مال و جاہ و زر زمین شاہی لباس
تجھ پہ صدقے کردیا جو کچھ تھا پاس   دیکھ اب کیا میری حالت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
سیر و تفریح میلے ٹھیلے راگ رنگ   مجلسیں بزم آرائیاں وہ رنگ برنگ

وہ جمال گل رخان شوخ و شنگ بھر گیا جی سب سے وحشت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
آفتاب زندگی گہنا گیا پھول سا چہرہ مرا مرجھا گیا
اب تو آجا دم لبوں پر آگیا تجھ سے دوری اک قیامت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
عمر گزری کرتے کرتے انتظار جانب در دیکھتا ہوں بار بار
اب تو آجا میری جاں تجھ پر نثار تجھ کو دیکھے ایک مدت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

رضائے الٰہی بڑی نعمت ہے

دنیا وآخرت کی سب سے بڑی نعمت رضائے الٰہی ہے۔ جو اس نعمت کو پا گیا وہ دنیا وآخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوگیا اور جو اس سے محروم رہا وہ ناکام ونامراد رہا اور اس سے محروم فقط بدنصیب وشقی ہی ہوتا ہے۔ رب کی رضا ایسی پیاری چیز ہے کہ اگر اس کی رضا کیلئے ساری دنیا بھی ناراض ہوجائے تو بھی سب کچھ مل جاتا ہے اک رب کی رضا کی خاطر اگر ساری خدائی بھی ناراض ہوجائے تو بھی سودا سستا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جو رب کو راضی کرلیتا ہے اسے منالیتا ہے رب سب کو اس سے راضی کردیتا ہے اور جو رب کو ناراض کرکے اوروں کو راضی کرتا ہے نہ اوروں کو راضی کرسکتا ہے اور نہ کبھی خود خوشی وسکون پاسکتا ہے۔ یاد رکھیئے رب کی رضا میں خوشی ہے، اس کی ماننے میں نجات ہے۔ اس کا حکم مانیں، اس کو راضی رکھیں چاہے ساری دنیا ناراض ہوجائے۔ وہ راضی ہے وہ خوش ہے تو سمجھیں کامیاب ہوگئے فلاح پاگئے۔

محبت الٰہی حاصل کرنے کا طریقہ

(1)......ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ اور اس کے ساتھ رہو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے محبت ہوجائیگی۔ (2)......ذکر اللہ کی کثرت کرتے رہو۔ (3)......اللہ کی نعمتوں پر دھیان کرو اور ان پر شکر کرو۔ (4)......زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ (5)......اللہ کی اطاعت کرو اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے اسے بدخلقی سے نوازتا ہے۔ (ترغیب)

تصوف کا دوسرا مقصد بداخلاقی سے اجتناب

مریدین کی باطنی بیماریاں اور ان کے علاج

تصوف کا دوسرا مقصد بداخلاقی سے اجتناب
زبان کی آفات کا بیان
زبان کی بداحتیاطی کے (5) نقصانات
زبان کی دوسری آفت ''جھوٹ''
جھوٹ کے نقصانات
زبان کی تیسری آفت ''غیبت''
زبان کی چوتھی آفت ''تہمت''
تہمت کی سزا کا عبرت ناک واقعہ
زبان کی پانچویں آفت ''مذاق اڑانا''
زبان کی چھٹی آفت ''تعریف بے جا''
زبان کی ساتویں آفت ''چغل خوری''
چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

تصوف کا دوسرا مقصد بد اخلاقی سے اجتناب

بداخلاقی کے (4) نقصانات

(1)......بدخلقی ایمان کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح ایلوا کھانے کو فاسد کر دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (2)......اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے اسے بدخلقی سے نوازتا ہے۔ (ترغیب)۔ (3)......دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں (الف) بدخلقی (ب) بخل۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (2)......بدخلق اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ (مسند احمد) بداخلاقی کے بنیادی ذرائع درج ذیل ہیں: (الف) زبان کی آفات۔ (ب) قلب کی آفات۔

زبان کی آفات کا بیان

زبان کی پہلی آفت ''کثرت کلام''

چھری کا، تیر کا، تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

زبان کی آفات میں سب سے پہلی آفت کثرت کلام ہے اور اس کے خلاف مجاہدہ کا نام قلت الکلام ہے۔ مرشدی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ راہ سلوک میں کامیابی کے لیے زبان کو نہایت ہی اہمیت دیا کرتے تھے، فرماتے کہ جو سالک اپنی زبان اور پیٹ کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں وہ بہت جلد ترقی کر لیتے ہیں اس لیے آپ کی خانقاہ میں اکثر چپ کے روزے بھی رکھوائے جاتے تھے۔

زبان کی حفاظت حدیث کی روشنی میں

(1)......حدیث پاک میں ارشاد ہے: ''من صمت نجا'' جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (2)......حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کا کفیل ہوگا میں اس کیلئے جنت کا کفیل ہوں۔ (3)......دوسری حدیث میں ہے کہ زبان ہی کی وجہ سے لوگ جہنم میں دھکیلے جائیں گے۔ (4)......بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ ''من حسن الاسلام المرء ترکہ ما لا یعنیه'' آدمی کا بہترین اسلام یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے۔

انسان جتنے کام یا کلام کرتا ہے اس کی بظاہر تین قسمیں ہیں (الف) مفید جس میں کوئی دین یا دنیا کا کوئی فائدہ ہو۔ (ب) مضر جس میں دین و دنیا کا کوئی نقصان ہو۔ (پ) نہ مفید نہ مضر جس کا نہ کوئی فائدہ ہو نہ کوئی نقصان۔

زبان سب سے قیمتی حصہ......!

زبان بدن کا سب سے عمدہ حصہ بھی ہے اور سب سے برا حصہ بھی ہے، کہتے ہیں کہ لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھے، پہلی

حکمت جوان سے ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ آقا نے کہا: اے غلام! یہ بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت کا بہترین ٹکڑا ہمارے پاس لے آؤ، آپ دل اور زبان لے آئے۔ ایک بار پھر آقا نے کہا کہ بکری ذبح کرو اور گوشت کا بدترین حصہ کاٹ لاؤ، آپ پھر وہی دل اور زبان لے آئے، آقا نے وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا کہ ’’دل اور زبان دونوں درست ہو جائیں تو پورے بدن میں ان سے بڑھ کر کوئی حصہ عمدہ نہیں اور اگر یہی خراب ہو جائیں تو ان سے بڑھ کر بدن کا اور کوئی حصہ برا نہیں۔ لہٰذا زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر، نیکی اور جائز باتوں میں استعمال کرنا چاہیے ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے کیونکہ حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموش رہنے سے اچھی بات کہنا بہتر ہے اور بری بات کہنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ (بیہقی)

زبان کا محاسبہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں روس کے ایک حساب دان نے حساب لگا کر بتایا ہے کہ ہم اگر دس گھنٹے جاگتے ہیں تو وقت کے تین گھنٹے بیس منٹ بولنے میں صرف کرتے ہیں۔ زبان سے ایک منٹ میں پچاس الفاظ ادا ہوتے ہیں اور اس طرح ہر گھنٹے نو ہزار لفظ ہماری زبان استعمال کرتی ہے اور اس بولنے والی معیاد (3 گھنٹے 20 منٹ) میں ہم 27 سے 30 ہزار تک الفاظ بول جاتے ہیں۔ سال بھر کی بولی کی تعداد اگر آپ چاہتے ہیں تو اس روزانہ کی تعداد کو 365 سے ضرب دینے سے ایک کروڑ نو لاکھ پچاس ہزار الفاظ ایک سال کے بنے‘‘ اگر ہماری عمر 60 سال تک پہنچ چکی ہے تو اس کے حاصل ضرب کو 60 سے ضرب دے دیں۔ قرآن مجید کے اس فرمان کو یاد کر لیجئے ’’ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید‘‘ انسان کی زبان سے بات نہیں نکلتی مگر اس کیلئے ایک نگہبان تیار بیٹھا ہوا ہے جو اس کی ہر بات کو تحریر کرتا ہے۔ سوچئے کہ عمر بھر میں ادا کئے ہوئے ان کروڑوں لفظوں میں سے ہر ایک لفظ کا آپ کو جواب دینا ہوگا۔ اس جواب کا مطالبہ ٹل نہ سکے گا نہ اس کیلئے کوئی مہلت ملے گی اور نہ جواب میں حیلہ سازی یا سخن سازی کی گنجائش کسی حد تک بھی نکل سکے گی یا قبل اس کے کہ وہ دن آئے خود ہی اپنے دل کا حساب لگا کر دیکھ لیجئے کہ کتنے لفظ شر اور بدی کی طرف لے جانیوالے زبان سے نکلے؟ الفاظ کو سوچ کر اور تول کر اگر زبان پر لانے کی عادت پڑ جائے پھر سمجھ لیجئے کہ بیٹھے بیٹھے جنت بھی حاصل ہو گئی۔

زبان کی بداحتیاطی کے (5) نقصانات

(1)...... زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔ (2)...... زبان وہ درندہ ہے جسے اگر بے لگام چھوڑ دیا جائے تو دوسروں کو کاٹ لیتا ہے۔ (3)...... زبان کی تیزی اس پر نہ آزماؤ جس نے تمہیں بولنا سکھایا ہے۔ (4)...... انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوتا ہے وہ اس وقت پہچانا جاتا ہے جب وہ بولتا ہے۔ (5)...... شیریں زبان بے شمار دشمنوں کو اپنا بنا لیتی ہے۔

بولنے میں احتیاط برتئے

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری مجلس میں کوئی شخص ایسا بیٹھا ہو جو تمہاری باتوں کو لکھتا جائے تو کم از کم

تم بولنے میں احتیاط برتو گے، جب کہ تمہاری باتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتی ہیں تو احتیاط کیوں نہیں برتتے ؟۔ ایک بزرگ فرمانے لگے: ظاہری اعضاء کے تمام تر اثرات قلب پر ہوتے ہیں اور زبان چونکہ قلب کی سفیر ہے تو اس کا اثر براہ راست قلب پر ہوتا ہے۔

بدزبانی کا علاج

بات وہ کریں جس کی کوئی غرض اور مقصد ہو جس کلام کا کوئی نتیجہ نہ ہو اس کے درپے نہ ہوں، کیونکہ کلام کا اختیار کرنا اور نہ کرنا انسان کے اپنے بس میں ہے، اگر ملنے والے زیادہ ہوں یا احباب میں زیادہ وقت گزرتا ہو تو کچھ وقت اپنی تنہائی کے لیے بھی نکالیں یا جس طرح بھی ہو سکے بے مقصد کلام سے بچیں۔

زبان کی دوسری آفت ''جھوٹ''

جھوٹ کے نقصانات

(1)...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹ نفاق کی جڑ ہے۔ (2)...... آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا رہتا ہے اور خداوند عالم کے یہاں جھوٹوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے۔ (3)...... جھوٹ رزق کو کم کرنے کا باعث ہے۔ (4)...... حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا اس لیے حرام ہے کہ دل میں اثر کرتا ہے اور دل کی شکل کو ٹیڑھا اور سیاہ کر دیتا ہے۔ (5)...... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ دوسرے آدمی کے منہ سے سنسی (ایک قسم کا زنبور یا پلاس) کے ذریعہ حلق سے کچھ کھینچ رہا تھا وہ بار بار کبھی ایک طرف اپنا پلاس ڈالتا اور کچھ اس کے حلق سے نکال لیتا۔ پھر دوسری طرف ڈالتا اور نکال لیتا۔ میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ اے مرد خدا تو یہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس پر خدا کا قہر ہے اور تا قیامت اسی طرح عمل کیا جاتا رہے گا۔ (6)...... عبداللہ بن جراد نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا مومن بھی گناہ کر سکتا ہے؟ تو سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون'' (یعنی غیر مومن آدمی ہی جھوٹ بولنے کی عادی ہوتے ہیں)

بچوں سے بھی جھوٹ نہ بولئے

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک لڑکے سے جو کھیلنے جا رہا تھا کہا کہ میں تجھے چیز دوں گا...... سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا عبداللہ! کیا دو گے؟ عرض کیا ایک خرما۔ حکم ہوا ہاں! ٹھیک ہے لیکن اگر بچے کو یوں ہی بہلا دیتے تو جھوٹ کا مترادف ہوتا اور اے عبداللہ سمجھ لے کہ دنیا میں سب سے بڑا گناہ جو شرک کی منزل کے قریب قریب ہی ہے وہ ماں باپ کے حقوق کا ادا نہ کرنا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے فرماتے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور یہ بات فرمائی ''الا وقول الزور'' (یعنی تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے) اور جھوٹے آدمی کے منہ سے بو آنے لگتی ہے۔ فرشتے تک اس سے دور رہتے ہیں۔

تین اوقات میں اصل بات کو چھپانے کی اجازت دی ہے۔ (1)......لڑائی کے وقت۔ (2)...... جب دو مسلمانوں میں صلح کرانا مقصود ہو تو جھوٹ بولے تا کہ شر ختم ہو سکے۔ (3)......دو بیویاں رکھنے والا آدمی دونوں میں ہر ایک سے کہہ سکتا ہے کہ میں تجھ ہی سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی آدمی کسی کے یہاں چوری کیلئے اس کے مال کے متعلق یا کسی راز کے متعلق دریافت کرنا چاہے تو بھی چھپا لینا ضروری ہے یا کسی کا عیب کوئی دریافت کرے تو جھوٹ بولو۔ شریعت نے عیب پوشی کا حکم دیا ہے۔

اگر بیوی کسی کام کا وعدہ لے تو آدمی اس سے اطاعت لینے کیلئے غلط وعدہ کر سکتا ہے چاہے وہ اس وقت یہ سمجھتا ہو کہ میں اپنا وعدہ پورا نہ کر سکوں گا۔

زبان کی تیسری آفت ''غیبت''

کسی کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہنا جس کو اگر وہ سنے تو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ بات اس شخص میں موجود ہو اسی کو غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تو پھر تو بہتان ہے۔

میرے شیخ حضرت ہجویری رحمہ اللہ بار بار اپنے مریدین کو ایسی مجلس آرائی سے بچنے کی تلقین فرماتے جہاں غیبت ہوتی ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ اپنا برا چاہنے والوں کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا کرو۔ تحدیث بالنعمت کے طور پر بتاتا ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ کی دعاؤں اور توجہات کی بدولت ایک سال پورے حج کے موقع پر میں نے اپنے لیے ایک دعا بھی نہیں کی بلکہ میرا برا چاہنے والے جتنے بھی لوگ تھے ان تمام کا نام لے لے کر میں دعائیں کرتا رہا یہ محض اللہ ہی کی توفیق سے ہوا اللہ اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے۔

ذیل میں غیبت کرنے کے چند نقصانات عرض کر دیتا ہوں اگر یاد ہو جائیں تو غیبت سے بچنا بہت ہی آسان ہو جائے گا۔

غیبت کے (8) نقصانات

(1)......حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو غیبت سے توبہ کر کے مرا وہ سب سے بعد میں جنت میں جائے گا اور جو شخص بلا توبہ مرا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔ (زجر الشان)۔ (2)......فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے انسان! تو اپنے اوپر خدا کے ذکر کو لازم کر کیونکہ وہ شفاء ہے اور غیبت سے بچ کیونکہ یہ بیماری ہے۔ (زجر الشان)۔ (3)......حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس طرح آدمی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے کراہیت کرتا ہے اسی طرح واجب ہے کہ غیبت سے اپنے آپ کو روکے اور جہنم میں نہ جھونکے۔ (زجر الشان)۔ (4)......حضرت زین العابدین علی ابن الحسن رحمہ اللہ نے ایک شخص کو غیبت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ، کیونکہ یہ کتوں کا سالن ہے۔ (زجر الشان)۔ (5)......حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا: غیبت کی وجہ سے انسان کا دل ہدایت سے ہٹ جاتا ہے اور ویرانے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ (منہاج العابدین)۔ (6)......منقول ہے کہ حضرت حسن

بصری رحمہ اللہ کو کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ رحمہ اللہ کی غیبت کی ہے تو آپ رحمہ اللہ نے غیبت کرنیوالے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ سنا ہے تو نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا معاوضہ دینا بہتر جانا۔ (منہاج)۔(7)......حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے غیبت کا ذکر کیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کی غیبت کرنا صحیح جانتا تو اپنی ماں کی غیبت کرتا کیونکہ میری ماں سب سے زیادہ میری نیکیوں کی مستحق ہے۔۔(8)......منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کی نماز تہجد فوت ہوگئی تو آپ رحمہ اللہ کو آپ کی بیوی نے عار دلائی۔ آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ گزشتہ شب ایک جماعت ساری رات نوافل میں مصروف رہی ہے اور صبح انہوں نے میری غیبت کی ہے تو ان کی اس رات کی عبادت قیامت کے روز میرے اعمال کے ترازو میں رکھ دی جائے گی۔

(منهاج العابدين للغزالي رحمه الله)

غیبت کرنیوالوں کو کتوں سے تشبیہ دینے کی غالباً وجہ یہ ہے کہ غیبت کرنا مردار بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے کہ مردار کا گوشت کھانا اور ہڈیاں چبانا کتوں کا کام ہے لہٰذا غیبت کرنے والے کتوں کے مثل ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے تو ان میں آدمی کی صفت ہوتی اور انسانی حیا ان میں پائی جاتی اور وہ کسی کی غیبت نہ کرتے، نہ کسی پر طعن کرتے۔

غیبت کی اجازت کے مواقع

شریعت نے انسان کی فطرت کی بھی رعایت کی ہے۔ انسان کی جائز ضروریات کا بھی لحاظ رکھا ہے، لہٰذا بہت سی صورتوں کی شریعت نے اجازت دی ہے۔

(1)......ایک شخص ایک ایسا کام کررہا ہے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔ (ابو داؤد)۔(2)......اعلانیہ گناہ کرنے والی غیبت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لاغيبة لفاسق ولا مجاهر (جامع الاصول) یعنی فاسق اور مجاہر کی غیبت غیبت نہیں'' مثلاً ایک شخص کھلم کھلا شراب پیتا ہے خود ہی اعلان کررہا ہے کہ میں شراب پیتا ہوں، اب اگر اس کے پیچھے اس کے شراب پینے کا تذکرہ کیا جائے تو اس کو ناگواری نہیں ہوگی، اس لئے کہ وہ تو خود اعلانیہ لوگوں کے سامنے پیتا ہے، لہٰذا یہ غیبت میں داخل نہ ہوگا۔

ضروری احتیاط

لیکن جو برائی وہ دوسروں پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا، اگر اس کا تذکرہ آپ لوگوں کے سامنے کریں گے تو وہ غیبت میں داخل ہوگا۔ مثلاً وہ شخص کھلم کھلا شراب تو پیتا ہے، کھلم کھلا سود تو کھاتا ہے لیکن کوئی گناہ ایسا ہے جو وہ چھپ کر کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا اور وہ گناہ ایسا ہے کہ اس کا نقصان دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا تو اب اس کی غیبت کرنا اور اس کے گناہ کا تذکرہ کرنا جائز نہیں۔

ایک مجلس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ اسی مجلس میں کسی شخص

نے حجاج بن یوسف کی برائیاں شروع کر دیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹوکا اور فرمایا کہ ”دیکھو تم ان کی برائیاں بیان کر رہے ہو، یہ غیبت ہے اور یہ مت سمجھنا کہ اگر حجاج بن یوسف کی گردن پر سیکڑوں انسانوں کا خون ہے تو اب اسکی غیبت حلال ہوگئی حالانکہ اس کی غیبت حلال نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ جہاں حجاج بن یوسف سے ان سینکڑوں انسانوں کے خون کا حساب لیں گے جو اس کی گردن پر ہیں تو وہاں اس غیبت کا بھی حساب لیں گے جو تم اس کے پیچھے کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین!

لہٰذا یہ مت سمجھو کہ فلاں شخص فاسق اور فاجر اور بدعتی ہے اس کی جتنی چاہو غیبت کرلو، بلکہ اس کی غیبت کرنے سے احتراز کرنا واجب ہے۔

مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ اور غیبت سے اجتناب

حماد بن زید رحمہ اللہ بہت بڑے ولی کامل گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے ایک کتے کو بیٹھا دیکھا میں نے اسے وہاں سے بھگانا چاہا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے حماد! رہنے دو یہ کتا اس دوست سے اچھا ہے جو لوگوں کی غیبت کرے۔

تمام زندگی غیبت سے توبہ

قاضی ایاز بن معاویہ رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھ کر سفیان بن حسین نامی ایک شخص کسی کی غیبت کرنے لگا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا آپ نے رومیوں کے ساتھ جہاد کیا؟ کہنے لگا نہیں۔ پھر پوچھا ہند اور سندھ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے؟ کہنے لگا نہیں۔ آپ رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ تمام دنیا میں اسلام کے دشمن تم سے محفوظ رہے لیکن بے چارہ مسلمان بھائی تم سے نہ بچ سکا اور تم نے اس پر زبان کی تلوار چلا کر اسے زخمی کر دیا۔ سفیان بن حسین پر آپ رحمہ اللہ کے اس جملے کا اس قدر اثر ہوا کہ زندگی بھر پھر آپ نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

غیبت کا کفارہ

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی ہے غیبت کرنیوالا اس سے معافی طلب کرے، بشرطیکہ اس غیبت کی خبر اس تک پہنچی ہو، نیز اس سے معافی طلب کرتے وقت تفصیل بیان کرنا ضروری نہیں اور اگر غیبت اس تک نہ پہنچی ہو اور وہ مرگیا ہو یا غیبت کرنیوالے سے دور ہو تو اس صورت میں استغفار کافی ہے، نیز جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اس کے حق میں استغفار کرنا کفارہ غیبت میں شامل ہے۔

زبان کی چوتھی آفت ”تہمت“

تہمت ایک سنگین جرم ہے

حدیث شریف میں ہے: تہمت کی جگہوں سے بچو، یعنی بہت دور رہو۔ (احیاء علوم الدین) مطلب یہ ہے کہ تہمت لگانا

گناہ ہے اور اس کے مواقع فراہم کرنا بھی درست نہیں، جب اس کے مواقع دیئے جائیں گے تو اگلا تہمت لگائے گا۔ اس لئے گناہ کی جڑ ہی کو پکڑ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح فرمائی کہ تہمت کے مواقع سے بچنے کا امر (حکم) ہے کہ ایک ایک مرد، عورت، بچہ، جوان اور بوڑھے کو بلکہ ہر ہر فرد انسان وجن کو بچنا اختیاری نہیں بلکہ لازم قرار دے دیا گیا ہے، اس کی چند مثالیں:

پہلی مثال:۔ مردوں پر نماز باجماعت واجب ہے، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ آج کل نماز کی سنتیں بھی مسجد میں ادا کرنی چاہئیں تاکہ لوگ یہ الزام نہ ٹھہرا دیں کہ یہ سنتیں نہیں پڑھتا۔ (فتح الباری)

دوسری مثال:۔ جب بیوی یا محرم رشتہ دار کے ساتھ سفر کریں یا تنہا بیٹھیں تو بھی موقع بموقع دوسروں کو آگاہ کر دینا چاہیے کہ یہ خاتون میری لگتی ہے تاکہ کسی کو بدگمانی یا تہمت کا موقع نہ مل سکے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آپ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، کچھ لوگ سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی کہ یہ میری بیوی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم غلط نہیں سوچ رہے تھے۔ (بخاری، سنن الکبری)

تیسری مثال:۔ کسی امرد (بے ریش لڑکے) کے پاس اٹھنا بیٹھنا یا اس سے خدمت لینا بہت نامناسب ہے۔ جب بیٹا، بھانجا وغیرہ کوئی ساتھ ہو تو موقع بموقع آگاہ کر دینا چاہیے کہ یہ میرا کیا لگتا ہے تاکہ بدگمانی کے راستے بند ہوں۔

چوتھی مثال:۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم تین لوگ ہو تو ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی نہ کرو، جب تک چار آدمی نہ ہو جائیں دو آپس میں باتیں نہ کریں۔ (بخاری) اس کی وجہ سے بھی بدگمانی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ دو آدمی ایسی زبان میں باتیں نہ کریں جس کو تیسرا شخص نہ سمجھتا ہو، جب تک کہ چار افراد نہ ہو جائیں۔

پانچویں مثال:۔ آپ کسی ادارہ میں ناظم یا مہتمم ہیں تو انہیں اپنی ذاتی چیزوں اور ادارہ کی چیزوں کے لئے استعمال میں ہمیشہ فرق رکھنا چاہیے۔ گاہے بگاہے لوگوں کو آگاہ کرتے رہیئے کہ یہ میری ذاتی چیز ہے اور یہ ادارہ کی ہے۔

اللہ والوں کی احتیاط

ایک ظالم بادشاہ نے ایک بزرگ کو دربار میں بلایا اور سور کا گوشت ایک پلیٹ میں سامنے پیش کیا گیا کہ اس کو کھاؤ، اگر نہ کھاؤ گے تو یہ تلوار ہے، قتل کر دیئے جاؤ گے۔ بزرگ نے فرمایا کہ قتل ہونا منظور ہے، مگر یہ نہ کھاؤں گا۔ جب بادشاہ نے بزرگ کو اس قدر پختہ پایا تو وہ پلیٹ سامنے سے اٹھا لی گئی۔ دوسری پلیٹ بکری کے گوشت کی پیش کی گئی اور کہا کہ یہ تو کھا لیجئے۔ فرمایا کہ اب یہ بھی نہ کھاؤں گا اس لئے کہ یہ مشہور ہو چکا ہے کہ سور کا گوشت کھانے کو بلایا گیا ہے اور اس کے کھا لینے پر یہی مشہور ہوگا کہ سور کا گوشت کھایا ہے۔ میں کس کس سے کہتا پھروں گا کہ وہ سور کا گوشت نہ تھا بلکہ بکری کا گوشت تھا جو میں نے کھایا ہے۔ سو بدنامی سے بچنا بھی حکم شرعی ہے، جیسا ان بزرگ نے کیا۔

تہمت کی سزا کا عبرت ناک واقعہ

موطا امام مالک کی شرح ''زرقانی'' میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے گردونواح میں ایک خاتون کا انتقال ہوا۔ چند خواتین اسے نہلانے لگیں، ایک خاتون غسل دینے کے دوران یہ کہہ بیٹھی کہ اس (مردہ) خاتون کے فلاں فلاں شخص سے تعلقات تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پکڑ ہوئی کہ غسل دینے والی کا ہاتھ دوران غسل مردہ خاتون کی ران کے ساتھ چپک گیا، چھڑانے سے بھی نہیں چھوٹا، غسل میں دیر ہوگئی، مردوں کو پتہ چلا، کوئی حل نہ نکلا۔ ایک عالم سے پوچھا اس نے کہا ہاتھ کاٹنا پڑے گا مگر اس عورت کے رشتہ دار نہ مانے۔ دوسرے عالم سے پوچھا اس نے کہا میت کی ران کا حصہ کاٹنا پڑے گا۔ ورثاء نہ مانے۔ اس وقت کے بڑے عالم فقیہ مجتہد حضرت امام مالک رحمہ اللہ کو بلایا گیا۔ آپ تشریف لائے اور غسل دینے والی سے پردہ میں پوچھا کہ تو نے کوئی بات تو نہیں کہی تھی؟ وہ کہنے لگی کہ میں نے اور تو کچھ نہیں کہا صرف یہ جملہ منہ سے نکل گیا کہ ''اس کے فلاں فلاں سے تعلقات تھے'' حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے پوچھا چار گواہ ہیں؟ کہنے لگی نہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ میت خاتون نے ان تعلقات کا اقرار تم سے کیا تھا؟ کہنے لگی نہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ اس کا قرآنی حل یہ ہے کہ اس کو 80 کوڑے لگائے جائیں کیونکہ اس نے تہمت لگائی ہے۔

چنانچہ جلادوں کو بلایا گیا، آخری کوڑے تک ہاتھ نہ چھوٹا، جب 80 کوڑے مکمل لگ گئے تو یک دم ہاتھ چھوٹ گیا۔ پھر حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس خاتون سے پوچھا کہ تو نے کس وجہ سے ایسی بات کہی؟ کہنے لگی ایک دفعہ یہ خاتون فلاں کے گھر کے سامنے سے پانی بھر کر گزر رہی تھی۔ اندازہ لگائیں کہ ایک جملہ اور ذرا سی بات کی وجہ سے کس قدر عبرت ناک انجام ہوجایا کرتا ہے۔

بہتان کے (7) نقصانات

(1)...... کسی پر بہتان لگانا اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (2)...... لوگوں پر بہتان لگانے والے کو معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔ (3)...... بہتان تراشی سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہوکر رہ جاتا ہے۔ (4)...... بہتان تراش شخص اپنی نظروں میں گر جاتا ہے۔ (5)...... بہتان تراش نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کردیا جاتا ہے۔ (6)...... بہتان تراشی ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے یہ تو منافقین کی عادت ہے۔ (7)...... بہتان تراش حق کو باطل اور باطل کو حق کے ساتھ غلط سلط کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بے گناہ اور معصوم شخص کو مجرم و گنہگار اور مجرم کو بری ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں لگا رہتا ہے۔ (نضرة النعیم)

زبان کی پانچویں آفت ''مذاق اڑانا''

''لا یسخر قوم من قوم'' کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے

مذاق کرنے والے کے ساتھ جنت میں مذاق

کسی کا تذکرہ اس انداز سے کرنا یا اس کا مذاق اس انداز سے اڑانا جس سے لوگ ہنسیں اور دوسرے کو تکلیف پہنچے

مثلاً کسی کے چلنے پھرنے، اٹھنے اور ہنسنے بولنے یا قد وقامت کی نقل اتارنا۔ یہ بھی زبان کی آفت ہے جو کہ انسان کی روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص دوسروں کا مذاق اڑاتا ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا جنت کا ایک دروازہ اس کے لیے کھول دیا جائے گا یہ شخص اس کی طرف بڑھے گا تو ایک دم دروازہ بند کر دیا جائے وہ حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھے گا پھر دروازہ کھلے گا وہ اس کی طرف بڑھے گا پھر بند کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ ہوتا رہے گا۔ ایک مجلس میں ایک شخص کی ریح خارج ہو گئی لوگ ہنسنے لگے تو حضور ﷺ نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ جو کام تم سب کرتے ہو اس پر کیوں ہنستے ہو۔

مذاق اڑانے کے (6) نقصانات

مرشدی ہجویری رحمہ اللہ اس گناہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ دوسروں کا مذاق اڑا کر عبادت کرنے والے مقام معرفت پر کیا پہنچیں گے ان کی تو اپنی ہی نجات بہت مشکل ہے۔ مذاق اڑانے کے (6) اہم نقصانات میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں توجہ سے پڑھیں اور ضرور اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔

(1)...... کسی کا مذاق اڑانا دراصل اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ انسان اس کو چھوٹا وحقیر سمجھ رہا ہوتا ہے۔ (2)...... یہ ایسا عمل ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور انسان دوزخ میں جا سکتا ہے۔ (3)...... نیک لوگ اپنی عزت کی سلامتی کی خاطر ایسے شخص سے دور بھاگتے ہیں۔ (4)...... مذاق اڑانے کا عادی انسان قبول حق اور خیر خواہی کی بات سننے سے محروم رہتا ہے۔ (5)...... مذاق اڑانا انسان کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ جو شخص اللہ کا مقام جانتا ہے۔ وہ اس کے بندوں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ (6)...... سرکشوں، کمینوں اور جاہلوں کے ہاں ایسے شخص کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے۔ (نضرة النعيم)

غلط فہمی کی اصلاح

جس خوش طبعی میں کسی کی دل آزاری نہ ہو اور بطور مشغلہ وعادات کہ نہ ہو تو یہ جائز ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے واقعات میں بھی آتا ہے۔ اس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

زبان کی چھٹی آفت ”تعریف بے جا“

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کی چاپلوسی یا چمچہ گیری کے لیے اس کی تعریف کی جائے اگرچہ حقیقت میں یہ تعریف اس میں ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تعریف اس میں نہ ہوئی تو پھر یہ جھوٹ شمار ہو گا جو سراسر وبال اور نقصان ہے۔

بے جا تعریف کے نقصانات

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنے دوست کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنے دوست کی

گردن کاٹ دی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی بے جا تعریف کرنے میں یہ خرابیاں ہیں۔ (1)......تعریف میں مبالغہ وافراط ہے جو جھوٹ تک پہنچتا ہے۔ (2)......دوسری خرابی ریا ہے کہ تعریف کرنے والا اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے جبکہ دل میں خاک بھی محبت نہیں۔ (3)......تعریف کرنے والا اٹکل کے تیر چلاتا ہے۔ (4)......خرابی یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر فاسق کی تعریف ہے تو فاسق کی تعریف سے خدا کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔

دو خرابیاں اس کے لیے ہیں جس کی تعریف کی جا رہی ہے:۔ (الف)......یہ کہ ممدوح (جس کی تعریف کی جائے) مغرور ہو جاتا ہے اور وہ اپنے نفس کو لائق تعریف سمجھتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لیے ہلاکت اور تباہی ہے۔ (ب) ممدوح اپنے تعریفی پہلو سن کر اپنی کمزوریاں بھلا دیتا ہے یا توجہ نہیں کرتا اور غفلت و سستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر ان نقصانات کا خطرہ نہ ہو تو ایک حد تک تعریف کرنا جائز ہے۔

زبان کی ساتویں آفت ''چغل خوری''

چغل خوری کی تعریف

کسی کا عیب یا قول یا فعل جسے وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا جب کہ وہ عیب واقعی اس میں موجود ہو۔ یا کوئی فتنہ فساد ڈلوانے کی غرض سے ادھر کی بات ادھر نقل کرنا اور ادھر کی اُدھر کرنا چغلی کہلاتا ہے اور اگر وہ عیب اس میں موجود نہ ہو یا اس میں اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کی جائے تو یا برے عنوان سے پیش کیا جائے تو یہ افتراء و بہتان بھی ہے۔ اور جس کی طرف سے چغلی کی گئی اگر اس کے کسی عیب کا اظہار ہے تو غیبت بھی ہے گویا یہ تین گناہ ہو گئے۔ راہ سلوک میں چلنے والے طالبوں میں یہ مرض بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اگر کسی میں یہ مرض موجود ہو تو شیخ کو ضرور اطلاع دے تا کہ اس کی اصلاح ہو سکے۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

(1)...... یہ خصلت انتہائی بری ہے، اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص سے ناراض ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' لایدخل الجنة قتات '' چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (ابوداؤد)۔ (2)......ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے ان کو یہ عذاب کسی ایسے گناہوں کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا جن سے بچنا مشکل ہو۔ ایک کو تو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا۔ (ابوداؤد)

چغلی کے نقصانات

(1)......حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو چغلی لے کر اِدھر اُدھر جاتے ہیں اور دوستوں میں فساد ڈلواتے ہیں اور بے قصوروں کا عیب ڈھونڈتے ہیں وہ بدترین انسان ہیں۔ (2)......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص

بات نہیں چھپا سکتا وہ ولد الزنا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب ''احیاءعلوم الدین'' میں فرماتے ہیں: عام طور پر چغلی اس کو کہا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو جا کر یہ کہے کہ فلاں نے تیرے بارے میں یہ بات کہی ہے۔ جبکہ چغلی صرف اسی ایک شکل کا نام نہیں بلکہ چغلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کو بیان کرنا یا ظاہر کرنا جس کا اظہار ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہو خواہ کوئی بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرے، کہنے والا یا جس کے بارے میں کہا جائے یا کوئی تیسرا دیکھنے والا شخص سب کی ناپسندیدگی برابر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ اظہار تحریری ہو یا تقریری، صراحۃً ہو یا اشارہ اور کنایہ میں یہ سب چغلی کہلائے گا۔

دورخی باتوں کا وبال

چغلی کس قدر قباحتوں اور خباثتوں کا مجموعہ ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ: حماد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام فروخت کیا اور کہا کہ چغل خوری کے سوا اس میں کوئی عیب نہیں مشتری نے کہا مجھے قبول ہے اور خرید کرلے گیا۔ غلام اپنے نئے مالک کے پاس کچھ دن رہنے کے بعد ایک دن اس کی بیوی سے کہنے لگا کہ تیرا شوہر تم سے محبت نہیں کرتا اور وہ تم سے جان چھڑانا چاہتا ہے تم ایسا کرو کہ استرہ لے کر رات کو سوتے میں اس کی گدی کے کچھ بال کاٹ لاؤ میں ان پر سحر کردوں گا جس سے وہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ ادھر جا کر اس کے شوہر سے کہا کہ تمہاری بیوی کا ایک شخص سے معاشقہ چل رہا ہے اور وہ تمہیں قتل کرکے اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اگر اعتماد نہ آئے تو کبھی نیند کی شکل بنا کر دیکھ لو۔ چنانچہ شوہر نے ایک دن نیند کی شکل بنائی تو بیوی استرہ لے کر آئی۔ شوہر نے سمجھا واقعی یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے چنانچہ وہ اٹھا اور اس نے اپنی بیوی کو قتل کردیا اتنے میں بیوی کے گھر والے آئے انہوں نے شوہر کو قتل کردیا۔ یوں دو قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ (احیاء العلوم)

زبان کی آٹھویں آفت ''دورخی باتیں''

دورخی باتوں کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک شخص کے پاس جائے تو کچھ اور کہے اور کسی اور کے پاس جائے تو کچھ اور کہے۔

نقصانات

(1)...... حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دنیا میں دو رخ ہونگے قیامت کے دن اس شخص کے لیے آگ کی دو زبانیں ہونگی۔ (2)...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک کے بدترین بندے وہ لوگ ہونگے جو دنیا میں دو رخ رکھتے ہوں گے۔

زبان کی نویں آفت ''لعنت گوئی''

لعنت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اللہ کی رحمت سے دور غضب یا قہر میں مبتلا یا دوزخی کہنا یا بددعا میں یہ کہنا کہ اللہ تجھے اپنی رحمت سے دور کردے۔ لعنت کی کئی اقسام ہیں ان کی تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

نقصانات

(1)......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قوم نے (لعنت) کا جرم کیا وہ عذاب میں مبتلا ہوگئی۔

(2)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا“۔

عیب چینی کا انجام

امام ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام کسائی رحمہ اللہ اور امام یزیدی رحمہ اللہ ایک مرتبہ ہارون رشید کے یہاں جمع ہوگئے، دونوں علم قرات کے امام ہیں، نماز کا وقت آیا تو امام کسائی رحمہ اللہ نے نماز پڑھائی سورۃ” قل یا ایھا الکافرون “پڑھنی شروع کی، اسی کو بھول گئے، نماز کے بعد امام یزیدی رحمہ اللہ نے کہا (مقام عبرت ہے کہ) کوفہ کے قاری” قل یاایھاالکافرون“ ہی نہ پڑھ سکے۔ بات آئی گئی ہوگئی پھر اتفاق سے ایک دن امام یزیدی رحمہ اللہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو سورہ فاتحہ ہی بھول گئے۔ سلام پھیرنے کے بعد انہیں اپنی غلطی پر احساس ہوا تو ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے۔

تم اپنی زبان بند رکھو ایسی بات کہنے سے جس میں تم خود مبتلا ہو جاؤ بے شک بہت سی مصیبتیں انسان کو اپنی بات سے ہوتی ہیں۔

زبان کے نقصانات اور کمالات اتنے زیادہ ہیں کہ انداز بیان سے باہر، حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہر صبح بدن کے تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے ہیں کہ تو ٹھیک رہنا اگر تو درست رہی تو ہم بھی درست رہیں گے اور اگر تو بگڑ گئی تو ہم بھی بگڑ جائیں گے۔

زبان کی دیگر آفتیں

(1)......بے ضرورت کلام کرنا۔ (2)......ضرورت سے زائد بات کرنا۔ (3)......حرام چیزوں کا تذکرہ کرنا (مثلاً فلم کی سٹوری گناہ گاروں کی مجلسوں کا ذکر وغیرہ۔ (4)......جھگڑا کرنا۔ (5)...... دوسرے کی حقارت کی غرض سے شور مچانا۔ (6)......گالم گلوچ اور فحش کلامی کرنا۔ (7)......گانا اور غلط اشعار پڑھنا۔ (8)......کسی کا راز ظاہر کرنا۔ (9)......جھوٹا وعدہ کرنا۔ (10)......اپنی غلطیوں سے بے خبر رہنا۔ (11)......عوام میں ایسی باتیں کرنا جو ان کی سمجھ سے باہر ہوں (مثلاً تقدیر اور ذات وصفات خداوندی سے متعلق گفتگو کرنا وغیرہ) (احیاء العلوم)

زبان کی حفاظت کے تین علاج

(1)......بات کرنے سے پہلے تھوڑی دیر سوچنا۔ (2)......گفتگو کے دوران خیال رکھنا۔ (3)......گفتگو کے بعد اس کا تدارک کرنا۔

☆......☆......☆

قلب کی آفات کا بیان

دل کی پہلی برائی ''غصہ''

غصہ ایک آگ ہے

غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا زبان سے بہت سی ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جو نہیں کرنی چاہیے تھیں اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ غصے کا اصل مقام دل ہے اور یہیں سے ابھرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین'' اور غصہ کو ضبط کرنے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو اپنے مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصہ کو ضبط کرے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غصہ ایک آگ ہے جو قلب میں چھپی ہوئی ہے جس طرح راکھ میں چنگاریاں اور جذبہ تکبر اس چنگاری کو باہر لاتا ہے شاید یہ وہ ہی آگ ہے جس سے شیطان کی تخلیق ہوئی۔

اور فرماتے ہیں جب کسی کو غصہ آتا ہے تو غضب کی آگ ابھرتی ہے جس سے قلب کا خون کھولنے لگتا ہے اور رگ رگ میں پھیل جاتا ہے پھر کھولتے ہوئے اوپر کی طرف آ جاتا ہے پھر اگر اپنے سے کمزور پر غصہ ہے تو چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور اپنے سے طاقتور پر غصہ ہے تو چہرہ زرد ہو جاتا ہے اور اپنے برابر پر غصہ ہو تو چہرہ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا ہے۔

غصہ کے (9) نقصانات

غصہ انسانی ذہن کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے نقصانات بھی پہنچاتا ہے کہ زندگی ایک تلخ حقیقت بن کر رہ جاتی ہے اور انسان اپنی شخصیت کا توازن بھی کھو بیٹھتا ہے، غصہ کے نقصانات درج ذیل ہیں۔

(1)......غصہ کی حالت میں انسانی ذہن بالکل ماؤف ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ معمولی کام بھی سرانجام نہیں دے سکتا اور روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ (2)......غصہ کی حالت میں جذباتی توازن خراب ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں انسانی رویے میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ (3)......غصہ کی حالت میں شخصیت میں وہ کشش نہیں رہتی جو کہ نارمل حالات میں ہوتی ہے۔ (4)......غصہ کی حالت میں مہمانوں، دوستوں اور عزیز واقارب سے رویے میں تبدیلی آ جاتی ہے، جس سے نہ صرف انسان ان کی نظر میں گر جاتا ہے بلکہ اپنے سماجی اور اخلاقی حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (5)......غصہ کی حالت میں یادداشت میں کمی ہو جاتی ہے اور دماغی صلاحیتیں بھی کم ہو جاتی ہیں۔ (6)......غصہ کی حالت میں انسان حالات کا مقابلہ درست طور پر نہیں کر سکتا بلکہ غصہ اسے آئندہ ناموافق حالات کا مقابلہ کرنے کا بھی اہل نہیں چھوڑتا۔ (7)......غصہ کی حالت میں انسان کی سوچ منفی ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان ایسے نتائج پر پہنچ جاتا ہے یا فیصلہ کر لیتا جو اس کے

لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ (8)......غصہ کی وجہ سے بعض ذہنی اور جسمانی عوارض پیدا ہو جاتے ہیں، جن میں بلڈ پریشر، معدے کا السر، سر کا درد اور ڈپریشن کے دورے وغیرہ شامل ہیں۔ (9)......غصہ نہایت ہی بری بلا ہے، مار پیٹ گالی اور زبان درازی کے گناہ کراتا ہے، حسد کینہ، بدگمانی، کسی کی بے عزتی کرنا یہ سب غصے ہی کے کرشمات ہیں۔

غصہ کا علاج

غصہ کو بہت روکنے کی مشق کرنی چاہیے کہ نفس پر جبر کر کے اس کو بھڑکنے نہ دے اس سے ان شاءاللہ غصہ مطیع ہو جائے گا اس کا طریقہ یہ ہے غصہ کے وقت اپنی حالت کو بدل لے مثلاً اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے یا لیٹ جائے جس پر غصہ آیا ہے اس کو وہاں سے ہٹا دے یا خود وہاں سے ہٹ جائے ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھے کیوں کہ یہ شیطانی اثر ہے۔

اور خدا تعالیٰ کی قدرت کو یاد کرے سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں اللہ کا قصوروار ہوں، جیسے میں چاہتا ہوں اللہ میرے قصور کو معاف کر دے تو مجھے بھی چاہیے کہ میں اس کے قصور کو معاف کر دوں۔ اگر اس سے بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہو تو وضو کر لے اور اپنا رخسار زمین پر رکھے تا کہ تکبر ٹوٹے اور اس تحمل کی بدولت مسلمان شب بیدار، روزہ دار کا مرتبہ پا لیتا ہے۔

دل کی دوسری برائی ''حسد''

''وھو یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب''

حسد کا مطلب یہ ہے کسی کو کھاتا پیتا، پھلتا پھولتا یا عزت و آبرو کو دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس سے اس نعمت کے جاتے رہنے کو پسند کرنا۔ اللہ پاک اپنے کلام مقدس میں فرماتے ہیں۔ ''ومن شر حاسد اذا حسد'' اور پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والوں کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگیں۔

زمین و آسمان میں سب سے پہلا حسد

بعض حضرات نے فرمایا: آسمان میں بھی سب سے پہلے جس گناہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی وہ حسد ہے زمین میں بھی سب سے پہلے جس گناہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی وہ حسد ہے۔

آسمان میں تو ابلیس نے آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین میں قابیل نے ہابیل سے حسد کیا۔

حاسد آپ اپنا دشمن

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حاسد مثل اس کے ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے لئے پتھر پھینکے اور پتھر دشمن کو لگنے کی بجائے اس کی اپنی داہنی آنکھ پر لگے اور آنکھ پھوٹ جائے۔ اس سے شخص کو غصہ آئے اور وہ پھر زور سے پتھر مارے اور وہ اسی طرح اپنی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے۔ پھر پتھر مارے اور سر توڑ ڈالے۔ اسی طرح دشمن کی طرف پتھر پھینک پھینک کر آپ زخمی ہو اور دشمن صحیح سالم رہے اور مخالف دیکھ دیکھ کر ہنسیں۔

حسد کے (7) نقصانات

(1)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے عداوت نہ رکھو، کسی نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کون عداوت رکھتا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ جو دوسروں سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتے ہیں‘‘۔ اور ظاہر ہے جو بندہ اللہ پاک سے عداوت رکھے گا کبھی سکھ نہ پا سکے ’’الحسد مذموم وصاحبه مغموم ‘‘حسد بہت بری بات ہے اور حسد کرنے والا ہمیشہ غم میں ڈوبا رہتا ہے۔ (2)......حسد کرنے پر جس سے حسد کیا ہے اس کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا البتہ حسد کرنے والا اپنے اعمال صالحہ کو ضائع کر لیتا ہے۔ (3)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کسی آسمانی کتب میں فرماتے ہیں کہ حاسد میری عطا کردہ نعمت کا دشمن، میرے فیصلے پر غضبناک اور میری تقسیم پر ناراض رہتا ہے‘‘۔ (4)......حضور ﷺ کا ارشاد ہے حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑیوں کو جلاتی ہے (ابو دوؤد)۔ (5)......حضرت زکریا علیہ السلام کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے کسی بندے پر نعمت دیکھ کر حسد کرنے والا گویا میری تقسیم پر راضی نہیں جو میں نے اس پر فرمائی ہے۔ اگر آج ہم دیکھیں تو ہمیں زندگی میں بہت سے اختلافات اور ناچاقیوں کے پیچھے حسد ہی کی آگ نظر آتی ہے۔ فقیہ منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

الا قل لمن ظل لی حاسدا　　اتدری علی من اسات الادب
اسات علی الله فی حکمه　　اذا انت لم ترض لی ماوهب

یعنی میرے حاسد سے کہہ دیجئے کہ کیا آپ کو پتہ بھی ہے کہ آپ نے حسد کر کے کس کی بے ادبی کی ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت مجھے عطا کی ہے آپ اس پر خوش نہیں ہیں۔

ایک اللہ والے فرمانے لگے حسد کرنیوالے پر پانچ خطرناک اور تباہ کن عذابات نازل ہوتے ہیں: (1)......حسد کرنے والا غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (2)......جو مصیبت اس پر آتی ہے حسد کرنے والے کو اس پر اجر نہیں ملتا۔ (3)......لوگوں کی مذمت میں مبتلا ہو جاتا ہے (جو کہ بہت نقصان کا سبب ہے)۔ (4)......اللہ تعالیٰ کا اس پر سخت غصہ ہوتا ہے۔ (5)......رزق اور خیر کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔

علاج:۔ (1)......سب سے پہلے تو یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو تکلیف اور نقصان ہے اور جو حسد کے نقصانات ابھی ذکر ہوئے ہیں ان کو سوچا کرے۔ (2)......حسد کا دوسرا علاج یہ ہے کہ جس سے حسد ہو اس کی تعریفیں کیا کرے اور اسکے سامنے تواضع اور اس نعمت پر مسرت کا اظہار کیا کرے۔ (3)......حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مراقبے میں دیکھا کہ مومن کے قلب میں دنیا اور اس کی ساری نعمتیں سما گئی ہیں۔ اور یہ سوچے کہ جب مومن کا دل اتنا وسیع ہے اور ایسی صفات کا حامل ہے تو اس کو بلا وجہ حسد سے خراب کرنا نہیں چاہیے۔

بغض کے (6) نقصانات

(1)......جو شخص بغض میں مبتلا ہوتا ہے وہ اللہ کی نظر میں بھی اور انسانوں کی نظر میں بھی قابل نفرت ہوتا ہے۔ (2)......بغض دل کو اندھا کر دیتا ہے اور عبادت کے نور کو بجھا دیتا ہے۔ (3)......جس کے دل میں انسانوں کا بغض پیدا ہو جاتا ہے اس کیلئے انسانوں کے درمیان زندگی گزارنا محال ہو جاتا ہے۔ (4)......ایسا شخص انسانی معاشرے سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔ (5)......وہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ (6)......بغض کا ہونا باطنی گندگی اور کمینگی کی دلیل ہے۔ (نضرۃ النعیم)

دل کی تیسری برائی ''ریاکاری''

ریاکاری کی اقسام

ریاکاری کا مطلب یہ ہے کہ نیک کام دکھلاوے کیلئے کیے جائیں۔ ''فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یرآءون'' (الماعون) (افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا کہ (ان یسر الریآ شرک) (ابن ماجہ) ''تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے''

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ریاکاری کی کئی قسمیں ہیں: (1)......کبھی تو یہ ریاکاری واضح الفاظ میں ہوتی ہے مثلاً میں نے رات کو اتنا قرآن مجید پڑھا یا رات کو میں اٹھا تھا یا کبھی اشارۃً ہوتا ہے مثلاً کہیں حج کے معاملات کا ذکر ہو رہا تھا تو یہ صاحب فوراً بول پڑے کہ نہیں صاحب جب ہم گئے تو ہمارے ساتھ تو اس طرح نہیں ہوا تھا۔ (2)......کبھی بدن کے ذریعے سے ہوتا ہے جیسے بدن سے شکستگی اور کمزوری کا ظاہر کرنا جس سے یہ ظاہر ہو کہ میرا روزہ ہے۔ یا آواز کو نہایت ہی پست کرے جس سے لوگ سمجھیں کہ عبادت کرتے کرتے نہایت ہی ضعیف ہو گیا کہ آواز نہیں نکلتی۔ آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گیا کہ بڑا اللہ والا ہے ہر وقت ذکر و فکر میں دھیان لگائے رہتا ہے۔ (3)......کبھی لباس کے ذریعے سے ہوتا ہے کہ موٹے کپڑے پہنے یا میلا کچیلا رہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ صوفی صاحب ہیں۔ (4)......عمل میں ریا یعنی قیام رکوع لمبا کرنا یا اگر معلوم ہو کہ ان کو کوئی نماز پڑھتا دیکھ رہا ہے تو فوراً سکینت اور اطمینان سے پڑھنا تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نماز خشوع سے بھری ہوئی ہے۔

ریا کی ایک قسم ریا خفی ہے وہ چیونٹی کی چال سے بھی باریک ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نیک اعمال کے وقت تو دل میں ریاکاری نہیں تھی لیکن جب یہ عمل لوگوں پر ظاہر ہوا تو یا دل میں یہ احساس ہو کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو اس کے بعد دل میں مسرت ہو۔

ریاکاری اپنی بڑائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس شخص میں ریاکاری ہو تو وہ دوسروں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت بڑھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ مثلاً: تنہائی میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک آدمی آیا تو اب ہماری نماز میں ذرا اہتمام پیدا ہوا اور خوب

ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا شروع کر دی تو یہ ریا ہے یہ اس لئے تا کہ وہ آدمی یہ سمجھے کہ یہ تو بہت خوبصورت نماز پڑھتا ہے اور جب وہ سمجھے گا تو اس کے دل میں عقیدت پیدا ہوگی، ریا کار کا مقصود بھی یہی تھا کہ اس شخص کے دل میں اس کی قدر ومنزلت پیدا ہو۔ ریا اس میں بھی ہوتی ہے کہ گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو اہتمام نہیں ہوتا اور جب مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اہتمام ہوتا ہے۔ جب دونوں نمازوں کے انداز میں فرق ہے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کی مسجد کی نماز ریا کاری ہے ورنہ وجہ کیا ہے کہ مسجد اور گھر کی نماز میں فرق پیدا ہوا؟......! با قاعدہ اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ ہم جس طرح خلوت میں نماز کا اہتمام کرتے ہیں، اسی طرح جلوت میں بھی اہتمام کریں۔

ریا اس صورت میں بھی ہے کہ آدمی سبق پڑھاتا ہے، استاذ طلبہ سے مانوس، طلبہ استاذ سے مانوس لیکن ایک صورت یہ پیدا ہوئی کہ دوسری جگہ پڑھانے کا موقع ملا جہاں سے وہ مانوس نہیں، اب ان نئے افراد کی وجہ سے کسی اور عمدہ انداز میں پڑھانا شروع کیا یہ سب ریا ہے۔ ایک آدمی نظیف الطبع نہیں ہے۔ لیکن جب کسی جگہ ملاقات کیلئے جاتا ہے تو اتنے تکلفات کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے ابھی حمام سے نکل کر ’’دولہا میاں‘‘ آرہے ہیں۔ مسجد میں جانے کیلئے اہتمام نہیں، ملاقات کیلئے اہتمام تو یہ بھی ریا کاری ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں بڑائی آئے۔ لباس کا قیمتی ہونا ضروری نہیں، نظیف ہونا ضروری ہے آپ کے جسم کے تمام اعضاء کی نظافت ضروری ہے۔ ان تمام چیزوں کا اہتمام کریں گے تو پھر سمجھا جائے گا کہ آپ نظیف الطبع ہیں اور نظافت ہمیشہ ہو، اگر صرف ملاقات کے لئے ہو تو یہ ریا کاری ہے۔

ریا کاری کی پانچ نشانیاں

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے ریا کی پانچ قسمیں لکھی ہیں: (1)......’’ریا بالبدن‘‘ بعض ریا کار اپنے بدن کو لاغر اور دبلا کر لیتے ہیں اور عوام کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم دین کے غم اور خوف آخرت کے غلبہ کی وجہ سے کمزور ہوتے جارہے ہیں۔ (2)......’’ریا بالھیۃ‘‘ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مادی مفادات کے طالب گار بالوں کو پراگندہ رکھتے ہیں، ماتھے پر سجدے کا نشان بنا لیتے ہیں، فقیرانہ لباس پہنتے ہیں اور ایسی ہیئت اور شکل وصورت بنا لیتے ہیں کہ دیکھنے والے انہیں اللہ والے سمجھیں جبکہ وہ ایسے ہوتے نہیں۔ (3)......’’ریا بالقول‘‘ ریا کی یہ قسم اہل دین میں عام طور پر پائی جاتی ہے وہ وعظ و تذکیر قائم کرتے ہیں، حکیمانہ اور عالمانہ گفتگو کرتے ہیں، علمی گہرائی اور گیرائی کا نقش قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں حالانکہ وہ خود نہ تو معروف پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی منکر سے اجتناب کرتے ہیں، ان میں سے بعض ذکر وفکر میں ہمہ وقتی مشغولیات کا تاثر دیتے ہیں۔ (4)......’’ریا بالعمل‘‘ دکھاوے کیلئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا، صدقہ وخیرات کرنا اور حج اور عمرے کرنا ’’ریا بالعمل‘‘ میں شامل ہے۔ (5)......’’ریا بالشیوخ‘‘ اس بیماری میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ علماء ومشائخ کو حیلے بہانے سے اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے ہیں اور پھر پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں فلاں شیوخ آتے ہیں یونہی یہ مشاہیر کا اکثر تذکرہ کرتے ہیں تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ان کے تعلقات بڑے بڑے لوگوں سے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریا کار کی تین علامتیں ہیں: (1)......عبادت کے معاملے میں تنہائی میں بہت سست ہو۔ (2)...... جب لوگوں کے ساتھ ہوتو دلچسپی اور لگن کا مظاہرہ کرے۔ (3)......اگر کوئی تعریف کردے تو نیکی اور زیادہ کرے اور اگر کوئی اعتراض کردے تو نیکی سے کنارہ کش ہوجائے۔

ریا کے نقصانات

(1)......ریا سے اعمال باطل ہوجاتے ہیں اور ان کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ (2)......ریا کار اللہ تعالیٰ کی نظر میں ملعون اور مردود ہوتا ہے۔ (3)......ریا دل کی سرزمین میں موجود ایک بدبودار درخت کی ٹہنی ہے، جس کا پھل دنیا میں خوف وغم اور قلبی ظلمت کی صورت میں اور آخرت میں زقوم اور دائمی عذاب کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ (4)......ریا کار کو قیامت کے دن سرعام رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (5)......ریا نیک عمل کو گناہ میں بدل دیتی ہے۔ (6)......ریا کار دنیا میں بھی بالآخر رسوا ہوجاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک جب بندوں کو انعامات عطا فرمائے گا تو فرمائے گا ان ہی کے پاس جاؤ جن کے دکھانے کے لیے تم عبادت کرتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں غازی، عالم، سخی کی پیشی ہوگی تینوں اپنے اپنے اعمال کا ذکر فرمائیں گے اللہ پاک فرمائیں گے (کہ جھوٹ بولتے ہو) تم نے محض لوگوں کو دکھلانے کے لیے یہ سارے اعمال کیے تھے ان ہی سے اس کا اجر لے لو۔ (ملخصاً)

ریا کار کے (4) نام

کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قیامت میں نجات کس کام کی وجہ سے ہوگی۔ فرمایا: اللہ کے ساتھ دھوکہ نہ کرو، عرض کیا اللہ کے ساتھ دھوکہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ''اللہ کے حکم پر عمل، صرف اللہ کیلئے کرو غیر اللہ کیلئے نہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کیلئے عمل کرنا ہی اللہ کے ساتھ دھوکہ کرنا ہے۔ ریا سے بچو کیونکہ ریا شرک ہے، ریا کار کو قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے۔ یا کافر، یا فاجر، یا غادر (دھوکہ باز) یا خاسر، تیرا عمل ضائع ہوگیا۔ تیرا اجر ختم ہوگیا آج تیرا کوئی حصہ نہیں اور دھوکہ باز اپنے عمل کا بدلہ اسی سے لے جس کیلئے تو نے عمل کیا تھا۔ اس حدیث کے راوی (صحابی) نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے (تنبیہ الغافلین)

ریا کی بدولت نیکی کا برائی بن جانا

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس کی پاکیزگی کے باعث فرشتوں میں مشہور ہوجاتا ہے اور دفتر خداوندی میں اس کا اندراج بھی ہوجاتا ہے پھر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں اس عمل سے فخر پیدا ہوجاتا ہے وہ بار بار اور جابجا اس کا ذکر کرتا ہے حتیٰ کہ وہ عمل ریا بن جاتا ہے اور انتہا یہ ہے کہ دفتر خداوندی میں وہ عمل گناہ بن جاتا ہے۔

ریا کاری کی (3) صورتیں

بزرگوں نے ریا کاری کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ (1)......مخلوق کی خاطر کوئی عبادت کرنا، یہ بالکل واضح

ریا کاری ہے اور نا جائز ہے۔ (2)...... مخلوق کی وجہ سے کسی نیک عمل کو چھوڑ نا...... یہ بھی ریا کاری ہے۔ مثلاً کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آیا اور کسی نے اس کو دیکھ لیا تو اب اس نے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دی...... یہ بھی ریا کاری میں شامل ہے۔ (3)...... مخلوق کی وجہ سے کسی نیک عمل کو چھپانا...... یہ بھی ریا کاری ہے مثلاً کوئی شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے ادھر ادھر دیکھتا ہے کہ مجھے کوئی دیکھ تو نہیں رہا، جب اس کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تو پھر نماز پڑھتا ہے اور جہاں پتہ چلا کہ فلاں دیکھ رہا ہے تو نہ نماز پڑھتا ہے کہ کہیں لوگ مجھے عبادت گزار نہ کہیں تو یہ بھی ریا کاری ہے۔

ان تینوں صورتوں میں ایک بات مشترک ہے وہ یہ کہ عبادت کر رہا ہے تو مخلوق کیلئے، چھوڑ رہا ہے تو مخلوق کیلئے چھپا رہا ہے تو بھی مخلوق کیلئے حالانکہ عبادت تو خالق کیلئے ہوتی ہے اس نے تینوں صورتوں میں مخلوق کو سامنے رکھ لیا تو یہ سب مخلوق کے واسطے ہو گیا اور یہی ریا کاری ہے۔ ہاں! یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صرف ریا کا وسوسہ ریا نہیں کیونکہ جس طرح اخلاص اپنے ارادہ سے ہوتا ہے اسی طرح ریا کاری بھی ارادہ سے ہوتی ہے۔ سو اگر ہم نے اپنے عمل میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ کر لیا تو خود بخود وسوسے اور خیالات آئیں کہ فلاں آدمی دیکھ لے گا جب یہ نیت نہیں تو ریاری خود بخود نہیں چپک سکتی......

ریا کا علاج

ہر عمل سے پہلے اپنی نیت کو دیکھ لیا کریں کہ اس میں اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا تو نہیں اگر ہو تو اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ! میں تو بس تیری رضا کے لیے کر رہا ہوں۔ اس کے بعد وسوسے اگر آتے رہیں کہ تیرے عمل میں ریا کاری ہے تو نفس کو اس طرح سمجھائیں کہ جو میرے بس میں تھا وہ میں نے کر لیا وسوسہ میرے بس میں ہے نہیں تو میں ان کی طرف توجہ کیوں کروں۔

دل کی چوتھی برائی ”تکبر“

تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو علم میں یا عبادت یا دینداری میں یا حسب و نسب یا مال و دولت، عزت و آبرو، عقل یا کسی اور بات میں اپنے کو زیادہ سمجھے اور دوسروں کو کم تر و حقیر جانے۔

نقصانات

(1)...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”ان اللہ لا یحب المتکبرین“ بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ (2)...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”لا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال حبۃ من کبر“ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر یعنی اپنی بڑائی ہو۔ (بخاری)۔ (3)...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص پانچ لوگوں کو حقیر سمجھے گا پانچ چیزوں سے محروم رہے گا۔ (الف)...... جو علماء کو کمتر سمجھے گا اسکا دین برباد ہو جائیگا۔ (ب)...... جو مالداروں کا کمتر سمجھے گا وہ دنیاوی فوائد سے محروم رہیگا۔ (پ)...... جو پڑوسیوں کو کمتر سمجھے گا وہ ہمسایوں کے نفع سے محروم رہیگا۔ (ت)...... جو رشتہ داروں کو گھٹیا سمجھے گا وہ محبت والفت سے محروم ہو جائیگا۔ (ث)...... جو اپنی بیوی کو کمتر سمجھے گا وہ اچھی زندگی سے محروم ہو جائیگا۔ (منبہات ابن حجر العسقلانی) (4)...... تکبر کرنیوالے آدمی سے لوگ

دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اگر چہ ڈر کے مارے اس کی آؤ بھگت کرتے رہیں۔ (5)...... تکبر کرنے والا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا بلکہ حق بات کہنے والے کو برا جانتا ہے اور نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

تکبر سب سے بڑا حجاب

شیخ ابو سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب ہیں اور نہ عرش بلکہ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑا حجاب تکبر و غرور ہے (اور اس کا نفس) ہے۔ یہ پردے درمیان سے اٹھ جائیں تو بندہ خودبخود اللہ پاک تک پہنچ جاتا ہے۔

سبق آموز نصیحت

ایک دن ابن سماک رحمہ اللہ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس گئے، خلیفہ کو پیاس لگی، پانی مانگا اور وہ پانی پینے کو تھا کہ ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: امیر المؤمنین! ذرا ٹھہر جایئے، پہلے یہ بتایئے کہ اگر آپ کو پانی نہ ملے تو شدت پیاس میں آپ ایک پیالہ پانی کس قیمت تک خرید سکیں گے؟ ہارون الرشید نے کہا کہ آدھی سلطنت دے کر لے لوں گا۔ ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: آپ پی لیجئے، جب وہ پانی پی چکے تو پھر کہا اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں رہ جائے اور نہ نکلے تو اس کے نکلوانے کے عوض آپ کیا خرچ کریں گے؟ خلیفہ نے کہا کہ باقی تمام سلطنت دے دوں گا۔ ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا:

بس! یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا تمام ملک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب کی قیمت رکھتا ہے، پس اس پر کبھی تکبر نہ کیجئے اور جہاں تک ہو سکے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کیجئے۔ تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ہارون الرشید پر اس بات کا بڑا اثر ہوا اور وہ دیر تک روتے رہے۔

ذرا سے تکبر پر تیس سال استغفار کرنا

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسلسل تیس سال سے میں صرف ایک شکر یہ ادا کرنے پر مصروف استغفار ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ ادائے شکر پر استغفار سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا ایک روز بازار بغداد میں آگ لگی جس سے میری دکان جلنے سے محفوظ رہ گئی اس وقت میری زبان سے ''الحمدللہ'' نکلا۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ اس سے تو یہ واضح ہوا کہ میں خود کو تمام مخلوق سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور دوسروں کی تکلیف کا مجھے احساس نہیں۔ اس قصور پر برابر توبہ کر رہا ہوں۔ اس واقعے میں ان لوگوں کیلئے کتنی فکر کی بات ہے جو اور لوگوں کی تکالیف پر خوش ہوتے ہیں۔

تکبر کا علاج

(1)...... تکبر کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت پر غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں، ساری خوبیاں اللہ پاک کی دی ہوئی ہیں وہ اگر چاہے تو ابھی لے لے، بس اس وقت صرف اللہ پاک کی بڑائی سامنے ہو۔ (2)...... جس شخص کو حقیر سمجھا ہے اس کے ساتھ نہایت ہی عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کرے شیخی اور بڑا پن دل سے نکل جائے

گا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کافر کو بھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ مرنے سے پہلے ابھی اس کے مسلمان ہونیکی امید باقی ہے۔ لیکن حقیر سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے کفر سے نفرت نہ کی جائے۔ (3)...... جب بھی کوئی شخص سامنے آئے بالخصوص چھوٹے درجے کا آدمی سامنے آئے تو اسکو خود ہی سلام کرلیا کرے۔

دل کی پانچویں برائی ''بخل''

بخل ایک عذاب

جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً ضروری ہو اس میں تنگ دلی کرنا بخل ہے۔ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ کہتے ہیں ''اسلاف فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جب کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو ان کے بدترین لوگوں کو ان کا حکمران بنا دیتا ہے اور انکی معیشت اور کاروبار پر بخیلوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخیل کی طرف دیکھنے سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے اور اس کی ملاقات سے مومن کا دل غمگین ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی بہن رحمہا اللہ کا قول ہے: بخل اور بخیل سے اللہ کی پناہ! اگر بخل قمیص ہوتا تو میں اسے کبھی نہ پہنتی اور اگر وہ کوئی راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی۔ (احیاء العلوم الدین)

نقصانات

(1)...... اللہ پاک اپنے کلام مقدس میں فرماتے ہیں: ''ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه'' اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہے۔ (2)...... مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ بخل کرے اور اس کی وجہ سے جہنم میں جائے بخل کی وجہ مال کی محبت ہوتی ہے اور مال کی محبت دنیا کی طرف متوجہ کرتی ہے جس کی وجہ سے اللہ پاک کی محبت کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے، اور بخیل حسرت کی نگاہ سے اپنا جمع کیا ہوا مال دیکھتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً اسے آخرت کا سفر کرنا پڑتا ہے اور اس کو اپنے خالق کی ملاقات محبوب نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں آیا ہے جو شخص مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہ کرے وہ جہنمی ہے۔ (3)...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو خدائے تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اسکا مال زہریلا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اور ظاہر ہے زکوٰۃ نہ دینا بخل ہی کی وجہ سے ہوتا۔ (4)...... دوسری حدیث میں فرمایا کہ بخل کی وجہ سے لوگ حلال کو حرام کر لیتے ہیں، بخل کی وجہ سے فسق و فجور پھیلتا ہے اور فرمایا اسلام کو جتنا بخل مٹاتا ہے اتنی کوئی چیز نہیں مٹاتی۔ (5)...... حدیث میں ہے کہ اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ کہ اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والبخیل بعید من الله بعید من الجنة بعید من الناس قریب من النار'' (کنجوس اللہ تعالیٰ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے)۔ (رواہ ترمذی)

بخل کا علاج

(1)...... بخل سے بچنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ بخل کے جو بھی نقصانات ہیں مثلاً آخرت کی تباہی یا دنیا کی بدنامی ان کو سوچا کرے۔ (2)...... یہ سوچا کرے کہ مال بخیل کے ساتھ قبر میں جانے والا نہیں ہے دنیا میں جو مال انسان کو دیا گیا ہے اسکا مقصد یہ

ہے کہ اس کو اپنی ضرورتوں پر خرچ کیا جائے اور جو مال اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اس کو اپنی طبیعت پر زور ڈال کر وہ چیز کسی کو دے دیا کرے اگر چہ اس سے نفس کو تکلیف ہو اور جب تک کنجوسی کا اثر دل سے نکل نہ جایا کرے یوں ہی کیا کرے۔ (3)...... مال کی محبت دل سے نکالنے کی بھر پور کوشش کیا کرے اور اسکا طریقہ یہ ہے موت کو کثرت سے یاد کیا کرے۔

دل کی چھٹی برائی ''دنیا کی محبت''

دنیا صرف مال و دولت ہی کا نام نہیں بلکہ موت سے پہلے کی تمام حالت ہی دنیا ہے، دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے اسی سے اکثر مہلک باطنی امراض مثلاً غرور، کینہ، حسد، ریا، تفاخر وغیرہ کی حرص پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کی مثالیں

دنیا مذموم کی مثال سانپ کی سی ہے بچہ جسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس سے کھیلنے کو جی چاہتا ہے، مگر درحقیقت وہ ایک زہریلا جانور ہے جو کسی بھی وقت بچے کو ڈس سکتا ہے۔ ☆ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیا کی مثال سایہ کی ہے اگرتم اس کے پیچھے دوڑو گے تو یہ دور ہو جائے گی اور اگر پس پشت ڈال دو گے تو تمہاری طرف کھنچ کر آ جائے گی اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا کا کاروبار ترک کر دو بلکہ حلال ذریعہ سے کماؤ اور دین کو ہر مقام پر مقدم رکھو ؎

نمی گویم کہ از دنیا جدا باش   بہر حالیکہ باشی باخدا باش

(میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا سے الگ تھلگ رہو جس حال میں بھی رہو باخدا بن کر رہو۔)

جس طرح کشتی کے باہر پانی رہے تو کشتی چلتی رہتی ہے اور اگر کشتی کے اندر پانی آ جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے، اسی طرح دنیا اگر مومن کی جیب میں رہے تو ٹھیک ہے اگر دل میں آ جائے تو سراپا نقصان ہے۔ اور جس کو دنیا غافل نہ کرے تو وہ اس کے لیے نعمت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے: ''نعم المال الصالح للرجل الصالح'' (اچھی کمائی مرد صالح کے لیے نعمت ہے کیونکہ اگر مرد صالح ہے تو اللہ کی راہ میں، غریبوں میں، اور کار خیر میں خرچ کرے گا اور اگر دنیا کی محبت میں مبتلا ہے تو جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر مال حاصل کرے گا اور لوگوں کے حقوق دبائے گا۔

کافر کی کامیابی سے خوش نہ ہوں......!

مومن پر جو مصیبت آتی ہے حتیٰ کہ کانٹا لگنے کی تکلیف محسوس ہو اس سے بھی ہلکی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس بندے کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

میری مشکل کو نہ دنیا میں آساں کر سکا کوئی   مصیبت میں جو کام آیا میرا پروردگار آیا

روایت ہے کہ پہلے زمانے میں ایک مومن اور کافر مل کر مچھلیوں کا شکار کرنے چلے کافر نے اپنے خداؤں کا نام لے کر جال ڈالا اور نکالا تو بہت سی مچھلیاں ہاتھ لگیں اور مومن نے اپنے اللہ کا نام لے کر جال ڈالا مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہ لگی۔ حتیٰ کہ غروب کے وقت ایک مچھلی ہاتھ لگی مگر وہ بھی ہاتھ سے نکل کر پانی میں چلی گئی، اور مومن خالی ہاتھ واپس لوٹا، جبکہ کافر اپنی زنبیل

بھر کر واپس آیا۔ اس واقعہ سے اس فرشتے کو بھی بہت افسوس ہوا جو مومن کے ساتھ مقرر تھا۔ مگر جب وہ آسمان کی طرف گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مومن کا بہشت میں ٹھکانہ دکھایا تو فرشتہ نے وہ دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم یہ ٹھکانہ مل جانے کے بعد اس مومن کو جو بھی پریشانی اور آفت آئے اس کا کوئی حرج نہیں پھر اسے کافر کا ٹھکانہ دکھایا تو کہنے لگا خدا کی قسم اسے ٹھکانے کے بعد دنیا میں اسے جو کچھ مل جائے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔

بیماریاں جھیلنا اذیتیں برداشت کرنا مومن سے اس کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم اس کا منتظر ہے۔

موت سے بچنا ممکن نہیں؟

کہتے ہیں ایک آدمی کو موت کا خوف وخطرہ لاحق ہو گیا، وہ بھاگنے لگا اسے بہت تیز آواز آئی: ’’موت تیرے پیچھے نہیں، تیرے آگے ہے‘‘ وہ آدمی فوراً مڑا اور الٹی سمت بھاگنے لگا، آواز آئی: ’’موت تیرے پیچھے نہیں، تیرے آگے ہے‘‘ وہ آدمی بولا: پیچھے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے، آگے کو دوڑتا ہوں تو پھر بھی موت آگے ہے، آواز آئی: ’’موت تیرے ساتھ ہے، تیرے اندر ہے، ٹھہر جاؤ تم بھاگ کر نہیں جا سکتے، جو علاقہ زندگی کا ہے وہ سارا علاقہ موت کا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ جواب ملا: صرف انتظار کرو، موت اس وقت خود ہی آجائے گی جب زندگی ختم ہو گی اور زندگی ضرور ختم ہو گی، زندگی کا ایک نام موت ہے، زندگی اپنا عمل ترک کر دے تو اسے موت کہتے ہیں۔

اس آدمی نے پھر سوال کیا: مجھے موت کی شکل دکھا دو تا کہ میں اسے پہچان لوں۔ آواز آئی: آئینہ دیکھو، موت کا چہرہ تیرا اپنا ہے۔ اسی نے میت بننا ہے، اسی نے مردہ کہلانا ہے، موت سے بچنا ممکن نہیں۔ جب موت ایک اٹل حقیقت ہے تو اس عارضی دنیا میں ناجائز دنیا کما کر اور گناہ کر کے اسے کیوں ناراض کیا جائے......!

مال کمانا برا نہیں ...... مال کی محبت بری ہے

اچھا مال نیک آدمی کیلئے اچھی چیز ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف ہو، وہ مال کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کرے گا۔ جس طرح خزانچی خزانے کے مال کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کرتا اگرچہ روزانہ لاکھوں، کروڑوں روپے اسکے ہاتھ سے نکلتے ہیں، اسی طرح مومن کو یہی حکم ہے کہ اپنی مرضی سے مال خرچ نہ کرو، جہاں ہم کہیں وہاں خرچ کرو اور جہاں خرچ کرنے سے منع کر دیں رک جاؤ اللہ والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ مال کو دل کے اندر نہیں بساتے۔

عجیب واقعہ

حضرت ملا جامی رحمہ اللہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے آباد کرنے اور اصلاح کی غرض سے کسی اللہ والے کی تلاش میں نکلے۔ کسی نے بتایا کہ خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ اس زمانے کے بڑے بزرگ ہیں، وہاں چلے جائیں ملا جامی رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ اللہ والے بے سروسامان ہوتے ہیں، جب خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کے ہاں بڑی شان وشوکت دیکھی تو بہت

حیران ہوئے اور اسی جوش میں یہ جملہ نکل گیا: نہ مرد ست آں کہ دنیا دوست دارد

وہ شخص اللہ تعالیٰ کا دوست کیسے ہوسکتا ہے جو دنیا کو دوست (یعنی محبوب) رکھے۔ ؟

پھر خواب میں دیکھا کہ قیامت کا میدان قائم ہے اور حضرت ملا جامی رحمہ اللہ اہل حقوق کے پاس جکڑے ہوئے ہیں۔ قرض خواہ بھی ان کے اردگرد کھڑے ہیں اور فرشتوں نے ان کو پکڑا ہوا ہے کہ ان کا حق ادا کرو اور یہ پریشان ہیں کہ میں کہاں سے حق ادا کروں؟ اسی دوران حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کی سواری کو آتے ہوئے دیکھا۔ خواجہ صاحب نے کہا: بھئی اس درویش کو کیوں تنگ کررہے ہو؟ فرشتوں نے وجہ بتائی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے خزانے میں سے ادا کردو۔ آنکھ کھلی تو سمجھ گئے کہ یہ بہت اونچے مرتبہ کے بزرگ ہیں۔ حضرت ملا جامی رحمہ اللہ خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے قدموں میں گر گئے، اور عرض کیا: حضرت! مجھ سے گستاخی ہوئی، مجھے معاف کردیجئے۔ انہوں نے فرمایا: بتاؤ تم نے کیا جملہ کہا تھا؟ عرض کیا: اب دوبارہ مت کہلوایئے خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے اصرار کیا تو وہ جملہ دھرادیا: ”نہ مرد ست آں کہ دنیا دوست دارد“ خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے۔ مگر اس کے ساتھ ایک جملہ اور ملالو!

نہ مردست آں کہ دنیا دوست دارد اگر دارد برائے دوست دارد

نیک وہ آدمی نہیں ہے جو دنیا کو دوست (یعنی محبوب) رکھے۔ اور اگر وہ دنیا کو محبوب رکھے تو صرف اپنے دوست (یعنی دوست حقیقی اللہ تعالیٰ کی رضا) کی خاطر ہی رکھے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین۔

دنیا کی محبت کا علاج

دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی جائیداد، مال واولاد، عزیز واقارب سب کے چھوٹ جانے کو اور اپنی موت کو کثرت سے سوچا کرے۔

دل کی ساتویں برائی ”حرص“

حرص کا مطلب یہ ہے کہ دل دنیاوی مال ومتاع کے ساتھ مشغول ہو۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے انسان بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور دو چیزیں جوان ہوتی رہتی ہیں (۱) حرص مال (۲) حرص عمر

نقصانات

الغرض حرص تمام روحانی بیماریوں کی جڑ ہے یہ ایسا مرض ہے جس کو ام الامراض کہنا چاہیے کیونکہ اسی کی وجہ سے فساد اور جھگڑے ہوتے ہیں لوگوں میں مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اگر لوگوں میں حرص مال نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے، بدکاری کا منشاء بھی حرص لذت ہے، عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے اور کبر کی اصل حب جاہ ہے یہ ہوس ہی کا دوسرا نام ہے۔

حرص کا علاج

حرص کا آسان حل یہ ہے کہ اپنے خرچ کو گھٹائیں، بے جا مال کی حوص نہ کریں اور یہ سوچیں کہ حریص آدمی ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

دل کی آٹھویں برائی ”فضول خرچی“

مال مفت دل بے رحم

بلا ضرورت اور بے مقصد مال خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا یہ ایک سنگین مرض ہے جس میں اکثر حضرات ملوث ہیں۔ کھانا پینا تو ماشاءاللہ خوب چلتا ہے لیکن اسراف کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ خاص طور پر دعوتوں کے مواقع پر ایسے مناظر کثرت سے دیکھنے میں آتے ہیں جن میں بے انتہا فضول خرچی اور رزق کی بے قدری کی جاتی ہے۔ اول تو اہتمام کرنے والے حضرات دل کھول کر پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ پھر باقی کسر کھانے والے حضرات پوری کر دیتے ہیں، پلیٹوں میں چاول یا سالن وغیرہ خوب بھر کر ڈال لیتے ہیں، اب کھایا نہیں جاتا تو بہت سارے چاول اور سالن پلیٹ میں چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تو وہی بات ہے کہ ”مال مفت دل بے رحم“ حالانکہ درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے تھوڑا سا کھالیا جائے پھر اور ڈال کر اسے کھائیں۔ اس طرح فضول خرچی اور رزق کی ناقدری نہ ہوگی بلکہ اس طرح دعوتوں وغیرہ میں پلیٹ میں کھانا بچانا آج کل ایک فیشن بن گیا ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور جگہ فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کے بھائی کہا گیا ہے۔ اسی طرح جب رزق کی ناقدری کی جائے گی تو اس میں تنگی پیدا ہوگی۔

فضول خرچی کے نقصانات

(1)...... فضول خرچی کرنیوالوں کو قرآن کریم نے شیطان کے بھائی قرار دیا ہے ”ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین“ (الاسراء:27)۔ (2)...... فضول خرچی سے آدمی بڑا نہیں ہوتا بلکہ حقیر و ذلیل ہو جاتا ہے۔ (3)...... کسی جگہ خرچ کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ کل قیامت کے دن مجھے اس کا حساب دینا ہوگا، اور جب یہ سوال ہوگا کہ مال اللہ کا عطیہ تھا تم نے اس کو فضول برباد کیوں کیا؟ تو اس کا جواب میرے پاس کیا ہوگا؟

فضول خرچی کی مختلف صورتیں

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے فضول خرچی کو کسی شے کے ساتھ مقید نہیں فرمایا۔ یعنی یوں نہیں فرمایا کہ مال میں فضول خرچی ناجائز ہے، کھانے پہننے وغیرہ کو ذکر نہیں فرمایا بلکہ مطلقاً فرما دیا کہ ”تم اسراف نہ کرو“ تو اب اس اسراف کے تحت ہر شے میں اسراف کرنا معلوم ہو گیا۔

اسراف کی مختلف (13) شکلیں

(1)...... اسراف کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص مال تو جمع کر لیتا ہے، لیکن اس کی حفاظت نہیں کرتا، مثلاً: وہ مال اگر غلہ کی شکل میں ہے تو حفاظت نہ کرنے کی بناء پر اس میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے یا رطوبت پہنچنے کی وجہ سے غلہ خراب ہو جاتا ہے یا اس میں گھن اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں یا چوہے آ کر اس کو خراب کر جاتے ہیں یا چیونٹیاں اس کو

اڑا لے جاتی ہیں یا کھانا سڑ جاتا ہے۔ (2)...... کبھی کپڑوں میں اسراف ہوتا ہے کہ ایک یا دو کے بجائے کئی کئی فضول جوڑے رکھے رہتے ہیں یا دسیوں لحاف بستر اور کمبل فضول ریا کاری کیلئے پڑے رہتے ہیں یا طرح طرح کے گھریلو برتن جمع کئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی الماریوں میں سجائے جاتے ہیں۔ (3)...... اسراف کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ضرورت سے زیادہ کھانا پکایا جاتا ہے اور پھر اس کو ضائع کر کے گرایا جاتا ہے یا باسی ٹکڑوں کی صورت میں فروخت کیا جاتا ہے یا دستر خوان پر دس دس قسم کے کھانے کچرادان میں ڈال دیئے جاتے ہیں، یہ بدترین اسراف ہے جس کا جواب قیامت میں دینا ہوگا۔ (4)...... ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی کھانا کھانے کے بعد برتن اور انگلیاں چاٹنے سے پہلے پانی سے دھولیتا ہے اور برتن اور انگلیوں سے لگا ہوا کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ (5)...... نیز دستر خوان پر روٹی کے گرے ہوئے تراشتے اٹھائے بغیر پھینکنا بھی اسراف کے زمرے میں آتا ہے جب کہ سنت پر عمل برتن اور انگلیوں کو چاٹنا اور گرا ہوا تراشہ صاف کر کے کھانا اس میں پانچ فائدے ہیں۔ (الف)...... اسراف سے بچنا۔ (ب)...... تکبر سے بچنا۔ (پ)...... ریا کاری سے حفاظت۔ (ت)...... حصول برکت۔ (ث)...... سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور سنت پر عمل ہے۔ (6)...... غسل میں صابن کو اور اسی طرح چراغ کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا بھی اسراف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیب وزینت کی دیگر اشیاء میں بھی اگر حد سے تجاوز کیا تو یہ بھی اسراف ہے۔ گھروں میں یا مساجد میں ضرورت سے زائد بجلی استعمال کرنا بھی اسراف ہے۔ (7)...... مردے کے کفن کا کپڑا بہت اعلیٰ استعمال کیا جائے یا کفن کو مردے کے قد سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ (8)...... اسی طرح وضو بنانے میں پانی کو زیادہ استعمال کیا جائے، یہ سب اسراف میں داخل ہے۔ (9)...... آدمی سیر ہونے کے بعد بھی کھانا کھاتا رہے، ہاں! اگر مہمان کی غرض سے کھائے تو اسراف نہیں یا رمضان میں سحری کے وقت کھائے تو حرج نہیں۔ (10)...... اسراف وقت کے ضیاع، جسمانی توانائی کے بے جا استعمال اور زبان کو بے مقصد باتوں میں استعمال کرنے سے بھی ہوتا ہے۔ وضو کے اوقات میں مسواک کرتے ہوئے، اعضاء کو رگڑتے ہوئے ٹونٹی کھلی چھوڑنا۔ یا اعضاء کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا بھی اسراف ہے۔ (11)...... اسراف میں سے یہ بھی ہے کہ روٹی کو درمیان سے کھایا جائے اور اس کے کناروں کو ردی کے ٹکڑوں میں پھینک کر ضائع کیا جائے۔ (12)...... دستر خوان پر ضرورت سے زیادہ کھانا رکھا جائے۔ تاہم اس میں بھی یہ شرط ہے کہ کھانا ضائع ہو جائے یا شہرت اور دکھاوا مقصود ہو، تو اسراف ہوگا۔ (13)...... اسراف میں یہ بھی آتا ہے کہ کوئی شخص اپنا مال گناہ کے کاموں میں استعمال کرے، اس میں ایک گناہ اسراف کا ملے گا اور دوسرا گناہ اس کا ملے گا کہ اس نے معصیت کا ارتکاب کیا۔

اسراف کا علاج

اسراف کا علاج تین طریقوں سے ہوسکتا ہے۔ (1)...... اپنے اوپر ایک نگران مقرر کرے جو دنیا اور آخرت میں اسراف کے برے انجام سے ڈراتا رہے۔ (2)...... اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور بے جا خرچ نہ کرے اور اپنے خرچ کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرے اسکا طریقہ یہ ہے کہ خرچ کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا کریں کہ یہاں میرے خرچ کرنے کا کوئی فائدہ ہے یا نہیں......!۔ (3)...... اپنی زندگی میں اسراف کی تمام اسباب کا ازالہ کرے۔

دل کی نویں برائی ''شہوت''

''لا یؤ من احد کم حتی یکو ن ھواہ تبعا لما جئت بہ'' (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں)

خلاف شریعت باتوں کو پسند کرنا شہوت یا خواہش نفس کہلاتا ہے اس کا بڑا درجہ کفر اور شرک ہے جس کی وجہ سے بندہ حدود اسلام سے باہر نکل جاتا ہے اور کمتر درجہ یہ ہے کہ بندہ کمال اتباع سے ڈگمگا جاتا ہے۔ خواہش نفسانی ایسی بری چیز ہے کہ دنیا کی بھی خرابی ہے اور دین کی بھی، تمام نافرمانیوں پر غور کیا جائے تو اس کا سبب ضرور خواہش نفسانی نکلے گا مثلاً عشاء کا وقت ہو سردی کی رات تھی انسان بستر میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی آنکھ لگ گئی اور نماز قضاء ہوگئی اس کی اصل وجہ آرام میں خلل نہ ہونا تن پروری اور خواہش نفسانی ہی ہے۔

بدنظری کی نحوست

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''آنکھوں کا زنا بدنگاہی اور زبان کا زنا بے حیائی کی گفتگو ہے۔ نفس تقاضے کرتا ہے اور شرمگاہ یا تو اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب''۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا ایک مرید تھا۔ اس نے ایک خوب صورت لڑکے کو دیکھا، کہنے لگا حضرت! یہ لڑکا غیر مسلم ہے کیا یہ بھی جہنم میں جائے گا؟ انہوں نے فرمایا لگتا ہے تو نے اسے بری نظر سے دیکھا ہے اب اس کا وبال تجھ پر ضرور پڑے گا۔ وہ حافظ قرآن تھا اس ایک نظر کی وجہ سے قرآن مجید بھول گیا۔

صرف کسی کو بری نظر سے دیکھنا ہی بدنظری نہیں بلکہ کسی کو حسد کی نظر سے دیکھنا یا حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ بھی بدنظری ہے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

بدنگاہی سے حفاظت

ایک بزرگ نوجوان کو شہوانی نگاہ ڈالنے سے عجیب انداز سے منع فرماتے کبھی فرماتے اے نوجوانو! جب تم کسی ایسے چوک سے گزرو جہاں بے پردہ عورتیں ہوں وہاں سے گزرنے سے پہلے ٹھان لو کہ یہاں سے میں نے اپنے ایمان کو محفوظ کر کے جانا ہے یا ضائع کر کے جانا ہے، کبھی فرماتے اگر حق تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں کہ اے بے حیاء تمہیں شرم نہ آئی ہم دیکھ رہے تھے پھر بھی تم نے غیر محرم پر نظر ڈالی۔

موجودہ دور کے دو فتنے

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امرد لڑکوں کے ساتھ دس شیطان رہتے ہیں، اس لئے امرد لڑکوں کا فتنہ زیادہ سخت ہے، اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لڑکوں سے زیادہ احتیاط کی ہے کیونکہ عورتوں سے آدمی شرماتا ہے کہ عورت کو دیکھوں گا تو لوگ کیا کہیں گے اور خود عورتیں کیا کہیں گی اور لڑکوں سے نفس دس بہانے بنالیتا ہے کہ یہ میرا منہ بولا بیٹا ہے، یہ میرا بھانجا ہے، میرا بھتیجا ہے۔

ناجائز شہوت پر سخت عذاب

حدیث میں وارد ہے ’’جو شخص کسی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگاتا ہے تو اس کا ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا اگر اس نے بوسہ لیا ہوگا تو دونوں ہونٹ اس کے جہنم کی آگ سے کاٹ دیئے جائیں گے پھر اگر اس نے بدکاری کی ہوگی تو اس کی ران بولے گی اور کہے گی میں نے حرام کا ارتکاب کیا تھا تو اللہ کا غضب جوش میں آئے گا۔ جب اس کی طرف اللہ غصہ سے دیکھے گا تو اس کے چہرے کا گوشت گل کر گر پڑے گا پھر وہ کہے گا میں نے زنا نہیں کیا تو اس کی زبان گواہی دے گی ہاتھ گواہی دیں گے کہ ہم نے پکڑا تھا دونوں آنکھیں گواہی دیں گی کہ ہم نے حرام دیکھا تھا پاؤں گواہی دیں گے کہ حرام کی طرف چل کر گئے تھے شرمگاہ بولے گی کہ میں نے زنا کیا تھا اور پھر محافظ فرشتے جن کو کراما کاتبین کہا جاتا ہے کہیں گے ہم نے سنا تھا لکھا تھا پھر اللہ خود ارشاد فرمائیں گے ظالم میں خود جانتا ہوں مگر پردہ ڈال دیا تھا حکم ہوگا اے فرشتو! اس کو پکڑو اور میرے عذاب کا مزہ چکھا دو، اس نے مجھ سے بھی حیا نہ کی‘‘۔ اس کی تصدیق کیلئے قرآن پاک کی آیت ’’یوم تشہد علیہم السنتھم وایدیھم وارجلھم‘‘ جس دن ان کے پاؤں اور ہاتھ خود گواہی دینگے۔

نامحرم کو دیکھنے پر اللہ کی ناراضگی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والے قیامت کے روز اس حالت میں آئیں گے کہ ان کے چہرے آگ سے مشتعل ہوں گے، وہ لوگوں میں اپنی شرمگاہوں کی بدبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے، انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، جب وہ آگ میں داخل ہوں گے تو مالک (داروغہ جہنم) انہیں زرہ پہنا دیں گے، اگر زنا کرنے والے کی زرہ بلند و بالا پہاڑ پر ایک گھڑی کیلئے بھی ڈال دی جائے تو وہ راکھ بن جائے، پھر مالک کہیں گے اے زبانیہ کی جماعت زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی کیلوں سے داغ دو جیسے کہ انہوں نے بدنظری کی اور غیر محرم کو دیکھا تھا اور ان کے ہاتھوں میں دوزخ کی آگ کی ہتھکڑیاں پہنا دو جیسے کہ یہ ہاتھ حرام کاری کی طرف بڑھے تھے اور ان کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پہنا دو جیسے کہ یہ ہاتھ حرام کاری کی طرف چلے تھے۔ زبانیہ کہیں گے ’’حاضر جناب حاضر جناب‘‘ چنانچہ زبانیہ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں گے اور کیلوں سے ان کی آنکھیں داغی جائیں گی، وہ کہیں گے اے زبانیہ کی جماعت ہم پر رحم کھاؤ اور کچھ دیر کیلئے ہم سے عذاب ہلکا کر دو۔ زبانیہ (عذاب کے فرشتے) ان سے کہیں گے ہم تم پر کس طرح رحم کھائیں جب کہ رب العالمین تم سے ناراض ہیں۔

نظر باز کی آنکھوں میں جہنم کے انگارے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بدنظری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو جہنم کے انگاروں سے بھر دیں گے اور جو شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے اللہ جل شانہ قبر سے اسے پیاسا روتا پیٹتا، غمگین، تاریک و سیاہ چہرے والا اٹھائیں گے، اس کی گردن میں آگ کی زنجیر پڑی ہوگی اور قطران (تارکول) کی شلوار جسم پر پہنے گا، اللہ جل شانہٗ نہ اس سے

تخاطب فرمائیں گے نہ اس کا تزکیہ فرمائیں گے اور اس کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اسرائیل میں پیش آیا جب وہاں کے ایک عیاش یہودی کو اس وقت دل کا دورہ پڑا جب ہوٹل کے کمرے میں بلائی جانے والے ''کال گرل'' اس کی اپنی بیٹی نکلی۔ ''اسرائیل کے ساحلی علاقے ایلات میں 48 سالہ یہودی تاجر نے ہوٹل میں قیام کے دوران ایک کال گرل کو طلب کیا تاہم اس وقت اسے شدید جھٹکا لگا جب دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہونے والی ''کال گرل'' اس کی اپنی بیٹی نکلی۔ یہودی تاجر یہ جھٹکا برداشت نہ کرسکا اور اسے دل کا دورہ پڑ گیا۔ اسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا جہاں اس نے اپنی بیوی سے اس المناک واقعے کا اعتراف کیا۔ اس کی بیوی یہ سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی''۔

بدنظری کے نقصانات

(1)...... بدنظری تمام فواحش کی بنیاد ہے۔ (2)...... بدنظری کرنے والا زنا جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔
(3)...... بدنظری سے دل ودماغ میں برے خیالات جنم لیتے ہیں۔

بدنظری کا علاج

چشتیہ سلسلے کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ الحمدللہ! میں نے نگاہوں کو نیچی رکھنے کی عادت ڈالنے کیلئے مدتوں مشق کی ہے کہ کبھی کسی مرد کو بھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا، دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ مخاطب مرد ہو یا عورت ہمیشہ نگاہ نیچی کرکے بات کروں گا۔ چنانچہ اس کی باقاعدہ مشق کی اور سالہا سال تک کبھی کسی سے نظر اٹھا کر بات نہیں کی، رفتہ رفتہ عادت پڑ گئی تو اب کبھی کبھی بات کے وقت مردوں کے سامنے نظر اٹھا لیتا ہوں لیکن وہ بھی بہت کم۔

جگر پانی کیا ہے مدتوں غم کی کشاکش میں کوئی آسان ہے کیا خوگر آزار ہو جانا

دل کی دسویں برائی ''بدگمانی اور تجسس''

بدگمانی اور تجسس

بدگمانی اور تجسس (دوسرے کی ٹوہ میں رہنا) یہ ایسے عظیم گناہ ہیں جن کو ہم نے گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے حالانکہ قرآن کریم میں صاف طور سے مذکور ہے کہ دوسرے کے خلاف بدگمانی کرنا بھی حرام ہے اور تجسس کرنا یعنی دوسرے کی ٹوہ میں لگنا کہ یہ کیا غلط کام کررہا ہے اور دوسرے کے عیب تلاش کرنا بھی حرام ہے۔

قرآن کریم نے صاف لفظوں میں فرمادیا: ''ولا تجسسوا'' (الحجرات، 12) دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ اگر اپنے مسلمان بھائی کا کوئی عیب دیکھے تو اس کو چھپائے نہ یہ کہ کسی عیب کے پیچھے پڑے اور ٹوہ لگائے۔

کسی کے بارے میں اگر کوئی بات سامنے آئی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ اسکے بارے میں اچھا گمان کرے، کسی مسلمان کے

بارے میں بدگمانی کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث" (بخاری و مسلم) گمان سے بچو کیونکہ گمان سب باتوں سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

بلاوجہ خیال کرنا کہ اس نے یہ کیا ہوگا یہ بدگمانی ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا: "ان بعض الظن اثم" (الحجرات، 12) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

آج ہماری زندگیوں میں یہ دونوں گناہ عام ہیں کہ ہر شخص اپنی طرف سے دوسرے کے بارے میں ایک گمان قائم کرلیتا ہے اور پھر اس پر ایسا یقین کرلیتا ہے جیسے اس نے اپنی آنکھوں سے اسے وہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے ذرا سی بات علم میں آگئی تو بس اس پر اپنی طرف سے فرضی باتوں کا محل تعمیر کردے گا اور دوسروں کی طرف منسوب کردے گا کہ اس نے ایسا کیا ہوگا؟

اگر ہم لوگوں کو اپنے عیب کی فکر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جا کر میرا کیا انجام ہونا ہے، آخرت میں میرا کیا حال ہوگا؟ تو دوسروں کے عیوب کی طرف نظر نہیں پڑ سکتی۔ بہادر شاہ ظفر مرحوم فرماتے ہیں۔

تھے جب اپنے عیوب سے بے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

تصوف کا ضروری اور مضبوط اصول جو کہ نفس پر شاق بھی ہوتا ہے یہ ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ بدظنی اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔

کسی کو بدگمانی کا موقع نہ دیں

نیز ہمیں چاہیے کہ ایسے احوال اور ایسے مواقع سے بچیں جن کی وجہ سے دیکھنے والوں کو اور ساتھ رہنے والوں کو بدگمانی ہوسکتی ہو، اپنے اعمال و احوال، چال ڈھال اور اقوال میں ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے لوگوں کی بدگمانی کا شکار ہونا پڑے کیونکہ لوگوں کی نظروں میں برا بن کر رہنا بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دوسروں کو گناہوں سے بچائیے

ایک بہت بڑے محدث اور بزرگ گزرے ہیں جو "سلیمان اعمش" کے نام سے مشہور ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ بھی ہیں۔ تمام احادیث کی کتابیں ان کی روایتوں سے بھری ہوئی ہیں، عربی زبان میں "اعمش" چندھے کو کہا جاتا ہے۔ ان کے پاس ایک شاگرد آگئے، وہ شاگرد "اعرج" یعنی لنگڑے تھے، پاؤں سے معذور تھے، شاگرد بھی ایسے تھے جو ہر وقت استاذ سے چمٹے رہنے والے تھے، جیسے بعض شاگردوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر وقت استاذ سے چمٹے رہتے ہیں۔ جہاں استاذ جا رہے ہیں وہاں شاگرد بھی ساتھ ساتھ جا رہے ہیں، یہ بھی ایسے تھے۔ چنانچہ امام اعمش رحمہ اللہ جب بازار

جاتے تو یہ ''اعرج'' شاگرد بھی ساتھ ہو جاتے، بازار میں لوگ فقرے کستے کہ دیکھو استاذ: ''چندھا'' ہے اور شاگرد ''لنگڑا'' ہے، چنانچہ امام ''اعمش'' نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ جب ہم بازار جایا کریں تو تم ہمارے ساتھ مت جایا کرو، شاگرد نے کہا کیوں؟ میں آپ کا ساتھ کیوں چھوڑ دوں؟ امام اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب ہم بازار جاتے ہیں تو لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ استاد چندھا ہے اور شاگرد لنگڑا ہے۔ شاگرد نے کہا: '' مالنا، نؤجر ویأثمون '' حضرت! جو لوگ مذاق اڑاتے ہیں، ان کو مذاق اڑانے دیں، اس لئے کہ اس مذاق اڑانے کے نتیجے میں ہمیں ثواب ملتا ہے اور ان کو گناہ ہوتا ہے۔ اس میں ہمارا تو کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے، حضرت امام اعمش رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ '' نسلم و یسلمون خیر من ان نؤجرو یأثمون ''

ارے بھائی! وہ بھی گناہ سے بچ جائیں اور ہم بھی گناہ سے بچ جائیں گے، یہ بہتر ہے اس سے کہ ہمیں ثواب ملے اور انکو گناہ ہو۔ میرے ساتھ جانا کوئی فرض وواجب تو ہے نہیں، اور نہ جانے میں کوئی نقصان بھی نہیں، البتہ فائدہ یہ ہے کہ لوگ اس گناہ سے بچ جائیں گے، اس لئے آئندہ میرے ساتھ بازار مت جایا کرو۔

یہ ہے دین کا فہم، اب بظاہر شاگرد کی بات صحیح معلوم ہو رہی تھی کہ اگر لوگ مذاق اڑاتے ہیں تو اڑایا کریں لیکن جس شخص کی مخلوق خدا پر شفقت کی نگاہ ہوتی ہے، وہ مخلوق کی غلطیوں پر اتنی نظر نہیں ڈالتا بلکہ وہ یہ سوچتا ہے کہ جتنا ہو سکے میں مخلوق کو گناہ سے بچالوں، یہ بہتر ہے اس لئے انہوں نے بازار جانا چھوڑ دیا، بہر حال، جس جگہ یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اور زیادہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کریں گے تو اس صورت میں کچھ نہ کہنا بہتر ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

www.ubqari.org www.ubqari.org

جنت ناگواریوں کے ساتھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرائیل (علیہ السلام) سے فرمایا: جاؤ جنت کو دیکھو، انہوں نے جا کر دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے آکرعرض کیا: اے میرے رب! آپ کی عزت کی قسم جو کوئی بھی اس جنت کا حال سنے گا وہ اس میں ضرور پہنچے گا۔ یعنی پہنچنے کی پوری کوشش کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ناگواریوں سے گھیر دیا یعنی شرعی احکام کی پابندی لگادی، جن پر عمل کرنا نفس کو ناگوار ہے۔ پھر فرمایا: جبرائیل اب جا کر دیکھو چنانچہ انہوں نے جا کر دیکھا۔ پھر آکرفرمایا: اے میرے رب! آپ کی عزت کی قسم اب تو مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی نہ جا سکے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو جبرائیل (علیہ السلام) سے فرمایا: جبرائیل جاؤ جہنم کو دیکھو۔ انہوں نے جا کر دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے آکرعرض کیا: اے میرے رب! آپ کی عزت کی قسم جو کوئی بھی اس کا حال سنے گا اس میں داخل ہونے سے بچے گا، یعنی بچنے کی پوری کوشش کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو نفسانی خواہشات سے گھیر دیا۔ پھر فرمایا: جبرائیل اب جا کر دیکھو۔ انہوں نے جا کر دیکھا۔ پھر آکرعرض کیا: اے میرے رب! آپ کی عزت کی قسم، آپ کے بلند مرتبہ کی قسم! اب تو مجھے یہ ڈر ہے کہ کوئی بھی جہنم میں داخل ہونے سے نہ بچ سکے گا۔ (ابوداؤد)

''من یطع الرسول فقد اطاع الله'' (النساء آیت ۸)

جس شخص نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں ان میں ایک ''التارك لسنتی'' میری سنت چھوڑنے والا ہے۔ (مستدرک حاکم)

(7) اصلاح نفس کا پانچواں طریقہ اتباع سنت

یعنی

صبح سے شام تک کی زندگی سنت کے ساتھ گزار کر معرفت الٰہی پانے کے راز

اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت
احادیث مبارکہ میں اتباع سنت کی تعلیم
نبی کریم ﷺ سے محبت کی ایک جھلک
اتباع سنت میں مثالی جذبہ
سنت کی زندگی اہل اللہ سے سیکھیں......!
سنت کی مخالفت پر بے ہوش ہوجانا
سنت قبر میں نجات کا ذریعہ
حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ اور سنت کی اہمیت
سنت کی بے حرمتی پر عبرتناک واقعات
مسواک کی بے حرمتی پر جانور بن جانا
حدیث کی بے ادبی کا وبال
اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد کے آداب
صحت کے آداب
لباس کے آداب

(7) اصلاح نفس کا پانچواں طریقہ اتباع سنت

اعمال کی تین قسمیں

نیت کے اعتبار سے اعمال تین قسم پر ہیں: (1)......معاصی۔ (گناہ کے کام)۔ (2)......طاعات (نیک کام)۔ (3)......مباحات (جائز امور)

معاصی......:۔ گناہ کو اچھی نیت سے آپ نیکی کا روپ نہیں دے سکتے بلکہ گناہ کے کام میں اچھی نیت گناہ در گناہ ہے۔

طاعات......:۔ نیکی کے کام اپنی صحت اور ثواب کی زیادتی میں نیت کے محتاج ہیں۔ عمل اچھی نیت سے عبادت میں داخل ہو جائے گا جبکہ دکھلاوے اور ریا کاری کی نیت اسی عمل کو گناہ کی طرف دھکیل دے گی۔ ایک عبادت میں نیکی کی کئی نیتیں اس کے اجر و ثواب کو بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً مسجد میں بیٹھنا ایک نیکی کا کام ہے مگر اس میں مختلف نیتیں کی جاسکتی ہیں۔

(1)......رب تعالیٰ کی ملاقات و زیارت کی نیت کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ (2)......نماز کے انتظار کی نیت، اس نیت سے جب تک مسجد میں رہے گا تو یوں سمجھا جائے گا کہ وہ نماز ہی میں ہے۔ (3)......(نفلی) اعتکاف کی نیت۔ (4)......رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے، گناہوں کی جگہوں سے کنارہ کش ہونے اور فکر آخرت بیدار کرنے کی نیت۔ (5)......مخلوق سے کنارہ کش ہو کر ذکر اللہ کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن متوجہ کر لینے کی نیت۔ (6)......امر بالمعروف و نہی عنکر المنکر کی نیت، کیونکہ مسجد میں اجتماع کے موقع پر بہت سے دین سے واقف لوگ بھی ملیں گے ان سے سیکھنے کا اور بہت سے دین سے ناواقف لوگ بھی ملیں گے جن کو سکھانے کا موقع ملے گا۔ (7)......نیک لوگوں کی صحبت میں آجانے کی نیت۔ (8)......گناہوں سے بچنے کی نیت، جب مسجد (اللہ تعالیٰ کے گھر) میں آئے گا تو حیا کرتے ہوئے شیطان کے کہے پر نہ چلے گا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ''مسجد شیطان سے بچنے کیلئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ پس نیکی کے ایک کام میں مزید جتنی نیکیوں کی نیتیں کرتا چلا جائے گا اتنا ہی ثواب بھی بڑھتا چلا جائے گا۔

مباحات:۔ جائز امور انکو بھی عمدہ نیت سے طاعات (نیکیوں) میں داخل کیا جاسکتا ہے جیسے خوشبو لگانا ایک مباح فعل ہے، اگر فخر و غرور کی نیت سے لگائے یا اجنبی عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی نیت سے لگائے تو یہی خوشبو لگانا گناہ بن جائے گا اور قیامت کے روز یہ خوشبو مردار کی بو سے بھی زیادہ نفرت انگیز ثابت ہوگی اور اگر یہی خوشبو اتباع سنت کی نیت سے لگائے، مسجد کی تعظیم مقصود ہو، دوسروں کو تکلیف سے بچانا ہو (کہ بدبو سے دوسرے لوگ کراہت محسوس نہ کریں) تو یہی ایک جائز کام نیکی میں داخل ہو جائے گا اور ثواب کا ذریعہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔ (آمین) اس لیے نیکی کرنے کے جذبے کے ساتھ ساتھ نیکی سنوارنے اور سنبھالنے کا جذبہ بھی ہونا چاہیے۔

اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حقوق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر بے شمار حقوق ہیں لیکن علمائے کرام نے ان سب حقوق کا خلاصہ تین بڑے حقوق میں بیان کیا ہے۔ اگر یہ تین حقوق ادا ہو گئے تو گویا تمام حقوق ادا ہو گئے۔ (1)......حق اطاعت واتباع۔ (2)......حق محبت۔ (3)......حق عظمت

(1)......حق اطاعت واتباع

اتباع کے معنی ہیں پیروی کرنا اور اطاعت کے معنی ہیں بات ماننا۔ اتباع کا تعلق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال واعمال سے ہے اور اطاعت کا تعلق آپ علیہ الصلوٰۃ کے احکامات اور ارشادات سے ہے۔

(2)......حق محبت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کا ایسا اتباع مقصود نہیں جیسے عام دنیا کے حکام کا اتباع مجبوراً کرنا پڑتا ہے بلکہ وہ اتباع مقصود ہے جو عظمت ومحبت کا نتیجہ ہو، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ومحبت دل میں اتنی ہو کہ اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر مجبور ہو۔

(3)......حق عظمت

امت پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کو بھی لازم قرار دیا ہے۔

قرآن مقدس میں اتباع سنت کی تعلیم

قرآن مقدس میں اللہ رب العزت ہمیں بار بار اتباع سنت کا حکم فرما رہے ہیں ہمارے لیے کتنی شرم کی بات ہوگی اگر اب بھی ہم عمل نہ کریں۔ (1)......لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة'' (احزاب آیت ۲۱) تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عمدہ نمونہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (2)......''وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا '' (الحشر آیت ۷) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔ (3)......''من یطع الرسول فقد اطاع الله'' (النساء آیت ۸) جس شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

احادیث مبارکہ میں اتباع سنت کی تعلیم

(1)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اختلاف امت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنیوالا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز العمال)۔ (2)......'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے انکار کیا پوچھا گیا کہ انکار کون کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (بخاری)۔ (3)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ میں حکم کروں تم اسے پکڑو اور جن سے منع کروں پس تم ان سے باز آؤ۔ (4)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ" (شرح السنہ) کہ مومن نہیں بن سکتا تم میں سے کوئی جب تک اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔ (5)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ کہ تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اگر انہیں کو تھامے رہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (موطا امام مالک، مشکوۃ)۔ (6)......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں ان میں ایک "التارک لسنتی" میری سنت چھوڑنے والا ہے۔ (مستدرک حاکم)۔ (7)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (کنز العمال)۔ (8)......شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ چار باتوں سے اس کا اکرام کرے گا۔ (الف)......نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دے گا۔ (ب)......فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔ (پ)......رزق وسیع کر دے گا۔ (ت)......دین میں پختگی پیدا کر دے گا۔ (بحوالہ شمائل)

نبی کریم ﷺ سے محبت کی ایک جھلک

(1)......حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی کے تختہ پر چڑھایا گیا، سب کافر و مشرک کہنے لگے کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہوں اور تم بچ جاؤ ؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ آپ ﷺ کے پیر میں کانٹا بھی چبھے اور میں چھوڑ دیا جاؤں۔ (البدایۃ والنھایۃ)۔ (2)......غزوہ احد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ڈھال بنا دیا تھا، تیر اس پر لگتے تھے اور وہ حرکت نہ کرتے تھے۔ (زاد المعاد)۔ (3)......ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا زخم چوس کر صاف کر دیا تھا، ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوک دو، انہوں نے کہا خدا کی قسم! میں کبھی بھی نہ تھوکوں گا۔ (زاد المعاد)۔ (4)......زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور مجھ سے فرمایا: ان کو اگر دیکھو تو میرا اسلام کہو اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ اپنے کو کیسا پاتے ہو (یعنی کیا حال ہے)؟ کہتے ہیں کہ میں مقتولین میں چکر لگانے لگا، پھر ان کے پاس پہنچا جب کہ ان کا آخری وقت تھا اور ان کے جسم پر تیر و تلوار اور نیزے کے ستر زخم تھے، میں نے ان سے کہا: اے سعد! رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام کہتے ہیں اور وہ دریافت فرماتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرو اور آپ ﷺ سے کہہ دو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہہ

دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو کچھ ہوگیا اس حال میں کہ تم میں سے ایک آنکھ بھی حرکت کرسکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا اور روح پرواز کرگئی۔ (زاد المعاد)

ایک عاشق رسول ﷺ کا عجیب وغریب واقعہ

حضرت مولانا وجیہ الدین صاحب رحمہ اللہ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ کے متعلقین میں سے تھے آپ حج کیلئے تشریف لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر جب ویزہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے متعلقہ دفتر میں جا کر ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے درخواست کی انہوں نے کہا اس کی وجہ بھی لکھ کرلائیں کہ آپ کس غرض کیلئے مزید یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اس وجہ والے خانے میں لکھ دیا ’’للوفات‘‘ یعنی یہاں فوت ہونے کیلئے ویزہ کی مدت بڑھوانا چاہتا ہوں۔ بہر حال دفتر والوں نے خانہ پری دیکھی اور پندرہ دن کیلئے ویزہ بڑھا دیا......

جب پندرہ دنوں میں سے ایک دو دن باقی تھے تو آپ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور درخواست کی یارسول اللہ ﷺ مدت ختم ہونے کو ہے اب تو آپ مجھے اپنی طرف بلالیں، بس پھر آپ اس مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہیں جاں بحق ہوگئے۔

زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا

حضرت بحرالعلوم حافظ محمد عظیم المتخلص بہ واعظ (۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۵ھ) آپ حافظ جی صاحب گنج والے کے نام سے بھی مشہور تھے۔ جامع مسجد گنج کے امام خطیب ومدرس تھے۔

پشاور کا یہ محلّہ ’’حافظ محمد عظیم‘‘ کے نام سے مشہور ہوگیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا جو عالم تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ایک بار آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دیدار جمال سے مشرف ہونے کے بعد یہ آنکھیں اب اور کسی کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔ جب بیدار ہوئے تو نابینا ہو چکے تھے۔ آپ کی نہایت خوبصورت اور موٹی موٹی آنکھیں اب بے نور ہو چکی تھیں۔

سبحان اللہ! کیا عشق محمدی تھا، اسی عشق ومحبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نواز دیا تھا۔ بغیر بینائی کے تمام عمر درس وتدریس میں گزری۔ صحاح ستہ کی تمام اسانید زبانی یاد تھیں۔

۱۲۷۵ھ بمطابق ۵۹۔۱۹۵۸ میں وصال فرمایا۔ جنازے پر لوگوں کا اس کثرت سے ہجوم تھا کہ شہر کے لوگ متعجب تھے کہ اس قدر خلقت کہاں سے آگئی ہے۔

سانپ کا عشق مصطفیٰ ﷺ

ہجرت کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں تشریف فرما تھے، اس

دوران سوراخ سے ایک سانپ نکلتا ہوا نظر آیا، سانپ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوراخ کے منہ پر پیر رکھ دیا، سانپ جب نکل نہیں سکا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیر میں ڈسا......

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پاؤں ہٹا لو...... بتایا جاتا ہے کہ سانپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا کہ تم اپنی موجودہ شکل میں دیکھ نہیں سکتے، اس لئے بذریعہ دعا اسے سانپ بنا دیا گیا اور کہا گیا کہ غار ثور میں چلا جا وہاں ہجرت کے موقع پر دیدار ہوگا۔ (ملفوظات فقیہ الامت)

صحابہ کرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق اور دیوانے تھے، اور اپنی جان بھی آپ ﷺ پر قربان کرنے کیلئے ذرا دریغ نہ کرتے تھے لیکن یہ محبت صرف ظاہری نہ تھی بلکہ اس محبت کا اثر ان کے کردار اور اعمال میں سنتوں کی شکل میں نمایاں جھلکتا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک ایک فرد کا یہ حال تھا کہ اپنے رہن سہن نشست و برخاست، سونے جاگنے، کھانے پینے کے تمام احوال میں ان کو کوئی ایسی چیز برداشت نہیں تھی جو سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ ان کا اپنا کیسا ہی کوئی پروگرام ہو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے اس کے چھوڑنے میں ان کو ایک منٹ بھی تامل نہ ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حشامہ بن ساحق کنانی رضی اللہ عنہ کو ہرقل بادشاہ روم کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ وہ ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ان کے اکرام کیلئے ہرقل نے انہیں سونے کی ایک کرسی پر بٹھایا۔

حضرت حشامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شروع میں بے خیالی کے عالم میں اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن جب احساس ہوا کہ یہ سونے کی کرسی ہے تو اس سے فوراً اتر کر کھڑا ہوگیا۔ ہرقل نے میرے اس عمل پر ہنس کر پوچھا کہ ہم نے تو اس کرسی کے ذریعہ تمہارا اکرام کیا تھا، اتر کیوں گئے؟ میں نے جواب میں کہا: ''انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهی عن مثل هذا'' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی سونے کی چیز پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ذوق اتباع سنت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے مکہ مکرمہ جاتے تو ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں آرام فرماتے دیکھا تھا۔ اس لئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد اتباع کرتے تھے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھتے ایک درخت کے

نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس درخت کی بڑی نگہداشت کرتے اور اسے پانی دیا کرتے تھے تا کہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (کنز الاعمال)

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا احترام سنت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ، غصہ جاتا رہے گا۔ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ باغ میں پانی دے رہے تھے ایک شخص نے ایسی حرکت کی کہ نالی کی پال ٹوٹ گئی اور پانی باہر نکل کر بہنے لگا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا مگر فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا آپ رضی اللہ عنہ وہیں کیچڑ اور پانی میں بیٹھ گئے سارے کپڑے لت پت ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں تاخیر برداشت نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے کہ اگر کھانے کی کوئی چیز زمین پر گر جائے تو اس کو چھوڑو نہیں کہ یہ کفران نعمت ہے شیطان اس سے خوش ہوتا ہے تم شیطان کو خوش مت کرو بلکہ نوالہ گر گیا ہے تو اس کو اٹھا کر کھالو اور مٹی لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے باقی کھالو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شاہی دربار میں نوالہ اٹھایا تو کسی نے اعتراض کیا اور آپ کو ٹوکا تو فرمایا ''أأترك سنة حبيبي لهو لاء الحمقاء''۔ کیا میں ان بیوقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں۔

اتباع سنت میں مثالی جذبہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا جذبہ ایسا تھا کہ میں اور آپ اس کا سوچ بھی نہ سکیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ جب بھی نہا کر نکلتے تو ان کا جی چاہتا کہ وہ بھی اسی طرح سر میں مانگ نکالیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکالا کرتے تھے لیکن کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے بال چھوٹے، گھنگھریالے اور سخت تھے جیسے حبشہ کے لوگوں ہوتے ہیں اس لئے ان میں مانگ نہیں نکل سکتی تھی۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے کہ میرے سر کو میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے ساتھ مشابہت نہیں۔ ایک دن چولہا جل رہا تھا ان صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک لوہے کی سلاخ لے کر اس کو آگ میں گرم کیا اور اپنے سر کے درمیان میں اس سلاخ کو پھیر لیا۔ اس گرم سلاخ کی وجہ سے آپ کے سر کے بال اور جلد جل گئی جس سے زخم بن گیا۔ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمانے لگے اس تکلیف کے بعد مجھے بہت زیادہ خوشی اس بات سے ہے کہ میرے سر کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک سر کے ساتھ مشابہت نصیب ہو گئی ہے۔

صاحب سنت ﷺ اغیار کی نظر میں

سنت ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی کو کہا جاتا ہے۔ ہر طالب کو چاہیے کہ اپنی زندگی میں ایک ایک سنت کو سیکھے اور اس پر عمل کرے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی کی شہادت صرف اپنوں ہی نے نہیں دی بلکہ اغیار اور

دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ سے کس عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں اسکی چند ایک مثالیں میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں وگرنہ اس موضوع پر کتابوں کی کتابیں ہیں۔ ہمارے لیے کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم پھر بھی آپ ﷺ کی پاکیزہ سنتوں کو چھوڑیں اسے کیا کہا جائے...... ہماری بے رخی اور اغیار کی محبت...... یا اور کچھ!

(1)...... میں نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مشاہیر کے حالات زندگی پڑھنے میں صرف کیا، میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) ایسے عظیم الشان انسان ہیں کہ ان کے مقابلے کا انسان روئے زمین کی تاریخ پر نظر نہیں آتا۔ (پروفیسر شانتارام۔ کتاب محمد ﷺ کا جیون)۔ (2)...... اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام لیڈروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کی زندگی کے حالات محمد ﷺ کی زندگی کے حالات سے زیادہ تفصیل میں اور سچے ہوں۔ (جان ڈیون پورٹ۔ پالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن)۔ (3)...... ایک مسلمان جہاں جاتا ہے محمد ﷺ کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں، وہ دوسروں پر اثر کرتی ہیں۔ صبح، دوپہر، شام کو اسلام کے حکم کا نعرہ (اذان) بلند ہوتا ہے اور جو سر پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں۔ اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بلند کر دیا ہے۔ (دین اسلام از جوزف تھامسن)۔ (4)...... دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرنے کا عادی ہوں۔ میں نے اسلام کا بھی مطالعہ کیا ہے، بانی اسلام نے اعلیٰ اخلاق کی پاکیزہ تعلیم دی۔ جس نے انسان کو سچائی کا راستہ دکھایا اور برابری کی تعلیم دی۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھا ہے، اس میں مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ سب کے لیے مفید باتیں اور ہدایتیں ہیں۔ (مہاتما گاندھی کی شہادت)۔ (5)...... کارلائل نے حضرت محمد ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی تحریک سے دنیا بھر کی کے بادشاہوں کی سلطنتوں اور حکومتوں کی بنیادیں ہل گئیں اور تہذیب کا نیا دور شروع ہوا۔ حضرت محمد ﷺ نے تمام دنیا سے پیچھے رہنے والے عربوں میں ایسی روح پھونکی جس سے وہ طاقت ور بن گئے۔

سنت کی زندگی اہل اللہ سے سیکھیں......!

اتباع سنت حصول سکون کا ذریعہ

سمندر میں زبردست طوفان برپا ہے، طلاطم ہے، تھپیڑے لگ رہے ہیں، بجلی چمک رہی ہے، بادل گرج رہے ہیں، ایک صاحب جہاز میں بیٹھے ہوئے انتہائی خوفزدہ ہیں وہ سمجھ رہے ہیں کہ اب یہ جہاز ڈوب کر رہے گا اور ہم نہیں بچ سکتے۔ اسی حالت میں وہ لرزاں و ترساں کیپٹن کے کمرے میں پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہے کہ کیپٹن صاحب نہایت آرام سے بستر پر لیٹے ہوئے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ اس شخص نے جاتے ہی کہا کہ صاحب! آپ غضب کر رہے ہیں، جہاز طلاطم اور طوفان میں پھنسا ہوا ہے، ڈوبنے کا شدید خطرہ ہے اور آپ اپنے کمرے میں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں۔ کیپٹن نے آرام سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم نووارد معلوم ہوتے ہو، معلوم ہوتا ہے تم نے پہلے کبھی بحری جہاز میں سفر نہیں کیا، ہم روز اسی طرح سفر کرتے ہیں، روزانہ یہ سمندر اور یہی طلاطم ہوتا ہے، یہی امواج اور تاریک راتیں ہوتی ہیں، ہمارا کمپریسر ٹھیک کام کر رہا ہے، ہمارے جہاز

کے باؤلر پوری قوت کے ساتھ کام انجام دے رہے ہیں، آپ فکر نہ کریں ہم صبح 7 بجے اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے، تم جاؤ اور اطمینان سے لیٹ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس مومن کا رخ قبلے کی طرف ہے اور اس کا تعلق گنبد خضریٰ والے سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے والا ہے اس کو کیا پرواہ اور کیا ڈر، وہ جہاز جس کے چلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، وہ کبھی نہیں ڈوب سکتا، چاہے جتنی موجیں آئیں اور شب تاریک کیوں نہ ہو۔

اتباع سنت کی بدولت خوشخبری

(1)......حضرت خواجہ محمد عاقل حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ کے ممتاز ترین خلفاء میں سے تھے۔ اتباع سنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ وصال سے کچھ روز پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تو مارا بسیار خوش کردی کہ ہمگیں سنتہائے مارا زندہ کردی“ (میں تم سے بہت خوش ہوں کہ تم نے میری تمام سنتوں کو زندہ کر دیا)۔

سنت کی مخالفت پر بے ہوش ہو جانا

(2)......مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے بیت الخلاء سے نکلتے وقت غلطی سے بایاں قدم باہر رکھ دیا تو فوراً بیہوش ہو گئے کہ حدیث کی مخالفت سرزد ہو گئی۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو یہ ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں قدم پہلے اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالو اور میں نے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھ دیا۔

آخر کوئی وجہ تو تھی اور کوئی لگاؤ و محبت تو خدا اور سول ﷺ سے تھی کہ تھوڑی سی غلطی کی وجہ سے بیہوش ہو گئے، ورنہ میں اور آپ ہمیشہ ایسی غلطیاں کرتے رہتے ہیں اور ندامت بھی نہیں ہوتی۔ اگر ندامت ہو بھی تو بیہوشی یا خوف خدا تعالیٰ سے گرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے بزرگوں کے دل محبت خدا تعالیٰ سے معمور و مخمور ہوتے ہیں، اگرچہ ظاہری طور پر ان کے پاس تخت و تاج اور فوجیں نہیں ہوتیں۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اور سنت کی اہمیت

(3)......حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ وضو کے وقت ایک سنت بھول گئے اور نماز اسی طرح ادا کرلی۔ اسی رات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے فضیل بن عیاض تعجب کی بات ہے کہ وضو میں غلطی ہوئی“ حضرت خواجہ ڈر کے مارے نیند سے بیدار ہو گئے اور از سر نو تازہ وضو کیا اور اس جرم کے کفارہ میں پانچ سو رکعت نماز ایک برس تک اپنے اوپر لازم کرلی۔

سنت قبر میں نجات کا ذریعہ

(4)......” احوال القبور “میں علامہ زین العابدین بن رجب رحمہما اللہ نے لکھا ہے: ایک مرتبہ ان کے پاس ایک ایسا

شخص آیا جو کفن چور تھا، مگر اب وہ اس بری حرکت سے باز آ چکا تھا اور توبہ کرکے نیکی کی زندگی گزار رہا تھا، علامہ زین العابدین رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا: تم مسلمانوں کے کفن چراتے تھے اور تم نے مرنے کے بعد ان کی حالت دیکھی ہے، یہ بتاؤ کہ جب تم ان کے چہرے کھولتے تھے تو ان کا رخ کس طرف ہوتا تھا؟

اس نے جواب دیا: اکثر چہرے قبلے کے رخ سے پھرے ہوتے تھے۔ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کو بڑا تعجب ہوا، کیونکہ دفن کرتے ہوئے تو مسلمان کا چہرہ قبلہ رخ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا تو امام اوزاعی رحمہ اللہ نے پہلے تو تین بار ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا، پھر فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی میں سنتوں سے منہ پھیرنے والے تھے۔ ایک اہم بات یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں اس کا امتیاز نہیں تھا کہ کون سی سنت چھوٹی ہے اور کون سی بڑی ہے، بلکہ ان کے نزدیک ہر سنت عظیم تھی، اس لئے وہ تمام سنتوں پر عمل کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ذرا سا اہتمام کرنے سے انسان کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع ہوتا چلا جاتا ہے، اس لئے سنتوں پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بادشاہ عالمگیر رحمہ اللہ کا اہتمام سنت

(5)......عالمگیر رحمہ اللہ کی جنگ شیوا جی سے ہو رہی ہے کہ اس دوران شیوا جی کا راشن ختم ہو گیا۔ اماں سے مشورہ کیا...... اماں نے کہا عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کر...... اس نے کہا وہی تو دشمن ہے...... کہا دشمن ضرور ہے مگر دین کا پابند ہے...... مسلمانوں کے دین میں ہے ”المستشار موتمن“ (مشکوۃ شریف) مشورہ صحیح دیا جائے......“ اس لئے مشورہ صحیح دے گا۔ چنانچہ مشورہ کیا راشن ختم ہو گیا کیا کروں؟ فرمایا صلح کرلو پھر تیاری کرو...... جب تیاری ہو جائے اس کے بعد جنگ کرنا...... کہا کیا آپ صلح کرلیں گے؟ فرمایا ہاں...... کہا کب تک کیلئے؟ جواب دیا دس برس تک کیلئے اور عالمگیر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا...... وزیروں نے پوچھا ایسا کیوں؟ فرمایا قرآن شریف میں ہے ”الصلح خیر“ کہا پھر دس برس کی مہلت کیوں دی؟ جواب دیا...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ پر دس برس کیلئے ہی صلح فرمائی تھی...... اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع ہی میں کامیابی ہے......

حضرت زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا اہتمام سنت

(6)......حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ ایک دفعہ خانقاہ میں تشریف لائے تو وہاں کچھ مرید وضو کر رہے تھے کہ، سب مرید وضو نامکمل چھوڑ کر آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور سلام کیا، لیکن ایک مرید وضو مکمل کرکے کھڑا ہوا اور تعظیم بجا لایا، آپ نے فرمایا تم سب درویشوں میں سے افضل ہو اور زاہد ہو کیونکہ سنت کا اہتمام کرنے والے ہو۔ (سیر العارفین)

مسنون کھانے سے رغبت

(7)......حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ ہمیشہ مسافروں، مہمانوں اور درویشوں کے ساتھ مل کر کھاتے

تھے۔ ایک دفعہ فقراء کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھی، آپ نے ہر درویش کے ساتھ ایک لقمہ کھایا، ایک درویش کو دیکھا کہ روٹی شوربے میں بھگو کر کھا رہا ہے، فرمایا سبحان اللہ! ان سب فقیروں میں یہ فقیر کھانا خوب جانتا ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثرید کو کھانے پر وہی فضیلت ہے جو مجھ کو تمام انبیاء پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر ہے۔ (فوائد الفوائد، وسیر العارفین)

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کا اتباع شریعت

(8)...... سلطان باہو رحمہ اللہ خود بھی متبع شریعت تھے اور اپنی تعلیمات میں بھی اتباع شریعت پر بہت زور دیتے تھے ایک دفعہ فرمایا اگر کوئی فقیر بال برابر بھی خلاف سنت چلے، اسی وقت اس کی تمام نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں وہ اپنے ایک شعر میں اپنے تمام باطنی سربلندیوں کو اتباع شریعت کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم

بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا احترام سنت

(9)...... حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کھانے اور عورتوں کی خواہش ختم کرنیکی دعا کروں مگر یہ سوچ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو میں ایسا خلاف سنت کام کیوں کروں (پھر ایسا نہ کیا) لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی بات پوری فرمادی اب یہ حالت ہے کہ عورت سامنے آئے تو اتنی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ دیوار ہے یا عورت۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ کا اتباع سنت

(10)...... ابولحیب بن مقاتل بہزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا (وہ انکی وفات کے وقت موجود تھے) جعفر خیری رحمہ اللہ نے ان سے ان کی وفات کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ شبلی رحمہ اللہ کی زبان بند ہوگئی ماتھے پر پسینہ آگیا تو اشارے سے مجھے وضو کرنے کو کہا میں نے وضو کرایا مگر داڑھی کا خلال بھول گیا اس پر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میری انگلیاں اپنی داڑھی میں داخل کر کے خلال کیا یہ سن کر جعفر رحمہ اللہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ اس شخص کا کیا کہنا کہ جس نے اس وقت جبکہ ان کی زبان بند تھی اور جبین عرق آلود تھی، وضو میں خلال تک نہ چھوڑا اور ایک سنت کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ اور سنت کی اہمیت

(11)...... ایک مرتبہ ایک شخص نے جلیل القدر ولی حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے پاس ۲ ماہ قیام فرمایا ایک دن وہ رخصتی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ حسب عادت اس کے کمرے میں تشریف لے گئے اور اس کے لئے سامان رخصت باندھ رہے تھے یہ شخص بڑا حیران ہوا کہ یہ کس قدر عجیب متواضع اور منکسر المزاج لوگ ہیں کہ اتنی بڑی شہرت کے اور بڑے مرتبے کے باوجود میری خدمت میں مصروف کار ہیں۔ رخصتی کے وقت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے پوچھا

کہ کس لئے آنا ہوا تھا اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے ولی اور صاحب کرامت بزرگ ہیں مگر میں نے یہاں کوئی بزرگی نہیں دیکھی حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی خلاف سنت عمل بھی دیکھا ہے اس نے کہا نہیں اس پر فرمایا یہی بزرگی اور اصلی کرامت ہے کہ ہمارا کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو۔

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کا اہتمام سنت:۔

(12)......حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے آپ رحمہ اللہ بہت تھکے ہوئے تھے اور تکلیف بھی تھی عشاء کی نماز کے صرف فرض پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا مہر علی تو نے فرض پڑھ لئے اور ہماری سنتیں چھوڑ دیں، جب تم نے ہماری سنتیں چھوڑ دیں تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ رحمہ اللہ فوری بیدار ہوئے تو آپ پر بہت گریہ طاری ہو گیا اور بہت دیر روتے رہے اس کے بعد عشاء کی نماز مکمل کی۔

امام اعظم رحمہ اللہ اور سنت کا اہتمام

(13)......ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک ہزار جوتے کے جوڑے ہدیے میں آئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت تمام لوگوں میں تقسیم کر دیے اور اتفاق سے شام کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت حماد رحمہ اللہ کو جوتے کی ضرورت پیش آئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو بازار سے منگوا کر دیے۔ لوگ بہت حیران ہوئے کہ حضرت اتنے جوتے آئے تھے وہ سب آپ نے تقسیم کر دیے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ جب کسی آدمی کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اس کے ہم نشین بھی اس ہدیے میں شریک ہوتے ہیں اس لئے میں نے سب تقسیم کر دیئے۔

کتنا اہتمام کرتے تھے ہمارے بڑے ایک ایک حدیث پر عمل کرنے اور ایک ایک سنت کو زندگی میں سجانے کا اللہ پاک ان جیسی سچی محبت ہم سب کو عطا فرمائے، واقعی یہ لوگ کہنے والے نہیں بلکہ کر کے دکھانے والے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر ہر سنت کی اہمیت کو سمجھنے اور ہر ہر سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

سنت کی بے حرمتی پر عبرتناک واقعات

مسواک کی بے حرمتی پر جانور بن جانا

(1)......علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص ابو سلامہ نامی جو نصریٰ مقام کا باشندہ اور نہایت بیباک اور بے غیرت تھا۔ اس کے سامنے مسواک کے فضائل و مناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ و غضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو اپنی سرین میں استعمال کرونگا (اللہ کی پناہ)۔ چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک گھما کر اپنی قسم کو پورا کر کے دکھایا اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی اور پھر ایک (بدشکل) جانور جنگلی چوہے جیسا

اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگلی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے۔ پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور سر کچل کر اس نے جانور کو ہلاک کر دیا۔ اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا، اس کا کہنا تھا کہ اس جانور نے مجھ کو اور میری آنتوں کو کاٹ دیا۔ 1660ء میں یہ واقعہ پیش آیا اور یہاں کے اطراف کی ایک بڑی جماعت نے جس میں وہاں کے خطباء بھی تھے اس کا مشاہدہ کیا۔

حدیث کی بے ادبی کا وبال

(2)......عام لوگ صحیح اور ضعیف احادیث میں فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں اور کسی حدیث کے بارے میں ''ضعیف'' سنتے ہی اسے ناقابل عمل سمجھتے ہوئے بے ادبی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہفتہ اور بدھ کے دن پچھنے لگوانے سے برص کا اندیشہ ہے۔ ایک شخص نے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر قصداً ہفتہ کے دن پچھنے لگوائے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برص میں مبتلاء ہو گئے۔ چند روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور مرض کی شکایت کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا کیا ویسا بھگتو۔ ہفتہ کے دن پچھنے کیوں لگوائے تھے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس حدیث کا راوی ضعیف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث تو میری نقل کرتا تھا۔

عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! خطا ہوئی، میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور صبح کو آنکھ کھلی تو مرض کا نشان نہ رہا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عصر کے بعد سو جانے سے عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک اس کو درست نہ کرا لے تو اس وقت تک صرف ایک جوتا پہن کر ہرگز نہ چلے۔ اسی طرح جو کچھ بھی طبیب روحانی فرمائیں اس میں مناسبتیں نہ ٹٹولو، بے چون و چرا مان لو کیونکہ ان امور میں بے شمار اسرار و رموز ہیں جن کی خاصیتیں ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ (تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ)

حدیث کی حقارت کا عبرت انگیز واقعہ

(3)......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں لکھا ہے کہ دمشق میں ایک بہت بڑے محدث تھے، ان کے پاس ہزاروں طلبہ حدیث پڑھنے آتے تھے مگر ان کا چہرہ ہمیشہ ڈھکا ہوا ہوتا تھا، ایک شاگرد کہتا ہے کہ کئی سال ان کے پاس پڑھنے کے بعد ایک دن میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے مجھے اپنا چہرہ دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا سر اور چہرہ بالکل گدھے جیسا تھا۔

استاد نے فرمایا: اے بیٹے! احادیث نبوی ﷺ کی تحقیر کبھی نہ کرنا کیونکہ مجھے ایک بار اس حدیث میں شک گزرا کہ ''تم میں سے کوئی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے میں امام سے پہل نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی

مانند کر دیں گے۔ میں نے اس بات کے وقوع میں شک کیا اور (بطور تجربہ) امام سے سبقت کی۔ پس (اس عمل کی پاداش میں) میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

حدیث سے استہزاء کرنے والے کا عبرتناک انجام

(4)......احمد بن شعیب کی یہ حکایت و روایت علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب ''مفتاح دار السعادۃ'' میں کتاب ''مجالستہ'' تالیف احمد بن مروان مالکی سے نقل کی ہے۔

احمد بن شعیب کہتے ہیں کہ ہم شہر بصرہ میں ایک محدث کے پاس حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ ایک دن اس حدیث پاک کا ذکر ہوا کہ فرشتے طالب علم دین کے قدموں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اس مجلس میں ایک معتزلی شخص تھا (معتزلہ ایک فرقہ گزرا ہے، اس فرقہ کے لوگ ایسی احادیث تسلیم نہیں کرتے تھے) وہ معتزلی شخص اس حدیث کا مذاق اڑانے لگا اور کہنے لگا۔ واللہ! کل میں اپنے جوتوں کے نچلے حصے میں لمبی لمبی کیلیں لگاؤں گا اور ان سے فرشتوں کے پروں کو روند کر انہیں اذیت و تکلیف پہنچاؤں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور کیلوں اور میخوں سے جڑے ہوئے جوتوں کو پہن کر تھوڑا سا چلا تو فوراً اس کی دونوں ٹانگیں سوکھ گئیں اور ان میں نہایت مہلک پھوڑے نمودار ہو گئے۔

حدیث سے مذاق پر فوراً گرفت

(5)......امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ زکریا ابن یحییٰ ساجی رحمہ اللہ سے یہ حکایت سنی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم شہر بصرہ کی بعض گلیوں میں ایک محدث کے پاس (ان سے احادیث سننے اور پڑھنے کی غرض سے) جا رہے تھے، ہم ذرا تیز چلنے لگے۔ ہمارے ساتھ ایک مذاقی شخص بھی تھا جو بے حیاء تھا اور دینی اعتبار سے کمزور تھا، اس شخص نے بطور مذاق و استہزاء کہا کہ اپنے قدموں کو اٹھا لو کہیں تم فرشتوں کے پروں کو توڑ نہ دو۔ پس (اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ) وہ اسی جگہ جم کر رہ گیا، اپنی جگہ سے ہل نہ سکا اور فوراً اس کی دونوں ٹانگیں سوکھ گئیں اور زمین پر گر پڑا۔

سنت پر استقامت کرامت سے بڑھ کر

(6)......غیر متبع سنت جو ہوا پر اڑنے والا ہے وہ خدائی ڈھیل میں مبتلا ہے اور متبع سنت سے افضل نہیں ہو سکتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ وزیر اعظم ہوائی جہاز اڑا نہیں سکتا مگر ایک پائلٹ ہوائی جہاز اڑا کر وزیر اعظم کو بھی بٹھا کر سفر کرا سکتا ہے تو درجہ کس کا افضل ہے۔ بعض وقت ہوائی جہاز اڑانے والا غیر مسلم ہوتا ہے اور اس ہوائی جہاز پر بیٹھنے والے اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔

روزانہ ایک سنت سیکھیے

سنتوں کو خوب پھیلانا چاہیے کہ سنتوں کے پھیلنے سے برائیاں اور اللہ کی نافرمانیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ صبح سے شام تک روزمرہ کی زندگی میں ہمارے ہزاروں قسم کے تعلقات ہیں......ہم کسی کے والد، کسی کے بھائی، کسی کے شوہر، کسی کے رشتہ دار، کسی کے دوست اور پڑوسی ہیں۔ اسی طرح سے ہزاروں قسم کے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں، پس حدود کے

اندر رہتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کرنا، اسی کا نام شریعت و طریقت اور سنت ہے۔ آپ دوستوں کی خدمت میں عام سنتوں کو ذکر کرنے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ ان کو پڑھ کر ہمارے اندر ایک جذبہ اور شوق پیدا ہو۔ اور میں سلسلہ قادری ہجویری کے ہر سالک سے تاکیدی عرض کرتا ہوں کہ وہ بار بار ان سنتوں کو پڑھتا رہے اور پھیلاتا رہے اور اپنی زندگی میں لاتا رہے کیونکہ اس کے بغیر ہر شخص ناکام و نامراد ہے۔ اللہ کریم اپنے نیک بندوں کے طفیل ہمیں ظاہر اور باطن کی سنتوں سے آراستہ فرمادے۔ آمین!

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد کے آداب

بنیادی عقیدے تین ہیں: (الف)......توحید (ب)......رسالت۔ (پ)......قیامت۔

(1)......توحید

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا ہے۔ اس لئے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی عقائد کیا ہیں؟ اور سب سے زیادہ ضروری چیز مسلمان کیلئے صحیح عقائد کا علم حاصل کرنا ہے۔ عقائد کی درستگی کے بغیر ایمان باقی نہیں رہتا۔

(1)...... اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ (2) ......وہ کسی کا محتاج نہیں۔ (3) ......اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہیں۔ (4)......اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ (5)......اللہ تعالیٰ ہر پوشیدہ چیز کو جانتے ہیں۔ (6)......اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہیں او رہمیشہ رہیں گے۔ (7)......کوئی چیز ان جیسی نہیں۔ (8)......وہ زندہ ہیں، طاقت والے ہیں۔ (9)......پوری کائنات اس کے حکم و قدرت سے پیدا ہوئی۔ (10) اللہ تعالیٰ ناک، کان وغیرہ یعنی انسانی شکل و صورت سے پاک ہیں۔

(2)......انبیاء علیہم السلام سے متعلق عقائد کے آداب

(1)......تمام انبیاء علیہم السلام برحق ہیں، ہر کسی کو ماننا فرض ہے، کسی ایک نبی یا رسول کی خدانخواستہ توہین کرنا "کفر" ہے اور اس سے عمر بھر کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ جہنم کی ہمیشہ کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (2)......اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں انبیاء علیہم السلام سب سے پاکیزہ، اعلیٰ اور افضل ہوتے ہیں اور ہر قسم کے گناہوں سے نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معجزے عطا فرماتے تھے۔ (3)......حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا۔ (4)......سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، آپ علیہ السلام تمام انسانوں اور جنوں کیلئے قیامت تک نبی ہیں۔ (5)......لوگوں کی اصلاح کیلئے جو نبی بھیجے گئے ان کی تعداد مشہور قول کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

مشہور انبیا علیہم السلام کے نام مبارک

کتابوں میں تلاش سے جن انبیاء علیہم السلام کے نام معلوم ہو سکے وہ درج ذیل ہیں۔ (1)...... حضرت آدم علیہ السلام۔ (2)...... حضرت شیث علیہ السلام۔ (3)...... حضرت شعیب علیہ السلام۔ (4)...... حضرت برجیس علیہ السلام۔ (5)...... حضرت یونس علیہ اسلام۔ (6)...... حضرت سلیمان علیہ السلام (یہ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی)۔ (7)...... حضرت ہود علیہ السلام۔ (8)...... حضرت داؤد علیہ السلام۔ (9)...... حضرت الیسع علیہ السلام۔ (10)...... حضرت ایوب علیہ السلام۔ (11)...... حضرت ذوالکفل علیہ السلام۔ (12)...... حضرت حزقیل علیہ السلام۔ (13)...... حضرت نوح علیہ السلام۔ (14)...... حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ (15)...... حضرت ہارون علیہ السلام۔ (16)...... حضرت خضر علیہ السلام۔ (17)...... حضرت ذوالقرنین علیہ السلام (بعض علماء کے نزدیک یہ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی)۔ (18)...... حضرت یعقوب علیہ السلام۔ (19)...... حضرت یوسف علیہ السلام (یہ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی)۔ (20)...... حضرت یوشع بن نون علیہ السلام (یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے)۔ (21)...... حضرت شمعون علیہ السلام (شموئیل نام بھی آتا ہے اور حضرت یوشع علیہ اسلام کے بعد قوم میں بھیجے گئے)۔ (22)...... حضرت دانیال علیہ السلام۔ (23)...... حضرت حنانیا علیہ السلام۔ (24)...... حضرت ارمیا علیہ السلام۔ (25)...... حضرت عزاریا علیہ السلام۔ (26)...... حضرت مشائیل علیہ السلام (22 سے 26 تک بخت نصر بادشاہ کے دور میں بھیجے گئے)۔ (27)...... حضرت ادریس علیہ السلام۔ (28)...... حضرت الیاس علیہ السلام۔ (29)...... حضرت زکریا علیہ السلام۔ (30)...... حضرت یحیٰی علیہ السلام۔ (31)...... حضرت صالح علیہ السلام۔ (32)...... حضرت لوط علیہ السلام۔ (33)...... حضرت عزیر علیہ السلام (34)...... حضرت ابراہیم علیہ السلام (35)...... حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ (36)...... حضرت اسحاق علیہ السلام (37)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ (38)...... نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ۔

(3)...... قیامت سے متعلق عقیدے کے آداب

ہمارا یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ قیامت قائم ہوگی، قیامت کی تقریباً چھوٹی نشانیاں پوری ہو چکی ہیں اور بڑی نشانیاں ابھی باقی ہیں جو درج ذیل ہیں: (1)...... حضرت امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ (2)...... خروج دجال۔ (3)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا۔ (4)...... خروج یاجوج ماجوج۔ (5)...... مغرب سے طلوع آفتاب ہونا۔ (6)...... ایک جانور کا خروج۔ (7)...... دھواں کا نکلنا۔ (8)...... حبشیوں کا غلبہ ہونا۔ (9)...... تیز ہوا کا چلنا۔ (10)...... چیخ کا آنا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی علامات ہیں۔

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہے، حق تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے، جنت ہے، دوزخ ہے، کافر لوگ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈالے جائیں گے، مسلمان لوگ کہ جن کے گناہ زیادہ ہوں گے وہ بھی کچھ عرصہ کیلئے دوزخ میں ڈالے جائیں گے

،جن کے گناہ کم اور نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل کئے جائیں گے۔

ان سب چیزوں کا تعلق عقیدوں سے ہے اور عقیدہ دل میں ہوتا ہے، اس لئے عقائد کا تعلق دل سے ہے۔

☆......☆......☆

صحت کے آداب

بعض اللہ والوں نے بڑی محنت کر کے خوبصورت انداز میں زندگی گزارنے کے سلیقے لکھے ہیں۔ یقیناً جن پر عمل کرنے والا معرفت کی وہ چوٹی سر کرے گا جو کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ پاک ان علمائے کرام کو اپنی شایان شان جزا عطا فرمائے۔ آمین!

ان تعلیمات کا خلاصہ مختصر انداز میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور آج میں بھی عزم کروں آپ بھی عزم کریں آج کے بعد سنت کے مطابق زندگی گزارنی ہے اور اسی پر جینا ہے اور اسی پر مرنا ہے۔ اللہ ہم سب کو ثابت قدم رکھے۔

ہمیشہ خوش اخلاق مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پرکشش اور صحت مند رکھیے، غم، غصہ، رنج وفکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی الجھنوں سے دور رہیے۔ یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی الجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو۔ (مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(1)......ایک بوڑھے شخص کو گھسٹتا ہوا چلتا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا اس سے بے نیاز ہے کہ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔ (2)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مریل چال چلنے والے ایک نوجوان کو دیکھا تو اپنا درّہ اٹھایا اور دھمکاتے ہوئے کہا راستہ پر پوری قوت کے ساتھ چلو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب راستے پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے کسی نشیب میں اتر رہے ہوں (ترمذی)۔ (3)......ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کیلئے کچھ مسلمان خدمت میں حاضر ہوئے ان کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو فرمایا تمہارے دانت پیلے پیلے کیوں نظر آرہے ہیں؟ مسواک کیا کرو۔ (مسند احمد)۔ (4)......اپنے جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالئے، جسمانی قوتوں کو ضائع نہ کیجئے جسمانی قوتوں کا یہ حق ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے اور ان سے ان کی برداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔ (5)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمہارے اندر قوت ہو۔ اس لئے کہ خدا نہیں اکتاتا، یہاں تک کہ خود تم ہی اکتا جاؤ۔ (بخاری)۔ (6)...... ہمیشہ جفاکشی، محنت، مشقت

اور بہادری کی زندگی گزاریئے ہرطرح کی سختیاں جھیلنے اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالئے اور سخت جان بن کر سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کا اہتمام کیجئے۔ آرام طلب ،نزاکت پسند، کاہل ،عیش کوش ، پست ہمت اور دنیا پرست نہ بنئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ معاذ! اپنے کو عیش پسندی سے بچائے رکھنا۔ اس لئے کہ خدا کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ)۔ (7)......ضبط نفس کی عادت ڈالئے ،اپنے جذبات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھئے۔ اپنے دل کو بھٹکنے، خیالات کو منتشر ہونے اور نگاہ کو آوارہ ہونے سے بچایئے۔ خواہشات کی بے راہ روی اور نظر کی آوارگی سے قلب و دماغ سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال ملاحت و کشش اور مردانہ صفات کی دلکشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہمت، پست حوصلہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔ (8)......کھانا ہمیشہ وقت پر کھایئے، زیادہ کھانے سے بچیئے ، ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کیجئے۔ کھانا بھوک لگنے پر کھایئے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اٹھ جایئے ، بھوک سے زیادہ تو ہرگز نہ کھایئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (ترمذی) صحت کا دارومدار معدے کی صحت مندی پر ہے اور زیادہ کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تمثیل میں اس کو یوں واضح فرمایا ہے۔ معدہ بدن کیلئے حوض کی مانند ہے اور رگیں اس حوض سے سیراب رہنے والی ہیں پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحت سے سیراب لوٹیں گی اور اگر معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوس کر لوٹیں گی۔ (بیہقی) کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (9)......ہمیشہ سادہ کھانا کھایئے ،بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھایئے، زیادہ گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیجئے۔ مسالوں ،چٹخاروں اور ضرورت سے زیادہ لذت سے پرہیز کیجئے۔ (10)......ایسی غذاؤں کا اہتمام کیجئے جو زود ہضم اور سادہ ہوں ،اور جن سے جسم کو صحت اور توانائی ملے، محض لذت طلبی اور زبان کے چٹخاروں کے پیچھے نہ پڑیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔ زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے، بہت زیادہ گرم کھانا جس میں سے بھاپ نکلتی ہوتی ہو نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے۔ (11)......دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کیجئے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجئے، عربی کا مشہور مقولہ ہے ''تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ'' دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو۔ (12)......لباس اور بستر کو صاف رکھئے ،جسم کی صفائی کیلئے وضو اور غسل کا اہتمام کیجئے۔ جسم ،لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور پاکیزگی سے روح کو بھی سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور تازگی ملتی ہے اور بحیثیت مجموعی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ (13)......دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجئے، دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمے پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دانت مضبوط بھی رہتے ہیں۔ مسواک کی عادت ڈالئے ، منجن وغیرہ کا بھی استعمال رکھئے۔ پان یا تمباکو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو

خراب نہ کیجئے، کھانے کے بعد بھی دانتوں کو اچھی طرح صاف کرلیا کیجئے۔ دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف فرماتے۔ (متفق علیہ)۔ (14)......پاکی، طہارت اور نظامت کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ قرآن حکیم میں ہے: خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے جو بہت زیادہ پاک وصاف رہتے ہیں۔ (التوبہ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ (15)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا بھی اہتمام کیجئے۔ ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِالدَّيْنِ وَقَھْرِالرِّجَالِ“ (ابوداؤد) خدایا میں اپنے کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، پریشانی سے، غم سے، بیچارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں۔

☆......☆......☆

لباس کے آداب

(1)......لباس پہنتے وقت یہ سوچئے کہ یہ وہ نعمت ہے جس سے خدا نے صرف انسان کو نوازا ہے، دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں اس امتیازی بخشش وانعام پر خدا کا شکر ادا کیجئے اور اس امتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی خدا کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجئے لباس خدا کی ایک زبردست نشانی ہے۔ لباس پہنیں تو اس احساس کو تازہ کیجئے اور جذبات شکر کا اظہار مسنون دعا پڑھ کر کیجئے۔ (2)......بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے، تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی بھی مراد ہے اور ظاہری پرہیزگاری کا لباس بھی یعنی ایسا لباس پہنئے جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو، جس سے کبر وغرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کیلئے مردوں سے مشابہت کا ذریعہ ہو اور نہ مردوں کیلئے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہنئے جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کیلئے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کیلئے مقرر کی ہیں۔ (3)......اگر ہو سکے تو لباس سفید پہنئے سفید لباس مردوں کیلئے زیادہ پسندیدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفید کپڑے پہنا کرو، یہ بہترین لباس ہے، سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہیے اور سفید کپڑے میں ہی مردوں کو دفن کرنا چاہیے۔ (ترمذی)۔ (4)......نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کرے گا۔ بلکہ ان کو انتہائی دردناک عذاب دے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ناکام ونامراد لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک وہ جو غرور اور تکبر میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو احسان جتاتا ہے۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جو جھوٹی قسموں کے سہارے اپنی تجارت کو چمکانا چاہتا ہے۔ (مسلم)۔ (5)......لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنئے، نہ ایسا لباس پہنئے جس

سے فخر ونمائش کا اظہار ہو اور آپ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولتمندی کی بے جا نمائش کریں اور نہ ایسا لباس پہنئے جو آپ کی وسعت سے زیادہ قیمتی ہو اور آپ فضول خرچی کے گناہ میں مبتلا ہوں اور نہ ایسے شکستہ حال بنے رہیں کہ ہر وقت آپ کی صورت سوالی بنی رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر آئیں۔ بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت وحیثیت کے لحاظ سے موزوں باسلیقہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنئے۔ (6)......بعض لوگ پھٹے پرانے اور پیوند لگے کپڑے پہن کر شکستہ حال بنے رہتے ہیں اور اس کو دینداری سمجھتے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیا دار سمجھتے ہیں جو صاف ستھرے سلیقے کے کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ دینداری کا یہ تصور قابل اصلاح ہے۔

کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھنے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں: ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی کَسَانِیْ ھٰذَامِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ‘‘ (مشکوٰۃ)

☆......☆......☆

راستے کے (13) آداب

(1)......نبی ﷺ لمبے لمبے قدم رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے قدم گھسیٹ کر کبھی نہ چلتے۔ (2)......نبی ﷺ چلتے وقت اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے جیسے کوئی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقار کے ساتھ ذرا تیز چلتے اور بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے اور چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ دیکھتے۔ (3)......ہمیشہ جوتے پہن کر چلئے ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے پرہیز کیجئے۔ (4)......نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے۔ (شمائل ترمذی)۔ (5)......نبی ﷺ ساتھیوں کے ساتھ چلنے میں کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ ﷺ لوگوں کے پیچھے پیچھے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔ (6)......راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ راستہ کا حق ادا کرنے کیلئے چھ باتوں کا خیال رکھیں: (الف) نگاہیں نیچی رکھئے۔ (ب) تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجئے۔ (پ) سلام کا جواب دیجئے۔ (ت) نیکی کی تلقین کیجئے اور بری باتوں سے روکئے۔ (ث) بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایئے۔ (ج) اور مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجئے۔ (7)......راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے، برے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجئے۔ (8)......راستے میں عورت اور مرد مل جل کر نہ چلیں، عورت کو بیچ راستے سے بچ کر کنارے پر چلنا چاہیے اور مردوں کو چاہیے کہ ان سے بچ کر چلیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ٹکرائیں۔ (9)......شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پر چلیں تو برقعے یا چادر سے اپنے جسم، لباس اور زیب وزینت کی ہر چیز کو خوب اچھی طرح چھپا لیں اور چہرے پر نقاب ڈالے رہیں۔ (10)......کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلئے جس میں چلتے وقت جھنکار پیدا ہو یا دبے

پاؤں چلئے تا کہ اس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ (11)......عورتیں پھیلنے والی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں، ایسی عورتوں کے بارے میں نبی ﷺ نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

بازار میں پڑھنے کی دعائیں

(1)......بازار میں جائیں تو یہ دعا پڑھئے۔ ’’ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَافِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّمَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ بِهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْصَفْقَةً خَاسِرَةً ‘‘۔ (2)......حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ لے خدا اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا۔ دس لاکھ خطائیں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کردے گا۔ ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ‘‘ (ترمذی)

☆......☆......☆

سفر کے (13) آداب

(1)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سفر پر جاتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو عام طور پر جمعرات کے دن کو مناسب خیال کرتے۔ (2)......سفر تنہا نہ کیجئے ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھ لیجئے۔ ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر سے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ مسافر بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے، میں اکیلا آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار، سوار ہیں۔ (ترمذی)۔ (3)......عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ہمراہ سفر کرنا چاہیے۔ (4)......آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول وعمل سے اس کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہنچے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہوسکتا ہے تو صرف وہی جو خدا کی راہ میں شہادت پائے (مشکوٰۃ)۔ (5)......سفر کی ضرورت پوری ہونے پر گھر واپس آنے میں جلدی کیجئے۔ سفر سے واپسی پر یکا یک بغیر اطلاع، رات کو گھر میں نہ آجایئے، پہلے سے اطلاع دیجئے۔ ورنہ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجئے۔ کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کیلئے تیار ہوسکیں۔ (6)......سفر میں اگر جانور ساتھ ہوں تو ان کے آرام وآسائش کا بھی خیال رکھئے۔ (7)......چند آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرمالیجئے، البتہ ہر شخص اپنا ٹکٹ، ضرورت بھر رقم اور دوسرا ضروری سامان اپنے قبضے میں رکھے۔ (8)...... جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے اور اظہار محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجئے یا معانقہ بھی کیجئے۔

سفر کی دعائیں

(1)...... جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دعا پڑھے ''سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٥ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ '' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)۔

(2)...... جب گاڑی، بس، یا جہاز بلندی پر چڑھے، یا اُترے تو یہ دعا پڑھے '' اَللّٰھُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ''۔

(3)...... جب سفر میں کہیں رات ہوجائے تو یہ دعا پڑھے: ''یَااَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰہُ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّمَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّمَا یَدُبُّ عَلَیْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّسَاکِنِی الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَاوَلَدَ '' (ابوداؤد)

(4)...... اور جب سفر سے گھر کو واپس آئیں تو یہ پڑھے '' اَوْباً اَوْباً لِرَبِّنَا تَوْباً لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْباً '' (حصین حصین) پلٹنا ہے، اپنے رب ہی کی طرف اور اپنے رب ہی کے حضور توبہ ہے ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر نہ رہنے دے۔

(5)...... کسی کو سفر پر رخصت کرتے وقت اس سے بھی دعا کی درخواست کیجئے اور اس کو یہ دعا دیتے ہوئے رخصت کیجئے۔ '' اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ '' (حصن حصین)

☆......☆......☆

اہل اللہ کی ادب والی نماز

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی کیفیت حضوری

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کیلئے وضو کرنے بیٹھتے تو آپ کا چہرہ مبارک زرد ہو جاتا تھا اور جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تغیر رنگ کے باعث پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔ لوگ آپ سے دریافت کرتے کہ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا یہ کیسا حال ہو جاتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ لوگو! نماز اللہ کے ہاں پیشی کا وقت ہے، کون ایسا نادان انسان ہوگا جو رب کائنات کی پیشی کے وقت ہنستا اور کھل کھلاتا ہوا اس کی عدالت میں حاضر ہوگا۔ (عوارف المعارف)

نماز جہنم کی آگ بجھانے کا سبب

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہر روز و شب میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے، ایک روز آپ اپنے مکان میں نفل پڑھ رہے تھے کہ آپ کے مکان کو آگ لگ گئی، لوگ آگ بجھانے لگے، مگر آپ اسی خشوع و خضوع سے نماز نفل ادا کرتے رہے، جب آگ بجھ گئی تو آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! مکان کو آگ لگ گئی تھی ہم لوگ

بجھانے میں مصروف تھے مگر آپ نے پرواہ تک نہ فرمائی ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ آگ بجھا رہے تھے اور میں آخرت کی آگ بجھانے میں مشغول تھا۔ (روض الریاحین، حیوۃ الحیوان، خزینۃ الاصفیاء)

سانپ بھی نماز میں خلل نہ لاسکا

امام طلحہ شافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک بار محراب عبادت میں شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تا کہ علی ابن حسین (امام زین العابدین) رحمہ اللہ کے استغراق میں خلل ڈالے، اس نے آپ کی انگشت پا کو دانتوں میں دبایا مگر آپ کی مشغولیت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ آخر وہ پشیمان ہوکر دور جا کر کھڑا ہوگیا اور پھر یہ آواز تین بار فضا میں بلند ہوئی جو کہہ رہی تھی" انت زین العابدین انت سید الساجدین "آپ ہی عابدوں کی زینت ہیں، آپ ہی سجدہ گزاروں کے سردار ہیں۔ (اصح التواریخ) حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ جب تلاوت قرآن حکیم فرماتے تھے تو آپ کی خوش الحانی سے لوگ کھنچے چلے آتے تھے یہاں تک کہ آپ کے اردگرد لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہوجاتی تھی اور حاضرین ایسے خود رفتہ ہوجاتے کہ ایک دوسرے کی خبر تک نہ ہوتی تھی۔ یہ تو صرف چند واقعات کا انتخاب ہے ان اللہ والوں کی ایسی جاندار نماز کیسے بنی اس کے پیچھے بہت بڑے مجاہدے اور محنت ہے۔ ذیل میں نماز کے آداب لکھے جاتے ہیں جن پر مشق کر کے انشاءاللہ ہماری نماز بھی جاندار اور شاندار ہوجائے گی۔

نماز کے (25) آداب

اللہ والوں کی زندگی کا تجربہ ہے جو شخص آداب کی رعایت رکھ کر چند روز نماز پڑھنے کی مشق کرلے گا اس کو کامل اولیاء والی نماز نصیب ہوگی۔ اللہ ہم سب کو صحابہ اہل بیت اور اولیائے کاملین رحمہم اللہ والی نماز نصیب فرمائے۔ مرشدی ہجویری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے جو شخص نماز میں نظروں کی حفاظت کا اور ہاتھوں کی حفاظت کا اہتمام کرلیتا ہے اللہ کریم اس کو نماز کا خشوع عطا فرمادیتے ہیں اور نماز کے باہر اس کی زندگی کو سنوار دیتے ہیں۔

(1)...... نماز کیلئے طہارت اور پاکی کا پورا پورا خیال رکھیئے۔ (2)...... صاف اور سلیقے کے کپڑے پہن کر نماز ادا کیجئے، قرآن مجید میں ہے" یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ "اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہوجایا کرو۔ (3)...... وقت کی پابندی سے نماز ادا کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت پڑھے گا وہ دوزخ اور نفاق دونوں سے محفوظ کردیا جاتا ہے (ترمذی)۔ (4)...... جماعت کی پہلی صف ایسی ہے جیسے فرشتوں کی صف۔ تنہا نماز پڑھنے سے دو آدمیوں کی جماعت بہتر ہے۔ (ابوداؤد)۔ (5)...... رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہوجایئے۔ (6)...... دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھ لیا کیجئے۔" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ "۔ (7)...... جو شخص نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے۔ نماز اس کو دعائیں دیتی ہے کہ خدا اسی طرح تیری بھی حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ (8)......

بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز میں کوئی چوری کیسے کرتا ہے؟ فرمایا: رکوع اور سجدے ادھورے ادھورے کرے۔ (9)......اذان کی آواز سنتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دیجئے اور وضو کر کے پہلے سے مسجد میں پہنچ جایئے اور خاموشی کے ساتھ صف میں بیٹھ کر جماعت کا انتظار کیجئے۔ (10)......اذان بھی ذوق وشوق سے پڑھا کیجئے۔ (11)......ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا بے چینی اور شوق سے انتظار کیجئے۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ﷺ اس قدر تیز تیز چل کر آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانس چڑھ گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کرتے ہوئے فرمایا دیکھو میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں (ابن ماجہ)۔ (12)......حضور قلب کے ساتھ خدا کو یاد کیجئے اور دل، دماغ، احساسات، جذبات اور افکار وخیالات ہر چیز سے پوری طرح خدا کی طرف رجوع ہو کر پوری یکسوئی اور دھیان کے ساتھ نماز پڑھیے۔ (13)......منافقوں کی نماز خدا کی یاد سے خالی ہوتی ہے۔ (14)......نماز کے باہر بھی نماز کا حق ادا کیجئے اور پوری زندگی کو نماز کا آئینہ بنایئے۔ (15)......نماز پابندی سے پڑھیے کبھی ناغہ نہ کیجئے مومنوں کی بنیادی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ بلاناغہ نماز پڑھتے ہیں۔ (16)......نفل نمازوں کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سنت و نوافل اکثر گھر پڑھا کرتے تھے۔ (17)...... جماعت کی نماز میں صفوں کو درست رکھنے کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ صفیں بالکل سیدھی رکھئے اور کھڑے ہونے میں اس طرح کندھے سے کندھا ملایئے کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے اور جب تک آگے کی صفیں نہ بھر جائیں پیچھے دوسری صفیں نہ بنایئے۔

نماز کا اہتمام کرنے والے کیلئے (9) انعامات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ پکے نمازی کو اللہ تعالیٰ یہ انعامات عطا فرماتے ہیں۔ (1)......اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ (2)...... جسمانی صحت عطا فرماتے ہیں۔ (3)......فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (4)......اس کے گھر میں برکت اترتی ہے۔ (5)......اس کے چہرے پر نیک لوگوں کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ (6)...... اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نرم کر دیتے ہیں۔ (7)...... پل صراط سے چمکتی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ (8)......اللہ تعالیٰ اسے آگ سے بچالیں گے۔ (9)...... اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں کے پڑوس میں جگہ دیں گے جن پر نہ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

نماز کے بعد کی مسنون دعائیں

(1)......آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ۔ ”اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ“ پڑھنے والا اگر اس دن یا اس رات میں مر جائے تو جہنم سے ضرور نجات پائے گا۔ (مشکوٰۃ)۔ (2)......نماز فرض کا سلام

پھیرنے کے بعد " اَللّٰہُ اَکْبَرُ "ایک مرتبہ، "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ " تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ ذرا آواز سے کھینچ کر پڑھنا مستحب ہے۔ (ترمذی) اس کے بعد یہ دعا پڑھیے۔" اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ (مسلم)۔ (3)......آپ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یوں پڑھا کرتے تھے" اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَامَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ " (بخاری)۔ (4)......" جو شخص ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ الحمدللہ، 33 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ سبحان اللہ یہ نانے ہوئے اور سو 100 کا عدد پورا کرنے کیلئے ایک مرتبہ" لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ " پڑھے اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور دوسری حدیث کے مطابق پڑھنے والا ناکام نہیں ہوگا۔ (مسلم)۔ (5)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد یہ بھی پڑھا کرتے تھے: "سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ " (ترمذی)۔ (6)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والا دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ (طبرانی، کبیر) دوسری حدیث کے مطابق اس کے اور جنت کے درمیان موت کے علاوہ اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔ (شعب الایمان)

دیکھیں اللہ والو! نیت کریں کہ نبوی (ﷺ) دعاؤں کو ایک ایک کر کے ہم سیکھیں گے اور اپنی زندگی میں لائیں گے۔

☆......☆......☆

قریب المرگ کے آداب

قریب المرگ کو تلقین کے آداب

(1)......جب کسی قریب المرگ کے پاس جائیں تو ذرا بلند آواز سے کلمہ" لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " پڑھتے رہیں۔ (2)......نزع کے وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت کیجئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرنے والوں کے پاس سورہ یٰسین پڑھا کرو۔ (عالمگیری)۔ (3)......جان نکلنے کے بعد میت کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیجئے، آنکھیں بند کر دیجئے اور ایک چوڑی سی پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھ دیجئے۔ اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دیجئے اور چادر سے ڈھک دیجئے اور یہ پڑھتے رہیے۔"بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ "۔ (4)......میت کی خوبیاں بیان کیجئے اور برائیوں کا ذکر نہ کیجئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے مردوں کی خوبیاں کیا کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو بند رکھا کرو۔ (ابو داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی شخص مرتا ہے اور اس کے چار پڑوسی اس کے بھلا ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو خدا فرماتا ہے میں نے تمہاری شہادت قبول کر لی اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں تھا وہ میں نے معاف کر دیں (ابن حبان)۔ (5)......ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک جنازے کی تعریف کی۔ فرمایا: اس کیلئے جنت واجب ہو گئی لوگو! تم زمین پر خدا کے گواہ ہو، تم جس کو اچھا کہتے ہو خدا اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور تم جس کو برا

کہتے ہو خدا اس کو دوزخ میں بھیج دیتا ہے (بخاری، مسلم)۔ (6)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب کسی مریض کی عیادت کو جاؤ یا کسی کے جنازے میں شرکت کرو ہمیشہ زبان سے خیر کے کلمات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے جاتے ہیں۔ (مسلم)

مردے کو نہلانے کے آداب

جو بھی دنیا میں آیا ہے جانے کیلئے آیا ہے مرشدی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ’’زندگی کا ایک نام موت بھی ہے‘‘۔ کچھ چلے گئے اور عنقریب ہم سب بھی جانے والے ہیں اور جسے جانا ہے اسے نہلانا اور کفنانا شریعت کا حکم ہے مگر آج ہم اس کام کو بہت مشکل خیال کرتے ہیں۔ اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں پہلے اس کی فضیلت بیان کرتا ہوں اس کے بعد مردے کو نہلانے اور کفنانے کے آداب لکھوں گا۔ اللہ پاک ہم سب پر یہ وقت آنے سے پہلے پہلے ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین!

فضیلت

(1)......نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ’’جس نے کسی میت کو کفن پہنایا تو خدا اس کو جنت میں سندس اور استبرق کا لباس پہنائے گا۔ (حاکم)۔ (2)......نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا خدا ایسے بندے کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے اور جس نے کسی میت کو قبر میں اتارا تو گویا اس نے میت کو روزحشر تک کیلئے رہنے کو مکان مہیا کیا۔ (طبرانی)۔

مسنون کفن کے آداب

مرد میت کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے: (1)...... کفنی، یعنی کرتہ جو مونڈھے سے پیروں تک ہو۔ (2)......ازار، سر سے لے کر پاؤں تک۔ (3)......لفافہ، یعنی چادر ازار سے ایک ہاتھ بڑی ہونی چاہیے یہ مسنون کفن ہے اور کفن کفایہ دو کپڑے ہیں یعنی ایک ازار اور ایک لفافہ۔

عورت کا کفن

عورت کی میت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے: (1)...... کفنی یعنی کرتہ۔ (2)......اوڑھنی یعنی سفید سر بند۔ (3)......ازار۔ (4)......لفافہ یعنی چادر۔ (5)......سینہ بند۔

’’سر بند‘‘ تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے اور ’’سینہ بند‘‘ بغلوں کے حصہ سے لیکر گھٹنوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہونا چاہیے کہ بندھ جائے، بقیہ تین کپڑے اسی مقدار میں ہونے چاہئیں جتنے مرد کے کفن میں لگتے ہیں۔ کفن مسنون کی اس مقدار میں کمی یا زیادتی کرنا برا ہے۔

عورت کیلئے کفن کفایہ تین کپڑے ہیں: (1)......ازار۔ (2)......اوڑھنی۔ (3)......لفافہ

نماز جنازہ کے آداب

(1)......نماز جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجئے۔ (2)......اگر اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر کے ہی کھڑے ہو جایئے۔ (3)......نماز جنازہ کیلئے میت کی چار پائی اس طرح رکھئے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رخ قبلے کی طرف رکھئے۔ (4)...... جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھئے۔ (5)...... جنازے کیلئے جاتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہیے اور یہ غور کیجئے کہ جس طرح آج آپ دوسرے کو زمین کے حوالے کرنے جا رہے ہیں ٹھیک اسی طرح دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے اس غم اور فکر کے نتیجے میں آپ کم از کم اتنے وقت کیلئے آخرت کے تصور میں گھلنے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی الجھنوں اور باتوں سے محفوظ رہیں گے۔ (6)......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنازے کو کس رفتار سے لے جایا کریں؟ فرمایا: جلدی جلدی دوڑنے کی رفتار سے کچھ کم۔ اگر مردہ صاحب خیر ہے تو اس کو انجام خیر تک جلدی پہنچاؤ اور اگر صاحب شر ہے تو اس شریر کو اپنے سے جلد دور کرو۔ (ابوداؤد)۔ (7)...... جنازے کے ساتھ پیدل جایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ چند آدمی سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھ پر ہو۔ البتہ جنازے سے واپسی میں سواری پر آ سکتے ہیں۔ (8)...... جب آپ جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جایئے پھر اگر اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو ٹھہر جایئے کہ جنازہ کچھ آگے نکل جائے۔ (9)......نماز جنازہ پڑھنے کا بھی اہتمام کیجئے اور جنازے کے ساتھ جانے اور کندھا دینے کا بھی اہتمام کیجئے۔

میت دفن کرنے کے آداب

(1)......قبر میں اتارتے وقت میت کا رخ قبلے کی طرف کر دیجئے اور کفن کی گرہیں کھول دیجئے۔ (2)......عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردے کا اہتمام کیجئے۔ (3)......قبر پر مٹی ڈالتے وقت سرہانے کی طرف سے ابتداء کیجئے اور دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین بار مٹی ڈالئے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت پڑھئے۔ ''مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ (اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا) دوسری بار مٹی ڈالتے وقت پڑھیے: ''وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ '' (اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا رہے ہیں) اور تیسری بار جب مٹی ڈالیں تو پڑھئے ''وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی '' (اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ اٹھائینگے)۔ (4)......دفن کرنے کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہریئے، میت کیلئے دعائے مغفرت کیجئے کچھ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایئے اور لوگوں کو بھی توجہ دلایئے کہ استغفار کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دفن کے بعد خود بھی استغفار فرماتے اور لوگوں سے بھی فرماتے۔ یہ وقت حساب کا ہے اپنے بھائی کیلئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اور مغفرت طلب کرو۔ (ابوداؤد)

قبرستان کے (4) آداب

(1)......قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھئے۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ

وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ''۔ (2)...... قبرستان میں غافل اور لاپرواہ لوگوں کی طرح ہنسی مذاق اور دنیاوی باتیں نہ کیجئے۔ قبر آخرت کا دروازہ ہے، اس دروازہ کو دیکھ کر وہاں کی فکر اپنے اوپر طاری کر کے رونے کی کوشش کیجئے۔ (3)...... حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس طرح زندہ انسان کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مردے دعا کے انتہائی محتاج ہوتے ہیں۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے پروردگار مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔ (4)...... عزیزوں، رشتہ داروں یا آس پڑوس میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوا دیجئے۔ اس لئے کہ وہ غم میں پریشان ہیں۔ (5)...... میت کی طرف سے حسب حیثیت صدقہ اور خیرات بھی کیجئے۔ البتہ اس معاملہ میں غیر مسنون رسموں سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجئے۔

☆......☆......☆

رمضان المبارک کے (19) آداب

اکابر کا رمضان میں عمل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد در شاگرد ہیں ماہ رمضان میں ایک دن رات میں قرآن کے دو ختم کرتے تھے۔ ایک قرآن رات کو تراویح میں اور ایک دن میں ختم کرتے تھے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''توالی التاسیس'' میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ میں تیس قرآن ختم کرتے تھے اور رمضان المبارک میں ٦٠ ختم کرتے تھے اور یہ تلاوت اس قرأت کے علاوہ تھی جو نماز (پنجگانہ و تراویح) میں ہوتی تھی۔ (توالی التاسیس)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کا معمول عام دنوں میں ایک دن رات میں ختم قرآن کا تھا اور رمضان المبارک میں (عید الفطر کی رات اور دن کو شامل کر کے) باسٹھ ختم کرتے تھے (عقود الجمان صفحہ ٢١٣) (اور ایک مستقل قرآن پاک پورا مہینہ نماز تراویح میں ان باسٹھ کے علاوہ ختم فرماتے تھے)۔

فضیلت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا پروردگار! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا، خدایا! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور خدا اس کی سفارش کو قبول فرمالے گا۔ (مشکوۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ افطار کے وقت روزے دار جو دعا مانگے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے رد نہیں کی جاتی۔ (ترمذی)

(1)......رمضان المبارک کا شایان شان استقبال کرنے کیلئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار رکھئے۔ (2)......روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کیجئے کیونکہ اس کا بڑا اجر ہے۔ (3)......رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجئے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کیلئے کمر بستہ ہوجایئے۔

(4)......اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بناء پر روزے نہ رکھ سکیں تب بھی احترام رمضان میں کھلم کھلا کھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ (5)......تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام کیجئے، اس مہینے کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت ہے۔ قرآن پاک اسی مہینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی پہلی یا تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کئے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی مہینے کی ۱۲ یا ۱۸ کو زبور دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اسی مبارک مہینے کی ٦ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی مہینے کی ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو انجیل دی گئی۔ اس لئے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن سناتے اور سنتے تھے اور آخری سال آپ نے دوبار رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دورہ فرمایا۔ (6)......تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے۔ ایک بار رمضان میں پورا قرآن پاک سننا مسنون ہے۔ (7)......صدقہ اور خیرات کیجئے، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کیجئے اور ناداروں کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجئے۔ (8)......روزے کے عظیم اجر اور عظیم فائدوں کو نگاہ میں رکھ کر پورے ذوق وشوق کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کیجئے۔ (9)......جس شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب (احتساب سے مراد یہ ہے کہ روزہ محض خدا کی خوشنودی اور اجر آخرت کیلئے رکھا جائے اور ان تمام لغو باتوں سے بچا جائے جو روزے کو بے جان کر دیتی ہیں) کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا تو خدا اس کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں۔ (بخاری) (10)......روزے میں ریاکاری اور دکھاوے سے بچنے کیلئے معمول کے مطابق ہشاش بشاش اور چاق وچوبند، اپنے کاموں میں لگے رہیے اور اپنے انداز واطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجئے۔

(11)......روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کیجئے اس لئے کہ روزے کا مقصود ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ (12)......سفر کے دوران یا مرض کی شدت میں روزہ نہ رکھ سکتے ہو تو چھوڑ دیجئے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کیجئے۔ (13)......روزے میں غیبت اور بدنگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجئے۔

(14) ......سحری ضرور کھایئے اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہوگی اور کمزوری اور سستی پیدا نہ ہوگی۔

(15)......سورج غروب ہوجانے کے بعد افطار میں تاخیر نہ کیجئے۔

روزہ سے متعلق دعائیں

(1)...... پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجئے اور چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیے۔ ” اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى،

رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ“۔(2)......افطار کے وقت یہ دعا پڑھیے۔” اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ“ (مسلم)۔(3)...... جب روزہ افطار کرلیں تو یہ دعا پڑھیے۔” ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ“ (ابوداوَد)۔(4)......کسی کے یہاں روزہ افطار کریں تو یہ دعا پڑھیے۔” اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ“ (ابوداوَد)

☆......☆......☆

صدقہ کی فضیلت وآداب

(1)......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق صدقہ ضرور دینا چاہیے چاہے وہ کم سے کم مقدار میں کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ ضرورت مند کیلئے بہت کچھ ہوگا اور تمہارے گناہوں کو اسی طرح دھو دے گا جس طرح پانی آگ کو دفع کر دیتا ہے۔ (2)......میدان قیامت میں ہر آدمی اپنے صدقے کے سائے میں ہی کھڑا ہوگا۔ (3)...... صدقہ آنے والے مصائب کو روک دیتا ہے۔ (4)......لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ دینا زیادہ اچھا ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مالدار ہو اور صحت مند ہو نہ کہ اس وقت جبکہ دم نکل رہا ہو۔ کیونکہ اس وقت تو وہ مجبوراً دے گا بخوشی نہیں۔ (5)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بار فرمایا کہ جو آدمی ایک بار سائل کو واپس کرتا ہے سات روز تک فرشتے اس کے یہاں نہیں آتے ہیں۔ (6)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ اپنے ہاتھ سے ہی دیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی کو کپڑا دیتا ہے خداوند عالم اس کو اس وقت تک اپنی حفاظت میں رکھتا ہے جب تک وہ کپڑا استعمال میں رہتا ہے۔ (7)......جو آدمی مال حلال سے صدقہ نکالتا ہے تو خداوند عالم اس پر اسی طرح مہربان ہوگا جس طرح تم لوگ اپنے پالے ہوئے جانوروں پر مہربان رہتے ہو۔

حضرات شیخین میں صدقے کا جذبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا۔ انہوں نے فرمایا ان کیلئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میں کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

اہل اللہ کی زندگی میں صدقہ کی اہمیت

(1)......ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے ستر سال متواتر عبادت میں گزارے مگر اس سے ایک گناہ کبیرہ سرزد ہوا اور اس کی تمام عبادات ختم ہوگئیں اس کے بعد اس نے ایک درویش کو ایک روٹی کا ٹکڑا دے دیا تو بارگاہ ایزدی سے وہ گناہ معاف کر دیا گیا۔ (2)......ایک بار حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تو کوئی گناہ کرے تو صدقہ دے دے۔ (3)......ابن عمر رضی اللہ عنہ، انتہائی فراخدلی اور شکر کے ساتھ صدقہ دیتے تھے، وہ خداوند عالم کا حکم یاد کرتے کہ ”لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون“ (یعنی جب تک تم اپنی عزیز ترین چیز خدا کی راہ میں نہ دو گے اس وقت تک نیکی کے راستے پر نہ آسکو گے) خداوند عالم اپنا شکر ادا کرنے والے کو اپنا دوست رکھتا ہے۔ (4)......شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صدقہ اسی وقت قبول ہوتا ہے جب دینے والا شخص ثواب کو حاصل کرنے کا اتنا ہی متمنی ہو جتنا صدقہ لینے والا صدقے کا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ کرنا

(1)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پچاس ہزار درہم صدقے میں دیئے لیکن اپنے پیراہن میں پیوند ہی لگے رہنے دیئے۔ اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم پیش کیے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طباق منگوایا اور ان کو بھر بھر کر تقسیم فرمانا شروع کر دیا اور شام تک سب ختم کر دیئے ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت باندی سے کہا کہ افطار کیلئے کچھ لے آؤ، وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لائیں اور عرض کرنے لگیں کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت ہی منگوا لیتیں۔ آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے، فرمانے لگیں اب تو کچھ بچا ہی نہیں......!

اسلامی تاریخ کا ایک تابندہ واقعہ

امام زین العابدین بن حسین رحمہ اللہ روٹیوں کا تھیلا اپنی کمر پر اٹھاتے اور صدقہ کرتے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اہل مدینہ میں سے 100 گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ حضرت جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کی کمر پر وہ نشانات دیکھے جو ان تھیلوں کی وجہ سے پڑ گئے تھے جنہیں راتوں کو وہ مساکین کے پاس لے جاتے تھے۔

محمد بن اسحٰق سے منقول ہے کہ مدینہ میں کچھ لوگ رہ رہے تھے اور ان کو معلوم تک نہ تھا کہ ان کا گزر بسر کیسے ہو رہا ہے، جب حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے نان نفقہ نہ پایا جو ان کے پاس رات کو لایا جاتا رہا۔ منقول ہے کہ ہم نے مخفی صدقہ برابر موجود پایا، یہاں تک کہ حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ (حلیۃ الاولیاء)

صدقہ حصول صحت کا لاجواب نسخہ

حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں جلال آباد کے ایک رئیس سنے گئے ہیں کہ حکیم کو بلاتے، گاڑی بھیجتے، فیس دیتے اور

حکیم جی سے کہتے کہ آپ بلا تامل جتنے کا چاہیں نسخہ لکھئے دس کا بیس کا پچاس کا چنانچہ حکیم جی نسخہ لکھ دیتے ملازم کو دیتے کہ جاؤ بھائی عطار کو دکھاؤ کتنے کا ہے عطار کہتا ہے کہ پچیس روپے کا ہے کہتے لاؤ صندوقچی اسی وقت پچیس روپے گن کر دیتے کہ جاؤ خیرات کر دو مساکین کو میری یہی دوا ہے۔ چنانچہ جب یہ عمل کرتے تو فوراً اچھے ہو جاتے۔

راہ خدا میں صدقے کے (11) آداب

(1)......خدا کی راہ میں جو بھی دیں محض خدا کی خوشنودی کیلئے دیجئے۔ (2)...... یہ آرزو ہرگز نہ رکھئے کہ جن کو آپ نے دیا ہے وہ آپ کا احسان مانیں آپ کا شکریہ ادا کریں۔ (3)......نمود و نمائش اور دکھاوے سے پرہیز کیجئے، ریا کاری اچھے سے اچھے عمل کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ (4)......زکوٰۃ کھلم کھلا دیجئے، تا کہ دوسروں میں بھی فرض ادا کرنے کا جذبہ ابھرے۔ البتہ دوسرے صدقات چھپا کر دیجئے تا کہ زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا ہو۔ (5)......محتاجوں کی خودداری کو ٹھیس لگانا ان پر احسان جتا جتا کر ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو دکھانا اور یہ سوچنا کہ وہ آپ کا احسان مانیں آپ کے سامنے جھکے رہیں۔ آپ کی برتری کو تسلیم کریں، انتہائی گھناؤنے جذبات ہیں، مومن کا دل ان جذبات سے پاک ہونا چاہیے۔ (6)...... یہ سوچ سوچ کر لرزتے رہیے کہ معلوم نہیں خدا کے یہاں میرا یہ صدقہ قبول بھی ہوا یا نہیں۔ (7)......سائل کو دینے کیلئے اگر کچھ نہ ہو تب بھی نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے معذرت کیجئے تا کہ وہ کچھ نہ پانے کے باوجود خاموشی سے دعا دیتا ہوا رخصت ہو جائے۔ (8)......خدا کی راہ میں کشادہ دلی اور شوق کے ساتھ خرچ کیجئے۔ (9)......خدا کی راہ میں حلال مال خرچ کیجئے، خدا صرف وہی مال قبول فرماتا ہے جو پاک اور حلال ہو۔ (10)......خدا کی راہ میں بہترین مال خرچ کیجئے۔ (11)......زکوٰۃ واجب ہونے پر دیر نہ لگایئے، فوراً ادا کرنے کی کوشش کیجئے اور اچھی طرح حساب لگا کر دیجئے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اگر کچھ بھی دینے سے قاصر ہو تو کم از کم خوش طبعی ہی سے کام لو۔ فقیر کو جھڑکو نہیں۔

صدقہ فطر کے آداب

صدقہ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیجئے بلکہ اتنا ادا کیجئے کہ حاجت مند اور نادار لوگ بسہولت عید کی ضروریات مہیا کر سکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عید گاہ جا سکیں اور عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

☆......☆......☆

حج کے (9) آداب

حدیث میں ہے: جس شخص کو کسی بیماری نے یا کسی واقعی ضرورت نے یا کسی ظالم اور جابر حکمران نے نہ روک رکھا ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے نصرانی۔ (سنن کبریٰ) ☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں وہ مسلمان نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔

(1)...... حج کرنے میں تاخیر اور ٹال مٹول ہرگز نہ کیجئے۔ جب بھی خدا اتنا دے کہ آپ اس خوشگوار فریضے کو ادا کر سکیں تو پہلی فرصت میں روانہ ہو جایئے۔ (2)...... حج کیلئے جانے کا چرچا نہ کیجئے خاموشی سے جایئے اور آیئے اور ہر اس رسم اور طریقے سے سختی کے ساتھ بچیئے جس میں نمود و نمائش اور دکھاوے کا شائبہ ہو۔ (3)...... حج کو جانے کی وسعت نہ ہو تب بھی خدا کے گھر کو دیکھنے کی تمنا اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کی آرزو کیجئے۔ (4)...... حج کیلئے بہترین زادراہ ساتھ لیجئے۔ بہترین زادراہ تقویٰ ہے، اس پاکیزہ سفر کے دوران خدا کی نافرمانیوں سے بچنے کا بھرپور اہتمام کیجئے۔ (5)...... حج کے دوران جو مسنون دعائیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں انہیں یاد کیجئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں خدا سے وہی مانگئے جو خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا تھا۔ (6)...... اپنے حج کی پوری پوری حفاظت کیجئے اور دھیان رکھئے کہ آپ کا حج کہیں ان دنیا پرستوں کا حج نہ بن جائے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ (7)...... دوران حج لڑائی جھگڑے کی باتوں سے پوری طرح بچے رہئے۔ (8)...... دوران حج شہوانی باتوں سے بھی بچنے اور بچے رہنے کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ (9)...... حج کے ایام میں برابر خدا کی یاد میں مشغول رہیے اور کسی وقت دل کو اس کے ذکر سے غافل نہ ہونے دیجئے۔

مدینۃ المنورہ کا ادب اور محبت

سرزمین طیبہ کا ادب

(1)...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب مدینہ منورہ سے واپس جانے لگتے تو روتے ہوئے نکلتے کہ کہیں مدینہ مجھے میری گندگی کی وجہ سے نکال نہ رہا ہو کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ گندے آدمی کو اسی طرح نکال دیتا ہے جیسے بھٹی میل کو نکال دیتی ہے۔ (2)...... حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے اصطبل میں بہت سے عمدہ نسل کے گھوڑے اور خچر تھے مگر یہ کبھی مدینہ کی گلیوں میں سوار ہو کر نہیں نکلے۔ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے جس سرزمین پر رسول اللہ ﷺ پیدل چلتے تھے اس کو میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں، یہ کیسے ممکن ہے......! خدا کی قسم یہ پلکیں بچھانے کا مقام ہے۔ (3)...... ایک مرتبہ عباسی خلیفہ مہدی نے امام مالک رحمہ اللہ کو دربار خلافت میں بلایا اور اس وقت آپ بہت بیمار تھے اس لیے ان کیلئے سواری بھی بھیجی گئی کہ اس پر سوار ہو کر آ جائیں۔ آپ نے یہ سواری دیکھ کر بہت افسوس کیا اور فرمایا: افسوس! جن گلیوں میں رسول اللہ ﷺ پیدل چلتے تھے ان میں سوار ہو کر نکلوں۔ انہوں نے سواری واپس بھیج دی اور بیماری کی حالت میں گرتے پڑتے خلیفہ سے ملنے پہنچے۔ (بستان المحدثین)

مدینہ منورہ میں رہنے والوں کی بے ادبی کا انجام

(1)...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسے گھل جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ (2)...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا برباد ہو جائے وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتا ہے، ان کے

صاحبزادے نے پوچھا ابا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وصال ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص کیسے ڈرا سکتا ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتا ہے وہ اس چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے (یعنی میرے دل کو) (احمد)۔ (3)......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت، نہ اس کی فرض عبادت مقبول، نہ نفل عبادت مقبول۔

(طبرانی فی الاوسط والکبیر)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو لوگ زیارت کے واسطے وہاں حاضر ہوں وہ اس بات کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام رکھیں کہ نہ وہاں لوگوں کو اذیت پہنچائیں نہ خرید و فروخت میں ان سے کسی قسم کی چال بازی اور مکر کریں، یہاں رہتے ہوئے بھی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی دغا بازی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، اس کا بہت لحاظ رکھیں جو معاملہ ان کے ساتھ کریں وہ نہایت صفائی کا ہونا چاہیے، کسی قسم کا دغا اور فریب ان لوگوں کیساتھ کرنے سے بہت زیادہ احتراز کریں۔

☆......☆......☆

مسکراہٹ معرفت پانے کا ذریعہ

حسن مزاح

ہنسی اور مذاق جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذاء رسانی کا پہلو نہ ہو بلکہ مخاطب کی دل بستگی و خوش وقتی اور آپس میں محبت و موانست کے جذبات کو مستحکم کرنا ہو تو یہ چیز بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ بعض لوگ سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ان سے کوسوں دور رہتی ہے اور بعض خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب و اخلاق ان سے کوسوں دور رہتی ہے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و عمل سے ایک خاص معیار ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

مسکرانا آپ ﷺ کی سنت ہے

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی (کبھی کبھی) ہنسنے اور مسکرانے کو اختیار فرماتے تھے۔ جس سے آپ کا مقصد مخاطب کی دل بستگی و خوش وقتی اور محبت و موانست کے جذبات کو مستحکم کرنا ہوتا تھا۔ اور ظاہر ہے جو چیز سنت سے ثابت ہو جائے وہ اعلیٰ ترین مقام معرفت پانے کا ذریعہ ہوگی۔

(1)......مورق العجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو نرمی، مسکراتا چہرہ اور خندہ پیشانی بہت پسند ہے۔ (بیہقی)۔ (2)......رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مالداروں پر سبقت حاصل نہ کر سکو گے لیکن تم چہرے کی بشاشت اور حسن اخلاق سے آگے بڑھ جاؤ گے۔ (بیہقی)۔ (3)......حضرت محمد ابن سیرین رحمہ اللہ کے

حالات میں لکھا ہے کہ آپ دن میں خوب ہنسا کرتے تھے آپ کی مجلس میں ہنسنے کی آوازیں گونجتیں تھیں اور رات کے وقت رونے کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب سجدہ ریز ہوتے تو روتے رہتے تھے۔ (4)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مزاح تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جو شخص اپنے مزاح میں سچا ہو، خدائے پاک اس کا مواخذہ نہیں کرتا۔ (کہ جھوٹے مزاح میں مواخذہ ہے اور گناہ ہے) (سبل الہدیٰ)۔ (5)......ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ جب ہنستے تھے تو اس سے ایک خاص روشنی نکلتی تھی جس کا اثر دیواروں پر ظاہر ہوتا، وہ چمک جاتیں۔ (جمع الوسائل)۔ (6)......حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (ترمذی)۔ (7)......حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ کو منع نہیں فرمایا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے مسکرا دیتے۔ (بخاری و مسلم)۔ (8)......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ ہنس مکھ اور پاکیزہ نفس والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ پر مزاح تھے۔ (فیض القدیر)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم باطناً تو فکر آخرت میں رنجیدہ رہا کرتے تھے اور بظاہر مسکراتے نظر آتے تھے۔ (جمع الوسائل)

اولیائے کرام کا ظریفانہ انداز

ظریفانہ جملے

ظرافت ایک فطری چیز ہے۔ اسلام ظرافت سے منع نہیں کرتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ظرافت کے واقعات مشہور ہیں۔ خوش طبعی اور دل لگی سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ سخت مزاج آدمی سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ عربی کہاوت ہے کہ ظرافت کلام میں ایسے ہے جیسے آٹے میں نمک۔ البتہ ایک دوسرے پر طعن کرنے سے اسلام نے منع کیا ہے، ایسی گفتگو جس سے کسی کی دل آزاری ہو کہ ایک کا دل دکھایا جا رہا ہو اور باقی ہنس رہے ہوں یہ غلط ہے اور گناہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی ہی ہوتی تھی کہ کسی کا دل نہ دکھے اور بات خلاف واقعہ بھی نہ ہو۔

(الف)......امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو فرماتے کہ ”اپنے برتن (حافظے) لے آؤ، اپنے اشعار سناؤ، اپنے اپنے قصے سناؤ کوئی ایسی چیز سناؤ جو طبیعت ہلکی کر دے اور تمہاری طبیعت میں نشاط آ جائے۔ اس لئے کہ کان تھک جاتے ہیں، دل بیزار ہو جاتا ہے۔ (ب)......ابن زید سے مروی ہے کہ عطاء بن یسار رحمہ اللہ جب ہمیں کچھ بیان کرتے مجھے اور ابوحازم کو رلا دیتے تھے پھر ہمیں اور سناتے تو خوب ہنساتے، پھر کہتے کہ ایک مرتبہ ایسے اور ایک مرتبہ ویسے۔

مرشد العلماء حضرت مولانا حکیم الامت رحمہ اللہ چشتیہ سلسلے کے بڑے بزرگ تھے جو جامع الکمالات شخصیت تھے۔ جن سے ہزاروں علمائے کرام بیعت تھے۔ آپ نے تصوف اور تزکیہ کی بہت ہی علمی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ بعض اوقات اپنی مجالس میں لطائف سناتے رہتے تھے اور خود بھی ایسے جملے ارشاد فرماتے رہتے تھے کہ جن سے سننے والے محظوظ ہوتے تھے۔

(1)......ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص باوجود دیندار ہونے کے مسخرے ہیں اور ان کی بعض باتیں مسخرے پن کی بیان کیں۔ حضرت نے مزاحاً فرمایا: ان کو مس ہوگیا ہوگا کسی خر سے، یہ اسی کا اثر ہے۔ (2)......ایک صاحب نے کچھ میوہ جات لانے کی اجازت چاہی۔ حضرت والا نے فہرست لکھ کر بھیجی، آپ کے خلیفہ نے خط دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت شریفہ نہیں لکھا۔ حضرت نے مزاحاً فرمایا: شریفوں کا زمانہ اب نہیں رہا۔ (3)......ایک دیہاتی نے کسی اور کے ذریعے ڈر کا تعویذ مانگا، اور خود حضرت رحمہ اللہ سے دور بیٹھا رہا۔ حضرت نے پوچھا کہ وہ تعویذ لینے والا کہاں ہے: بتلایا گیا وہ بیٹھا ہے۔ اس پر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی کو دو تعویذ چاہئیں۔ ایک تو اس ڈر کا جس کی شکایت ہے اور دوسرے اس ڈر کا کہ میرے پاس آتے ہوئے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے۔ (4)......ایک بار فرمایا کہ لوگ عجیب کاموں کیلئے تعویذ مانگتے ہیں، ایک پہلوان نے کشتی میں دوسرے پہلوان پر غالب آنے کیلئے تعویذ مانگا۔ میں نے کہا اگر وہ پہلوان بھی کسی سے تعویذ مانگ لے تو پھر تعویذ، تعویذ میں کشتی ہوگی۔ (5)......ایک مجلس میں فرمایا: ایک شخص تھا عبدالرحیم، اس نے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ سے گفتگو میں کہا کہ داڑھی رکھنا اس لیے ضروری نہیں کہ پیدائش کے وقت یہ نہ تھی یہ تو فطرت کے خلاف ہے۔ شاہ صاحب نے جواب فرمایا: اس وقت تو دانت بھی نہ تھے ان کو بھی نکلوا دو، وہ بے چارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ مولوی عبدالحئ صاحب، شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دوست تھے انہوں نے کہا: واہ حضرت کیا دندان شکن جواب دیا ہے۔ (6)......ایک صاحب نے پوچھا کہ کیا جنت میں حقہ ملے گا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں مگر آگ لینے کیلئے جہنم میں جانا پڑے گا۔ (7)......کان پور میں ایک آدمی نے پوچھا کہ وتر کے بعد ’’سبحان الملك القدوس‘‘ کہنا کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مسنون ہے۔ حدیث سے ثابت ہے مگر وہ آدمی (جو کہ بوڑھا تھا) کہنے لگا کہ وہ حدیث تو ضعیف ہے۔ حضرت نے فرمایا تم بھی تو ضعیف ہو، تم کون سے قوی ہو۔ (8)......کسی نے کہا میں ’’ابدال‘‘ ہوگیا ہوں۔ فرمایا پہلے گوشت تھے اب ’’دال‘‘ ہوگئے ہیں۔ (9)......ایک صاحب حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میں اسٹیشن پر جب آیا تو اسٹیشن والے سکھ نے مجھ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے بتایا کہ خانقاہ جا رہا ہوں اس نے کہا میرا بھی سلام کہہ دینا۔ (چونکہ کافر کو سلام کا جواب وعلیکم السلام سے دینا جائز نہیں) حضرت نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ سکھ کو سُکھ عطا فرمائے اور پھر فرمایا سُکھ تو اسلام کے اندر ہے۔

چراغ سحری

ایک بزرگ نے فرمایا کسی بڈھے نے ایک جوان بزرگ کے سامنے کہا کہ ہم تو چراغ سحری ہیں، انہوں نے خوب جواب دیا کہ حضرت آپ نے ساری رات جل تو لیا ہم تو چراغ شام ہیں، ایک جھونکے میں ختم، ایک رات بھی جلنے نہ پائے۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی

ایک شخص دودھ میں اسی کی بقدر پانی ملا کر بیچتا تھا، ایک روز دودھ بیچ کر آ رہا تھا اور روپوں کو اپنی لنگی (تہہ بند) میں

باندھ رکھا تھا، درخت کے نیچے ان کو رکھ کر قضائے حاجت کے لیے چلا گیا، درخت پر ایک بندر تھا وہ درخت سے نیچے اترا اور روپوں کی لنگی اٹھا کر درخت پر چڑھ گیا، جب دودھ والا فارغ ہوکر آیا تو عجیب ماجرا دیکھا کہ لنگی بندر کے ہاتھ میں تھی اور بندر درخت پر چڑھا ہوا تھا، بڑی کوشش کی کہ بندر روپے واپس کردے مگر بندر ٹس سے مس نہ ہوا، مجبوراً دودھ والا تھک ہار کر وہیں بیٹھ گیا، اتفاق سے درخت کے نیچے کنواں بھی تھا، اب بندر نے روپے کی گرہ کو دانتوں سے کھولا اور اس میں سے ایک روپیہ کنویں میں اور ایک اس دودھ والے کی طرف پھینکنا شروع کردیا یہاں تک کہ آدھے روپے کنویں میں گئے اور آدھے دودھ والے کے پاس پہنچے، تب اس نے کہا ”دودھ کا دودھ پانی کا پانی“ یعنی جو دودھ کے پیسے تھے وہ مجھے مل گئے اور جو پانی کے پیسے تھے وہ پانی میں بہہ گئے۔

اسی طرح حرام کمایا ہوا مال بیماری یا آفت کی نذر ہوجاتا ہے اور حرام کمائی کا جو وبال پڑتا ہے وہ الگ ہے مثلاً عبادات کا قبول نہ ہونا، اولاد کا نافرمان ہونا، لڑائی جھگڑے ہونا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل خاص سے حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے اور حرام کمائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین!

کیا مردے سنتے ہیں؟

ایک تقریر کے دوران میں کسی نے ایک بزرگ کو آواز دی مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟ ان دنوں ”سماع موتی“ کے مسئلہ پر بحث چل رہی تھی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ بھلا اس کے داؤ میں کب آنے والے تھے۔ جھٹ فرمایا بھلے مانس تمہیں مردوں کی فکر ہے، مجھے بیس سال ہوگئے ان زندوں کو پکار پکار تھک گیا مجھے تو معلوم نہیں کہ یہ زندہ بھی سنتے ہیں کہ نہیں؟ پہلے زندوں کے متعلق تحقیق کرلیں پھر مردوں کی بھی باری آجائے گی۔ ان الفاظ سے مجمع قہقہہ زار بن گیا اور سائل اپنا سا منہ لے کے رہ گیا۔

تم نے مجھے منکوحہ سمجھا یا روٹی؟

ایک مرتبہ ضلع میانوالی میں قیام کے دوران ایک دیہاتی سفید ریش، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں آیا اور بجائے السلام علیکم کہنے کے بسم اللہ کہہ کر پاؤں چھونے لگا۔ حضرت نے فوراً ہاتھ پکڑ کر فرمایا: میاں بسم اللہ عام طور پر دو جگہ پڑھی جاتی ہے، روٹی کھانے سے پہلے یا اپنی منکوحہ عورت کے پاس جانے سے پہلے۔ تم نے مجھے کیا سمجھا؟ روٹی یا منکوحہ بیوی؟ نو وارد سخت نادم ہوا، آپ نے محبت آمیز لہجہ میں اسے سمجھایا کہ مسلمان جب کسی مجلس میں آئے تو پہلے السلام علیکم کہے جو شریعت کا حکم اور کار ثواب ہے۔

ایک دلچسپ لطیفہ

ایک بادشاہ تھا اس نے اعلان کیا کہ جو ہمارے ہاتھی کو رلا دے اسکو ہم بہت انعام دیں گے۔ بڑے بڑے مصیبت زدہ آئے اور کان میں کہا کہ میرا بیٹا مرگیا، کسی نے کہا کہ میری تجارت نقصان (Loss) میں جارہی ہے اور کسی نے کہا کہ میری

بیوی کو کینسر ہو گیا لیکن کسی کی مصیبت سن کر ہاتھی بالکل نہیں رویا۔ مگر ایک مولانا صاحب نے جب اس کے کان میں کچھ کہا تو ہاتھی زاروقطار رونے لگا۔ لوگوں نے کہا مولانا صاحب آپ نے اس کے کان میں کیا کہہ دیا۔ کہا کہ میں نے اسے اپنی تنخواہ بتا دی، بس اتنی تھوڑی تنخواہ کا سن کر ہاتھی بھی رونے لگا کہ بے چارے کا کیسے گزارہ ہوتا ہوگا۔ ہاتھی تو رو پڑا مگر کمیٹی والوں کے آنسو نہیں نکلتے، اللہ ان کے دل میں بھی رحم ڈال دے۔

سہول......سؤل

مولوی محمد سہول صاحب ایک بار کسی مسئلہ پر قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ سے حجت کرنے لگے۔ اعتراض پر اعتراض اور شبہ پر شبہ۔ جب تقریر طویل ہوئی تو فرمایا تمہارا نام سہول کس نے رکھ دیا تم میں سہولت بالکل بھی نہیں۔ تمہارا نام ہونا چاہیے ''سؤل'' کہ بہت سوال کرنے والا۔

شاعر کا مجسمہ

ایک بار بنگال کے مشہور شاعر قاضی نذرالاسلام کو اطلاع ملی کہ ڈھاکہ کے میونسپل کارپوریشن ان کی ابدی خدمات کے عوض ایک پارک میں ان کا مجسمہ نصب کرانا چاہتی ہے اور مجسمہ پر ایک لاکھ روپے خرچ کریگی۔ قاضی صاحب نے اپنے دوستوں سے کہا اگر کارپوریشن یہ رقم مجھے دے دے تو میں خود اس پارک میں کھڑا رہوں گا۔

ہنسنے کے 11 آداب

ہنسنا انسانی فطرت ہے اور خوشی کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ (1)......ہنسنا کم چاہیے رونا زیادہ چاہیے۔ (2)......جب کوئی خوشی کی بات پیدا ہو تو ہنسنا جائز ہے مگر ہنسنے میں کھلکھلا کر ہنسنے سے منع کیا گیا ہے۔ زیادہ ہنسنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ (3)......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہنسی آتی تھی تو دست مبارک کو منہ مبارک پر رکھ لیتے تھے۔ (جامع صغیر) (4)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا منہ مبارک کھل جاتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تالو مبارک نظر آ جاتا ہو بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)۔ (5)......ہر ملنے والے سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ اگر بے ساختہ نہ مسکرا سکیں تو کم از کم تکلفاً ضرور مسکرائیں تاکہ آنے والا بھی خوش ہو۔ (6)......زیادہ ہنسنا غفلت کی علامت ہے۔ زیادہ ہنسنے سے آدمی کا رعب ختم ہو جاتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔ (7)......لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا صحیح نہیں ہے۔

☆......☆......☆

نیند سے جاگتے وقت کے آداب

صبح سویرے اٹھتے ہی سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیجئے اور اسے شب و روز کا معمول بنا لیجیے۔

(1)......نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملنا تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)۔

(2)...... جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ'' (شمائل ترمذی)۔

(3)...... وضو میں دوبارہ مسواک کی جائے گی وہ علیحدہ مسنون ہے سوکر اٹھتے ہی مسواک کر لینا علیحدہ سنت ہے۔

لباس پہننے کا طریقہ

نیند سے جاگنے کے بعد کپڑے پہنے ہوتے ہیں لہٰذا کپڑے پہنتے وقت ان سنتوں کا خیال رکھیں۔ پاجامہ شلوار، کرتا یا قمیص، صدری، شیروانی وغیرہ داہنی طرف سے پہننا شروع کیجئے۔ جوتا یا موزہ پہلے دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنئے اور جب ان میں سے کوئی بھی چیز اتاریں تو پہلے بائیں طرف کی اتاریئے پھر دائیں طرف کی اتاریئے۔ (ترمذی) صبح اٹھنے کے بعد عام طور پر پیشاب پاخانے کی حاجت ہوتی ہے۔ لہٰذا اب بیت الخلاء کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔

پانی پینے کیلئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھولیں پھر پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔ (ترمذی)

☆......☆......☆

بیت الخلاء جانے کے (15) آداب

(1)...... پانی اور ڈھیلے دونوں سے استنجا کرنا بہتر ہے۔ تین ڈھیلے یا پتھر ہوں تو مستحب ہے۔ (ترمذی، بخاری، مسلم) استنجاء پہلے ڈھیلوں سے کریں اور اس کے بعد پانی سے کریں۔ (ترمذی، رزین)۔ (2)...... سر ڈھک کر اور جوتا پہن کر جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (ابن سعد)۔ (3)...... ستر کھولتے وقت جتنا نیچے ہو کر کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)۔ (4)...... انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآن شریف کی آیات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لکھا ہوا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) اس کو اتار کر باہر ہی چھوڑ جانا چاہیے۔ (نسائی)۔ (5)...... رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں نہ اس طرف کو پیٹھ کریں جنوباً شمالاً یا ٹیڑھا ہو کر قبلہ سے پھر کر بیٹھیں۔ (ترمذی)۔ (6)...... رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدید) کلام نہ کریں۔ اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (مشکوۃ)۔ (7)...... پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت شرمگاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں۔ (بخاری و مسلم)۔ (8)...... پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچیں، کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔ (9)...... بعض مرتبہ بیت الخلاء نہیں ہوتا تو اس وقت ایسی آڑ کی جگہ میں رفع حاجت کرنا چاہیے جہاں دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے۔ (ترمذی)۔ (10)...... جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (ترمذی) یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔ (قرآن کریم)۔ (11)...... پیشاب کرنے کیلئے نرم زمین تلاش کریں تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اٹھیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)۔ (12)...... بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں۔ (ترمذی)۔ (13)...... پیشاب کرنے کے بعد استنجا وغیرہ سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑے ہونا چاہیے۔ (ترمذی، طحاوی)

بیت الخلاء سے متعلق دعائیں

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: ’’بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ‘‘ (ترمذی)۔

بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: ’’غُفْرَانَكَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ‘‘ (ترمذی)

☆......☆......☆

غسل کرنے کے آداب

بعض اوقات غسل جنابت جو فرض ہے کرنا ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں بغیر غسل کیے نماز ہی نہ ہوگی اس لیے غسل کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔ نہانا تو ہمیں ہوتا ہی ہے تو کیوں نہ سنت کے مطابق غسل کر کے دنیا اور آخرت کی خیریں جمع کر لیں۔

(1)......صبح صادق ہو جانے کے بعد جب آنکھ کھلے تو غسل کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو جلدی کر لینا چاہیے تاکہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ (ترمذی) فجر ہو جانے کے بعد بھی آدمی فرض غسل نہ کرے، جنابت کی حالت ہی میں پڑا رہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ)

پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئیے پھر بدن پر کسی جگہ منی یا اور کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس کو تین مرتبہ پاک کریئے، پھر چھوٹا اور بڑا دونوں استنجے کیجئے (خواہ ضرورت نہ ہو) اس کے بعد مسنون طریقے پر وضو کیجئے اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پیروں کو نہ دھوئیے۔ یہاں سے علیحدہ ہونے کے بعد دھوئیے ورنہ اسی وقت بھی دھو ڈالنا جائز ہے۔ اب پانی اول سر پر ڈالیے پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر (اتنا پانی ڈالیے کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے) بدن کو ہاتھوں سے ملئے۔ یہ ایک دفعہ ہوا۔ پھر دوبارہ اسی طرح پانی ڈالیے۔ پہلے سر پر پھر دائیں کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر اور جہاں بدن سوکھا رہنے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ سے مل کر پانی بہانے کی کوشش کیجئے پھر اسی طرح تیسری بار پانی سر سے پیر تک بہائیے۔ (ترمذی) غسل کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی لہٰذا دونوں میں سے جو بھی صورت آپ اختیار کریں، سنت ہونے کی نیت کر لیا کیجئے۔ (مشکوۃ)۔ اسی غسل سے نماز ادا کریں نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے (خواہ ننگے ہو کر ہی غسل کیا ہو) (ترمذی)۔

یا غسل کی حاجت نہیں ہے اور فجر کی نماز پڑھنی ہے تو نماز فجر کیلئے وضو کرنے کی تیاری کریں اور وضو کے متعلق جو سنتیں ذکر کی جا رہی ہیں ان کا ہر دفعہ وضو کرتے وقت خیال رکھنا ہوگا۔ (2)......گھر سے وضو کر کے نماز کے لئے جانا۔ (بخاری)۔ (3)......وضو کو کامل طریقے سے کرنا (یعنی مسنون طریقے سے وضو کرنا یہی کامل طریقہ ہے) (مسلم) (4)......بالخصوص جس وقت نفس کو وضو کرنا (سردی وغیرہ کی وجہ سے) ناگوار ہو تو اچھے طریقے سے وضو کرنا۔ (ترمذی)

مسنون اور مستحب غسل کا بیان

(1)......احرام کے وقت غسل کرنا سنت ہے۔ (طبرانی) ۔ (2)......اسلام قبول کرنے کے بعد غسل سنت ہے۔ (کنز العمال) ۔ (3) جمعہ کیلئے غسل کرنا سنت ہے۔ (بخاری) ۔ (4)......عیدین کیلئے غسل کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد) ۔ (5) عرفہ کے دن غسل سنت ہے۔ (ابن ماجہ) ۔ (6)......حجامت اور پچھنا لگانے کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ) میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (سنن کبریٰ)

جن موقعوں پر غسل مستحب اور مندوب ہے

(1)......مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے قبل۔ (2)......مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل۔ (3)......شب برات 15 شعبان کی رات میں۔ (4)......شب قدر میں اگر گمان ہو جائے۔ (5)...... وقوف مزدلفہ کیلئے۔ (6)......طواف زیارت کیلئے۔ (7)......طواف وداع کیلئے۔ (8)......منیٰ میں داخل ہونے کیلئے۔ (9)...... یوم النحر کیلئے (یہ ایک غسل پانچ امور کے لئے کافی ہو جاتا ہے، وقوف مزدلفہ، دخول منیٰ، رمی، جمرہ، دخول مکہ، طواف زیارت)۔ (شامی: ص ۱۷۰)۔ (10)......صلوٰۃ خوف۔ (11)......صلوٰۃ کسوف۔ (12)......صلوٰۃ الاستسقاء کیلئے۔ (13)......صلوٰۃ التوبہ۔ (14)......جسے قتل کیا جا رہا ہو اس کیلئے۔ (15)......لوگوں کے اجتماع میں شرکت کیلئے۔ (16)......مجنون کیلئے جب ہوش میں آ جائے۔ (17)......سفر سے واپس آنے والوں کیلئے۔ (18)......ایام تشریق میں ہر دن۔

☆......☆......☆

وضو کرنے کے (17) آداب

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم مجھ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر کے ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ان سنتوں کو ادا کرنے سے کامل طریقے سے وضو ہو جائے گا جس وقت بھی آپ وضو کریں ان سنتوں کا خیال رکھیں۔

(1)......وضو کی نیت کرنا مثلاً یہ کہ میں نماز ادا کرنے کیلئے وضو کرتا ہوں۔ اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے نہ کے زبان سے الفاظ ادا کرنے کا۔ (2)......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو کرنا۔ بعض روایات میں وضو کی بسم اللہ اس طرح آئی ہے۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ'' (3)......دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھونا۔ (4)......مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا۔ (5)......تین بار کلی کرنا۔ (6)......تین بار ناک میں پانی چڑھانا اور تین بار ہی ناک چھنکنا۔ (7)......ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔ (8)......چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا۔ (9)......ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا۔ (10)......ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ (11)......سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح

کرنا۔ (12)...... اعضائے وضو کو مل مل کر دھونا۔ (13)...... پے در پے وضو کرنا۔ (14)...... ترتیب وار وضو کرنا۔ (15)...... داہنی طرف سے پہلے دھونا شروع کرنا۔ (16)...... وضو کے بعد کلمہ شہادت (آسمان کی طرف منہ کرکے) پڑھنا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''۔ (17)...... جس وقت وضو کرنا دل کو ناگوار ہو اس وقت بھی خوب اچھی طرح سے وضو کرنا۔ (نور الایضاح، ترمذی)

جن اوقات میں نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے ان کے علاوہ باقی اوقات میں وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا۔ (بخاری و مسلم) اوقات مکروہہ یہ ہیں صبح صادق کے بعد سے اشراق کے وقت، زوال کے وقت، عصر کے فرض کے پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک اور سورج غروب ہوتے وقت۔ (ملخصاً، علیکم بالسنتی)

☆......☆......☆

مسواک کرنے کے آداب

فضیلت

(1)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتے تھے جس وقت بھی خدا کا حکم ہوتا آپ اٹھ بیٹھتے تھے اور مسواک کرتے تھے۔ پھر وضو کرکے نماز ادا فرماتے تھے۔ (مسلم)۔ (2)...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر چکا ہوں۔ (بخاری)۔ (3)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرنیوالی اور خدا کو راضی کرنے والی ہے۔ (نسائی)۔ (4)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اگر میں اپنی امت کیلئے شاق نہ سمجھتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابو داؤد) مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ (بحر الرائق)

مسواک کے دیگر مواقع

وضو کے علاوہ دیگر اوقات جن میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے وہ یہ ہیں: (1)...... قرآن مجید کی تلاوت کرنے کیلئے یا حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کیلئے۔ (2)...... منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت۔ (3)...... ذکر الٰہی سے پہلے۔ (4)...... خانہ کعبہ (یا حطیم) میں داخل ہونے کے وقت۔ (5)...... اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد۔ (6)...... بیوی کے ساتھ مجامعت سے پہلے۔ (7)...... کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے۔ (8)...... بھوک پیاس لگنے کے وقت۔ (9)...... موت کے آثار پیدا ہو جانے کے وقت۔ (10)...... سحر کے وقت۔ (11)...... کھانا کھانے سے قبل۔ (12)...... سفر میں جانے سے قبل۔ (13)...... سفر سے آ جانے کے بعد۔ (14)...... سونے سے پہلے۔ (15)...... سو کر اٹھنے کے بعد۔ (حاشیہ ترغیب و ترہیب للمنذری)

نماز کیلئے چلنے کے آداب

اب آپ وضو سے فارغ ہو گئے تو فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کیلئے مسجد کو چلیں (1)...... ہر نماز کیلئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا۔ (بخاری)......نماز پڑھنے کے لئے چلئے تو باوقار ہو کر قدرے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلئے کیونکہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)۔ (2)......گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا (یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے کی ہی کرنی چاہیے) (بخاری)۔ (3)......اذان سننے کے بعد نماز پڑھنے کیلئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا کہ ان مشاغل سے سروکار ہی نہیں ہے۔ (نشر الطیب)۔ (4)......تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (ترمذی)

فجر کی نماز کیلئے جب گھر سے نکلیں تو یہ دعا پڑھئے۔ ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًاوَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًاوَّمِنْ أَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًاوَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًاوَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًاوَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًاوَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًاوَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا'' (حصن حصین) (1) فجر کے وقت دو رکعت سنتیں ہیں، ان کا ثواب دنیا و فیہا سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ (ترمذی) اب آپ نماز پڑھنے کے لئے گھر سے باہر نکلیں گے تو ان سنتوں کا ضرور خیال رکھیے۔

☆......☆......☆

گھر سے باہر آنے کے (2) آداب

(1)......گھر سے باہر آ کر یہ دعا پڑھتے ہوئے چلئے: ''بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' (ترمذی)

(2)......راستے میں چلتے ہوئے یہ دعا بھی احادیث میں آئی ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ دعا یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّلَا بَطَرًاوَّلَا رِیَآءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَآءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ'' (ابن ماجہ)

☆......☆......☆

مسجد میں داخل ہونے کے (3) آداب

مسجد کی فضیلت

(الف)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بیشک زمین میں اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ نے ذمہ لیا ہے کہ اس شخص کا

اکرام کرے گا جو اس کی زیارت کے لیے مساجد میں آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مساجد کی عظمت درحقیقت خداوند قدوس کی عظمت ہے اسی طرح ان کی بے ادبی العیاذ باللہ خداوند کبریا کی بے ادبی ہے۔ (ب)...... نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مسجدیں آخرت کے بازاروں میں سے بازار ہیں جو شخص ان میں داخل ہو گیا وہ اللہ کا مہمان ہے، اس کی مہمانی مغفرت ہے اور اس کے لئے تحفہ تکریم و تعظیم ہے۔ (پ)...... آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ دنیا کی تمام جگہوں میں سب سے پیاری جگہ اللہ کے نزدیک اس کی مساجد ہیں اور تمام جگہوں میں بدترین جگہ بازار ہیں۔

(1)...... مسجد میں داخل ہونے لگیں تو پہلے بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لیں اور پھر دائیں پاؤں کو جوتے سے نکال کر اول دایاں پاؤں مسجد میں رکھئے۔ (الترغیب)۔ (2)...... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھئے ''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' دوسری روایت میں یہ دعا بھی آئی ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ'' (ابن ماجہ) بہتر یہ ہے کہ دونوں دعائیں پڑھ لیں۔ (3)...... مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھئے: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' (الترغیب)

☆......☆......☆

مسجد میں رہنے کے (14) آداب

(1)...... مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھیں تو ان کو سلام کریں اور کوئی نہ ہو تو ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ'' کہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مسجد کے حاضرین نفلی نماز یا تلاوت و تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ ان کو سلام کرنا درست نہیں۔ (2)...... مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے سوائے مکروہ اوقات کے مکروہ اوقات تین ہیں۔ طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال آفتاب۔ (3)...... مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔ (4)...... مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنیکا اعلان نہ کرے۔ (5)...... مسجد میں آواز بلند کرنے کا اعلان نہ کرے۔ (6)...... مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرے۔ (7)...... مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔ (8)...... جہاں صف میں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں میں تنگی پیدا نہ کرے۔ (9)...... کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔ (10)...... مسجد میں تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔ (11)...... اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔ (12)...... اپنے بدن کے کسی حصہ سے کھیل نہ کرے۔ (13)...... نجاست سے پاک صاف رہے اور کسی چھوٹے بچہ یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔ (14)...... مسجد میں کثرت کے ساتھ ذکر اللہ میں مشغول رہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کے لیے حرز و امان کی جگہ بن گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے شاہی درباروں اور عدالتوں کے خاص خاص آداب مقرر ہیں۔ چونکہ مسجد تمام بادشاہوں کے

پیدا کرنے والے کا عظیم الشان دربار ہے اس لئے اس کے بھی کچھ آداب ہیں جو اس دربار کے مقرب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھائے اور بتلائے ہیں اور مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان کو معلوم کریں اور ان کے موافق چلنے کی کوشش کریں اور سب سے بڑا حق ان مساجد کا یہی ہے کہ پانچوں وقت کی نماز کے لئے یہاں حاضری دی جائے اور جماعت سے فرض نماز ادا کی جائے۔

☆......☆......☆

اذان کا جواب دینے کے (2) آداب

اذان وتکبیر کے درمیان دعا کی مقبولیت کا وقت ہے۔ (ترمذی)۔ (1)......اذان کا جواب دینا یعنی جو کلمات موذن کہتا جائے وہی کلمات سننے والا دہراتا جائے مگر جب موذن ”حي علی الصلوٰة “ اور ”حي علی الفلاح “ کہے تو ان دونوں کلمات کے جواب میں سننے والا ”لاحول ولا قوة الا بالله“ کہے اور فجر کی اذان میں ”الصلوٰة خیر من النوم “ کے جواب میں ” صَـدَقْـتَ وَبَـرَرْتَ“ کہے۔ (2)......اذان ختم ہو جانے کے بعد درود شریف پڑھیں اور یہ دعائے وسیلہ پڑھیں: ”اَللّٰھمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ والصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ“ (بخاری)

☆......☆......☆

صفوں میں بیٹھنے کے (10) آداب

جس وقت بھی مسجد میں آنا ہو تو ان سب باتوں کا خیال رکھئے گا

فضیلت

جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس گنا زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ (1)...... ہمیشہ جب تک ہو سکے اگلی صف میں جا کر بیٹھیں امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی اوپر والی ترتیب سے دوسری پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں۔ الغرض جب تک کسی اگلی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (مسلم، ابوداؤد) فائدہ: یہ بیٹھنا اس لئے ہے تاکہ اگلی صف میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں کیونکہ اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ (2)...... جب تک جماعت کے انتظار میں نمازی بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے (اسی لیے وہاں دنیا کی باتیں کرنے کی ممانعت ہے کہ یہ ثواب جاتا رہے گا)۔ (بخاری)۔ (3)......سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر کریں تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح ”سبحان الله وبحمده“ اور ایک تسبیح ”سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر“ کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔ (4)......لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت ذکر آہستہ کریں۔ (5)......قبلہ رو نہ تھوکیں۔ (6)......نہ قبلہ رو پیر پھیلائیں۔ (7)......الغرض مسجد کے احترام کے

خلاف کوئی کام نہ کریں۔ (طبرانی، احمد)۔ (8)...... ہمیشہ جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں۔ اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔ ترمذی شریف میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو صفوں کو قائم کرنے کیلئے مقرر کیا ہوا تھا۔ جب وہ آ کر خبر دیتا کہ صفیں ٹھیک ہوگئی ہیں تب وہ تکبیر کہتے تھے۔ (9)...... صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں، مل کر کھڑے ہوں، درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں۔ کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے مقابل ہوں۔ (صحاح)

ہر نماز کو اس طرح خشوع وخضوع سے ادا کریں گویا میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (الترغیب) نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہونے چاہئیں۔ (ابوداؤد، نسائی)۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو صفیں سیدھی رکھنے کا خاص اہتمام رکھیں۔ دوسرا آدمی یا پیش امام آگے پیچھے ہونے کو کہیں تو تعمیل کریں۔

☆......☆......☆

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کے (4) آداب

(1)...... نماز فرض کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر ایک مرتبہ، استغفراللہ تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ ذرا آواز سے کھینچ کر پڑھنا مستحب ہے۔ (ترمذی)۔ (2)...... فجر وعصر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ (ترمذی۔ (3)...... پانچوں وقتوں میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے اس کیلئے فرشتے برابر دعائے مغفرت ودعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)۔ (4)...... نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ترمذی)۔

☆......☆......☆

صبح وشام کے (12) آداب

احادیث سے انتخاب کر کے مندرجہ ذیل اذکار لکھ دیے ہیں اگر دل چاہے صبح وشام ان کا ورد کر لیں تو ان شاءاللہ بہت نفع ہوگا۔

(1)...... ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، ایک مرتبہ آیت الکرسی، ایک مرتبہ یہ آیتیں ''شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰۤئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ، اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ، وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًام بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ''

(2)...... ایک مرتبہ: ''قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ''

فضیلت:۔ جو یہ سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازیں پڑھنے کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو، اور حظیرۃ القدس میں رہے اللہ تعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری کریں اور اس کی مغفرت کریں۔ (ابن السنی)

(3)......تین مرتبہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ '' پڑھ کر سورہ حشر کی آخری آیات ایک مرتبہ پڑھیں۔ ''هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ Oهُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ Oهُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O

فضیلت:۔ جو شخص اس کو صبح و شام پڑھ لے تو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور مر جائے تو شہادت کی طرح موت لکھی جائے۔

(4)......سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس صبح و شام تین مرتبہ۔

(5)......سات مرتبہ ''حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ '' یہ آیت سات مرتبہ صبح و شام پڑھ لے تو اس کے بہت بڑے بڑے کام اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اور آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں خواہ وہ جھوٹے سے ہی پڑھ لے۔ (مسلم)

(6)......ایک مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُO

(7)......ایک مرتبہ ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ '' ۔جن و انسان سے حرز و حفاظت ہوتی ہے۔

(8)......تین مرتبہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّمَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ '' صبح و شام اس کو پڑھ لینے سے کوئی شے ضرر نہ پہنچائے گی۔

(9)......تین مرتبہ ''رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِيًّا '' اس کو تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا انعام دیں گے کہ اس کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔

(10)......ایک مرتبہ ''سید الاستغفار: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ''

جو شخص یقین کے ساتھ ایک مرتبہ صبح سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے موت آجائے تو جنتی ہوگا اسی طرح شام کو پڑھے اور صبح سے پہلے موت آجائے۔

(11)......سات مرتبہ ''اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ '' اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جہنم سے بری کر دیتے ہیں۔

(12)......ایک مرتبہ ''اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ'' صبح پڑھے تو دن بھر کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جاتا ہے اور شام کو پڑھے تو رات بھر کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔ (سنن ابی داؤد)

شام کو'' ما اصبح'' کے الفاظ کی جگہ ''ما امسی'' پڑھیں۔

(13)......ایک مرتبہ '' فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ '' O ''وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ '' O یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ O (از صحاح ستہ)۔ رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار اور اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے صبح پڑھے تو رات کے اوراد و اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ (صحاح ستہ)

☆......☆......☆

اشراق کی نماز کے (3) آداب

(1)......فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں، اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھا رہے۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی بھی جگہ بیٹھ جائے۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے، لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتا رہے جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آ جائے۔ تقریباً آفتاب نکلنے کے بیس منٹ بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے، اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ (ترمذی، مظاہر حق)۔ (2)......اشراق کے وقت چار رکعت نفل پڑھے تو اس کی کھال کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ (بیہقی)۔ (3) ......جب مسجد سے باہر آنے لگے تو اول بایاں پاؤں باہر نکال کر بائیں جوتے پر رکھ کر پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے اور یہ پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ'' (ترمذی) ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ''

☆......☆......☆

صبح ناشتہ کے آداب

(1)......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح شہد میں پانی ملا کر پیا کرتے تھے۔ نبیذ تمر پینا بھی آیا ہے (نبیذ تمر چھوہارے توڑ کر رات کو مٹی کے برتن میں ڈال کر رکھ دیں۔ صبح کو وہ پانی پی لیں۔ (ترمذی)

☆......☆......☆

چاشت کی نماز کے آداب

اشراق کے بعد حلال روزگار و مشاغل دنیوی میں لگ جایئے، پھر چاشت کے وقت چاشت کی نماز پڑھیں۔ جب

آفتاب میں اور دھوپ میں تیزی آجائے اندازاً 8 بجے کے بعد سے زوال سے ایک گھنٹہ قبل تک تو اس دوران دو رکعت یا چار رکعت یا چھ رکعت یا آٹھ رکعت نفل پڑھیں (اس کو چاشت کی نماز کہتے ہیں)۔ (مسلم)

فضیلت

(1)......چاشت کی صرف دو رکعت پڑھنے سے آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام گناہ صغیرہ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (مسلم)۔ اگرچہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)۔ (2)......چاشت کی چار رکعت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دن بھر کے بڑے بڑے کام اس بندے کے بآسانی پورے کرا دیتے ہیں، اس کے کاموں کی کفالت فرما لیتے ہیں (احمد)۔ (3)...... جو شخص چاشت کی نماز پڑھنے کیلئے اپنے گھر سے باوضو ہو کر چلے تو اس کو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابو داؤد)۔ (4)...... چاشت کے وقت آٹھ رکعت نفل پڑھے تو اس کو قانتین (عابدین) میں سے لکھ دیا جاتا ہے، اگر بارہ رکعت نفل پڑھے تو جنت میں ایک مکان بنا دیا جاتا ہے۔ (احمد) چاشت کے وقت کے نوافل سے فارغ ہو کر پھر اپنی حلال روزی کے حصول میں لگ جائیے۔

زوال کے قریب اکثر کھانا کھانے کی عادت ہوتی ہے لہٰذا اب کھانا کھانے کی سنتیں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔

☆......☆......☆

کھانا کھانے کے آداب

کھانا کھانے کی بہت صورتیں اور قسمیں ایجاد ہوتی جارہی ہیں، اور ہم ان کو اپناتے جارہے ہیں تو آپ ہی سوچئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کا کون سا وقت ہوگا؟ آپ کی سنتیں تو حرز جان بنانے کی قابل ہیں۔ محبت ہے تو محبت میں سب آسان ہو جاتا ہے۔ محبت تو دیوانہ بنا دیتی ہے ''عضوا علیھا بالنواجذ'' سنت پر ہمیشگی کے تو کیا کہنے ہیں۔ کم از کم ایک دفعہ تو محض سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے وہ چیزیں کھا لیجئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں۔ یا یوں کہیے کہ اب تک تو ہم اپنی مرضی وخواہش سے کھاتے رہے مگر اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نیت سے کھائیں گے اس میں برکت بھی ہوگی، نور ہوگا، راحت ہوگی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

ان کھانوں کے نام جو سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تناول فرمائے ہیں، آپ نے ایک مرتبہ کھایا ہو یا زیادہ یا بطور عادت ہو، ان تمام کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

مسنون کھانوں کے نام

اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، دنبہ، مرغ، خرگوش، نیل گائے اور پرندوں کا گوشت، مچھلی، تر کھجوریں اور کچی نیم پختہ ہر قسم کی کھجوریں، خشک چھوارے، جو کی روٹی، گندم کی روٹی، روٹی پر کھجوریں رکھ کر، دونوں کو ملا کر کھانا، سرکہ اور روٹی، شوربے میں

روٹی بھگو کر جس کو ثرید کہتے ہیں، گوشت دھوپ میں سوکھا ہوا، بھنا ہوا، سالن کے ساتھ پکا ہوا، گوشت شانے کا اور دست کا گوشت، پٹھ کا گوشت، جسم کے اگلے حصہ کا گوشت، دل، کلیجی، سرخاب کا گوشت، گیہوں کا حریرہ، جو کے آٹے میں زیتون کا تیل ڈال کر جس میں کالی مرچیں اور دیگر مصالحہ توڑ کر ڈال دیا گیا، جو کا آٹا اور چقندر ملا کر پکایا گیا، زیتون کے تیل سے روٹی لگا کر، گھی سے روٹی چپڑ کر، پنیر و چھوارے اور گھی ملا کر کھانا بنایا ہوا، جو کی روٹی سالن کے ساتھ، کبھی پانی کے ساتھ، کدو، پنیر اور مکھن کے ساتھ چھوارے (اور گھی ملا کر کھانا بنایا ہوا) کبھی پانی کے ساتھ، کدو، پنیر اور مکھن کے ساتھ چھوہارے (اور گھی ملا کر کھانا بنایا ہوا) کبھی پانی کے ساتھ چھوہارے۔ اسی طرح خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، کھجوروں کے ساتھ ملا کر۔ آپ کو شہد مرغوب تھا۔ (ترمذی) (شرح سفر السعادت) آپ کو کھرچن اچھی معلوم ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)۔ جن کھانے کی چیزوں کے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فوائد بیان فرمائے ہیں یا کھانے کی تعریف کی ہے: سنترہ (بخاری) پیاز، لہسن، کلونجی، رائی، میتھی، سونٹھ، روغن زیتون، سنا مکی، گھی کے برتن میں شہد ڈال کر اس کو ہلا کر چاٹنا، سیب، چربی، ایلوا، عود ہندی، پیلو کے درخت کا پھل، بیر وغیرہ۔ (نشر الطیب)

کھانا کھانے کے (30) آداب

(1)......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھانا نمک سے شروع کریں اس میں ساٹھ بیماریوں کی شفاء ہے۔ (شامی) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، کلی کرنا۔ (ترمذی)۔ (2)...... یہ نیت رکھنا کہ کھانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اس کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کیلئے کھاتا ہوں۔ (الترغیب)۔ (3)......دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا اسی طرح کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تب بھی دایاں ہاتھ استعمال کرنا۔ (ابن ماجہ) کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ (ترغیب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دائیں ہاتھ سے کھانے کا فرمایا انھوں نے نہیں کھایا...... چنانچہ اس کے بعد ان کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (مسلم)۔ (4)......اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا۔ (ابو داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کیلئے کافی ہوتا ہے اور دو کا چار کیلئے اور چار کا آٹھ کیلئے کافی ہوتا ہے۔ (مسلم)۔ (5)......کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ (مشکوۃ)۔ (6)...... ہر مقدار کھانے پر قناعت کر لینا یعنی جتنا اور جیسا کھانا مل جائے اس پر راضی رہنا اور اللہ کا فضل سمجھ کر کھانا۔ (موطا امام مالک)۔ (7)......کھانا کھانے کیلئے اکڑوں (یعنی دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھنا کہ سرین بھی زمین سے اوپر رہے) یا ایک پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جانا اور دوسرا گھٹنا کھڑا رکھنا یا دونوں زانوؤں کو زمین پر ٹیک کر جھک کر کھانا۔ (عمدۃ القاری)۔ (8)...... جوتے اتار کر کھانا کھانا۔ (دارمی)۔ (9)......کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ ہو اور بڑا ہو، ان سے پہلے شروع کرانا۔ (مسلم)۔ (10)......کھانا تین انگلیوں سے آرام سے کھایا جا سکتا ہو تو چوتھی انگلی کو شامل نہ کرنا، غرض بقدر ضرورت ہاتھ کی انگلیاں استعمال کرنا۔ (الترغیب)۔ (11)......کھانا اپنی جانب والے کنارے سے شروع کرنا برتن کے بیچ میں یا دوسرے آدمی کے آگے ہاتھ نہ ڈالنا۔ (ترمذی) کیونکہ برکت بیچ حصہ پر نازل ہوتی ہے۔ (کنز العمال)۔ (12)......کھانے میں پھونک نہ ماریں۔ (ترمذی)۔ (13)......دستر خوان پر

مختلف کھانے ہوں تو ہاتھ گھمانا جائز ہے جو کھانا پسند ہو لے کر کھائیں۔ (ترمذی)۔ (14)......گھر میں سرکہ اور شہد رکھنا سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (15)......گوشت کا بڑا پارچہ بھنا ہوا ہو تو اس کو چھری سے کاٹ کر چھوٹا کرنا درست ہے۔ (بخاری ومسلم)۔ (16)......گوشت کی بوٹی کو چھری سے کاٹ کر کھانے کی بجائے دانتوں سے نوچ کر کھائیں زود ہضم اور مزیدار معلوم ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔ (17)......تیز گرم کھانا نہ کھائیں ذرا ٹھنڈا ہو جانے کے بعد استعمال کریں۔ (احمد)۔ (18)......کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیے، شیطان کیلئے نہ چھوڑیں۔ (ابن ماجہ) دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑے کھانے والے شخص کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا۔ (مجمع الزوائد)۔ (19)......کھانے کے درمیان کوئی آجائے تو صلاح لے لینا۔ (ابن ماجہ)۔ (20)......آپ کا ساتھی کھانا کھا رہا ہے تو حتیٰ الوسع اس کا ساتھ دینا تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھالے۔ مجبوری ہو تو عذر کر دینا۔ (ابن ماجہ)۔ (21)......اس گھر میں بہت خیر کثیر ہوگی جہاں کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر کلی کرنے کی عادت ہو۔ (ابن ماجہ) ہاتھ دھوتے وقت ایک ہاتھ یا صرف ایک انگلی دھونا کافی نہیں بلکہ مکمل گٹوں تک ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (عالمگیری)۔ (22)......کھانا کھانے کے بعد انگلیوں اور برتن کو چاٹ لینا کیونکہ کھانے والے کو معلوم نہیں کہ شاید اسی جزء میں حق تعالیٰ شانہ نے برکت رکھی ہو جو برتن میں رہ گیا ہے۔ (طبرانی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اس کو خوب صاف کرے تو برتن اس کو دعا دیتا ہے کہ اے اللہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اللہ تعالیٰ آپ اسے جہنم سے آزاد کر دیجئے۔ (مشکوٰۃ) اور برتن اس کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)۔ (23)......ہاتھوں کو چکنائی لگ گئی ہو تو (دھونے سے پہلے) ان کو ہاتھوں بازوؤں اور قدموں سے پونچھ لینا۔ (ابن ماجہ)۔ (24)......دستر خوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)۔ (25)......دستر خوان کو زمین پر بچھا کر کھانا کھانا۔ (شمائل ترمذی)۔

کھانا کھانے کی مسنون دعائیں

(1)......"بسم الله الرحمن الرحیم" پڑھ کر یا "بِسْمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ" پڑھ کر شروع کرنا۔ اگر کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے تو اس طرح پڑھیں "بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ" (ترمذی)۔ یاد رکھیئے جس کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے لئے جائز کر لیتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ) اور کھانا کھاتے وقت "بسم اللہ" پڑھ کر کھانا کھائیں تو اس گھر میں شیطان مردود کھانا نہ کھا سکے گا، نہ گھر میں رہ سکے گا، اس کا داخلہ بند ہو جائے گا۔

(2)......کھانے سے فارغ ہو کر دعائے مسنونہ پڑھنا نیز اس دعا کے پڑھنے سے گناہ (صغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَاقُوَّۃٍ" (ابوداؤد)۔

(3)......کسی دوسرے کے دستر خوان پر کھانا کھائے تو اس کیلئے یہ دعا کرنا مگر اس وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا" یا یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَارْزُقْھُمْ خَیْرًا

مِنْهُ“ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(4)......کھانا کھانے کے بعد جب دستر خوان اٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھیں:” الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مكفي ولا مودع ولا مستغني عنه ربنا“(مشکوٰۃ)

(5)......ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیمار رہتا ہوں میری صحت کیلئے دعا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے پینے کے وقت یہ دعا پڑھا کرو:”بسم الله الذی لا یضر مع اسمه داء فی الارض ولا فی السماء یا حی یا قیوم“(کنز العمال) ☆ کھانے کے بعد سورۃ قریش و اخلاص پڑھے۔ (احیاء العلوم)

☆......☆......☆

تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے آداب

نوٹ: فجر کے وقت تو تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد سے منع کر دیا گیا تھا لیکن ظہر کے وقت دونوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(1)......کامل طریقہ سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھئے کہ جان بوجھ کر خیالات کو نہ لانا چاہیے۔ اس طرح پڑھنے سے تمام (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی) وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ علاوہ اوقات مکروہہ کے جب بھی وضو کریں یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔ اسی طرح مسجد کے داخلے کے شکرانے کی دو رکعت نفل پڑھا کریں، ان کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں یہ بھی مستحب ہیں۔ (ترمذی)

نماز ظہر کے آداب

نماز ظہر کیلئے وضو کرنے، گھر سے چلنے، راستے کی اور مسجد میں داخل ہونے، مسجد میں بیٹھنے، صف باندھنے اور جماعت کی تمام سنتوں کا خیال رکھیں جو فجر کے وقت میں بیان کی گئی ہیں۔ (2)......ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت اور فرضوں کے بعد دو رکعت سنتیں ہیں۔ (3)...... جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو دوڑ کر نہ چلیں کہ سانس پھول جائے بلکہ درمیانی رفتار اور وقار کے ساتھ آیئے۔ (ترمذی)۔ (4)......امام کے پیچھے وہ لوگ کھڑے ہوں جو نماز کے مسائل سے زیادہ واقف ہوں۔ (ترمذی)۔ (5)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرش اور چٹائی پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (ترمذی)

زمین پر نماز پڑھنا چٹائی سے افضل ہے اور چٹائی پر کپڑے کے مصلے سے افضل ہے۔ (شرح نقایہ) ظہر کی نماز کے بعد اپنی مصروفیات میں مشغول ہو جایئے اور عصر کی نماز کا خاص طور سے خیال رکھیے۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے کہ عصر کی نماز باجماعت ادا ہونی چاہیے۔ جب آپ عصر کی نماز کی تیاری کریں تو گزری ہوئی سنتوں کو ادا کرتے ہوئے چلیں۔

☆......☆......☆

نمازعصر کے (4) آداب

(1)......عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت (غیر موکدہ) ہے۔ (ترمذی)۔ (2)......فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ اس وقت دن ورات کے مقررہ فرشتوں کی ڈیوٹی بدلا کرتی ہے۔ اکثر 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ پھر دعا مانگیں۔ (3)......عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک مسجد میں رہ کر جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولا دمیں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا جیسا ثواب ہوتا ہے۔ (الترغیب) **تنبیہ:** کاروبار میں بھی مشغول ہوتے وقت بھی کثرت سے ذکر کرتے رہیں اور جھوٹی قسم اور دیگر گناہوں سے پرہیز کریں۔ ویسے تو ان کا تمام عمر ہی خیال رکھنا اور گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔ گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرلینا چاہیے۔ برے ساتھی سے تنہائی اور یادالٰہی بہتر ہے۔ (4)...... جب سورج غروب ہونے لگے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکالیں، اگر باہر ہوں تو ان کو گھر بلالیں۔ اس وقت شیطانی لشکر پھیلتا ہے۔ اب آپ مغرب کی نماز پڑھیں گے جملہ سنن کا خیال رکھیں، اکثر سنتیں ہر نماز کے وقت سامنے آتی ہیں۔ ایک دفعہ بیان کردی ہیں آپ پانچوں وقت خیال رکھا کریں۔

☆......☆......☆

نمازمغرب کے (3) آداب

(1)......مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا کرنا منقول ہے: ’’اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ‘‘ (مشکوٰۃ)۔ (2)......مغرب کے فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (3)......ان دو سنتوں کے بعد چھ رکعت نفل پڑھے تو اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اس کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔ نماز مغرب سے فارغ ہوکر وہ تمام دعائیں جو صبح کی نماز کے بعد پڑھنے کو لکھی گئی ہیں وہ پڑھے۔ مغرب کے بعد کھانا کھانا ہو تو کھانے کی تمام سنتیں جو تحریر کی گئی ہیں انکا خیال رکھیں اور بچوں کو بھی تعلیم دیں تا کہ گھر سنت کے نور سے منور ہوجائے۔ جب اندھیرا ہوجائے تو بچے باہر آجاسکتے ہیں یعنی غروب کے بعد جو شفقۃً منع کیا گیا وہ ممانعت ختم ہوگئی۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کے (5) آداب

(1)......گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتا رہے۔ (مسلم)۔ (2)......گھر میں جو موجود ہو خواہ بیوی ہو بچے ہوں ان کو سلام کریں۔ (ابوداؤد)۔ (3)...... جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا وقت یا اندیشہ ہو تو اطلاع کرکے داخل ہونا چاہیے۔ (نسائی) **فائدہ:** بعض مرتبہ والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو حیاء وشرم آتی ہے۔ مغرب کے بعد کھانے کی وہی سنتیں ہیں جو پہلے لکھی گئی ہیں دھیان میں رکھیں۔ (4)

......اس وقت کا خیال رکھیں کہ عشا کی نماز جماعت سے فوت نہ ہو جائے۔ یہ وقت بچوں کو دین کی باتیں بتانے کا اچھا وقت ہے۔ اب آپ عشاء کی نماز کی تیاری کریں۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا

(1)......گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں: '' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا '' (ابوداؤد)

☆......☆......☆

نماز عشا کے (10) آداب

(1)......عشاء کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت (غیر موکدہ) ہیں۔ (مشکوٰۃ)۔ (2)......عشا کے فرضوں کے بعد دو رکعت سنت ہیں (مشکوٰۃ)۔ (3)......عشا کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب) اور جن کی تہجد کیوقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں تو تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت بھی تہجد کی نماز پڑھ لیں ورنہ یہ چار رکعت بھی کافی ہو جائیں گی۔ (4)......وتروں کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان نفلوں میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد'' قل یا ایھاالکافرون ''پڑھے تو یہ دو رکعت قائم مقام تہجد کے ہو جاتی ہیں۔ (الترغیب)

فائدہ: ہو سکے تو دونوں جگہ یعنی وتروں سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تہجد کی فضیلت وثواب سے محرومی نہ ہوگی۔ (5)......عشا کی نماز کے بعد (بلاضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع (یعنی مکروہ تنزیہی) ہے۔ (مشکوٰۃ) (مرشد ہجویری رحمہ اللہ اور ان کے مشائخ کا یہی معمول تھا)۔ (6)......اندھیری رات ہو، روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشا ادا کرنا موجب بشارت ہے۔ (ابن ماجہ)۔ (7)......ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا۔ (الترغیب)۔ (8)......جو شخص چالیس رات عشا کی نماز جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کیلئے دوزخ سے برأت (بری ہونا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)۔ (9)......وتروں کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد " سبح اسم ربك الا علي "دوسری رکعت میں" قل یا ایھا الکافرون "تیسری رکعت میں'' قل ھو اللہ احـــد" پڑھنا ثابت ہے۔ (ابوداؤد) کبھی کبھی چھوڑ دیا کریں۔ (10)......وتر کی نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ آواز کیساتھ'' سبحان الملك القدوس ''پڑھنا۔ تیسری مرتبہ ذرا کھینچ کر پڑھنا بھی حدیث میں آیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

سونے سے پہلے کے آداب

(1)......گھر کے دروازے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کر بند کریں اور ''بسم اللہ'' پڑھ کر کنڈی لگائیں۔ (بخاری) حتیٰ

کہ اگر پانی کی بالٹی ہوتو اس کے عرض پر بھی کوئی لکڑی بسم اللہ پڑھ کر رکھ دیں (بخاری)۔ (2)......جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ان سب کو ''بسم اللہ'' پڑھ کر ڈھانپ دیں (بخاری)۔ (3)......جس روشنی سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتو اس کو بھی بجھادیں (بخاری)۔ (4)......بیوی بچوں سے نصیحت آمیز کہانیاں اور خوش طبعی کی باتیں کریں (شمائل ترمذی)۔ (5)......جب بچے تقریباً نو دس سال کی عمر کے ہوجائیں تو بہن بھائی کے بستر بھی الگ الگ کر دیں (مشکوٰۃ)۔ (6)......سرمہ دانی رکھیں اور سوتے وقت خود بھی اور بچوں کے بھی تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں سرمہ ڈالیں۔ پہلے تین مرتبہ دائیں آنکھ میں پھر بائیں آنکھ میں ڈالیں۔ (مشکوٰۃ)۔ (7)......باوضو سونا پہلے سے وضو ہونا کافی ہے۔ باوضو سونے والا اسی رات انتقال کر جائے تو شہید ہوگا۔ (ابن سنی، کنز العمال)۔ باوضو سونے والا دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ (فیض القدیر) روحیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں جو باوضو ہوتی ہے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتی ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) اگر وضو نہ کرسکیں تو سونے سے پہلے تیمّم ہی کرلیں۔ (8)......بستر بچھا ہوا ہوتو لیٹنے سے پہلے اس کو جھاڑ لیں۔ تہبند کے ایک کنارے ہی سے جھاڑ لیں (مشکوٰۃ)۔ (9)......سونے کیلئے پھر مسواک کرلیں (مشکوٰۃ)۔ (10)......خود بستر بچھانا (مسلم)۔ (11)......تکیہ لگانا (مسلم)۔ سفر میں ہاتھ سے بھی تکیہ کا کام لینا سنت ہے۔ (زادالمعاد) چمڑے کا تکیہ سنت ہے (سیرۃ)۔ (12)......چمڑے اور کھال کو بستر بنا کر ان پر سونا، چٹائی پر سونا، بوریے پر سونا، کپڑے کے فرش پر سونا، زمین پر سونا، تخت پر سونا، چار پائی پر سونا۔ (نشر الطیب وغیرہ) ہر جگہ آپ کو سنت کی نیت سے ثواب مل سکتا ہے۔ (13)......داہنی کروٹ پر قبلہ رو ہو کر سونا۔ (بخاری ومسلم)۔ (14)......داہنے ہاتھ کے اوپر سر رکھ کر سونا (بخاری)۔ (15)......میاں بیوی کا ایک بستر پر سونا۔ (مشکوٰۃ)۔ (16)......تہجد کی نماز کیلئے اٹھنے کی نیت کرکے سونا (نسائی)۔ (17)......وضو کا پانی اور مسواک پہلے سے تیار رکھنا (مسلم)۔ (18)......تہجد کیلئے مصلّٰی سرہانے رکھ کر سونا (نسائی)۔ (19)......جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا۔ (مشکوٰۃ) تہجد کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہوتی ہیں۔ یہ تو سنت ہیں باقی نوافل جس قدر چاہیں آپ پڑھیں۔ کوئی ذکر الٰہی کریں، تلاوت کریں، اگر چاہیں تو تہجد پڑھ کر پھر سو جائیں درست ہے مگر فجر کی نماز جماعت سے ادا کریں۔

سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں

(1)......بسم اللہ کے ساتھ سورہ فلق، سورۂ ناس، اور سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر پھونک ماریں اور دونوں ہاتھوں کو سر سے پاؤں تک جہاں تک پہنچے پھیر لیں۔ پہلے سامنے سر سے شروع کرے پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف کو پھیر لیں (ترمذی)۔ (2)......لیٹ کر یہ دعا پڑھنا: '' بَاسْمِكَ رَبِّی وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِی فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ '' (مشکوٰۃ) اگر یہ بڑی ہوتو اس طرح پڑھیں '' اَللّٰهُمَّ بَاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى '' (مشکوٰۃ)۔ (3)......تین بار یہ استغفار پڑھیں: '' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ '' (ترمذی)۔ تین مرتبہ پڑھ لینے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خواہ سمندر

کے جھاگ یا درختوں کے پتوں یا ریت کی تعداد یا ایام دنیا کے برابر ہوں (کنز العمال)۔ (4)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں چالیس آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ غافلین میں شمار نہیں لکھا جائے گا اور جو ایک سو آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ وقانتین عبادت گزاروں میں لکھا جائے گا (ابن سنی)۔ (5)......سوتے وقت الم سجدہ اور سورۂ ملک پڑھنا۔ (ترمذی) آیۃ الکرسی کی تلاوت کرنا۔ (6)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ (اذکار نبوی)۔ (7)......33 مرتبہ ''سبحان اللہ ''، 33 مرتبہ ''الحمد للہ'' اور 34 بار ''اللہ اکبر '' پڑھیں اور ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر سو جائیں۔ (مشکوۃ)۔ (8)......سورۂ واقعہ کا ورد کر لینے سے فقر و فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔ (الترغیب)۔ سورۂ کافرون پڑھنا۔ (مجمع الزوائد)۔ (9)......سورۂ حشر کی آخری آیتیں تلاوت کرنا سنت ہے۔ (ابن سنی)۔ (10)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے بستر پر آئے اور یہ دعا پڑھے (سونے کیلئے) تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' (عمل الیوم للنسائی)۔ (11)......رات کو اچھا خواب نظر آئے طبیعت چاہے تو کسی سمجھدار محبت والے آدمی سے ذکر کر دے تا کہ اچھی تعبیر دیوے اور اگر برا اور ڈراؤنا خواب دکھائی دے تو جس وقت آنکھ کھلے اسی وقت '' اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم '' ایک بار پڑھ کر بائیں ہاتھ کی طرف تین مرتبہ تھتکار دے اور کروٹ بدل کر سو جائے اور کسی سے ذکر نہ کرے۔ ان شاء اللہ کوئی ضرر نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)۔ (12)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو تین مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتے۔ (الدعا)۔ (13)......جب نیند کھلنے کے بعد اٹھنے کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھے '' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ''۔ اور اٹھنے کے بعد مسواک کرنا بھی سنت ہے۔

کس طرح اور کس وقت سونا نہیں چاہیے......؟

(1)......پیٹ کے بل سونا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے۔ (زرقانی)۔ (2)......لوگوں کے بیچ یا راستے میں سونا خلاف سنت ہے (مجمع الزوائد)۔ (3)......عصر کے بعد سونا خلاف سنت ہے۔ (مطالب عالیہ)۔ (4)......صبح تک سونا تنگی رزق کا باعث ہے۔ (ترغیب)۔ (5)......صبح تک سونے سے شیطان کان میں پیشاب کر دیتا ہے (بخاری)۔ (6)......حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا رات کو زیادہ سویا مت کرو رات میں زیادہ سونا سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کے چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہقی)۔ (7)......عشاء کے بعد متصلاً سونا سنت ہے (مسند احمد)۔

☆......☆......☆

نماز استخارہ کے آداب

سنت کے مطابق استخارہ

استخارہ کا مطلب ہے کسی معاملے میں خیر اور بھلائی طلب کرنا، یعنی روزمرہ کی زندگی میں پیش آنیوالے اپنے ہر جائز

کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ سے اس کام میں خیر، بھلائی اور رہنمائی طلب کرنا۔ استخارہ ایک مسنون عمل ہے جس کا طریقہ اور دعا نبی کریم ﷺ سے احادیث میں منقول ہے، حضور ﷺ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر کام سے پہلے اہمیت کیساتھ استخارہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

استخارے کی فضیلت

(1)......استخارہ کا چھوڑ دینا اور نہ کرنا انسان کے لئے بدبختی اور بدنصیبی میں شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الاسانید)۔ (2)......انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اپنے کاموں میں استخارہ کرے اور بدنصیبی یہ ہے کہ استخارہ کو چھوڑ بیٹھے اور انسان کی خوش نصیبی اس میں ہے کہ اس کے بارے میں کیے گئے اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہے اور بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کرے۔ (مشکوٰۃ)۔ (3)...... جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو آدمی لوگوں سے مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی یا پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ (طبرانی)۔ (4)......استخارہ کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی رائے سے نکل جاتا ہے اور اپنی مرضی کو خدائے تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے اور اپنا پورا رخ خدائے تعالیٰ کی طرف جھکا دیتا ہے اور جو بندہ بکثرت استخارہ کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استخارہ فرشتوں کی طرح بننے کا ایک آسان عمل ہے جو چاہے آزما کر دیکھ لے۔

استخارے کا مقصد

استخارے کا مقصد یہ ہے کہ بندے کے ذمے جو کام تھا وہ اس نے کرلیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کے حوالہ کر دیا، گویا استخارہ کرنے سے بندہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا۔ ہماری عام دنیا کا بھی دستور ہے کہ اگر کوئی انسان کسی تجربہ کار عاقل اور شریف شخص سے مشورہ کرنے جاتا ہے تو وہ شخص صحیح مشورہ ہی دیتا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی اعانت بھی کرتا ہے، حق تعالیٰ سے بڑھ کر کون رحیم وکریم ہوگا؟ اس کا کرم بے نظیر ہے، علم کامل ہے اور قدرت بے عدیل ہے، اب جو صورت انسان کے حق میں مفید ہوگی، حق تعالیٰ اس کی توفیق دے گا، اس کی رہنمائی فرمائے گا جو آپ کے لیے خیر ہوگا اللہ کے فضل سے وہی ہو جائے گا۔

صلوٰۃ استخارہ کا طریقہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو صلوٰۃ استخارہ کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جیسے کہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ فرمایا جب تم کو کوئی کام فکر اور سوچ میں ڈال دے یعنی (کروں یا نہ کروں) تو اسے دو رکعت نفل پڑھنی چاہیے۔ (نماز کے بعد یہ کلمات کہے: " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ، وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ جو کام

در پیش ہے اس کا قصد کرے) خَیْرًالِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْخَیْرًالِّیْ فِیْ عَاجِل اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر دل کا منشا ظاہر کرے) شَرًّالِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ شَرًّافِیْ عَاجِل اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاَصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَاكَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ" (ابن ماجہ) اس کے بعد جو دل میں خیال آئے وہ پہلو بہتر سمجھے۔

☆......☆......☆

صلوٰۃ الحاجت کے آداب

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف یا اس کی مخلوق کی طرف کوئی حاجت ہو تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ کلمات کہے: "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰه رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّوَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ اَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَالِیْ" پھر دنیا و آخرت کی بات کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے جو چاہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ (ابن ماجہ)

☆......☆......☆

نماز تہجد کی برکت و آداب

فضیلت

(1)......نماز تہجد متقین (پرہیز گاروں) کی صفت ہے۔ (2)......حدیث پاک میں ہے کہ رات میں جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)۔ (3)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ہے: "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود "ان کی نشانی ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں۔ (الفتح) حضرت عکرمہ (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں ' سیما " سے مراد وہ شب بیداریاں ہیں جن کے اثرات ان کے چہروں پر دیکھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)۔ (4)......فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔ (مسلم)۔ (5)......بعض حضرات کو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، پوچھا: سنایئے! کیسے گزری؟ (یعنی کیا معاملہ درپیش ہوا) انہوں نے فرمایا کہ میرے سارے علوم، تصانیف اور سب تعلقات بے کار ثابت ہوئے صرف وہ چند چھوٹی چھوٹی رکعتیں کام آ گئیں جو سحری کو پڑھا کرتا تھا۔ (ایھا الولد للغزالی)

(الف)......تہجد کی کم سے کم 4 رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، یہ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی، اگر آخر رات

میں اٹھنے کی ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔ (ب)......حدیث کے مطابق اور کچھ نہ سہی تو کم از کم عشاء اور فجر کی نماز با جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کی پابندی کر لیں۔ (مسلم و مسند احمد) (ملخصاً علیکم بالسنتی)

☆......☆......☆

جمعہ کے (3) آداب

(1)...... جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد غسل کرنا سنت ہے اور بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (2)...... جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ کپڑے جو میسر ہوں پہن لیں ممکن ہو تو خوشبو بھی لگائیں اور ناخن بھی کتروائیں۔ (3)...... جامع مسجد میں بہت سویرے جائیں جو شخص جتنے سویرے جامع مسجد میں داخل ہوگا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔

☆......☆......☆

نکاح کے ذریعے مقام معرفت

ترقی معرفت کیلئے نکاح کی ضرورت

ایک بزرگ نکاح نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سو رہے تھے، دفعتہً چونک پڑے اور کہنے لگے کہ جلدی کوئی لڑکی لاؤ۔ ایک مخلص مرید حاضر تھے، ان کی ایک لڑکی کنواری تھی، جا کر فوراً حاضر کیا۔ اسی وقت نکاح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ دیا اور وہ مر گیا، بی بی سے کہا کہ بی بی جو میرا مطلب تھا وہ پورا ہو گیا، اب تجھ کو اختیار ہے اگر تجھ کو دنیا کی خواہش ہے تو میں تجھ کو آزاد کر دوں، کسی اور سے نکاح کر لے اور اگر اللہ کی یاد میں اپنی عمر ختم کرنا ہو تو یہاں رہو۔ چونکہ وہ بی بی ان کے پاس رہ چکی تھی اور صحبت کا اثر اس کے اندر آ گیا تھا، اس لیے اس نے کہا کہ میں تو اب کہیں نہیں جاتی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی اللہ کی یاد میں رہے۔ ان کے بعض خواص نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات تھی، فرمایا کہ بات یہ تھی کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میدان محشر ہے اور پل صراط پر لوگ گزر رہے ہیں۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے چلا نہیں جاتا، لڑکھڑاتا ہوا چل رہا ہے اسی وقت ایک بچہ آیا اور ہاتھ پکڑ کر آناً فاناً اس کو لے گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ اس کا بچہ ہے جو بچپن میں مر گیا تھا، یہاں اس کا رہبر ہو گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مجھے خیال ہوا کہ میں اس فضیلت سے محروم نہ رہوں۔ شاید بچہ ہی میری نجات کا باعث ہو جائے اس لیے میں نے نکاح کیا تھا اور میرا یہ مقصود ہو گیا۔

رشتوں کے سلسلہ میں ٹینشن فری ہو جائیے

بہت سے لوگ رشتوں کے حوالہ سے یقیناً پریشان رہتے ہیں۔ خصوصاً بچیوں کے حوالہ سے پریشان رہتے ہیں کہ ان کا رشتہ کہاں ہوگا کیسے ہوگا؟ اور بعض لوگ بچیوں کی شادیوں کے اخراجات کے حوالہ سے پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند رہنما اصول ذہن نشین کر لیجئے۔

کسی موڑ پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں، اللہ تعالیٰ ہی سب کے سارے دکھوں، غموں، سوچوں اور ضرورتوں کو پورا فرمانے والے ہیں۔ (1)......پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط اور بھروسہ کامل کرنا چاہیے۔ (2)......شادی بیاہ کے سب کاموں میں حد اعتدال سے باہر نہ ہوں۔ ہر کام اپنی پہنچ کے اندر ہو۔ (3)...... ناجائز رسموں سے مکمل بچنا ہو۔ (4)......دکھاوے اور ریاکاری سے بچا جائے، نکاح مسنون میں جب بیشمار ناجائز کام، ناجائز رسمیں شامل ہوں گی تو برکت کہاں رہے گی؟ ساری خیر تو اڑ جائے گی۔ (5)......بیٹیاں پیدا ہوتے ہی بعض لوگ فوراً ٹینشن لے لیتے ہیں۔ بھلا ٹینشن لینے کی کیا بات؟ جب بیٹی پیدا ہو تو ایک درخت بھی ساتھ لگا دیجئے، جیسے جیسے بچی بڑی ہوگی، درخت بھی بڑا ہوگا۔ جب بچی کی شادی کا وقت آئے گا فرنیچر والی لکڑی تیار ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ سمجھنا کہ جہیز کے بغیر بچی بیاہی نہیں جاسکتی یا زیادہ جہیز کے بغیر شادی نہ کرنا یا بہت زیادہ مقروض ہو جانا یہ دانش مندی نہیں ہے۔ اعتدال ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ (6)......حدیث کی رو سے وہ نکاح زیادہ برکت والا ہے جس میں خرچ بھی کم ہو۔ (7)......میاں بیوی کو نکاح میں برکت ہی تو چاہیے ہوتی ہے جسے بڑی بے دردی سے ختم کر دیا جاتا ہے۔

رشتہ دیکھنے میں کیا مدنظر ہو؟

(1)......سب سے پہلے دین ایمان اور اخلاق دیکھنے چاہئیں۔ (2)......کسی ذات کی قید نہ لگانی چاہیے، اسی طرح برادری ہی میں شادی کرنے کی سوچ ٹھیک نہیں۔ (3)...... بچی کی عمر 18 سال ہوتے ہی رشتہ کی تلاش شروع ہو جانی چاہیے۔ جب جوڑ کا مناسب رشتہ ملے نکاح کر دینا چاہیے۔ بعض لوگ جب پچیس، تیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں پھر رشتہ ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ (4)......بعض لوگ اونچی اونچی ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ لڑکا ایسے ہے تو لڑکی بھی ایسی ہو۔ اتنی پڑھی لکھی ہو اور بعض لالچی لوگ چیزوں کی ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں۔ (5)...... جو شادی دین، اخلاق دیکھ کر ہوتی ہے اور دونوں طرف سے مطالبات نہیں ہوتے اور پھر دوران شادی غلط رسومات سے بھی بچتے ہیں تو ایسی شادی بابرکت بھی ہوتی ہے اور خوش حال بھی اور ان کی اولاد پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ (6)......بغیر کسی خاص وجہ کے رشتہ ٹھکرانا نہیں چاہیے اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ جن لوگوں کو زیادہ رشتے دیکھنے کا چسکا ہوتا ہے وہ اکثر دھکے ہی کھاتے ہیں۔

تاخیر نکاح معرفت میں بڑی رکاوٹ

جدید تہذیب اور رسوم و رواج کی پابندیوں کا نتیجہ ہے کہ بچیوں کی شادی میں بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے یہ سراسر شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ لڑکیوں کی فطرت اور ان کے جذبات کا گلا گھونٹنا ان پر ظلم کے مترادف ہے چنانچہ اس کے نتائج سامنے آرہے ہیں کہ بے حیائی اور زنا کی کثرت کے واقعات عام ہوتے جارہے ہیں۔

بچیوں کے نکاح میں تاخیر کا اہم سبب داماد کے بارے میں خودساختہ تخیلات ہیں کہ جب وہ اس معیار پر پورا اترے گا تب نکاح کیا جائے گا۔ مثلاً حسب و نسب میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جیسا ہو، اخلاقی بلندی میں حضرت جنید بغدادی

رحمہ اللہ کے ہم پلہ ہو۔ علم اگر دینی ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے برابر ہو اگر دنیوی ہو تو بوعلی سینا کے مثل ہو۔ حسن و جمال میں یوسف علیہ السلام کا ثانی ہو۔ ثروت و ریاست میں فرعون و قارون کے ہم پلہ ہو۔ جب ان صفات کا حامل داماد ملے گا تب کہیں گے کہ لائق داماد مل گیا ہے حالانکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں داماد میں صرف تین چیزوں کا دیکھنا ضروری ہے۔

(1)...... دینداری۔ (2)...... برابری۔ (3)...... کمانے کی قوت۔ اس معیار میں بھی زیادہ کاوش اور کھوج نہ کی جائے۔

جن کے رشتے نہ ہوتے ہوں وہ یہ کام کریں

(1)...... فرض نماز کی پوری پابندی کرتے ہوئے ہر فرض نماز کے بعد خوب دعائیں مانگا کیجئے۔ (2)...... توبہ و استغفار خوب کیجئے۔ (3)...... غور کرلیا جائے کہ کہیں زیادہ شرطیں تو نہیں لگا رکھیں اور معمولی سی بات پر کہیں رشتہ رد تو نہیں کرتے، اس کا جائزہ لیتے رہیے۔ (4)...... حسب توفیق خاموشی سے کچھ نہ کچھ صدقہ دیتے رہئے۔ (5)...... بزرگوں سے، والدین اور اساتذہ سے بھی خوب دعائیں کرائیے۔ والدین کی دعاؤں کو معمولی نہ سمجھئے اگرچہ والدین دنیا دار ہوں۔ (6)...... لوگوں کی برائیاں کرنا، سننا بالکل چھوڑ دیجئے۔ رشتوں میں ان شاء اللہ بہت آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بچیوں کے جوڑ کا رشتہ دلوادیں اور انجام بخیر فرماویں۔ آمین۔

نکاح کے (10) بیش بہا فوائد

شریعت میں جس قدر نکاح آسان عمل ہے شاید ہی کوئی اور عمل اس قدر آسان ہو...... نکاح کی حقیقت یہ ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں مہر کے عوض ایجاب وقبول کرنا ہے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل بتاتا ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے تھے...... صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسی محبت تھی وہ محتاج بیان نہیں لیکن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی بھی اپنے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کا تکلف نہیں کرتے اور نکاح کی خبر ملنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ کوئی شکوہ تھا نہ کوئی ناراضگی...... اس لیے نکاح کیلئے اہتمام اور تکلفات سے جس قدر بچا جائے اسی میں اتنی ہی راحت ہے......!

(1)...... نکاح کرنے سے انسان پاک دامن رہتا ہے اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ (2)...... مسلمان نکاح کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ پر جو خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے جس پر اسے اجر و ثواب ملتا ہے۔ (3)...... اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے درمیان جو فطری تعلق رکھا ہے نکاح سے نہ صرف جنسی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ اس پر اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ (4)...... انسان کی روح محبت و پیار کی متلاشی ہے...... سچی اور ہر قسم کی ریاکاری سے پاک محبت اللہ تعالیٰ نے نکاح میں رکھی ہے۔ (5)...... نکاح صرف دو افراد کے ملاپ کا نام نہیں بلکہ اس کے ذریعے دو خاندان آپس میں ملتے ہیں اور انسان ایک

دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے جو کہ محبت واخوت اور اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ (6)......اسلام معاشرتی زندگی کی تعلیم دیتا ہے اور رہبانیت کا اسلام میں کوئی تصور نہیں......نکاح کی برکت سے معاشرہ میں ایک پاکیزگی کی فضا قائم ہوتی ہے جس سے نسب محفوظ ہو جاتا ہے۔ (7)......معاشرہ میں رہتے ہوئے ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو قوت حاصل ہو اور قوت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اولاد ہے جو نکاح سے حاصل ہوتی ہے۔ (8)......نکاح نہ صرف عبادت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے......وہ خاتون جسے دیکھنا بھی جائز نہ تھا، نکاح کی وجہ سے وہ مرد کیلئے حلال ہو جاتی ہے۔ (9)......نکاح ایک عبادت ہے جس سے انسان کی تکمیل ہو جاتی ہے اور کوئی ایسی عبادت نہیں جو آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اب تک مشروع رہی ہو اور پھر جنت میں بھی باقی رہی ہو وہ نکاح کے علاوہ کوئی نہیں۔ (10)......نکاح کی نعمت حاصل ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کی قدر کرنی چاہیے۔

میاں بیوی کی محبت معرفت الٰہی کا ذریعہ

جی ہاں مقام معرفت صرف ذکر اذکار، مراقبوں اور چلوں سے نہیں ملتا۔ ایک عارف اپنا ایک ایک قدم پھونک کر رکھتا ہے اپنے سے متعلقہ ہر شخص کے حقوق کو مکمل طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

خاوند کی خوشنودی کا اجر

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سنو اور سمجھو اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا ان تمام چیزوں (نیکیوں) کے ثواب کے برابر ہے۔ یہ جواب سن کر اسماء رضی اللہ عنہا نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہو گئیں۔ (اسد الغابہ)

عورتوں کیلئے اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ان کی خدمت کرنا اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مستحق ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائیگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عورت اس وقت تک جنت میں نہیں جائے گی جب تک اس کا شوہر اس سے ناراض رہے۔

بیوی ہو تو ایسی......!

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کا دستور تھا کہ عشاء کے بعد دودھ استعمال فرماتے تھے چنانچہ جوں ہی آپ تشریف لاتے اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوتیں مگر آپ ذوق عبادت میں نوافل کی نیت باندھ لیتے اور رات بھر اسی

طرح عبادت میں گزار دیتے اہلیہ محترمہ کا بیان ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت نے نوافل میں پوری شب گزار دی اور میں بھی پوری شب پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

اللہ اللہ بیوی ہو تو ایسی۔ آج اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ ہمارے اسلاف نے جہاں اوروں پر اثر ڈالا وہاں سب سے زیادہ اپنی ''بیوی'' ہی پر اثر ڈالا...... خود حضرت رحمہ اللہ ہی کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ''اذان کی ''حی علی الصلوۃ'' پر کام کو چھوڑ کر اس طرح اٹھ جاتی تھیں کہ گویا اس کام سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہ تھا...... بالکل ہر چیز سے بے گانہ بن جاتیں......''

بیوی کے ذمہ شوہر کے (7) حقوق

مرد کے ذمہ عورت کے حقوق ہیں ایسے ہی عورت کے ذمہ شوہر کے بہت سے حقوق ہیں، جن کی ادائیگی عورت کا فرض ہے۔

(1)......عورت کے ذمہ شوہر کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات شوہر کے سپرد کر دی ہے تو اس کی حفاظت ہمیشہ کرے اور اس سلسلہ میں کسی خیانت کا ارتکاب نہ کرے۔ شوہر چاہے حاضر ہو یا غائب یعنی کہیں سفر پر گیا ہو تو کسی اجنبی مرد سے تعلق قائم کرنا اعلیٰ درجے کی خیانت اور بد عہدی ہے۔ (2)......ظاہر ہے کہ جس مرد نے عورت سے نکاح کیا ہے اس کا ایک مقصد غلط جگہ سے نفسانی خواہشوں کو چھوڑ کر جائز اور حلال جگہ پر پورا کرنا ہے۔ اس لئے شوہر کو جب کبھی اس کا تقاضا ہو تو اس کو اس کا موقع دیا جائے اور اس سلسلہ میں بلاوجہ کوئی بہانہ نہ بنانا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اگر کوئی شوہر تمہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے بلائے اور تمہاری روٹی توے پر ہو تب بھی تم اپنا کام چھوڑ کر اس کے تقاضے کو پورا کرو۔ (3)......عورت شوہر کا جو کچھ بھی مال اور سامان ہے اس کی حفاظت کرے، اس کو شوہر کی مرضی کے خلاف اور غلط مقام پر نہ خرچ کیا جائے۔ اسی طرح ضرورت کے کاموں میں بھی فضول خرچی نہ کرے، بلکہ کفایت شعاری کو اپنا شعار بنائے۔ (4)......عورت کو چاہیے کہ امور خانہ داری کو اچھے طریقے سے سیکھ لے اور شوہر کے مزاج کے موافق کھانے پینے، رہنے سہنے اور اوڑھنے بچھانے کا انتظام کرے۔ (5)......عورت کا شوہر کی باتوں پر اور اس کے کام پر بار بار روٹھ جانا اور اپنی کسی بات کے پورا نہ ہونے پر ناراض ہو جانا کوئی اچھی بات نہیں۔ اس سے محبت میں کمی آتی ہے اور شوہر ایک بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے۔ بیوی کو ایسی بے تکی عادتوں سے بہت بچنا چاہیے۔ سہاگن وہ جسے پیا چاہے۔ (6)......بیوی کو شوہر پر یا اس کی کسی بات پر غصہ ہونا اور بد کلامی کرنا برا بھلا کہنا، گالی گلوچ کرنا، انتہاء درجے کی بے حیائی اور بے شرمی ہے۔ شوہر اگر اپنی شرافت یا کسی مجبوری کے سبب کچھ نہیں کہتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم جو چاہو کرو۔ اگر ایسی حرکت تم نے کی تو شوہر کے دل میں تمہاری اہمیت اور محبت ختم ہو جائے گی اور کیا عجب ہے کچھ دنوں کے بعد جدائی تک نوبت پہنچ جائے اور تمہارے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہو۔

(7)......بیوی کو شوہر کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے معاملہ میں بڑی رواداری اور میل جول کا برتاؤ رکھنا چاہیے۔ چاہے سسرال والوں سے کچھ تکلیف ہی پہنچے۔ ہر وقت شوہر کے سامنے سسرال والوں کی شکوہ شکایت اور معمولی باتوں پر جھنجھلانا عورت کی محبت کو کم کر دے گی اور ایسا تو ہوتا ہی ہے کہ جب کبھی گھر میں ایک دو عورتیں یا دو چار بچے ہوں تو ہر بات اپنی طبیعت کے موافق نہیں ہوگی۔ کچھ نہ کچھ مزاج کے خلاف پیش آئے گا، اس لئے سسرال والوں کے تمام چھوٹے بڑوں کے ساتھ اچھا سلوک

رکھے۔ اس سے محبت بڑھے گی اور زندگی کا لطف دوبالا ہوجائے گا۔ عورت کو چاہیے کہ اپنے قدرتی حسن و جمال اور دل آویزیوں کی پوری طرح حفاظت کرے۔ ضائع ہونے سے بچائے تاکہ شوہر کی نگاہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ نہ جم جائے۔

عورت کی خوبی

خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے (1) یہ کہ اسے کوئی غیر محرم نہ دیکھے۔ (2) یہ کہ وہ بھی کسی غیر محرم کو نہ دیکھے۔

اچھی عورت

کسی نے ایک اعرابی یعنی دیہاتی سے سوال کیا کہ عورتوں میں سب سے افضل کون ہے؟ اس نے جواب دیا جو کھڑی ہو تو عورتوں میں دراز قد...... بیٹھے تو ان میں بڑی لگے...... بولنے میں سچی ہو...... اور غصے کے وقت بردبار ہو...... جب ہنسے تو صرف مسکرائے...... جب کوئی چیز بنائے تو خوب بنائے وہ اپنے خاوند کی فرمانبردار اور اپنے گھر میں زیادہ رہنے والی ہو...... اپنی قوم میں معزز ہو مگر خود کو کمتر سمجھے...... محبت کرنے والی اور اولاد کا ذریعہ...... اور اس کا ہر معاملہ قابل ستائش ہو۔

خواتین کی باطنی خوبصورتی کا راز

ایک بڑھیا جو بہت ہی خوبصورت اور وجیہہ چہرہ کی مالکہ تھی اس سے کسی نوجوان لڑکی نے پوچھا: اماں! آپ نے خوبصورتی کیلئے کون سی چیزیں استعمال کی ہیں جس سے آپ کے چہرہ پر اتنا نور ٹپک رہا ہے؟ بڑھیا نے کہا: بیٹی! میں نے اپنے ہونٹوں پر ہمیشہ حق کی لالی لگائی، اپنی زبان کو ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رکھا، جن چیزوں کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کو دیکھنے سے بچنے کا اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا، اپنے ہاتھوں میں احسان یعنی عطا کرنے کی مہندی لگائی۔ سب کو دینا سیکھا اور لینا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سیکھا اور اپنے اعمال پر استقامت کا پاؤڈر لگایا۔ اپنے دل پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا سکہ جمایا، اپنی عقل پر حکمت و بصیرت کو غالب کیا، اپنے نفس پر اطاعت کو لازم ٹھہرایا، اپنی ہر خواہش کو اس دھیان سے باندھا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

بیوی کیلئے اللہ کا تعلق کتنا آسان......!

(1)...... جو نیک عورت اپنے خاوند کو اللہ کے راستے میں بھیجے اور دین کی پابندی کرے گھر میں اپنے آپ کو مقید رکھے تو اپنے خاوند سے (500) سال پہلے جنت میں جائے گی وہ ستر ہزار فرشتوں اور حوروں کی سردار ہوگی اور یاقوت کے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے خاوند کا جنت کے دروازے پر انتظار اور استقبال کرے گی۔ (2)...... جنت میں آدمی اللہ کے دیدار کے لئے جائیں گے اور نیک پاکدامن عورت کو اللہ پاک خود آ کر اپنا دیدار کرائیں گے بشرطیکہ یہ عورت پردے کے ساتھ اور تقویٰ والی زندگی گزارنے والی ہو۔ (3)...... ایک پاکدامن عورت 70 ستر ولیوں سے افضل ہے۔ (4)...... جو عورت نماز، روزہ کی پابند ہو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہو تو اس کو اختیار ہوگا جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (5)...... جو عورت اپنے گھر میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے اللہ تعالیٰ اس کو بیت اللہ میں

جھاڑو دینے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (6)...... جب خاوند گھر واپس آئے اور عورت اس کو خوش آمدید کہے اور اس نے اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی خیانت نہ کی ہو تو اس کو بارہ سال نفلی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (7)...... جب خاوند افسردہ اور پریشان گھر آئے اور اس کی بیوی اس کا استقبال کرے اور اس کو تسلی دے تو اس عورت کو اللہ تعالیٰ نصف جہاد کا ثواب عطا کرتے ہیں۔

میاں بیوی دونوں جنتی

حضرت عمران بن حطان رحمہ اللہ کی بیوی خوبصورت اور حسین وجمیل تھی مگر آپ نہایت کالے رنگ کے تھے ایک روز ان کی بیوی انہیں دیکھ کر ہنس پڑیں۔ اپنی بیوی کے چہرہ پر شرارت آمیز ہنسی دیکھ کر وجہ پوچھی......تو بیوی کہنے لگیں حضرت! میں اس لئے ہنسی ہوں کہ آپ بھی جنتی ہیں اور میں بھی جنتی ہوں، انہوں نے کہا وہ کیسے......؟ بیوی کہنے لگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ جیسی حسین بیوی عطا کی ہے۔ اس پر آپ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ جیسا شوہر دیا ہے میں صبر کرتی ہوں۔ اور اللہ کا وعدہ ہے کہ صابر اور شاکر دونوں جنت میں جائیں گے۔ لہٰذا ہم دونوں جنتی۔ میاں بیوی دونوں کو چاہیے کہ دونوں ایک دوسرے کی اچھائیاں دیکھیں اور خامیوں پر پردے ڈالیں۔

عورتوں کے روحانی امراض

لباس، زیور اور میک اپ کے بارے میں احتیاط

نقصان کی بات یہ ہے کہ ایک شادی کیلئے ایک جوڑا بنا وہ دوسری شادی کیلئے کافی نہیں۔ اس کے لئے پھر دوسرا جوڑا چاہیے، یہ تو پوشاک کی تیاری تھی اب زیور کی فکر ہوئی، اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگ کر پہنا جاتا ہے اور اس کے مانگا ہوا ہونے کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے اس کو اپنی ہی ملکیت ظاہر کیا جاتا ہے یہ ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کو جو شخص بہ تکلف اپنی آسودگی۔ (خوشحالی) ظاہر کرے ایسی چیز سے جو اس کی نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لیے یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا۔

عورتوں کی زبردست غلطی

یہ عجیب بات ہے کہ گھر میں بھنگنوں اور ماسیوں کی طرح رہیں اور تقریبات میں جاتے وقت بن سنور کر بیگم صاحبہ بن جائیں، کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہننے کی غرض کیا صرف غیروں کو دکھانا ہے؟ تعجب ہے کہ جس کے واسطے یہ کپڑے بنے اور جس کے دام لگے اس کے سامنے کبھی نہ پہنا جائے اور غیروں کے سامنے پہنا جائے۔ حیرت ہے کہ خاوند سے کبھی سیدھے منہ بات نہ بولیں، کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسروں کے گھروں میں جائیں تو شیریں زبان بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک بڑھے چڑھے پہن کر جائیں، کام آئیں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے، یہ کیا انصاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی کپڑا دکھاوے کی غرض سے پہنے گا اس کو اللہ قیامت کے دن ذلت

کا لباس پہنائیں گے۔ کیا عورتوں کے ان عمومی افعال کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ رسوم میں ان کی نیت درست ہے؟ عورتوں کو اس طرح التفات بھی نہیں ہوتا کہ نیت درست اور نا درست (صحیح غلط) کیسی ہوتی ہے۔ اور یہاں کوئی شبہ نہ کرے کہ جب کوئی کپڑا ابناتا ہے تو دو چار کپڑوں میں سے اچھا ہی چھانٹ کر لیتا ہے تو یہ سب دکھلاوا ہوا؟ یاد رکھو کہ اپنا جی خوش کرنے کو کپڑا پہنا جائے تو مباح ہے اور دوسرے کی نظر میں بڑا ہونے کیلئے پہنا جائے تو ناجائز ہے۔

عورتیں بھی سن لیں کہ اگر کپڑے بالکل ہی میلے ہوں تو خیر بدل لو وہ بھی سادے ورنہ ہرگز نہ بدلو۔ سیدھے سادھے کپڑوں میں مل آیا کرو۔ ملنے سے جو غرض ہے اس صورت میں بھی حاصل ہوگی اور اخلاق کی بھی درستگی ہوگی اور اگر یہ خیال ہو کہ اس میں ہماری حقارت ہوگی تو ایک تو جواب اس کا یہ ہے کہ نفس کی حقارت تو ہونی چاہیے۔ دوسرا جواب تسلی بخش یہ ہے کہ جب اس بات کا عام رواج ہو جائے گا تو سیدھی سادی طرح لوگ مل لیا کریں گے۔

بھابھی کا غصہ اور یتیم دیور پر ظلم و زیادتی

بہت جگہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کے کسی بزرگ کا انتقال ہو گیا اب ان کے کچھ چھوٹے بچے بھی ہیں۔ وہ چھوٹے بچے بڑے بھائیوں کی پرورش میں آجاتے ہیں اور بھاوج کا اختیار ہوتا ہے چونکہ بچے گھر میں رہتے ہیں اس واسطے ان کی نگرانی وغیرہ عورتوں ہی کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے۔ بڑا بھائی باہر رہتا ہے اور بھاوج صاحبہ ان سے دل کے کینے نکالتی ہیں، ہر بات پر مارنا اور برا بھلا کہنا، ہر چیز سے ترسانا، کھانا پیٹ بھر کر نہ دینا، کپڑے کی خبر نہ لینا اور نوکروں سے زیادہ ذلیل کر کے ان کو رکھنا، یہ ان کا برتاؤ رہتا ہے اور اس پر بھی چین نہیں بلکہ الٹے شوہر سے ان کے بارے میں شکایت کرتے رہنا یہ تمام خلاف انسانیت برتاؤ ہے۔ ان تمام باتوں سے بچنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔

عقل مند عورت

عقل مند عورت اپنے خاوند کی اطاعت اس طرح کرتی ہے کہ اس کو بادشاہ بنا دیتی ہے اور...... پھر خود ملکہ کہلواتی ہے اور...... بے وقوف عورت اپنے خاوند کو اپنے تابع کرنا چاہتی ہے اور...... اسے غلام بنانے کی کوشش کرتی ہے اور پھر آخر غلام ہی کی عورت کہلواتی ہے۔

خواتین مقام معرفت کیسے پائیں......!

ایک عورت نے حضرت مرشد العلماء حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ میرے شوہر صاحب مجھ سے کسی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں تو میں منت سماجت کر کے منا لیتی ہوں تب آرام ملتا ہے، لیکن بعض اوقات اپنی غلطی دل کو نہیں لگتی (بلکہ ان ہی کی غلطی ہوتی ہے) ایسے وقت معافی مانگنے کو جی نہیں چاہتا۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ ایسے وقت کیا کروں؟

حضرت نے ارشاد فرمایا: خواہ غلطی سمجھو یا نہ سمجھو ہر صورت میں اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگ کر شوہر سے پوچھ لیا کرو کہ غلطی ہے یا نہیں؟ اگر وہ غلطی بتلائیں تو عذر کر لیا کرو۔ (الغرض شوہر کی ناراضگی کے وقت) اس کی خوشامد کر کے عذر معذرت

کر کے جس طرح بنے اس کو منا لو۔ چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھنا چاہیے۔

ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر ہے اگر وہ مٹ جائے تو یہ سچ مچ کی حوریں بن جائیں گی۔ وہ کسر یہ ہے؟ کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے، ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے، جیسے بچھو کا ڈنک، ذرا سی حرکت میں آدمی سخت ناراض ہو جاتا ہے، ایک بزرگ نے اس کا خوب علاج کیا تھا۔ جب ان سے ایک عورت نے شکایت کی کہ خاوند سے روز لڑائی رہتی ہے کوئی تعویذ ایسا دے دیجئے کہ لڑائی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک بوتل میں پانی لے آؤ میں پڑھ دوں گا اس سے لڑائی نہ ہوگی۔ وہ بوتل میں پانی لائی، انہوں نے اس پر کچھ جھوٹ موٹ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر گھر میں آیا کرے تو اس پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو پھر لڑائی نہ ہوگی۔ اس نے ایسا ہی کیا، واقعی لڑائی ختم ہوگئی۔ پانی کا دم کرنا تو نام کے واسطے تھا، اصل تدبیر یہ تھی کہ جب پانی منہ میں لے کر بیٹھ جائے گی تو زبان قینچی کی طرح نہ چلے گی اور لڑائی ہوتی تھی اس کی بدزبانی سے، اس لیے ان بزرگ نے اس کے بند کرنے کی یہ حکیمانہ تدبیر کی۔ اب بھی عورتیں اگر کسی طرح منہ بند کرلیں تو واقعی کبھی لڑائی نہ ہو۔

عورتوں کو چاہیے کہ شوہر کی اطاعت کیا کریں، اس کا دل نہ دکھایا کریں۔ آج کل عورتیں اس کا ذرا بھی خیال نہیں کرتیں۔ وہ باہر سے دن بھر محنت اور مشقت اٹھا کر گھر میں آرام کے واسطے آتا ہے۔ گھر میں بیگم صاحبہ اس غریب کو ستانے کیلئے موجود ہیں، اگر وہ کوئی بات نصیحت کی کہے سخت لہجے میں اس کو روکھا جواب دیتی ہیں۔ خدا کیلئے شوہر کا دل نہ دکھایا کرو۔ اس سے کوئی بڑی فرمائش نہ کیا کرو، اس کی کسی بات کو رد نہ کیا کرو (یعنی نافرمانی نہ کرو) فرمائش اگر کوئی کیا کرو تو وقت دیکھا کرو آدمی کا دل ہر وقت یکساں نہیں رہتا جب دیکھو کہ اس وقت خاوند خاموش ہے اس وقت ادب سے درخواست پیش کر دیا کرو۔

اگر شوہر بے نمازی بھی ہو

اگر شوہر بے نمازی ہو اس کو بھی حقیر نہ سمجھو، عورتوں میں ایک مرض یہ بھی ہے کہ اگر وہ خود نماز روزہ کی پابند ہوتی ہیں اور شوہر ان کو ایسا مل گیا جو آزاد ہے تو اس کو وہ بہت حقیر سمجھتی ہیں۔ جب اس کے خاوند ہونے میں شبہ نہیں، اس کے نکاح کے گواہ موجود ہیں، اس کا شوہر ہونا معلوم ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کی اطاعت میں کوتاہی کرو۔ غرض زوجیت (یعنی بیوی ہونا) اطاعت کا سبب ہے، وہ ''یزید'' سہی مگر تمہارا تو وہ ''بایزید'' ہے، تم کو نافرمانی کا کیا حق ہے۔

خواتین کیلئے پردہ کے آداب

بیٹے کے انتقال پر پردے کی فکر

حضرت ام خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہوگیا تھا وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں مگر اس حال میں بھی چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت سے کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب، یعنی بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور تم اس

اطمینان کے ساتھ باپردہ ہو؟ جواب میں کہنے لگیں: میں نے اپنا بیٹا تو ضرور کھو دیا مگر اپنی حیا تو نہیں کھو دی۔ (ابوداؤد)

”پردہ“ انسانی تہذیب کا اعلیٰ ترین مقام

نوبل پرائز جیتنے والی اس لڑکی جو یمن کے شہر ”توکل کرمان“ میں رہتی ہے جب ایک صحافی نے اس لڑکی سے سوال کیا، تو اس نے جو جواب دیا وہ پڑھیے اور احساس پیدا کیجئے......! صحافی: آپ حجاب کیوں پہنتی ہیں جبکہ باشعور ہیں اور آپ نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہے؟ لڑکی: آغاز کائنات میں انسان بالکل ننگا تھا اور جب اسے شعور ملا تو اس نے لباس پہننا شروع کیا، میں آج جس مقام پہ ہوں اور جو پہنتی ہوں وہ انسانی سوچ اور انسانی تہذیب کا اعلیٰ ترین مقام ہے، قدامت پسندی نہیں، اب پرانے وقتوں کی طرح انسان پھر سے کپڑے اتارنا شروع کر دے۔ یہ قدامت پسندی ہے......

بے پردہ عورت کی آخرت میں رسوائی

امام ذہبی رحمہ اللہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک عورت بہت بن سنور کے رہتی تھی اسی زیب و زینت کے ساتھ بے پردہ گھر سے باہر جاتی، جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے خواب میں دیکھا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے دربار میں باریک کپڑے پہنا کر پیش کیا گیا ہے، اتنے میں زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے بےلباس کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اسے جہنم کی بائیں جانب پھینک دو کیوں کہ یہ دنیا میں بن سنور کر رہا کرتی تھی۔ (الکبائر للذھبی)

خواتین کیلئے پردہ کے (8) آداب

اللہ والو! عورت چراغ محفل نہیں چراغ خانہ ہے۔ ہمارا پاکیزہ دین اس صنف نازک کو کس محترم مقام سے نوازتا ہے۔ عورت کی صف امام کے پیچھے وہاں ہوگی جہاں بچوں کی صف بھی ختم ہو، یعنی امام کے پیچھے مرد، مردوں کے پیچھے بچے، بچوں کے پیچھے عورتیں۔ امام صاحب کو لقمہ دینے (غلطی نکالنے) کی ضرورت پڑے تو عورت بول کر نہیں بلکہ ”تصفیق“ یعنی اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر متنبہ کرے گی اس لئے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے، جو غیر محرم کے سامنے بلا ضرورت ممنوع ہے۔

(1)......خوشبو لگا کر عورت گھر سے باہر نکلے تو ابوداؤد کی حدیث کے مطابق اسے زانیہ کہا گیا ہے، لہٰذا کوئی عورت (اکیلی) خوشبو لگا کر باہر نہ نکلے۔ (2)......کوئی عضو کھلا نہ رہے، کیونکہ رنگ دیکھ کر دوسرے کا طبعی میلان ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ لڑکیوں کا امتحان لینے گئے تو ایک لڑکی کی انگلی (جو کہ سفید تھی) پر نظر پڑ گئی تو حیران ہو گئے کہ اتنا حسن اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، کئی دن تک ہوش اڑ گئے۔ (3)......ایک طرف ہو کر چلیں درمیان میں چلنے سے عورتیں ہمیشہ پرہیز رکھیں۔ (4)...... نگاہیں نیچی رکھیں یہ قرآنی حکم مردوں اور عورتوں سب کیلئے ہے تاکہ فتنہ سے بچ سکیں۔ (5)......عورت نہ کسی اجنبی مرد کو سلام کرے نہ ہی جواب دے۔ حدیث: ”لیس للنساء سلام ولا علیھن“ (حلیۃ الاولیاء) مجبوراً راستہ میں بات کرنی پڑی تو نرم آواز سے بات نہ کرے، کیونکہ یہ بھی زبردست فتنہ ہے۔

مثالی خواتین کا بے مثال تقویٰ

آدھا اسلام عورت کے ذریعے پھیلا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس طرح اسلام کے اندر مردوں کا حصہ ہے اسی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ اسلام نے عورتوں کو بہت بڑا مقام دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: من عمل صالحا من ذکر او انثی ......الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا اسی طرح عورتوں کا ذکر مردوں کے ساتھ کر کے انہیں بھی اعلیٰ مقام پر فائز فرمادیا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشت عرب میں نعرۂ توحید بلند کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں نے بھی لبیک کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہنے والی پہلی خاتون ام المؤمنین سیدہ طاہرہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں اور یہ ہی وہی خاتون ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام آیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی دین کے لئے قربانی مانگی تو جس طرح مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت بلال، حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانیاں دیں۔ اسی طرح عورتوں نے بھی قربانیاں دیں، اسلام کیلئے شہید ہونیوالی سب سے پہلی خاتون جو دین کی سربلندی کیلئے مٹ گئیں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جنہوں نے اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی آنکھوں کا نذرانہ پیش کیا، جب غزوہ بدر میں اسلامی لشکر کا جھنڈا لہرانے کی باری آئی تو جھنڈے کیلئے دوپٹہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب کبھی کوئی دینی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرماتے۔ جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کی ضرورت ہوتی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جیسی عظیم خاتون زخمیوں کو میدان جنگ کے اندر پانی پلاتی تھیں۔ قلعے پر پہرہ کی باری آئی تو حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب نے پہرہ دیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام پر جان کا نذرانہ پیش کر سکتی ہیں لیکن پیچھے نہیں ہٹ سکتیں۔ ایسے ہی دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی کہیں تو دین کی سربلندی کیلئے اپنی جانیں قربان کیں تو کہیں اپنے باپوں، شوہروں اور بیٹوں کو قربان کروایا مگر دین پر آنچ نہیں آنے دی۔

آج کی ماں، بیٹی، بہو، بیوی یہ بھول گئی کہ اس کی نسبت کس کی طرف ہے اور وہ کیا مقصد لے کر دنیا میں آئی ہے۔ یہ ہم سب خواتین کے سوچنے کی بات ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات پاک ہمیں اور امت مسلمہ کی تمام خواتین کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اپنی رضائے کاملہ سے نوازے۔ آمین!

مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ کا تقویٰ

(1)......حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ کا معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور مزید دس

پارے پڑھ لیا کرتی تھیں اس طرح ہر رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ رواں اتنا تھا کہ گھر کے کام کاج اور انتظامات میں فرق نہ آتا تھا، بلکہ اہتمام تھا کہ تلاوت کے وقت ہاتھ سے کچھ نہ کچھ کام کرتی رہتیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ

(2)......''گیلان'' کے قصبے میں ایک خدا پرست ولی کامل حضرت ابو صالح موسیٰ رہتے تھے ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ندی میں ایک سیب بہتا ہوا آرہا ہے، چنانچہ انہوں نے اسے نکال کر کھالیا فوراً خیال آیا کہ باغ کے مالک سے اجازت لئے بغیر تو مجھے سیب کھانے کا حق نہیں تھا۔ سخت پشیمان ہوئے، باغ کے مالک ''حضرت عبداللہ صومعی رحمہ اللہ'' کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی طلب ہوئے۔

حضرت عبداللہ صومعی رحمہ اللہ اس نوجوان کا زہد وتقویٰ دیکھ کر حیران رہ گئے، ان کا حسب ونسب دریافت کیا، کچھ دیر تامل کیا، اس کے بعد فرمایا: میں اس وقت تک تمہیں معاف نہیں کروں گا جب تک میری ایک شرط پوری نہ کرو۔

انہوں نے کہا میں آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کیلئے تیار ہوں......! حضرت عبداللہ صومعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میری بیٹی ''ام الخیر'' کو اپنی زوجیت میں قبول کرلو لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ گونگی، بہری، لولی، لنگڑی اور اندھی ہے۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رحمہ اللہ یہ سن کر کچھ دیر کیلئے خاموش ہو گئے، لیکن پھر خیال آیا کہ تمام عمر کا زہد وتقویٰ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے، رزق حلال میں حرام کی آمیزش ہو گئی ہے، یہ شرط ماننے بغیر چارہ نہیں، چنانچہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا۔

جب حضرت ابو صالح موسیٰ رحمہ اللہ حجلہ عروسی میں پہنچے تو وہاں ایک پیکر حسن و جمال کو دیکھ کر توبہ واستغفار کیا اور حضرت عبداللہ صومعی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''آپ نے میرا عقد ایک اندھی، لولی، لنگڑی، اپاہج دوشیزہ سے کیا تھا، لیکن حجلہ عروسی میں تو کوئی نامحرم موجود ہے جو ان تمام خامیوں سے پاک ہے؟

حضرت عبداللہ صومعی رحمہ اللہ نے فرمایا: عزیزم حجلہ عروسی میں جو موجود ہے، وہی میری بیٹی ''ام الخیر فاطمہ'' ہے۔ میں نے اس کو اندھی اس لئے کہا کہ آج تک اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی، بہری اس لحاظ سے کہ آج تک کوئی بری بات اس نے نہیں سنی، گونگی اس لحاظ سے کہ اس نے کبھی بری بات نہیں کی۔ لولی اس لیے کہ اس نے کوئی خلاف شریعت کام نہیں کیا اور لنگڑی اس لیے کہ اس نے آج تک اللہ کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر قدم نہیں رکھا۔ انہیں فرشتہ خصال والدین کے ہاں ''حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی'' پیدا ہوئے۔ (دیباچہ غنیۃ الطالبین)

ولیہ کا جنازہ چور کی ہدایت کا ذریعہ

(3)......حضرت قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا، چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا، جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے تو کفن چور نے بھی شرکت کی، اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو، جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی تو کفن چور نے قبر کو کھودا، جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی، سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے۔ کفن چور چونک پڑا اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم

ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا، عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی، تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا، یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کیلئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔ (رسالہ قشیریہ)

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ کا تقویٰ

(4)...... حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ نے ایک مرتبہ اپنے والد صاحب سے کہا...... اے ابا جان! میں آپ کو حلال میں حرام نہیں ملانے دوں گی، آپ ہمیں حلال مال کھلائیں، حرام کے لقمہ سے بھی ہماری حفاظت فرمائیں۔

انکے والد نے کہا اگر حرام ملے گا تو پھر؟ اس پر رابعہ عدویہ رحمہا اللہ نے کہا کہ دنیا میں بھوک برداشت کر لینا آخرت میں آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔

ایک ولیہ کیلئے دنیا جیتی جاگتی جنت

(5)...... حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا واقعہ سناتے ہوئے فرماتے تھے: میرے سسر بڑے دانش مند تھے، انہوں نے مجھے اس وقت پہچان لیا جب احمد علی، احمد علی نہیں تھے۔ میرے سسر کی بچی جب جوان ہوئی تو انہوں نے اس کیلئے ایک قابل اور نیک بندہ ڈھونڈنے کیلئے مدارس کا دورہ کیا...... احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے بارے میں پتہ چلا تو انکے حالات معلوم کئے اور استادوں کے ذریعہ بات طے ہو گئی۔ نکاح کے بعد بیوی کو لے آئے، بڑی تنگ دستی سے وقت گزر احتیٰ کہ میاں بیوی کئی کئی دن پتے کھا کر گزارہ کرتے، بیوی جب میکے واپس گئی تو ماں کے پوچھنے پر کہا کہ اماں جان میں تو سنتی تھی کہ مرنے کے بعد جنت میں جائیں گے مگر میں تو دنیا میں جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی صابرہ و شاکرہ بیوی عطا فرمائی، ان کے صبر کی برکت سے پھر رزق کے دروازے کھلتے گئے، حتیٰ کہ پھر ایسا بھی وقت آیا کہ سرگودھا کے کلیار خاندان کی عورتیں برکت کیلئے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے گھر جھاڑو دینے کیلئے آتی تھیں۔

حضرت رابعہ رحمہا اللہ کا ذوق عبادت

(6)...... حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے پاس ایک آدمی دعاؤں کیلئے حاضر ہوا۔ وہ اس وقت ظہر کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس نے سوچا کہ بعد میں آؤں گا۔ جب وہ بعد میں آیا تو وہ نفلیں پڑھ رہی تھیں۔ پھر آیا تو عصر کی نماز پڑھ رہی تھیں، عصر کے بعد آیا تو وہ ذکرواذکار میں مشغول تھیں۔ پھر آیا تو وہ مغرب کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آیا تو وہ اوابین کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آیا تو وہ عشاء پڑھ رہی تھیں۔ جب عشاء کے بعد آیا تو دیکھا کہ لمبی رکعت کی نیت باندھے ہوئی تھیں، سلام ہی نہیں پھیر رہی تھیں۔ وہ بیٹھا رہا، جب تھک گیا تو کہنے لگا اچھا سو جاتا ہوں اور فجر کے بعد مل لوں گا۔ پھر فجر کا وقت آیا تو وہ فجر کی نماز پڑھ رہی تھیں، اس کے بعد وہ اشراق پڑھ کر تھوڑی دیر کیلئے لیٹیں تو وہ آدمی پھر آیا، کسی نے بتایا کہ اشراق کے نفل پڑھ کر

ابھی لیٹی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ بس میں تھوڑی دیر ہی بیٹھا تھا کہ وہ گھبرا کر اٹھیں اور آنکھیں مل کر کہنے لگیں: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَیْنٍ لَّا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ'' اے اللہ! میں ایسی آنکھوں سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو نیند سے سیر نہیں ہوتیں۔ یہ کہہ کر اٹھ بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئیں۔

ایک امریکی خاتون کا شاہراہ معرفت پر سفر

(7)......ایک امریکن خاتون کس طرح شاہراہ معرفت پر چلیں انکی کہانی ان ہی کی زبانی سنیں۔

میرا نام میری کینڈی ہے ......میرا تعلق امریکہ سے ہے ......چند سال پہلے تک میں آرٹسٹ تھی اس لیے لاکھوں میں کھیلتی تھی لیکن بدقسمتی سے دھریہ تھی یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود کی منکر تھی اور مذہب و اخلاق کو لایعنی سمجھتی تھی ......میرے نزدیک زندگی کا مقصد محض عیاشی تھا......میں نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں لیکن کسی بھی خاوند سے میرا نباہ نہ ہو سکا اور ایک وقت ایسا آیا کہ میرا سکون مکمل طور پر لٹ گیا......عیش کا کوئی انداز مجھے مسرت سے ہمکنار نہ کرتا اور افسردگی ہمہ وقت میرے دل و دماغ پر چھائی رہتی......

تنگ آ کر میں نے نیند آور دواؤں کا استعمال شروع کر دیا......پھر دیگر منشیات اور شراب کا استعمال شروع کر دیا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی......مایوسی کا یہ عالم تھا کہ کئی بار میں نے خودکشی کرنے کی کوشش کی...... مستقل چڑچڑے پن اور مردم بیزاری کی وجہ سے کوئی مجھے ملنا پسند نہ کرتا......اور ماں کے سوا دنیا میں میرا کوئی ہمدرد اور غمگسار نہ رہا......آخر کار مجھے ایک دارالامان میں داخل ہونا پڑا جہاں عادی نشہ آوروں کا علاج ہوتا تھا......اس صورت حال میں ایک خاتون فرشتہ رحمت بن کر میری زندگی میں داخل ہوئی ......یہ ہماری ہمسائی تھی جو میری ماں کی گہری دوست بھی تھی اور مزاج و عادات کے اعتبار سے منفرد خصوصیات کی حامل تھی......وہ میری ماں کے ہمراہ وقتاً فوقتاً دارالامان میں آتی اور خاصا وقت میرے پاس گزارتی ......وہ مجھے کہا کرتی کہ تمہارا سب سے بڑا مرض یہ ہے کہ تم خدا کو نہیں مانتی حالانکہ انسان کی اپنی زندگی اور کائنات کی ایک ایک چیز اس کے وجود کی شہادت دے رہی ہے ......وہ مجھے کہتی کہ یقین کرو کہ اس عظیم پر اسرار کائنات کا ایک خالق ہے اور مالک ہے اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور اسی نے انسانوں کو حیرت انگیز جسمانی نظام اور عملی صلاحتیں عطا کی ہیں......ہماری ایک ایک حرکت اس کی نظروں کے سامنے ہے اور ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے پاس محفوظ ہو رہا ہے......

اس شفیق و مکرم خاتون کی گفتگو اور محبت آمیز رویے نے شک کے بہت سے کانٹے دل سے نکال دیئے اور مجھے ایک عرصے کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے متلاطم موجوں کے درمیان کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو اچانک ایک مضبوط تختے کا سہارا مل جائے ......مایوسی کے اندھیرے چھٹتے ہوئے نظر آئے اور اس رات پہلی بار میں نے خدا کے حضور جھکنے کا شرف حاصل کیا اور میں نے رو رو کر التجائیں کیں......نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دل کا غبار دھل گیا اور ناامیدی کی تاریکیوں میں امید کے جگنو ٹمٹمانے لگے......ایک پاکیزہ عزم میرے اعصاب میں بیدار ہونے لگا اور جلد ہی میری صحت بحال ہونے لگی اور کچھ عرصہ بعد میں

صحت یاب ہوکر اپنے گھر آ گئی ......منشیات کی لعنت سے مکمل چھٹکارہ مل گیا اور یہ صرف اور صرف خدائے واحد کی ذات پر یقین وایمان کی وجہ سے ممکن ہوا تھا......

صحت یابی کے بعد ایک روز میں اپنی محسن خاتون کے گھر گئی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ کچھ ایسے انداز میں عبادت کررہی تھی جس کا مشاہدہ مجھے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا......میرے پوچھنے پر اس نے مجھے اسلام کی بنیادی تعلیمات کا تعارف کرایا اور مجھے چند کتب عنایت کیں جن میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ بھی تھا......قرآن کے مطالعہ نے مجھے یقین و ایمان کی روشن شاہراہ پرلا کھڑا کیا میں اس کتاب سے بےحد متاثر ہوئی......میں نے دیکھا کہ قرآن کریم بار بار عقل کو اپیل کرتا ہے اور انسانی ذات کے اندر اور کائنات میں پھیلی ہوئی مختلف اشیاء اور آثار کی جانب متوجہ کرکے غوروفکر کی دعوت دیتا ہے اس کے برعکس موجودہ بائبل کی تعلیم یہ ہے کہ عقیدے اور ایمان کا عقل سے کوئی تعلق نہیں...... چنانچہ قرآن کریم سے میرا تعلق لمحہ بہ لمحہ مضبوط ہوتا چلا گیا......اس کے علاوہ میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کیا تو کچھ نہ پوچھئے کہ میری حیرت اور خوشی کی کیا کیفیت ہوئی......اور پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک روز میں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اس نیک خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا......

اب میں روزانہ اس عظیم خاتون کے گھر جاتی ہوں اور وہ مجھے اسلامی زندگی کے کسی نئے رخ سے متعارف کراتی ہیں...... میں اس مشفق وحلیم خاتون کے رویے سے جان گئی ہوں کہ اسلام محبت واخلاص کا مذہب ہے......آج میں بھی اپنی محسنہ خاتون کی طرح دینی تعلیمات پر عمل کرتی ہوں اور جس کے بعد مجھے سینکڑوں خطوط آئے جن میں لوگوں نے لکھا کہ تمہاری زندگی نے ہمیں جینے کا نیا حوصلہ عطا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمارا ایمان پہلے کی نسبت زیادہ پختہ ہوا ہے......اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

نیک سیرت خواتین اور تربیت اولاد

معرفت کی پہلی درس گاہ

ماں کی ذمہ داری صرف جسمانی نشو ونما ہی نہیں بلکہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ بچے کا ذہن بالکل صاف تختی کی طرح ہوتا ہے، ماں جو کچھ اپنے قول وفعل سے اچھا یا برا تاثر دے گی وہی بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے، بچے کی عمر کا بنیادی اور ابتدائی وقت اکثر ماں کے پاس گزرتا ہے اور بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے، ماں کی اچھی یا بری عادات بچے کے ذہن میں اتر جاتی ہیں، دنیا کا ہر اچھا اور برا انسان ماں ہی کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ لہٰذا ماں کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر اپنے قول وفعل کا جائزہ لے اور ہمت کرکے خود کی اصلاح کرے اور خاص طور پر بچے کے سامنے تو کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا کام جو شریعت کے خلاف اور اخلاق سے گرا ہوا ہو ہرگز نہ کرے؟؟؟ بچوں کو جھوٹ، چغلی، چوری، گالی گلوچ، گانے باجے سے پوری کوشش کرکے بچا کر رکھے۔ بچے سے پیار وشفقت کا رویہ ضرور رکھے لیکن لاڈ میں کسی

بھی بری حرکت کی ہرگز اجازت نہ دے۔ ایثار و ہمدردی اور صبر و شکر کی عادت ڈالے، یہ بچے کی کامیاب زندگی کے لئے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سونے جاگنے، باتھ روم میں داخل ہونے اور نکلنے، محفل میں بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے کی مسنون دعاؤں اور آداب کا اہتمام کرائیے، مختلف اوقات و تقریبات میں غیر مسلموں کے طور طریقوں اور انگریزی الفاظ کے بجائے اسلامی طریقوں کی تعلیم دیجئے اس سے بچے کی زندگی کا رخ عمر بھر صحیح سمت کی طرف رہتا ہے۔ بچوں کو انگریزی تو ضرور سکھائیں لیکن انہیں انگریز ہرگز نہ بنائیں بلکہ محمدی بنائیں۔ جھوٹے قصے کہانیوں کی بجائے مسلمان بچوں کے دینی جذبات اور ان کے دینی کارنامے سنا کر ان کی اچھی تربیت کیلئے راستہ ہموار کیجئے۔ یوں بچے کی پہلی درس گاہ ایک بہترین تربیت گاہ ثابت ہوسکتی ہے۔

خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ کی والدہ کی تربیت

(1)......حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ جب پیدا ہوئے تو کچھ عرصے کے بعد والدہ نے ایک مکتب میں آپ کو بھیجا تاکہ قاری صاحب انہیں قرآن کریم پڑھائیں۔ قاری صاحب نے پہلا پارہ شروع کیا تو حضرت کہنے لگے کہ قاری صاحب الحمدللہ میری والدہ صاحبہ حافظ قرآن ہیں۔ وہ گھر کا کام کرتی تھیں اور مجھے بھی اٹھاتی تھیں اور ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتی تھیں۔ تو الحمدللہ ماں کی گود سے مجھے دس پارے یاد ہو چکے ہیں۔ مجھے اگر مزید پڑھانا ہے تو گیارہواں پارہ پڑھائیں۔

حضرت گنج شکر رحمہ اللہ کی والدہ کی تربیت

(2)......حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ایک دفعہ بچپن میں والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ الحمدللہ چھوٹی عمر سے اللہ پاک نے نماز تہجد کا عادی بنایا ہے۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹے جب آپ میرے ہاں پیدا ہو گئے تھے تو جب بھی آپ کو دودھ پلانے کی ضرورت محسوس ہوتی تو میں نے باوضو آپ کو دودھ پلایا ہے، یہ اس کی برکت ہے۔

تہجد پڑھنے والی مائیں

(3)......حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ نے دروس القرآن میں لکھا ہے کہ ہمارے ایک بزرگ سرگودھا گئے۔ فرمایا کہ رات کو تین بجے کے وقت تین چار بچوں کے رونے کی آواز سنی اور ایک ہی ٹائم میں خاموش ہو گئے۔ صبح ناشتے پر میں نے اہل خانہ سے پوچھا کہ بچہ ایک روتا ہے دو روتے ہیں لیکن آپ کے سب بچے ایک وقت میں رونا شروع ہو گئے اور ایک وقت میں خاموش ہو گئے اس کی وجہ کیا ہے؟

اس پر میزبان نے بتلایا کہ الحمدللہ گھر کی ساری خواتین تہجد کی نماز پابندی سے پڑھتی ہیں جب وہ بچیاں تہجد کیلئے اٹھ کر وضو بنالیتی ہیں۔ تو شیر خوار بچوں کو زبردستی اٹھالیتی ہیں اور انہیں دودھ پلاتی ہیں کہ یہ مبارک ٹائم ہوتا ہے۔ اس وقت بچوں کو یہ دودھ پلانے سے بچے نیک بن جائیں گے۔ (دروس القرآن)

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کی والدہ کی تربیت

(4)......حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ والدین نے ان کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ ان کے دل میں شروع سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین بیٹھ گیا تھا۔ وہ یوں کہ ان کی والدہ صاحبہ پہلے سے الماری میں کھانا رکھ دیتیں۔ پھر جب بچے کو بھوک لگتی تو والدہ فرماتیں کہ بیٹے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں تم بھی اس سے مانگو وہ الماری کے پاس معصوم ہاتھ دعا کیلئے اٹھالیتا۔ دعا کے بعد الماری کھولتا اس کا یقین یہ تھا کہ الماری میں جو کھانا ہوتا ہے میری دعا کی برکت سے ہوتا ہے۔ ایک دن اس کی والدہ کھانا رکھنا بھول گئی تھیں اور اپنے عزیزوں کے گھر گئیں تھی۔ جلدی سے گھر آئیں اور گھبراہٹ میں بچے سے پوچھا کہ بیٹے کھانا کھایا ہے فرمایا جی امی کھایا ہے، فرمایا کہاں سے کھایا ہے؟

فرمایا جہاں سے روز کھاتا ہوں۔ آج بھی الماری کے سامنے دعا کی اور کھانا نکالا۔ والدہ نے اپنے خاوند کو بتلایا فرمایا آئندہ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا یقین بن چکا ہے۔ (وفیات الاعیان)

نیک سیرت سیرت اور پاکیزہ مائیں جنھوں نے اپنے انداز میں اپنی اولاد کی تربیت کی اور ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین بنایا اگر آج موجودہ دور کی مائیں اس انداز میں تربیت کریں اور ان کا اللہ پاک کی ذات پر یقین بنائیں۔ تو آج بھی بچے نیک اور صالح بن سکتے ہیں بس ذرا سی ہمت کی ضرورت ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی والدہ کی تربیت

(5)......حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ نے جو نہایت ہی حوصلہ مند اور سلیقہ شعار خاتون تھیں' آپ کی نگرانی اور تربیت کی ذمہ داریاں ادا کیں، گھر میں تنگدستی کا دور دورہ تھا، وہ سوت کات کر گزارہ کرتیں، اکثر فاقوں کی نوبت آجاتی' لیکن والدہ ماجدہ کی تربیت نے آپ میں صبر وقناعت کی ایسی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ زبان پر کبھی کلمہ شکایت نہ آتا' اس طرح گھر کا پہلا مکتب آپ میں ہمت وبرداشت اور زہد وتوکل جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کرنے کا موجب بنا جو بعد میں دعوت واصلاح کے صبر آزما دینی کام میں مددگار ثابت ہوا۔ بچپن ہی سے آپ لغویات اور خرافات سے کنارہ کش رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشیت ایزدی اور تائید غیبی نے آپ کو فضول اور لغو باتوں سے بچا کر رکھنے کا خاص اہتمام کر رکھا تھا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ اور تربیت اولاد

(6)......حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کیلئے ابتدائی مکتب ہے۔ اگر اس مکتب میں اس کی اچھی تربیت ہوئی تو پھر آخر تک اس کی اسی طرز پر تعلیم وتربیت ہوتی رہتی ہے اور اگر خدانخواستہ بچپن ہی سے بری صحبت اور غلط تربیت ہوئی تو بہت مشکل ہے کہ پھر آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔

کیونکہ ہے آغوش مادر سب سے پہلا مدرسہ نیک ماؤں سے ہوتی ہے ابتداء تعلیم

فرماتے ہیں بچہ پیدا ہوتے ہی تربیت کے قابل ہوتا ہے عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب بچہ چار یا پانچ سال کا ہوگا اس

وقت اس کی تربیت کا وقت ہوگا مگر یہ صحیح نہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک والدین نے طے کیا کہ اُمید (حالت حمل) کے ان دنوں میں کوئی گناہ نہیں کریں گے تاکہ بچے پر اس کا غلط اثر مرتب نہ ہو۔

چنانچہ بچہ پیدا ہوا اس کے بعد بھی اس کی نگرانی کی گئی ایک دن دیکھا کہ اس نے پڑوس کی ایک کھجور اٹھا کر چپ چاپ کھالی۔ اس کو دیکھ کر والدین کو بہت افسوس ہوا آخر کار بات یہ کھلی کہ امید کے دنوں میں ایک دن اس کی ماں کو بہت سخت بھوک لگ رہی تھی اور کھانے کو کچھ بھی نہیں تھا تو پڑوس کے گھر کے درخت کی شاخ جو اس کے گھر آئی ہوئی تھی اس میں سے اس نے ایک کھجور چپ چاپ کھائی تھی جس کا اثر بعد میں بچے پر بھی ہوا۔ (مقالات غزالی)

حضرت امام رازی رحمہ اللہ اور تربیت اولاد

(7)......امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماؤں کو اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت میں سب سے پہلے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ بچے صرف ان کے ہی نہیں بلکہ قوم کے ہیں۔ اگر ان کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کی کوئی خرابی ہوئی تو پوری قوم کے ساتھ انتہائی بے ایمانی اور پوری قوم کے ساتھ غداری ہوگی اور یہ ایسی خیانت ہوگی کہ اس کا کوئی بدلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بچوں کو شروع سے ہی عقائد، عبادات، حسن معاشرت، اخلاق، حسن عمل، حسن سلوک کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ وہ بڑے ہو کر اپنی قوم کے سچے رہبر بن سکیں۔

☆......ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان کی دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کی حفاظت اس قدر ضروری ہے کہ اتنی اور کوئی چیز ضروری نہیں۔ (ابن خلدون)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کی والدہ کا کردار

(8)......خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ قطب مینار دہلی کے قریب مدفون ہیں۔ وہ مغل بادشاہوں کے پیر و مرشد تھے، جب وقت کے بادشاہ بھی مرید ہوں تو پھر رعایا کا کیا کہنا اس طرح وہ لاکھوں انسانوں کے شیخ بنے۔ انکے متعلق کتب میں لکھا ہے کہ جب ابھی چھوٹے بچے تھے انکے ماں باپ نے مشورہ کیا کہ اس بچے کی اچھی تربیت کرنی چاہیے۔ ماں کہنے لگی میرے ذہن میں ایک تجویز ہے بچہ کچھ بڑا ہو جائے گا تو میں اس تجویز پر عمل کر کے بچے کی اچھی تربیت کروں گی۔

جب آپ کچھ بڑے ہوئے تو ماں باپ نے انہیں مدرسے میں داخل کروا دیا، ایک دن ماں نے کھانا بنایا اور کمرے میں کسی جگہ چھپا دیا۔ بیٹے نے مدرسے سے آ کر کہا امی! مجھے بھوک لگی ہے۔ ماں نے کہا: بیٹا! ہم ابھی اللہ سے مانگتے ہیں وہی رزق دینے والا ہے دنیا کے سب انسانوں اور حیوانوں کو وہی رزق دیتا ہے لہٰذا تم بھی اللہ سے مانگو۔ بیٹے نے ماں سے پوچھا: امی! میں اللہ سے کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا: بیٹے! مصلےٰ بچھاؤ، بچے نے مصلےٰ بچھایا، ماں نے کہا تم اس پر بیٹھ جاؤ، بچہ مصلےٰ پر دوزانوں بیٹھ گیا۔ پھر ماں نے کہا ہاتھ پھیلاؤ، بیٹے نے معصوم ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا، اے اللہ! میں ابھی مدرسے سے آیا ہوں، اے میرے اللہ! میں اس وقت تھکا ہوا بھی ہوں، مجھے سخت بھوک لگی ہوئی ہے، تو میرے والدین کو بھی

رزق دیتا ہے، اے اللہ ! مجھے بھی رزق دے دے۔ بچے نے یہ الفاظ کہہ کر پوچھا: امی ! اب میں کیا کروں؟ ماں نے کہا بیٹے ! تم اس کمرے میں تلاش کرو تمہیں کہیں سے روٹی مل جائے گی۔ چنانچہ بچے نے تھوڑا ادھر ادھر ڈھونڈا، ماں نے خود روٹی پکا کر رکھی ہوئی تھی چنانچہ بچے کو ایک جگہ سے روٹی مل گئی۔ بچے نے خوشی خوشی روٹی کھالی۔ اب یہ روزانہ کا معمول بن گیا، جب بچے کو روزانہ اس طرح کھانا ملنا شروع ہوا تو بچے کے ذہن میں تجسس پیدا ہوا، وہ ماں سے کہنے لگا امی ! اللہ تعالیٰ کتنے اچھے ہیں کہ ہر ایک کو کھانا دیتے ہیں، جنگل والوں کو بھی کھانا دیتے ہیں، شہر والوں کو بھی کھانا دیتے ہیں، انسانوں کو بھی کھانا دیتے ہیں، حیوانوں کو بھی کھانا دیتے ہیں۔ بچہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں کرتا تو ماں خوش ہوتی سمجھتی کہ میری تدابیر کارگر ثابت ہو رہی ہیں اور میرے بیٹے میں اللہ رب العزت کی عزت بڑھ رہی ہے مگر اس دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک دن ماں کسی تقریب کے سلسلے میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں چلی گئی اور اسے وقت کا احساس نہ رہا، جب یاد آیا تو بہت دیر ہو چکی تھی، بچے کا مدرسے سے واپس آنے کا وقت ہو چکا تھا اور ماں نے کھانا بھی نہیں پکایا ہوا تھا۔ جب یہ خیال آیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، برقعہ اوڑھ کر تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی گھر کی طرف واپس ہوئی رو بھی رہی تھیں اور راستے میں دعائیں بھی مانگ رہی تھیں کہ اے میرے مالک ! میں نے اپنے بچے کا یقین بنانے کیلئے یہ ایک ترکیب شروع کی تھی، اے اللہ ! میری لاج رکھ لینا، اگر آج بچے کا یقین ٹوٹ گیا تو پھر میری محنت ضائع ہو جائے گی، یہ میری کوتاہی تھی کہ مجھے وقت کا احساس نہ رہا۔

جب ماں روتی ہوئی گھر پہنچی تو دیکھا کہ بیٹا سویا ہوا ہے۔ ماں نے جلدی سے کھانا بنا کر ایک جگہ چھپا دیا پھر بیٹے کے پاس آئی اور اس کے رخسار کا بوسہ لیکر اس کو جگایا، اسے سینے سے لگایا اور کہنے لگی بیٹے ! آج تو تجھے بہت بھوک لگی ہو گی؟ بیٹا اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا امی ! جب میں مدرسے سے آیا تھا آپ گھر میں نہیں تھیں، میں نے مصلیٰ بچھایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ ! میں تھکا ہوا ہوں، بھوک بھی لگی ہے، آج تو امی بھی گھر میں نہیں ہیں مجھے کھانا دے دیجئے۔ امی ! اس کے بعد میں کمرے میں گیا مجھے ایک جگہ روٹی پڑی ہوئی نظر آئی، میں نے اسے اٹھا کر کھالیا جو مزہ مجھے آج آیا ہے اس سے پہلے وہ مزہ مجھے کبھی نہیں آیا تھا۔ ماں نے یہ سن کر کہا الحمدللہ، اللہ رب العزت نے میری لاج رکھ لی۔

تو پہلے وقتوں میں مائیں اپنی اولاد کا اللہ تعالیٰ پر یقین بنایا کرتی تھیں اور بچے بڑے ہو کر وقت کے بڑے علماء و مشائخ بنا کرتے تھے۔ یوں ایک کامیاب انسان کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار ایک ماں کی حیثیت سے نظر آئے گا۔

امانت کی ذمہ داری کا احساس

(9)......حضرت جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کہیں سفر کر رہے تھے راستے میں کتوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ آپ رحمہ اللہ پریشان ہوئے کہ کہیں کتے بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ قریب ایک جھونپڑی تھی آپ رحمہ اللہ نے اس میں سے ایک شاخ (کھجور کی لکڑی) نکال لی جسے دیکھ کر کتے بھاگ گئے۔ جب آپ رحمہ اللہ گھر پہنچے تو اپنے بچوں سے کہنے لگے کہ یہ شاخ سنبھال کر رکھو اسے صبح واپس جھونپڑی کے مالک کو پہنچانا ہے۔ بچے کہنے لگے ابا جان

اس بے قیمت کھجور کی شاخ کو آپ کل لوٹانے کیلئے اتنی دور جانے کا سفر دوبارہ طے کریں گے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے بچو! اگر وہاں سے گزرنے والا ہر شخص اس طرح جھونپڑی سے ایک ایک شاخ نکال لے تو کچھ ہی دنوں میں جھونپڑی کا نام و نشان ختم ہو جائے گا اور فرمایا بچو! یاد رکھو امانت امانت ہوتی ہے چاہے وہ قیمتی ہو یا حقیر اور اس کا لوٹانا بہت ضروری ہے۔

بیٹی کی پرورش کی برکات

(1)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہو اور وہ اس کو صبر و تحمل سے انجام دے تو یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ (ترمذی)۔ (2)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی اور دیکھ بھال کی وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے دکھلایا۔ (ترمذی)۔ (3)...... ایک حدیث شریف میں ہے کہ وہ عورت باعث برکت ہے جس کے پیٹ سے پہلے لڑکی پیدا ہو۔ (الجامع الاحکام القرآن، معارف القرآن)۔ (4)...... جس کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو بھیجتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے گھر والو تم پر سلامتی ہو اور اس کو پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور ہاتھوں سے اس کو مسح کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ضعیف مخلوق ہے ضعیف مخلوق سے پیدا ہوئی ہے اس کی پرورش کرنے والے کی قیامت تک مدد کی جائے گی۔ (طبرانی)۔ (5) تین بیٹیوں کی پرورش پر جنت واجب ہوگی۔ (مجمع الزوائد)

☆......☆......☆

مثالی ازدواجی زندگی سے معرفت الٰہی کا سفر

تربیت اہلیہ

اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کیا جائے، اس بے چاری نے اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو چھوڑ کر تم کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا یہ تمام محبتیں تمہاری جانب سے اس کو ملنا چاہئیں۔ اس کی ایذا پر صبر کرو گے تو اجر عظیم پاؤ گے۔ اس کے ناروا سلوک کی اصلاح تمہارے غیظ و غضب سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا تیر بہدف نسخہ یہ ہے کہ اس وقت اپنے غصے کو پی جاؤ۔ پھر نرمی اور ہمدردی سے اس کی غلطی کی نشان دہی کرو۔ اگر اس میں ذرا بھی سلامتی ہے تو تمہاری اس نصیحت کو وہ قبول کر کے اپنی اصلاح کر لے گی۔ آپکی اصل مصلح آپ کی بیوی ہے، اس سے اپنے اصلاح یافتہ ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لو تو یقیناً یہ پکی سند ہے۔ اہلیہ کی ناموافقت پر صبر کرنا یہ خود بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ صبر سے برداشت کرنا چاہیے۔

قابل رشک ازدواجی زندگی

چشتیہ سلسلے کے ایک بزرگ ڈاکٹر عبدالحیؒ رحمہ اللہ کبھی کبھی نصیحت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ آج میرے نکاح کو 55 سال ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کبھی اس عرصہ میں اپنی اہلیہ سے لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ لوگ پانی پر تیرنے

اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں۔ اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزارے اور یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بات ناممکن ہے کہ ناگواری نہ ہوتی ہو اور اس سے آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ فرماتی ہیں: ساری عمر مجھ سے یہ نہیں فرمایا "مجھے پانی پلا دو" یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کرو۔ میں خود اپنے شوق اور جذبہ سے سعادت سمجھ کر ان کا خیال رکھتی اور ان کا کام کرتی تھی لیکن ساری زندگی انہوں نے مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔

مریدین کیلئے اک خاص نصیحت

ایک دفعہ ایک شخص نے جو عمدہ شوربا پکاتا تھا۔ شوربا پکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ نے فرمایا بشرطیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت کرو تو قبول کرتا ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نہیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری بھی نہیں۔ پھر اس نے اصرار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی فرمایا اس نے چند بار انکار کیا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ کا بوجھ اور دباؤ ہوتا تو وہ انکار کیوں کرتا۔ پھر اپنی خوشی سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور یہ جائز ہے کہ دعوت قبول کرنے میں کوئی شرط لگا دے۔

بیوی کے درگزر پر جنت میں داخلہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں نمک سخت تیز ہو گیا کہ کھایا نہیں گیا فاقہ سے سو گیا اور آسمان کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لیا کہ اے اللہ یہ تیری بندی ہے آج اس سے نمک تیز ہو گیا ہے اس نے ہمیشہ خدمت کی ہے میں آپ کیلئے اس کو معاف کرتا ہوں۔ قیامت کے دن آپ مجھے بھی معاف کر دینا۔ جب انتقال ہوا تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ بھائی تیرا کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حساب کیا اور فرمایا کہ تمہارے بہت سے گناہ بھی ہیں میں تم کو دوزخ میں قانون کی رو سے ڈال سکتا ہوں لیکن تم نے ہماری بندی پر رحم کیا تھا اور اس کی خطا کو معاف کیا تھا میں اس کی برکت سے تمہاری زندگی بھر کی خطائیں معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو جہاں بندوں سے تعلق ہے وہیں پر بندیوں سے بھی ہے۔ مگر ان کی خطاؤں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ بیویاں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ بات ہمارے ملحوظ خاطر رہے۔

ساس اور بہو کیسے خوشگوار زندگی پائیں......!

ایک بزرگ فرماتے ہیں ہمارے محلّہ میں ایک لڑکا رہتا تھا وہ ایک روز مجھ سے کہنے لگا حضرت میں جب بھی گھر میں کوئی تحفہ لے کر جاتا ہوں مٹھائی یا پھل وغیرہ اگر بیوی کے ہاتھ میں دوں تو ماں کا چہرہ اتر جاتا ہے، اگر ماں کے ہاتھ میں دوں تو بیوی کا چہرہ لٹک جاتا ہے۔ اس کے حل کی کوئی تدبیر بتائیں؟ میں نے کہا: ادب اور سعادت مندی یہی ہے کہ وہ چیز ماں کی خدمت میں پیش کر دو اور ماں کی شفقت اور دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بہو کو بلا کر کہے لے بیٹی! سب بال بچوں میں تم ہی تقسیم کر دو

(باغباں بھی خوش رہے اور صیاد بھی)۔ وہ بزرگ فرمانے لگے مجھ سے ملنے کیلئے جب کوئی بیٹا آتا ہے تو ساتھ لایا ہوا تحفہ بہو پیش کرکے دعا لیتی ہے جب کوئی بیٹی آتی ہے تو تحفہ داماد پیش کرکے دعا لیتا ہے۔ میں ان کے اس طریقے سے بہت خوش ہوں۔

شوہر اللہ کا تعلق کیسے پائے؟

از دواجی سکون کیلئے بیوی کے حقوق وآداب

ایک شوہر کو گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیے کہ ان کی زندگی سکون اور راحت سے بھرپور ہو اور ان کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔ گھر آباد کرنے کیلئے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق زندگی گزاریں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی اصول ہی نہ ہو، کوئی قانون ہی نہ ہو تو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ اسے کوئی آباد گھر نہیں کہہ سکتا۔

بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں

دنیا کی ہر عورت کو اپنی ازدواجی زندگی میں تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ا۔ تحفظ: وہ شوہر کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے۔ اسے اپنی جان...... عزت اور ایمان کا تحفظ چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کیلئے سر چھپانے کی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ محفوظ رہ سکے۔ اس کا خاوند اس کی حفاظت کر سکے۔ یہ اس کا فطری تقاضا ہے۔ اگر خاوند کسی ایسی جگہ بیوی کو رکھے کہ وہ عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہے تو پھر گھر آباد نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ الگ گھر کا بندوبست کیا جائے بلکہ مشترکہ گھر میں بھی یہ بندوبست ہو سکتا ہے۔

۲۔ توجہ: اسے میاں کی توجہ چاہیے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی کی ضرورت کو محسوس کرے، اس کا حال احوال پوچھے۔ خاوند کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنی بیوی کو پوری توجہ دے۔ ہمارے ہاں ہوتا کیا ہے؟ میاں باہر سے آیا اور بیوی اس کیلئے بنی سنوری اور گھر کو صاف ستھرا کرکے کھانا تیار کرکے بیٹھی ہے کہ خاوند آئے گا اور میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ خاوند صاحب اپنے کسی بزنس کے معاملے میں موڈ آف کرکے آئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ کھانے کی ضرورت نہیں میں تو بس سوؤں گا۔ سوچئے! بیوی کے دل پر کیا گزرے گی۔ یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کو توجہ دے تاکہ وہ بیوی اپنے دل کا دکھ سکھ اس کے ساتھ کر سکے۔ اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکے۔

۳۔ حوصلہ افزائی: بیوی چاہتی ہے کہ جب میں خاوند کے لئے ہر چیز کی حفاظت کرتی ہوں اور خاوند کے کہنے کے مطابق ہر کام کو پورا کرتی ہوں تو میرے اچھے کام پر مجھے شاباش ملنی چاہیے، تعریف ہونی چاہیے اور میری قدر ہونی چاہیے۔ خاوند کو اپنی بیوی کو یہ تینوں بنیادی چیزیں فراہم کرنی چاہئیں۔ ایک اللہ والے فرماتے تھے جس قدر تقویٰ بڑھے گا بیوی سے محبت بڑھے گی۔

شوہروں کی خطرناک غلطیاں

ایک بہت صاحب کمال بزرگ نے شوہروں کی خطرناک غلطیاں بیان کی ہیں اور میرا بھی سالہا سال کا تجربہ ہے کہ واقعی

وہ اس نوعیت کی ہیں جن کی وجہ سے گھر کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان سے بہت ہی زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

بیوی کو نظر انداز کرنا

پہلی غلطی یہ ہے کہ بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں، وقت نہیں دیتے، محفل میں بیٹھیں گے تو اور لوگوں کو توجہ دیں گے، بیوی کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوستوں کی محفل کی زینت بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور رات کو بارہ ایک بجے گھر آنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ لوگ دوستوں کی محفل کو سنوار بیٹھتے ہیں اور اپنے گھر کو اجاڑ بیٹھتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی نیکوکاری کی وجہ سے بیوی کو وقت نہیں دیتے کہ یہ میری تلاوت کا وقت، یہ میرے مراقبے کا وقت، یہ میرے فلاں نیک کام کا وقت اسکی وجہ سے بھی ان کی زندگی کا لطف اٹھ جاتا ہے۔

طلاق کی دھمکی

ذرا سی کوئی بات ہوئی تو اسے طلاق سے ڈراتے رہتے ہیں۔ اس سے عورت کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے اور اختلافات بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یا اکثر اسے دوسری شادی کی دھمکی دیتے رہتے ہیں۔

بیوی پر پابندی

خود عمل کرتے نہیں اور بیوی کے اوپر عمل مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ہر وقت بیوی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے یا شرعی دلیل موجود نہ ہو چھوٹی چھوٹی باتوں پر شک میں آجانا اور الزام لگا دینا۔ یہ چیز گھر کی بنیاد اکھاڑ دیتی ہے۔ میاں بیوی کو عقلمندی کے ساتھ ایسی زندگی گزارنی چاہیے کہ ان کی زندگی دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جائے۔ ایک غلطی خاوند حضرات یہ کرتے ہیں کہ اپنی بیوی کی کسی غلطی پر اسے لوگوں کے سامنے روک ٹوک کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنے طور پر تو وہ اچھے بن جاتے ہیں۔ دوسروں کو تاثر مل جاتا ہے کہ دیکھو گھر میں میرا کتنا کنٹرول ہے۔ اس لئے ہر ایک کی اپنی عزت نفس ہوتی ہے جب کسی کی عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے تو پھر اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور یہ چیز گناہ میں شامل ہے۔

بیوی کے رشتہ داروں سے بے اعتنائی

وہ یہ ہے کہ بیوی کو کہتے ہیں تم سے تو مجھے پیار ہے مگر تمہارے والدین اور بھائی اچھے نہیں لگتے۔ بیوی کا اپنے والدین کے ساتھ تعلق جذباتی لگاؤ میں داخل ہے اور فطری چیز ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کے والدین کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات کرے۔ بیوی کے محارم اقارب (قریبی رشتہ داروں) سے کبھی کبھی اس کو ملا دینا چاہیے۔ اپنی وسعت کے موافق بیوی کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے۔ پیار محبت سے دینی مسائل سکھلاتا رہے اور حکمت بصیرت سے نیک عمل کی تاکید کرتا رہے۔ اس کی غلطیوں پر صبر وسکوت کرے، اگر کبھی تنبیہہ کی ضرورت ہو تو توسط یعنی اعتدال کا لحاظ رکھے زیادہ سختی نہ کرے۔

رازداری کے آداب

فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا محبت کے طور پر، اللہ تعالیٰ اس کیلئے پانچ نیکیاں لکھتے ہیں، اگر اس سے معانقہ کیا تو دس نیکیاں، اگر بوسہ لیا تو بیس نیکیاں پھر اگر قربت کرے تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ پس جب فارغ ہو کر غسل کرے اس وقت بدن کی جس جگہ سے پانی بہے اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور اس کو اس غسل پر دنیا و مافیہا سے زیادہ عطا کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو میرے اس بندے کو ٹھنڈی رات میں اٹھا جنابت سے پاک ہونے کیلئے اور یقین کرتا ہے کہ میں اس کا رب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو معاف کر دیا۔ (البرکتہ، لابی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن ۷۸۲ھ)

(1)...... پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔ (2)...... بیوی کے ساتھ کھیل مذاق کرنا بھی سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (3)...... اگر ایک بار کے بعد دوبارہ ضرورت مجامعت کی ہو تو درمیان میں سب سے افضل بات تو غسل کر لینا ہے ورنہ وضو کافی ہے۔ کم از کم استنجا ہی کر لیا جائے تو بڑی نفاست کی بات ہے۔ (جمع الفوائد)۔ (4)...... ہر مرتبہ غسل کرنا افضل ہے اور آخر میں ایک غسل بھی کافی ہے۔ (مشکوٰۃ)۔ (5)...... فراغت پر غسل کرنا تو دونوں پر ہی فرض ہو جاتا ہے لیکن اسی وقت غسل کر کے سونا افضل ہے۔ (بخاری)۔ غسل کو جی نہ چاہے تو وضو کر کے سوئے۔ (مشکوٰۃ) یہ بھی نہ ہو سکے تو استنجا کر کے سو جائیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تیمم کر کے سونا بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ اگر بغیر پانی کے استعمال کیے یوں ہی سو رہیں تو ایسا بھی حدیث سے ثابت ہے (الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے بہت آسانی فرمادی ہے)۔ (جمع الفوائد) لیکن صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے یہ ترتیب ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کرنے میں دیر نہ کرنا چاہیے۔ (6)...... غسل کر لینے کے بعد سے بدن پوچھنا اور نہ پوچھنا دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لہٰذا دونوں طریقے ہی مسنون ہوئے۔ (جمع الفوائد)۔ (7)...... ایسی حالت میں جب غسل فرض ہو گیا ہو کھانا پینا ہو (جیسے سحری کے وقت) تو ہاتھ پہنچوں تک دھو لیں، کلی غرارہ کر کے کھائیں پئیں۔ (جمع الفوائد) غسل بعد میں صبح صادق کے بعد کر لیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ (8)...... جب بیوی کو ماہواری کا خون آ رہا ہو تو (اس سے صحبت کرنا حرام ہے البتہ) ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا بندھوا دیا جائے تو کپڑے کے اوپر سے باقی تمام بدن سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ (ملخصاً، جمع الفوائد) اور ان ایام میں پاس بیٹھنا، ساتھ سونا سب جائز ہے لیکن صحبت کرنا حرام ہے۔

دعائیں

جب کسی کو شادی کی مبارکباد دے تو یہ دعا پڑھے: ''بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ'' اور جب اپنی بیوی کے پاس جائے تو یہ دعا پڑھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا'' (ترمذی، زادالمعاد)

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنی چاہئے جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض نام ونمود کیلئے کیا جائے اس میں خیر وبرکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غم وغصہ کا اندیشہ ہے۔ (زادالمعاد)

خوشگوار تعلقات کیلئے

میاں بیوی میں باہم محبت پیدا کرنے کیلئے یہ آیات لکھ کر دے یا دم کر کے کھلائے پلائے انشاءاللہ فوراً محبت ہوگی، مجرب ہے۔ جن صاحب نے اس کو نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دھوکہ سے پڑھوا کر کسی ناجائز موقع پر استعمال کیا بالکل اثر نہیں ہوا بلکہ کرنے والے کا بہت نقصان ہوا۔ لہٰذا سب کو چاہیے کہ ناجائز جگہ اس کا استعمال نہ کریں (ورنہ کسی وبال میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے) وہ آیات یہ ہیں:

یا یھاالذین انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر، الف بین فلان بن فلان و فلانۃ بنت فلانۃ کما الفت بین موسیٰ وھارون مثلا کملۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون (بیاض اشرفی)

فلاں بن فلاں کی جگہ شوہر اور اس کے باپ کا نام لے اور اور فلانۃ بنت فلانۃ کی جگہ بیوی اور اس کی ماں کا نام لے۔

☆......☆......☆

بچہ کی ولادت کے بعد کے آداب

بچہ پیدا ہونے سے پہلے

بچہ پیدا ہونے سے بھی پہلے سے لے کر وفات تک والدین کے ذمہ کیا کچھ حقوق ہوتے ہیں جنہیں نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ بچہ / بچی کے چھوٹے اور ناسمجھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے لازمی حقوق میں قصداً کمی کریں۔ اس لئے خوب خیال رکھنا چاہیے۔ (1)...... میاں بیوی باہم ملاقات کے دوران دعا پڑھ لیا کریں تو اولاد کافی حد تک شیطان کے جال سے بچی رہتی ہے۔ (ابوداؤد)۔ (2)...... دوران حمل میاں بیوی خصوصاً بیوی کو بہت زیادہ احتیاط سے کام لینا ہوتا ہے۔ غیرشرعی حرکتوں، باتوں، کاموں سے بچنا ہوتا ہے تاکہ اس کا اثر بچہ پر نہ پڑے۔ (3)...... خوب توبہ واستغفار ہو اور دعاؤں کا اہتمام بچہ کی صحت، تربیت اور زندگی کیلئے کیا جائے۔ (4)...... نماز اور تمام ضروری عبادات میں کوتاہی نہ ہو اور نفلی تسبیحات وصدقہ دینے کا عمل بھی جاری رہے۔ (5)...... پیٹ پر وزن نہ آئے اور خود وزن اٹھانا بھی نہیں اور دودھ، سیب، انڈے، کھجوریں وغیرہ ادویات کی جگہ زیادہ سے زیادہ استعمال کی جائیں۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد

(1)...... بچہ / بچی کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کوئی نیک باشرع آدمی دے۔ (فتاویٰ ہندیہ،

مسند ابویعلی)۔ (2)...... بچہ / بچی کا اچھا نام پہلے دن ہی رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ (شرح النووی)......ساتویں روز بھی اس کا نام رکھ سکتے ہیں۔ (ابو داؤد)۔ مگر نام اچھا ہو یعنی یا تو انبیاء کرام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے کوئی نام ہو پھر مطلب دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں اگر ان سے ہٹ کر ہو تو مطلب دیکھ کر اچھے مطلب والا نام کسی اچھے ماہر آدمی سے مشورہ کر کے رکھیے تا کہ کل کو بدلنا نہ پڑے اور بچہ بڑا ہو تو اسے بھی اپنا رکھا ہوا نام پسند آئے۔ (3)......ساتویں دن حجامت کرا کے بالوں کی مقدار (وزن) کے برابر چاندی کی مالیت صدقہ کیجئے...... (فتاویٰ ہندیہ)۔ (4)......ساتویں دن عقیقہ بھی کرنا چاہیے۔ (ابو داؤد، فتاویٰ ہندیہ) اگر تھوڑی سی بھی گنجائش ہو تو عقیقہ کر لینا بہتر ہے (تا کہ بچہ کی زندگی کا صدقہ والا عمل ہو جائے) اگر ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں روز ورنہ اکیسویں روز۔ (5)...... کھجور یا چھوارہ وغیرہ کسی بزرگ سے چبوا کر اس کے منہ میں دیا جائے۔ (6)......بچوں کو کارٹونوں کے کپڑے سویٹر نہ پہنانا چاہئیں تا کہ رحمت کے فرشتے بچے کے پاس رہیں (بخاری)۔ (7)......صبح فجر کے بعد اور شام مغرب کے بعد گھر میں سب چھوٹے بچوں کو آخری تینوں قل پڑھ کر دم کیجئے۔ سب بچے ان شاء اللہ تعالیٰ نظر لگنے اور بہت سے حادثات اور شرور سے بچے رہیں گے۔ (7)......بچوں کے نام بگاڑنے سے بچے اور دو سال سے زائد بچے / بچیوں کو اللہ تعالیٰ کا نام بسم اللہ اور کلمہ وغیرہ ان کے سامنے خوب پڑھتے رہیے جس سے وہ خود سیکھ سکیں۔ (8)......چھوٹے ناسمجھ بچوں کے سامنے نہ کپڑے تبدیل کریں، نہ برہنہ ہوں اور نہ ہی کوئی نازیبا حرکت ہو......

بچے بالغ ہونے سے پہلے

(1) دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی انہیں ثانوی حیثیت سے دلوائیے۔ (2)...... بچے بچیوں کو آزاد بالکل نہ چھوڑیے ان کی مکمل نگرانی رکھئے۔ (3)......نیک لوگوں، بزرگوں اور علماء کرام سے ملواتے رہیے، دعائیں کرواتے رہیے۔ (4)......بچوں کے والدین خود بچوں کیلئے نمازوں کے بعد اور قبولیت کے اوقات میں خوب دعائیں کرنا ہرگز نہ بھولیں۔ بچوں کے حق میں والدین کی دعائیں بہت جلد حدیث کی رو سے قبول ہوتی ہیں۔ (ابو داؤد)۔ (5)...... جب بچے بچیاں سات سال کی عمر کے ہو جائیں تو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نماز پڑھوائیں اور ان کیلئے لیٹنے کی جگہیں الگ الگ کر دیں۔ (ابو داؤد)۔ (6)...... بچے بچیوں کو مخلوط تعلیم اور غلط صحبت سے بہت بچائیے۔ (7)......آزادانہ انٹرنیٹ اور موبائل سے محفوظ رکھئے۔ (8)......بالغ ہونے سے پہلے ہی بالغ ہونے کے بعد کے احکامات انہیں بھی سمجھا دیجئے۔ (9)......دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھئے اور ان کی تعلیم پر حوصلہ افزائی کیجئے۔ (10)......جب جوڑ کا رشتہ مل جائے ٹھکرائیے مت کیونکہ حدیث کی رو سے بلاوجہ تاخیر کرنے سے روکا گیا ہے (مسند احمد)۔ (11)......شادی بیاہ میں اپنی پہنچ سے زیادہ اخراجات نہ کیجئے۔ (12)......اگر آپ لڑکے والے ہیں تو بہو کو بیٹی بنا کر رکھئے۔ (13)......اگر لڑکی والے ہیں تو داماد کو بیٹا بنا کر عزت دیجئے۔ (14)......اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور بیماری میں حوصلہ دینا اچھا عمل ہے (مسلم)۔ اولاد کو بوسہ دینا چاہیے اس پر دس نیکیوں کا اجر ہے۔ (کنز العمال)۔ (15)......اپنے بچے کو کتابت، تیراکی، تیراندازی سکھانا چاہئے اور ان کو پاک رزق

دینا چاہیے یہ ان کا حق ہے۔ (کنز العمال)۔ (16)......اولاد کے مابین تقسیم کرنے میں مساوات ہونی چاہیے اور ترجیح کی مستحق عورتیں ہیں۔ (طبرانی)۔ (17)......اولاد کو تین خصلتیں سکھانی چاہئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کی محبت۔ (کنز العمال)......اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دے دیں۔ آمین!

☆......☆......☆

والدین کی خدمت کے آداب

والدین کی خدمت ترقی کا راستہ

والدین کی خدمت اور فرمانبرداری نہ صرف یہ کہ دنیاوی مشکلات کے حل ہی میں معاون ہوتی ہے بلکہ راہ سلوک میں بھی منزل کو آسان بناتی ہے۔ اس کا اندازہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے کلام سے با آسانی لگایا جا سکتا ہے۔ والدین کی خدمت کو سعادت سمجھنے والے سالک بہت جلد اپنی منزل کو پا لیتے ہیں۔

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا ''وہ چیز جو میں ریاضت' مجاہدے اور مسافرت میں تلاش کرتا رہا، وہ میں نے والدہ کی رضا مندی اور خدمت میں پائی۔ ہوا یہ کہ ایک رات والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا۔ میں کوزہ لینے گیا۔ اس میں پانی نہ تھا' پھر میں نے صراحی دیکھی' وہ بھی خالی تھی۔ میں نہر پر گیا اور پانی لے آیا۔ اس دوران والدہ سوگئی تھیں، میں آب خورہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا، رات نہایت سرد تھی' یہاں تک کہ آب خورہ سردی کی وجہ سے میرے ہاتھ میں جم گیا، والدہ جب بیدار ہوئیں اور اس معاملے سے آگاہ ہوئیں تو فرمایا کہ تم نے اسے ہاتھ سے رکھ کیوں نہ دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس بات سے ڈرا کہ آپ بیدار ہوں اور میں حاضر نہ ہوں، والدہ نے پانی پیا اور میرے لیے دعا فرمائی''۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں: ایک شب والدہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ کھول دو! اور ساتھ ہی ان کی آنکھ لگ گئی میں صبح تک حیران کھڑا سوچتا رہا کہ بائیں ہاتھ کا پٹ کھولوں یا دائیں ہاتھ کا ایسا نہ ہو کہ ان کے حکم کے خلاف کر بیٹھوں، نامعلوم وہ کیا چاہتی تھیں، اس کا انعام مجھے یہ ملا کہ جس چیز کا متلاشی تھا وہ صبح کے وقت دروازے سے اندر داخل ہوئی یعنی عنایت خداوندی''۔

نیک اولاد......والدین کیلئے تحفہ

ایک عالم نے خواب دیکھا کہ قبروں کے مردے باہر نکل کر زمین سے کچھ چن رہے ہیں ان میں ایک شخص اطمینان سے ایک طرف بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھ کر وہ حیران ہوا اور اس شخص سے پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا مسلمان جو کچھ تلاوت، دعا، صدقہ وغیرہ ایصال ثواب کرتے ہیں یہ لوگ اس کو لے رہے ہیں پوچھا کہ تم ان سے الگ تھلگ بے نیاز کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے جواب دیا: میرا بیٹا روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اس کا ثواب مجھے پہنچا دیتا ہے۔ وہ فلاں بازار میں رہتا ہے۔ صبح ہوئی تو وہ عالم اس بازار میں گئے اور اس شخص کے بیٹے کو دیکھا کہ تجارت کرتے ہوئے اس کے لب بھی ہل

رہے تھے۔ پوچھا کہ تمہارے لب کیوں ہل رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں روزانہ ایک قرآن مجید پڑھ کر اپنے مرحوم باپ کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

انہی عالم نے عرصہ دراز کے بعد خواب میں پھر اس جوان کے باپ کو بھی تمام مردوں کے ساتھ کچھ چنتے ہوئے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا انتقال ہو گیا ہے۔

والد کی خدمت کا والہانہ جذبہ

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ بہت بڑی علمی ہستی ہیں اٹھارہ سال سے زائد آپ رحمہ اللہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کر حدیث شریف کا درس دیا۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بعض اوقات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھا حدیث پڑھا رہا ہوتا تو کوئی شخص آ کر کہتا ہے کہ آپ کے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں طلبہ کو رخصت کر کے حاضر ہوتا تو فرماتے کہ اینٹ اور مٹی اٹھانے والا مزدور نہیں آیا تم اس کام کو انجام دو۔ میں تمام دن یہ کام کرتا جس سے تمام اسباق معطل ہو جاتے۔ بعض اوقات ایک دو ہفتے کیلئے اسباق نہ ہوتے لیکن میں تعمیل حکم والد میں یہ تمام خدمت بخوشی انجام دیتا۔

سسکتی ماں کی بددعا کا وبال

ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا، ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اس کی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے، خاوند نے روز روز کی اس لڑائی کو ختم کرنے کیلئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی نکال کر اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارنا شروع کر دیا۔ شام 4:30 بجے سے 5:00 بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارتا رہا...... والدہ مار کھاتی رہی اور یہ بددعا دیتی رہی کہ خدا تجھے بھی ایسی ہی جلتی لکڑی کا عذاب دے...... اور تو بھی ایسے ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے۔ بددعائیں دیتے دیتے ماں فوت ہو گئی، اس وقت سے لے کر اب تک...... جب بھی شام 4:30 بجے کا وقت ہوتا ہے...... تو اس بیٹے کے جسم پر 4:30 بجے 5:00 بجے شام تک کالے داغ اسی اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جس جگہ پر اس بیٹے نے جلتی ہوئی لکڑی اپنی ماں کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کرواتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے کیونکہ جب 4:30 کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع ہو جاتے ہیں اور شام 5:00 بجے تک تکلیف دہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتا ہے۔ پھر 5:00 بجے کے بعد تکلیف دور ہو جاتی ہے اور جسم سے داغ ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا، آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر موت کی نیند سلا دیں۔ مجھ سے اس کی یہ

تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ یہ سزا اس کو اس کی ماں کی بد دعا اور نافرمانی کی وجہ مل رہی ہے۔

ماں کی بے ادبی کی سزا

امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک قبرستان میں مغرب کے بعد ایک قبر پھٹتی تھی اس میں سے ایک شخص نکلتا تھا جس کا سر گدھے کی مانند تھا گدھے کی آواز نکال کر چند لمحے بعد وہ قبر میں چلا جاتا تھا کسی نے لوگوں سے پوچھا آخر اس قبر والے کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے، کیا وجہ ہے؟ بتانے والے نے یہ بتایا کہ یہ آدمی شراب پیتا تھا جب اس کی ماں اس کو روکتی تو کہتا تھا گدھے کی طرح کیوں چلاتی ہے۔ (الادب المفرد)

اس شخص کو ماں کی گستاخی کی کتنی بڑی سزا ملی۔ اس لیے ماں باپ کا ادب واحترام کرنا ہم سب کیلئے ضروری ہے اور ان سے گستاخی، بدکلامی اور بدتمیزی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

والدین کی خدمت کے (18) فضائل

ماں باپ کا بڑا حق ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہی کا حق آتا ہے اور اتنا عظیم حق ہے کہ تمام عمر اخلاص سے ان کی خدمت کرنے اور تمام عمر ان کے لئے دعائے رحمت ومغفرت کرنے کے باوجود ان کے حق کا عشر عشیر بھی ادا نہیں ہوتا۔ اللہ کی توفیق سے میں نے اپنی تمام عمر کی نفلی عبادتوں کا ثواب اپنے والدین کے لئے وقف کر رکھا ہے اور حج کے موقع پر ہر سال والدین کی طرف سے قربانی کرنے کا اہتمام کرتا ہوں۔ اللہ اپنے فضل سے قبول فرمالے۔ آمین

فضائل

(1)...... خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ (بخاری)۔ (2)...... والدین کی خدمت حج وعمرہ کے برابر ہے۔ (ترغیب)۔ (3)...... جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ (مشکوٰۃ)۔ (4)...... جہاد جیسی عبادت پر والدین کی خدمت مقدم ہے۔ (بخاری)۔ (5)...... والدین سے حسن سلوک نے ملک الموت کو آ کر روک دیا۔ (عمدۃ القاری)۔ (6)...... جنت میں درمیان کا دروازہ والدین کے خدمت گاروں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ (جامع کبیر)۔ (7)...... والدین کی خدمت سے رزق میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے۔ (مجمع)۔ (8)...... والدین کو ناراض کرنے کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ (حاکم)۔ (9)...... والدین کے ساتھ ہنسنا ہنسانا جہاد سے افضل ہے۔ (بیہقی)۔ (10)...... والدین کافر ومشرک ہوں تب بھی بھلائی اور خدمت کرنا سنت ہے۔ (بخاری ومسلم)۔ (11)...... ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔ (بخاری)۔ (12)...... والدین پر خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔ (درمنثور، بیہقی)۔ (13)...... جو اپنے والدین کی قبر کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ کو ایک مرتبہ زیارت کرتا ہے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا)۔ (14)...... جس نے ماں کی پیشانی کا بوسہ لیا اس کیلئے جہنم کی آگ سے پردہ ہے۔ (کنز العمال)۔ (15)...... کسی کے والدین کو گالی دینا اپنے والدین کو گالی دینے کے مترادف ہے گناہ کبیرہ ہے۔ (کنز العمال)۔

(16)...... دو چیزوں کی سزا بہت جلدی ملتی ہے ظلم اور والدین کی حق تلفی کی۔ (طبرانی)۔ (17)...... چچا بھی حسن سلوک کے اعتبار سے باپ کی طرح قابل قدر ہے۔ (18)......والدین سے قطع تعلق کرنیوالے جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتے۔ (ترغیب)

والدین کی نافرمانی کے نقصانات

(1)......شرک کے بعد سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔ (2)...... والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (3)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کو گالی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (4)...... جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کی زندگی میں برکت نہیں دیتا اور اس کی اولاد کو نافرمان کر دیتا ہے۔ (5)......والدین کو گالیاں دینے والے کو (جہنم کی) آگ میں الٹا لٹکایا جائے گا۔ (6)...... والدین کی نافرمانی عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے۔ (7)......والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ (8)...... جو شخص والدین کی نافرمانی میں صبح کرتا ہے اس کے لئے جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (بیہقی)۔ (9)...... والدین کے نافرمان کو آخری وقت زبان پر کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔ (10)...... جو شخص والدین کی نافرمانی کرتا ہے یا انہیں تکلیف پہنچاتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔

والدین کو ایصال ثواب کی دعا

(1)...... جو شخص یہ دعا پڑھ کر والدین کو اس کا ایصال ثواب کر دے تو وہ ایسا ہے جیسے گویا اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ، لِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَلَہُ الْعَظْمَۃُ فِی السَّمٰوٰت وَالْاَرض وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ھُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ رَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَلَہُ النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ'' (فضائل صدقات)۔ اور مشکوٰۃ شریف کی روایت میں ہے کہ دعائے مغفرت کی وجہ سے والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

☆......☆......☆

بال، ڈاڑھی کے متعلق (10) آداب

(1)......سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک اتنی گہری اور گنجان تھی کہ آپ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ (شمائل ترمذی)۔ (2)......ایک مشت ہوجانے کے بعد، ڈاڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال کاٹنا تاکہ خوبصورت ہوجائے۔ (شرح الشمائل)۔ (3)......ایک مشت یا اس سے بڑی ڈاڑھی رکھنا۔ (ترمذی)۔ (4)......مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا۔ (ترمذی)۔ (5)......حد شرعی میں رہ کر خط بنوانا، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو درست کرکے تیل لگانا۔

(موطا امام مالک)۔ (6)......سر اور ڈاڑھی میں کنگھی کرنا۔ (ترمذی)۔ (7)......سر پر سنت کے مطابق پٹے رکھنا۔ (مشکوٰۃ)۔ (8)......زیر ناف، بغل، ناک کے بال مونڈنا۔ (بخاری و مسلم)۔ چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ (مرقات)۔ (9)......ڈاڑھی کو مہندی وسمہ کا خضاب کرنا یا سفید ہی رہنے دینا دونوں باتیں مسنون ہیں۔ (موطا امام احمد)۔ (10)......عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے۔ (ابوداؤد)

☆......☆......☆

تلاوت کرنے کے (12) آداب

(1)......قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال)۔ (2)......تلاوت کرتے وقت رونا یا رونے کی شکل بنانا سنت ہے۔ (کنز العمال)۔ (3)......خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (4)......قرآن پاک بغیر ہاتھ لگائے ہوئے زبانی تلاوت بغیر وضو کے بھی جائز ہے۔ (کنز العمال)۔ (5)......سفید کپڑوں میں قاری قرآن زیادہ پسندیدہ ہے۔ (موطا امام مالک)۔ (6)......قرآن مجید کو دیکھنا بھی ثواب ہے۔ (کنز العمال)۔ (7)......تلاوت اتنی اونچی آواز سے کرنا خلاف سنت ہے کہ جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (8)......دن اور رات میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا زیادہ محبوب عمل ہے۔ (کنز العمال)۔ (9)......زیادہ جلدی پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (کنز العمال)۔ (10)......اچھی تلاوت وہ ہے جس سے دل میں خوف الٰہی پیدا ہو۔ (کنز العمال)۔ (11)......جب کوئی متوجہ ہو کر سن رہا ہو تو اونچی آواز سے پڑھنا بھی اچھا ہے۔ (کنز العمال)۔ (12)......ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد)

☆......☆......☆

آپس کی محبت والفت کی (12) فضیلتیں

(1)......دنیا میں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ آپس کی محبت والفت ہوگی۔ (الادب المفرد)۔ (2)......جب دو آدمی آپس میں محبت و تعلق رکھتے ہیں تو ان میں عالی مرتبہ اس کا ہوتا ہے جو زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ (الادب المفرد)۔ (3)......ایمان کے بعد افضل ترین عمل لوگوں سے الفت ومحبت ہے۔ (مکارم طبرانی)۔ (4)......اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنا مغفرت کے واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔ (ترغیب)۔ (5)......مخلوق اللہ کی عیال ہے اور محبوب اس کے نزدیک وہ ہے جو اس کی عیال کیلئے نفع بخش ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)۔ (6)......جو اپنے بھائی کی کسی ضرورت کیلئے چلے تو اس کے لئے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر ضرورت پوری ہو جائے تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترغیب)۔ (7)......اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی وخیر کا ارادہ کرتا ہے تو لوگوں کی ضرورتیں ان سے وابستہ اور متعلق

کردیتے ہیں۔ (بیہقی)۔ (8)...... کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا مسجد نبوی کے دو ماہ کے اعتکاف سے **افضل** ہے۔ (مستدرک حاکم)۔ (9)......اپنے کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا اور اس میں کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بڑھ کر ہے۔ (ترغیب)۔ (10)......اللہ پاک کے نزدیک پسندیدہ عمل پریشان حال کی مدد کرنا ہے۔ (کنز العمال)۔ (11)......کسی مسلمان کے غم اور پریشانی کو دور کرنا قیامت کے دن پریشانی سے **محفوظ** ہونے کا سبب ہے۔ (بخاری)۔ (12)......تم اگر کسی سے محبت اور دوستی کرو تو اپنے بھائی کو بتا دو۔ (الادب المفرد)

☆......☆......☆

خط لکھنے کے آداب

(1)......خط کی ابتداء ہمیشہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے کریں، اختصار کرنا چاہیں تو باسمہ تعالیٰ لکھیں۔ (2)......اپنا پتہ ہر خط میں ضرور لکھئے۔ (3)......اپنا پتہ دائیں جانب ذرا سا حاشیہ چھوڑ کر لکھئے، پتے کی صحت اور املاء کی طرف سے ضرور اطمینان کرلیں۔ (3)......القابات میں زیادہ نہیں الجھنا چاہیے اصل مطالب ومقصد لکھنے کے بعد مکتوب الیہ سے اپنا تعلق ظاہر کرنے والے الفاظ کے ساتھ خط ختم کرنا چاہیے۔ (4)......خط میں نہایت ہی آسان اور سلجھی ہوئی زبان استعمال کریں۔ (5)...... پورے خط میں مکتوب الیہ کے مرتبے کا لحاظ رکھیں۔ (6)......خط میں کبھی بھی غصہ والی، غیر سنجیدہ اور کوئی سخت بات نہ لکھیں۔ (7)...... کسی کا خط بغیر اجازت کے نہ پڑھیں اور اسی طرح موبائل پر میسج بھی نہ پڑھیں یہ اخلاقی خیانت ہے البتہ گھر کے بزرگوں اور سرپرستوں کو اجازت ہے کہ چھوٹوں کے خط پڑھ کر ان کی تربیت کریں اور مناسب مشورے دیں۔ لڑکیوں کے خطوط پر خصوصی نظر رکھنی چاہیے۔ (8)......موبائل اور انٹرنیٹ کی وجہ سے خطوط کا رواج کم ہوگیا ہے۔ لیکن ہمیں کم از کم اس کا طریقہ تو معلوم ہونا چاہیے۔

☆......☆......☆

مہمان داری کے آداب

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جذبہ اکرام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مولانا شیخ الاسلام مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں ایک مہمان آیا جس کے کپڑوں میں بھی بدبو آتی تھی اور بے انتہا جوئیں اس کے کپڑوں میں تھیں جس جگہ بھی بیٹھتا سو پچاس جوئیں جھڑ جاتیں۔ مہمان خانہ میں کوئی پاس نہ پھٹکنے دیتا لیکن حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو اپنے برابر بٹھا کر کھانا کھلایا اور منہ ہاتھ صاف کرنے کیلئے اپنا تولیہ عنایت فرمایا چنانچہ حضرت کے کپڑوں پر بہت سی جوئیں چڑھ گئیں جن کو آپ نے اندر تشریف لے جا کر صاف کرایا۔

سبحان اللہ مہمانوں کی اس قدر دلداری اور ان کا اتنا خیال...... حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا دسترخوان اتنا وسیع تھا کہ دس

بیس ہی نہیں بلکہ دو دو سو اور تین تین سو مہمان ہو جاتے تھے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کے مہمان خانہ سے کوئی مہمان بھوکا گیا ہو اگر کوئی مہمان کھانے کے وقت دستر خوان پر نہ ہوتا تو تلاش کراتے تھے۔

فضیلت

(1)...... جو مہمان نواز نہیں اس میں بھلائی نہیں۔ (ترغیب)۔ (2)...... مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور مغفرت دے کر جاتا ہے۔ (کنز العمال جدید)۔ (3)...... مہمان خدا کا تحفہ ہے۔ (کنز العمال)...... (3) برا ہے وہ شخص جس کے پاس مہمان نہ آئیں۔ (کنز العمال)۔ (4)...... مہمان کے کھانے پر حساب نہیں۔ (سورۃ الصالحین)۔ (5)...... جس گھر میں مہمان نہیں آتے اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (احیاء العلوم)۔ (6)...... مہمان کا رزق حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں۔ (کنز العمال)

(1)...... آنے والے کی خاطر مدارت مسنون ہے۔ خواہ کیسا ہی ہو۔ (بخاری) کم از کم ایک روز ان کے لئے کھانے میں کسی قدر درمیانی درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا جس میں نہ اپنے کو گرانی ہو اور نہ ان کو۔ (2)...... مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ)۔ (3)...... مہمان کے ساتھ کھانے میں شرکت کرنا سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (4)...... مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے۔ (الادب المفرد) کم از کم تین روز تک ان کی مہمان داری کرنا اتنا تو اس کا حق ہے اس کے بعد جس قدر ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے۔ (حقوق الاسلام)۔ (5)...... مہمان کیلئے بستر وغیرہ الگ رکھنا سنت ہے۔ (مسلم)۔ (6)...... جو پیش کیا جائے اس کی تحقیر و برائی کرنا خلاف سنت ہے۔ (کنز العمال)۔ (7)...... مہمان کے اکرام میں روزہ نہ رکھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد)۔ (8)...... میزبان سے کھانے کی تحقیق نہ کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد)۔ (9)...... مہمان کے آنے کے وقت خوشی کا اظہار کرنا۔ (10)...... مہمان کے ساتھ تواضع و تکریم اور مدرات کے ساتھ پیش آنا بلکہ ان کی خوب خدمت کرنا۔

خلیفہ وقت اور مہمان کا اکرام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مہمان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ رحمہ اللہ کے مکان کے قریب جب بھی کوئی مسافر اترتا اور وہ تھکن کی وجہ سے سو جاتا تو یہ خلیفہ وقت تمام رات صبح تک بیدار رہ کر اس کے سامان کی حفاظت کرتے اور اس کو معلوم بھی نہ ہونے دیتے۔

امانت اور دیانتداری کے آداب

امانت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا عجیب واقعہ

علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سی کتابوں میں یہ روایت ہے کہ جس کو زید بن اسلم نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب تھے، تو ایک شخص اپنا لڑکا ساتھ لیے ہوئے

حاضر مجلس ہوا، اس کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کسی کوے کو جو زیادہ مشابہ ہو اس کوے سے یعنی ایک کوا دوسرے کوے سے جیسی مشابہت رکھتا ہو ایسی مشابہت باپ اور بیٹے میں ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! اس لڑکے کو اس کی والدہ نے اس وقت جنم دیا جب کہ وہ مر چکی تھی، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس بچہ کا قصہ مجھ سے بیان کرو، چنانچہ اس شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ایک مرتبہ میں نے سفر کا ارادہ کیا اس وقت اس کی والدہ کو اس کا حمل تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ تم اس حال میں مجھ کو چھوڑ کر جا رہے ہو کہ میں حمل کی وجہ سے بوجھل ہو رہی ہوں، میں نے کہا: "استودع الله مافی بطنك "میں اس بچہ کو جو تیرے بطن میں ہے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر میں سفر میں روانہ ہو گیا اور کئی سال کے بعد گھر واپس آیا تو گھر کے دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا۔ اوروں سے معلوم کیا کہ میری بیوی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا انتقال ہو گیا، میں نے :انا للہ پڑھا، اس کے بعد اپنی بیوی کی قبر پر گیا۔ میرے چچا زاد بھائی میرے ساتھ تھے میں کافی دیر تک قبر پر رکا رہا اور روتا رہا، میرے بھائی نے مجھے تسلی دی اور واپسی کا ارادہ کیا اور مجھے لانے لگے، چند گز ہی ہم چلے ہوں گے کہ مجھے قبرستان میں ایک آگ نظر آئی میں نے اپنے چچا زاد بھائی سے پوچھا یہ آگ کیسی ہے؟

انہوں نے کہا کہ یہ آگ روزانہ رات کے وقت بھابھی مرحومہ کی قبر میں نمودار ہوتی ہے۔ میں نے یہ سن کر ''انا للہ'' پڑھا اور کہا: عورت بہت نیک اور تہجد گزار تھی تم مجھے دوبارہ اس قبر پر لے جاؤ۔ چنانچہ وہ مجھے قبر پر لے گئے جب میں قبرستان میں داخل ہوا تو میرے چچا زاد بھائی وہیں ٹھٹھک گئے اور میں تنہا اپنی مرحومہ بیوی کی قبر پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور بیوی بیٹھی ہے اور یہ لڑکا اس کے چاروں طرف گھوم رہا ہے، ابھی میں اس طرف متوجہ تھا کہ ایک غیبی آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی امانت سپرد کرنے والے! اپنی امانت واپس لے لے اور اگر تو اس کی والدہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا تو وہ بھی تجھ کو مل جاتی، یہ سن کر میں نے لڑکے کو اٹھا لیا میرے لڑکے کو اٹھاتے ہی قبر برابر ہو گئی۔ امیر المؤمنین! یہ قصہ جو میں نے بیان کیا اللہ کی قسم! صحیح ہے۔ (حیاۃ الحیوان)

(1)...... جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں۔ (ترغیب)۔ (2)...... خیانت منافق کی پہچان ہے۔ (ترغیب)۔ (3)...... خائن جنت میں نہیں جا سکتا۔ (مکارم)۔ (4)...... جس کو امانت دی جائے اور وہ خیانت نہ کرے تو اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔ جو وعدہ کرے اور اسے پورا کرے اس کیلئے جنت کی ضمانت ہے۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (5)...... وعدہ خلاف دیندار نہیں ہوتا۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (6)...... وعدہ خلافی محبت کو ختم کرنے والی چیز ہے۔ (مکارم الخرائطی)

☆......☆......☆

اجتماعیت اور اتحاد کے آداب

تمام اہل اللہ کی زندگی میں ایک نمایاں چیز جو ملتی ہے وہ ان کے اچھے اخلاق اور باہمی خوشگوار تعلقات ہیں۔ اپنے تو

اپنے جانی دشمنوں سے بھی ان کا رویہ اتنا لذیذ اور میٹھا تھا جو میں اور آپ سوچ بھی نہ سکیں ......! اپنے تعلق والوں سے ایک بات اکثر کہا کرتا ہوں رب ہمارا ہم رب کے، رب سب کا سب رب کے، اس لیے سب ہمارے ہم سب کے۔ اب آپس میں متحد اور متفق رہنے کے چند آداب لکھے جاتے ہیں۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو سدا ملائے رکھے۔ آمین!

فضیلت

(1)...... جماعت سے علیحدگی خطرہ کا باعث ہے (مجمع)۔ (2)...... جماعت اور اجتماعیت خدا کی رسی ہے۔ (مجمع)۔ (3)...... جماعت سے علیحدگی جہنم کا سبب ہے۔ (مجمع)۔ (4)...... جماعت سے علیحدگی اسلام سے علیحدگی ہے۔ (مشکوٰۃ)۔ (5)...... دو شخصوں کے درمیان حسن تعلقات پیدا کرنا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ (ابو داؤد)۔ (6)...... اصلاحی کوشش میں ہر کلمہ پر غلام کی آزادی کا ثواب ہے۔ (ترغیب)

اجتماعیت کے (5) آداب

(1)...... اتحاد و تنظیم کی بنیاد صرف دین کو بنائیے، باکمال لوگ وہی ہیں جن کی بنیاد خدا کا دین اور اسکے حبیب ﷺ کی اطاعت ہو۔ (2)...... ہمارا بنیادی نصب العین خدا کا دین قائم کرنا ہو اسی کے لیے ہماری ساری کوششیں ہوں لیکن حکمت و دانائی ان کوششوں کیلئے بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ (3)...... اختلاف کے باوجود آپس میں میٹھی گفتگو ہمارے اسلاف کا طرز عمل ہے اسکو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ ایک دوسرے سے اللہ کیلئے دلی محبت کیجئے اور اس رشتے کو ہر رشتے سے زیادہ اہم اور قابل احترام سمجھئے۔ عصبیت، تنگ نظری سے بہت پرہیز کیجئے۔ (4)...... خود غرضی، مطاب اور خود پرستی جیسے گندے جذبات سے اپنا اخلاقی دامن پاک رکھئے۔ (5)...... رفقاء سے تعلقات خوشگوار رکھئے، اور کبھی کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجئے اور دل کو کدورت سے پاک رکھئے۔

☆......☆......☆

مشورہ کے آداب

مشورہ کرنے کے بے شمار ثمرات ہیں، جیسا کہ ایک دانا کا قول ہے کہ آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں: ۱۔ پورا آدمی، ۲۔ آدھا آدمی، ۳۔ لاشی۔

''پورا آدمی'' وہ ہے جو خود بھی اہل ہو اور دوسروں سے بھی مشورہ کرے۔ **''آدھا آدمی''** وہ ہے جو خود تو مشورہ کا اہل نہ ہو لیکن دوسروں سے مشورہ کرتا ہو اور ان کی رائے پر عمل کرتا ہو۔ اور **''لاشی''** وہ ہے جو نہ خود اہل ہو اور نہ کسی سے مشورہ کرے۔

اگر کوئی بڑا چھوٹوں اور اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرے تو چھوٹوں اور ماتحت لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس میں ان کی دلجوئی اور عزت افزائی ہے، جس سے وہ خوش ہوں گے اور ان کے اخلاص میں اضافہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ چھوٹوں اور ماتحتوں سے مشورہ طلب کیا جارہا ہو وہ کوئی ایسی اچھی بات بتا دیں جو سب کے فائدہ کی ہو اور بڑے کا ذہن اس طرف نہ گیا ہو۔ اس

سے ماتحتوں کی عقل وادراک میں اضافہ ہوگا اور ان کے ساتھ ان کے مراتب کے مطابق پیش آنے میں آسانی ہوگی۔

(1)......کبھی نامراد نہیں ہوتا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہیں ہوتا وہ جس نے مشورہ کیا۔ (مجمع الزوائد)۔
(2)......مشورہ سے اچھائی کا رخ نکلتا ہے۔ (مجمع الزاوائد)۔ (3)......مشورہ کرنے والا گھاٹے میں نہیں رہتا۔ (مجمع)۔
(4)......سمجھدار سے مشورہ کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال)۔ (5)......صلہ رحمی میں بخیل سے، جہاد میں بزدل سے، شادی
بیاہ میں جوان سے مشورہ نہیں کرنا چاہئے۔ (کنز العمال)۔ (6)......غلط مشورہ دینے والا خائن ہے۔ (الادب المفرد)۔
(7)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشورہ کرکے اس سے پھرنا نہیں چاہئے ورنہ ندامت اٹھانی پڑے گی۔
(کنز العمال)۔ (8)......مشورہ نوعمر نوجوان سے بھی لیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ ہوشیار سمجھدار ہو۔ (طبرانی، کنز العمال)۔
(9)......مشورہ کرنے سے پہلے مشورہ نہ ہو اور مشورہ کے بعد تبصرہ نہ ہو۔ (10)......اگر بعض اہل نظر ہوں اور بعض نہ ہوں تو
اہل نظر کی بات مان لی جائے، اگرچہ وہ اقلیت میں ہوں، جیسے غزوہ خندق کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی
بات ان کے تجربہ کی وجہ سے مان لی گئی۔ (11)......اگر کسی دینی معاملے میں مشورہ ہو تو جس کی بات مان لی جائے وہ تکبر اور
بڑائی میں مبتلا نہ ہو بلکہ اس کو تائید الٰہی سمجھے اور دل میں ڈرتا رہے کہ کہیں میری رائے سے کوئی نقصان نہ ہوجائے اور جس کی
رائے قبول نہ ہو، وہ دل شکستہ نہ ہو بلکہ یہ سوچے کہ اسی میں خیر ہوگی۔ (12)......اجتماعی امور میں مشورہ دیتے وقت اجتماعی
مفاد سامنے رکھا جائے، نہ کہ ذاتی فوائد۔

مشورہ کی دعا

مشورہ سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے: ’’اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنَا مَرَاشِدَ اُمُوْرِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا‘‘ (ابن سنی)

☆......☆......☆

وعدہ کرنے کے (6) آداب

نہایت اہم واقعہ

حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے (ایک مرتبہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک چیز خریدی اور کچھ قیمت کی ادائیگی مجھ پر باقی رہ گئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ میں بقیہ قیمت لے کر اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں لیکن میں اس وعدہ کو بھول گیا اور تین دن کے بعد یہ بات یاد آئی (تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور (مجھے دیکھ کر) فرمایا: کہ تم نے مجھے زحمت میں مبتلا کردیا میں تین دن سے اسی جگہ بیٹھا ہوا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

(1)...... جب کسی کی نیت وعدہ پورا کرنے کی ہو لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو گناہ نہیں۔ (مشکوٰۃ)۔ (2)...... چھوٹے بچے سے وعدہ کیا ہے تو پورا کرنا چاہئے ورنہ جھوٹ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)۔ (3)...... میت کی طرف سے کیا گیا وعدہ پورا کرنا سنت ہے۔ (بخاری)۔ (4)...... جو وعدہ کرے اور اسے پورا کرے اس کیلئے جنت کی ضمانت ہے۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (5)...... وعدہ خلاف دیندار نہیں ہوتا۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (6)...... وعدہ خلافی محبت کو ختم کرنے والی چیز ہے۔ (مکارم الخرائطی)

☆......☆......☆

سلام کرنے کے (17) آداب

(1)...... کلام و گفتگو سے قبل سلام سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (2)...... جو خوش کلامی کرے، سلام کو پھیلائے لوگوں کو کھانا کھلائے۔ جنت اس کیلئے واجب ہوگی۔ (ترغیب)۔ (3)...... ایک دن میں ۲۰ سلام کرنے سے اس پر جنت لازم ہوگی۔ (مجمع الزوائد)۔ (4)...... سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے۔ (ابو داؤد) اور سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ (5)...... سلام میں پہل کرنیوالے کو دس نیکیاں زائد ملیں گی۔ (ابن سنی)۔ (6)...... جو سلام کا جواب نہ دے وہ میری امت میں سے نہیں۔ (7)...... خطوط و مراسلات میں تحریری سلام سنت ہے۔ (رواہ الحاکم)۔ (8)...... مجلس میں آتے اور اٹھتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (الادب المفرد)۔ (9)...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہنے والے کو چالیس نیکیاں ملیں گی۔ (مشکوٰۃ)۔ (10)...... صرف متعارف اور واقفین ہی کو سلام کرنا قیامت کی علامت ہے۔ (مجمع)۔ (11)...... عورتیں اور محرم کو سلام کریں یہ سنت ہے۔ (مسلم)۔ (12)...... گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد)۔ (13)...... گھر سے نکلتے وقت بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (بخاری)۔ (14)...... صرف ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے سلام کرنا خلاف سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (15)...... مجلس میں ایک شخص کا جواب کافی ہے۔ (مجمع)۔ (16)...... تنہا شخص کا پوری جماعت کو سلام کرنا سنت ہے۔ (بخاری، مسلم)۔ (17)...... مقررین اور خطیبوں کا تقریر اور خطبہ سے پہلے سلام کرنا سنت ہے۔ (عمدۃ القاری)

مصافحہ کرنے کے (10) آداب

(1)...... مصافحہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (ترغیب)۔ (2)...... دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ستر مغفرت ان کے درمیان تقسیم ہوتی ہے۔ ۶۹ اس کیلئے جو بشاشت اور مسکراتے چہرے سے ملتا ہے۔ (مکارم الخرائطی)۔ (3)...... مصافحہ سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (طبرانی)۔ (4)...... رخصت کرتے وقت بھی مصافحہ سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (5)...... سلام کے بعد مصافحہ بھی کرنا سنت ہے۔ (الادب المفرد)۔ (6)...... بچوں سے بھی مصافحہ کرنا سنت

ہے۔ (الادب المفرد)۔ (7)......مصافحہ سے پہلے سلام کرنا سنت ہے۔ (مجمع)۔ (8)......مصافحہ سے محبت بڑھتی ہے۔ (مکارم الخرائطی)۔ (9)......پہل کرنے والوں پر نو رحمتیں ہوں گی۔ (مجمع)۔ (10)......مصافحہ میں ہاتھ الگ ہوجانے سے پہلے مغفرت ہوجاتی ہے۔

☆......☆......☆

ہمارا مقام ولایت ہمارے پڑوس میں

پڑوسی کا مقام

(1)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار قسم کھا کر فرمایا: جس کی ایذا اور شر سے ہمسائے محفوظ نہیں وہ مومن نہیں ہے۔ (بخاری)۔ (2)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم)۔ (3)......ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قبیلہ بنی فلاں میں رہتا ہوں مجھ سے قریب تر جو ہمسایہ ہے وہی زیادہ ایذا پہنچاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ مسجد کے دروازہ پر آواز لگادو کہ چالیس گھر تک پڑوس ہے۔ جس شخص کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (طبرانی) حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عرف میں جہاں تک پڑوس کہلاتا ہے پھر اس میں جتنا زیادہ قریب ہے اتنا ہی حق زائد ہے اور جتنا دور ہے اتنا ہی حق کم ہے۔ (4)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پڑوسی کو ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ستایا۔ (5)......ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فلاں عورت بہت نماز پڑھتی ہے، صدقہ دیتی ہے روزے رکھتی ہے لیکن پڑوسیوں کو اپنی زبان درازی سے ستاتی رہتی ہے۔ فرمایا: ایسی عورت جہنم میں ہے، اسی طرح دوسری عورت کا ذکر کیا گیا کہ اس کا نماز، روزہ کم ہے، صدقہ بھی کم ہے لیکن اسکے پڑوسی اس سے محفوظ ہیں: فرمایا: وہ جنت میں ہے۔ (احمد بزار وغیرہ)۔ (6)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پیٹ بھر کر سویا اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا پڑا رہا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ (طبرانی) بھوکے پڑوسی کو بھی کھانا کھلانے کی ضرورت ہے، یہ نہیں کہ خود پیٹ بھر لیا جائے اور پڑوسی کا خیال نہ رکھے۔ (7)......مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ پڑوسن سے زنا کرنا، غیر عورتوں سے زنا کرنے سے زیادہ گناہ ہے۔ نیز پڑوس میں چوری کرنا اور گھروں میں چوری کرنے سے زیادہ گناہ ہے۔ (طبرانی)۔ (8)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک کوئی شخص پڑوسی کیلئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے تب تک وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مسلم)۔ (9)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور جہاد کے ارادہ سے نکلے تو فرمایا جس شخص نے پڑوسی کو ایذا پہنچائی ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے

پڑوسی کی دیوار میں پانی ڈال دیا ہے۔ فرمایا: تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ (بخاری، مسلم) یعنی ایک نہایت معمولی فعل کی وجہ سے اس شخص کو بڑے ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ (10)...... حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قاطع رحم (بول چال بند کرنیوالا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری مسلم)۔ (11)...... حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاطع رحم پر جنت حرام ہے (بول چال بند کرنیوالا)۔ (احمد بزار)۔ (12)...... حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا دنیا و آخرت میں جلد از جلد دی جائے مگر سرکش و قطع رحم (خدا کی نافرمانی کرنیوالے آپس میں بول چال بند کرنیوالے)۔ (ترمذی ابن ماجہ)۔ حقوق العباد کا خیال رکھنا نفلی عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔ حدیث میں ہے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا عمر میں اضافہ کا سبب ہے۔ (مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا)

پڑوسیوں کے (11) آداب

(1)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام اور احترام کرے۔ (کنز العمال)۔ (2)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پڑوسیوں میں زیادہ حق دار قریب دروازے والا ہے۔ (3)...... سالن میں پانی زیادہ ڈال کر پڑوسیوں کو بھی دینا چاہیے اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ (ابو عوانه فی مسنده)۔ (4)...... ایک عورت کے بارے میں کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عورت رات کو تہجد کی نماز پڑھتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے اور خیرات وصدقات کرتی ہے لیکن پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ " لاخیر فیها وهي من اهل النار " کہ اس میں کوئی خیر نہیں اور جہنمی ہے پھر کہا کہ ایک عورت فرض نماز روزانہ پڑھتی ہے اور کچھ پنیر صدقہ کرتی ہے اور کسی کو بھی تکلیف نہیں دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " هی من اهل الجنة " کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (کنز العمال)۔ (5)...... جس کے ضرر سے پڑوسی نہ بچے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (ترغیب)۔ (6)...... جس نے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی۔ (ترغیب)۔ (7)...... جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔ (ترغیب)۔ (8)...... قیامت کے دن سب سے پہلے پڑوسیوں کا مقدمہ ہوگا۔ (ترغیب)۔ (9)...... باوجود نماز اور روزہ وصدقہ کی کثرت کے جہنم میں داخل ہوگا وہ شخص جو اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف دیتا ہے۔ (ترغیب)۔ (10)...... پڑوسی کا احترام والد کے احترام کی طرح ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا)۔ (11)...... غیر مسلم پڑوسی کی بھی رعایت سنت ہے۔ (الادب المفرد)

بارگاہ رسالت ﷺ سے ملے (11) آداب

ایک دفعہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو! پڑوسی کا کیا حق ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں تو فرمایا اس کے حقوق یہ

ہیں۔ (1)...... کہ اگر وہ تم سے مدد کی درخواست کرے تو مدد کرو۔ (2)...... قرض مانگے تو قرض دو۔ (3)...... محتاج ہو تو اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ (4)...... بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ (5)...... مرجائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔ (5)...... خوشی کے موقع پر مبارک باد دو۔ (6)...... غم کی حالت میں تعزیت کرو۔ (7)...... اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ کرو کہ اس سے ہوا رکے۔ (8)...... نئے پھل خریدو تو اسے بھی بھیجو۔ اگر نہیں بھیج سکتے تو پوشیدہ رکھو اور اپنے بچوں کو پھل ہاتھ میں لے کر باہر نہ جانے دو، کیونکہ تمہارے بچوں کے ہاتھ میں پھل دیکھ کر اس کے بچے رنجیدہ ہوں گے۔ (احیاء العلوم، کنز العمال)۔ (9)...... اس کے ساتھ احسان ورعایت سے پیش آئے۔ (10)...... کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے خصوصاً جب وہ محتاج ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔ اس کو تکلیف نہ دے۔ (11)...... معمولی باتوں میں اس سے نہ الجھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پڑوسیوں کا خیال

ایک دفعہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ گوشت کا ایک بڑا ٹکڑا لیے جارہے ہیں۔ دریافت کیا کہ کیا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین! گوشت کھانے کو دل چاہتا تھا، یہ ایک درہم کا خریدا ہے۔ فرمایا: اے جابر کیا اپنے پڑوسی یا عزیز کو چھوڑ کر اپنے پیٹ کی فکر ہے؟ کیا یہ آیت بھول گئے ”اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا “

مقروض پڑوسی کا خیال

ایک بزرگ کو پتہ چلا کہ انکا ہمسایہ مقروض ہونے کی وجہ سے اپنا مکان فروخت کر رہا ہے۔ وہ بزرگ اس مکان کے سایہ میں بیٹھا کرتے تھے، یہ خبر سن کر فرمایا کہ اگر اس نے مفلسی کی وجہ سے مکان بیچ دیا تو پھر ہم سے اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کا حق بھی ادا نہ ہوا، پھر قرض کی رقم بھیج کر مکان بیچنے سے منع کر دیا۔

پڑوسی کی خاطر خود تکلیف میں رہنا

اسی طرح ایک بزرگ کے گھر چوہے بہت ہوگئے۔ کسی نے کہا کہ آپ بلی کیوں نہیں پال لیتے؟ فرمایا ڈر ہے کہ بلی سے ڈر کر چوہے ہمسایہ کے گھر جائیں گے۔ میں جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ ان کیلئے کیوں پسند کروں۔

☆......☆......☆

تحفہ کے (4) آداب

(1)...... تحفہ ایک بہت خوبصورت معاشرتی روایت کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ”تحفے (ہدیے) دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے“۔ (2)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا تحفہ کبھی رد نہ فرماتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں تحائف کا تبادلہ کیا کرتے تھے۔ احادیث کی رو سے ثابت ہے کہ

تحفوں سے محبت بڑھتی ہے، لیکن بعض امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے تحائف ناجائز صورتیں اختیار کر جاتے ہیں جن سے بچنے کیلئے مندرجہ ذیل امور کا اہتمام بہت ضروری ہے۔ (الف)...... ہدیہ صرف اللہ کی رضا کیلئے دیا جائے۔ (ب)...... ''ولاتمنن تستکثر'' کی تفسیر میں علماء کرام نے یہ لکھا ہے کہ اپنے ہدیہ یا عطا سے زیادہ لینے کی نیت سے احساس نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی ہدیہ دینے والا تو صرف اللہ کی رضا کیلئے دے لیکن جس کو دیا جائے وہ اس ہدیہ کے بدلہ میں ہدیہ دینا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھے۔ (3)...... جب تحفہ بطور رسم اختیار کیا جائے یا نمود نمائش کیلئے دیا جائے تو ایسا ہدیہ بجائے آپس کی محبت کے نفرت کا بیج بو جاتا ہے، فاصلے کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ جاتے ہیں کیونکہ خالق کو ناراض کرنے سے مخلوق کی رضا نصیب نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ تحفہ جو ایک خوبصورت سنت ہے معاشرے میں طبقاتی کشمکش کا ذریعہ بن گیا ہے۔ (4)...... ہدیہ صرف جائز اور اچھی چیز کا دینا چاہیے، ناجائز اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدہ چیزوں کا ہدیہ دینے سے نہ دینا بہتر ہے۔ شادیوں میں جو جتنا مہنگا تحفہ دے گا اس کی اتنی ہی عزت ہوگی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کی طرف سے ہدیہ کے طور پر دیئے گئے بکری کے ایک کھر کو بھی حقیر نہ سمجھے (مفہوم)۔ یعنی تحفہ کی اصل خلوص ہے، اس کی مقدار یا معیار نہیں ہے۔

☆......☆......☆

غیر مسلموں کے (4) آداب

حلم و بردباری کی فضیلتیں

(1)...... بندہ حلم و بردباری اور برداشت کی وجہ سے شب گزار اور صائم النہار کا درجہ پالیتا ہے۔ (ترغیب)۔ (2)...... جس پر ظلم کیا جائے اور اس کے ساتھ برائی کی جائے تو وہ صبر اور برداشت کرے وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب)۔ (3)...... جس کو غصہ کی بات کہی جائے اور وہ اسے برداشت کرے اللہ کی محبت اس کے لئے واجب ہے۔ (ترغیب)۔ (4)...... دو خصلتیں اللہ پاک کو محبوب ہیں بردباری اور وقار۔ (بیہقی فی الشعب)

یہودی کے ساتھ آپ علیہ السلام کا حلیمانہ برتاؤ

ایک مرتبہ ایک یہودی راہب زید بن سعنۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مثقال کی کھجور قرضے پر دی اور رقم کی ادائیگی کی معیاد مقرر کر دی، مقررہ میعاد سے دو روز قبل زید بن سعنۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور غصہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم میرا حق ادا نہیں کرو گے! اے عبدالمطلب کی اولاد تم لوگ دوسروں کا حق دباتے ہو۔

عمر رضی اللہ عنہ اس پر بہت ناراض ہوئے اور اس کو برا بھلا کہا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدستور مسکراتے رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! تم کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا تم مجھ کو اچھی طرح ادا کرنے کو کہتے اور اس کو اچھی طرح

تقاضا کرنے کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تین دن باقی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کرو اور بیس صاع کھجوریں اصل مقدار سے زیادہ دینا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی رقم ادا کر دی تو زید نے پوچھا کہ یہ اضافہ کیوں ہے؟ یہ اصل مقدار سے زیادہ کیوں ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ تمہارے ڈر کے بدلے بیس صاع کھجور تم کو بڑھا کر دوں، زید نے کہا: اے عمر! کیا تم مجھے پہنچاتے نہیں؟ آپ نے کہا: نہیں۔ زید نے کہا: میں زید بن سعنتہ ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر فرمایا: راہب؟ تو تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں کیا؟ اس نے کہا: جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نظر ڈالی تو نبوت کی ساری علامتیں ان کے چہرے پر دیکھیں سوائے دو چیزوں (علامتوں) کے جن کے بارے میں میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ان میں ہیں یا نہیں۔

(1)......ان کا صبر و برداشت ان کے غصے پر غالب ہوگا۔ (2)......جتنا ان کے ساتھ جہالت کا معاملہ کیا جائے گا ان کا صبر بڑھتا جائے گا۔ اور اب یہ دونوں علامتیں ان میں دیکھ لی ہیں پھر زید بن سعنتہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و تحمل کی برکت سے اسلام لائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور غزوہ تبوک میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بدتمیزی کا جواب حسن اخلاق سے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ نے ایک موٹے کنارے والی چادر زیب تن فرمائی تھی ایک اعرابی آیا اور اس نے زور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو کھینچا جس کی وجہ سے آپ کے جسم پر نشان پڑ گئے۔ پھر بلند آواز میں سختی سے چیخ کر کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ان دونوں اونٹوں پر اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے سامان لدوا دو اور تم نہ تو اپنے مال سے دے رہے ہو نہ اپنے باپ کے مال سے!

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا: اللہ کا مال ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: اے اعرابی! تم سے تمہارے کیے کا بدلہ لیا جائے گا، اعرابی نے کہا: نہیں لیا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیوں؟ اعرابی نے کہا: کیوں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔

اس کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو لاد دیا جائے اور دوسرے پر کھجور لاد دی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم دشمنوں کے ساتھ

غزوہ احد کے موقع پر جب آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کر دیئے گئے اور چہرہ مبارک کو زخمی کر دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت زار سے بہت تکلیف پہنچی تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کے لئے بد دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لعنت کرنیوالا نہیں بنایا گیا بلکہ دعا دینے والا اور رحم کرنے والا بنایا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے۔ غیروں کے

ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا سنت ہے۔ (بخاری) حضرت ابراہیم علیہ السلام باوجود اسلام کے کافر مہمان کو تلاش کر کے کھانا کھلاتے تھے۔ (صدقات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین کے ساتھ حلیمانہ برتاؤ

غزوہ بنی مصطلق میں جھجاہ بن مسعود اور سنان الجہنی کے درمیان میں لڑائی ہوگئی۔ چونکہ سنان الجہنی قبیلہ خزرج کا حلیف تھا اس لیے اس نے فریاد کیلئے پکارا۔ اے انصار کی جماعت اس کی دیکھا دیکھی جھجاہ نے مہاجرین کو مدد کیلئے للکارا جھجاہ کے مہاجرین کو پکارنے سے عبداللہ بن ابی بن سلول (رئیس المنافقین) غضب ناک ہوکر کہنے لگا کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو ضرور بالضرور عزت دار لوگ ذلیلوں کو مدینے سے نکال باہر کریں گے۔ درحقیقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ذلیل کہا تھا۔ (معاذ اللہ)

چنانچہ اس بات کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ اس (منافق) کی گردن اڑا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کیوں کر ہوسکتا ہے جب لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتے ہیں تو اس وقت کیسا (برا) لگے گا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم آپ اگر چاہیں تو میں اسے مدینے سے نکال دوں گا، وہی درحقیقت ذلیل ہے اور آپ تو عزت والے ہیں جب عبداللہ بن ابی (منافق) کے صاحبزادے صحابی رسول حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد کی زبان درازی کی اطلاع ملی تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کروانا چاہتے ہیں پس آپ کو ایسا کرنا ہے تو مجھے حکم دیں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عفوو درگزر اور بردباری سے جواب دیا نہیں بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کریں گے۔

غیر مسلموں کے آداب

محض انسان ہونے کی بناء پر گو وہ مسلمان نہ ہوں یہ حقوق وآداب ہیں: (1)...... بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دے۔ (2)...... بلاوجہ کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ (3)...... اگر کسی کو مصیبت، فاقہ یا مرض میں مبتلا دیکھے تو اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے، علاج معالجہ کرادے۔ (4)...... جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس کو ترسائے نہیں۔ (5)...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اے جوان! جب تو گوشت بنالے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی پڑوسی کو پہنچانا کسی نے کہا کہ یہودی کو؟ اللہ تمہیں نیکی دے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے پڑوسی کے بارے میں اتنی تاکید فرمائی حتیٰ کہ ہم خیال کرنے لگے کہ شاید اس کو وراثت میں حصہ دار بنادیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جانوروں کے حقوق وآداب

جانوروں کی خدمت رب سے ملانے کا ذریعہ

اسلام کی تعلیمات امن وسلامتی پر مبنی ہیں یہاں تک کہ اسلام جانوروں تک کے حقوق بتلاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات جانوروں پر رحم وشفقت مغفرت کا بھی ذریعہ بن سکتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بدچلن عورت کی محض اس عمل پر مغفرت ہوگئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو جو مرنے کے قریب تھا پانی پلایا تھا۔ اور ایک محدث کی اس بات پر مغفرت ہوگئی کہ انہوں نے ایک پیاسی مکھی کی خاطر اپنا قلم روک لیا تھا اور مکھی نے وہ سیاہی چوس لی۔ جبکہ دوسری طرف ایک عورت کو ایک بلی کے سبب عذاب ہوا تھا کہ اس نے اس کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بلی بھوک سے مرگئی۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ابرار کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ابرار وہ ہوتے ہیں جو چیونٹی تک کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتے۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آپ کے پاس روتا ہوا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کان پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اس کے مالک کو میرے پاس بلاؤ، اس اونٹ نے میرے پاس دو شکایتیں کی ہیں: ایک شکایت یہ کی کہ مجھے کھانا کم دیتا ہے۔ دوسری شکایت یہ کی کہ یہ مجھ سے زیادہ کام کراتا ہے اتنا میں کر نہیں سکتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں کھانا بھی پورا کھلایا کرو اور کام بھی اتنا کراؤ جتنا یہ کرسکے۔ معلوم ہوا کہ شریعت میں جانوروں کے بھی حقوق ہیں۔

شریعت میں حکم ہے کہ گھوڑے وغیرہ پر اگر سفر کرو تو اگر سرسبز علاقہ ہو تو پھر درمیان میں وقتاً فوقتاً وقفہ کرلو تاکہ جانور اپنی خوراک کھالے اگر خشک سالی ہو تو پھر تیز چلو تاکہ منزل پر پہنچ کر جانور کو آرام کا موقع ملے اور پھر جب منزل پر پہنچو تو پہلے جانوروں کے کھانے پینے کا انتظام کرو، پھر اپنا کام کرو۔

شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ اور بلی کی خیرخواہی

شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ اذان ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے۔ ایک دفعہ کسی سبب سے کرتہ اتارا ہوا تھا اور خود کسی کام میں مشغول تھے ایک بلی آکر کرتے پر لیٹ گئی اور اس کو نیند آگئی۔ ادھر اذان ہوگئی حضرت نماز کو جانے کیلئے متفکر ہوئے نہ جماعت میں تاخیر کرسکیں نہ بلی کی نیند خراب کرنا مناسب سمجھا۔ آخر کار قینچی لے کر بلی کے اِدھر اُدھر سے کرتہ کاٹ دیا اور کرتہ پہن کر مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے واپس آئے تو بلی جاچکی تھی پڑے ہوئے ٹکڑوں کو کرتہ کے ساتھ سی لیا یہ تھے اللہ والے جو جانوروں کے حقوق ادا کرتے......

ایک دفعہ مچھر ان کو کاٹ رہا تھا اور ان کا خون پی رہا تھا ایک شخص نے ہٹانے کا قصد کیا فرمایا چھوڑو بیچارا بھوکا ہوگا...... کتنا خون پی لے گا۔

بلی کے بچے کی دعا سے مغفرت ہو جانا

ایک بزرگ سردی کے زمانہ میں رات کے وقت سفر کر رہے تھے، راستے میں ایک بلی کا بچہ دیکھا جو سردی سے ٹھٹھر رہا تھا، بزرگ کو اس پر رحم آیا اور گود میں اٹھا کر گھر لائے اور لحاف میں اسے چھپا لیا...... جب بزرگ کا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ اس نے کہا صرف ایمان ہی ہے ورنہ تو میرے اعمال ایسے نہیں کہ آپ کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے ایک رات ایک بلی کے بچے کو جو سردی میں مر رہا تھا اپنے لحاف میں سلایا تھا، تو اس بلی کے بچے نے تمہارے حق میں دعا کی تھی جو ہم نے قبول کی، جاؤ! اس بلی کے بچے کی دعا پر تم کو ہم نے بخش دیا۔

ہرنی سے حسن سلوک اور اسکی دعا

روایت ہے کہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ ایک مرتبہ جنگل میں رونق افروز تھے ایک ہرنی آئی اور زمین پر لیٹ کر فریاد کرنے لگی، لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا چاہتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قریشی اس کا بچہ پکڑ کر لے گیا ہے اسی کی یہ فریاد کر رہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس قریشی کو اس کے بچے کے ساتھ بلوایا اور اس سے فرمایا کہ اے شخص اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچے ظلم اور قید سے محفوظ رہیں تو، تو اس کے بچے کو چھوڑ دے۔ چنانچہ اس نے بچہ کو چھوڑ دیا۔ ہرنی بچہ پا کر کچھ بولی اور چلی گئی۔ لوگوں نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا کہتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کہتی ہے " جزاك الله في الدارين خيرا "

ہرنی پر رحم کرنے سے بادشاہی ملی

تاریخ دولت ناصری میں لکھا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں امیر ناصر الدین سبکتگین ایک غلام تھا اور نیشا پور میں اس کا قیام تھا۔ صرف ایک گھوڑا اس کے پاس تھا جس پر سوار ہو کر جنگلوں میں شکار کی تلاش میں گھوما کرتا تھا۔ ایک دن شکار کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ دور سے ایک ہرنی نظر آئی جو بچے کو ساتھ لئے چرنے میں مشغول تھی اسے دیکھ کر اس نے گھوڑے کو ایڑھی لگائی اور بچہ پکڑ کر شہر کی طرف چل پڑا شہر کے قریب پہنچ کر اس نے جنگل کی طرف مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ بے چاری مامتا کی ماری ہرنی اپنے بچے کے پیچھے چلی آ رہی تھی امیر سبکتگین کو یہ دیکھ کر ترس آ گیا سوچا میرا تو اتنے سے بچے کے گوشت سے گزر نہ ہو گا البتہ اس کی ماں اس کے صدمے سے نڈھال ہو جائے گی اس لئے بہتر ہے کہ بچے کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ بچے کے پاؤں کھول کر اسے آزاد کر دیا۔ بچہ اچھلتا کودتا اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور پھر دونوں جنگل کی طرف چلے گئے واپسی پر ہرنی مڑ مڑ کر امیر سبکتگین کی طرف دیکھتی اور آنکھوں میں رحم دل شکاری کا شکریہ ادا کرتی جاتی تھی۔

اس رات سبکتگین نے خواب دیکھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ”سبکتگین اس کمزور ہرنی پر رحم کر کے تو نے ہمارا دل خوش کر دیا تو ایک دن بہت بڑا بادشاہ بنے گا جب بادشاہ بنے تو خدا تعالیٰ کے بندوں پر ایسی ہی شفقت کرنا تا کہ تیری سلطنت کو قیام و دوام حاصل ہو“۔ اس دن کے بعد سے سبکتگین اس خواب کو سچا کر دکھانے کی کوشش کرنے لگا اور آخر کار ایک دن بہت بڑا بادشاہ بن گیا۔

جانور پالنے کے (12) آداب

(1)...... بلاوجہ جانوروں کو مارنا خلاف سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب)۔ (2)...... جانوروں کا پورا دودھ نہ نکالا جائے تا کہ اس کے بچے وغیرہ بھی پی سکیں۔ (3)...... جانوروں کی خدمت پر بھی ثواب ہے۔ (بخاری)۔ (4)...... چار جانوروں کو مارنا منع ہے۔ چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور گوریا۔ (ابن ماجہ)۔ (5)...... مینڈک کو مارنا منع ہے۔ (ابوداؤد)۔ (6)...... موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے۔ (مجمع)۔ (7)...... جن جانوروں سے کوئی خاص غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے خصوصاً بچوں کو نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔ (8)...... جو جانور نفع کے قابل ہیں ان کو بلا ضرورت محض مشغلہ کے طور پر قتل نہ کرے۔ (9)...... جو جانور اپنے کام کے ہیں ان کے کھانے پینے اور راحت وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے (10)...... ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لیں۔ (11)...... ان کو حد سے زیادہ مارے نہیں۔ (12) جس جانور کو ذبح کرنا ہو یا اس کے موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو جلدی سے کام تمام کر دے اس کو تڑپائے نہیں، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

ذیل میں جانوروں کے چند حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے مذہب اسلام کی جامعیت کا اندازہ ہوگا۔

(1)...... جانوروں کو ذبح ہوتے ہوئے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنا نظر آتا ہے۔ حکم یہ ہے کہ جانوروں کو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے کیونکہ اس سے جانوروں کو تکلیف نہیں ہوتی۔ (2)...... کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے، اس طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا یہ سب مکروہ ہے۔ بعض لوگ ذبح کرتے وقت گردن توڑ دیتے ہیں اس سے جانور کو زائد تکلیف ہوتی ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (3)...... ذبح سے قبل جانور کو پانی دکھانا ضروری ہے تا کہ اگر وہ پیاسا ہو تو پانی پی لے۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں، اسی طرح چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کریں۔ (بدائع)۔ (4)...... کسی جانور کو اس طرح کس کر باندھنا کہ جس سے اٹھتے بیٹھتے اس کا گلا گھٹے درست نہیں۔ اسی طرح ''ردالمختار'' میں ہے کہ جو بلی ایذا پہنچائے اس کو بھی ضرب شدید نہ پہنچائی جائے۔ (5)...... جانور سے بوجھ کا کام لینا جائز ہے۔ درمختار میں بیل اور گدھے سے کام لینے میں یہ شرط لگائی ہے کہ بغیر مشقت اور مارنے کے کام لیوے اور مزید یہ لکھا ہے کہ جانور پر ظلم کرنا ذمی (ماتحت کافر) پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمانوں پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ ردالمختار میں ہے اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ رکھے اور اس کے منہ پر اور اس کے سر پر نہ مارے۔ محض تیز دوڑانے کیلئے جانوروں کو مارنا ہرگز جائز نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اے لوگو! اطمینان سے کام لو کیونکہ ''سواری'' کا دوڑانا نیکی نہیں۔ (بخاری)۔ (6)...... اللہ نے جس جانور کو جس مقصد کیلئے بنایا ہے اس کو اسی میں استعمال کرنا چاہیے، لہٰذا اگر کوئی بکری پر سوار ہونے لگے تو یہ فعل غلط اور بے جا ہوگا۔ (7)...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے (ترمذی)۔ (8)...... حدیث شریف میں ہے جانوروں کو برا کہنے کی ممانعت ہے (ابوداؤد)۔ (10)...... آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانور کی خدمت میں اجر ہے۔ (11)...... حرام یا نجس اشیاء جانور کو کھلانا بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر جانور خود کھالے تو روکنا بھی ضروری نہیں۔ (12)...... پرندوں کو گھونسلوں سے اوران کے رہنے کی جگہوں سے ہٹانا اوراڑانا درست نہیں ہے۔ (حقوق البہائم)

دس جنتی جانور

(1)...... براق: جس پر انبیاء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کی۔ (2)...... ناقة الصالح: وہ اونٹنی جو پتھر سے نکلی تھی، حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھی۔ (3)...... حمار عزیر: حضرت عزیر علیہ السلام جس پر سوار تھے۔ (4)...... عجل خلیل علیہ السلام: وہ بچھڑا جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھون تل کر فرشتوں کی مہمانی کے لئے لائے تھے۔ (5)...... کبش اسماعیل: وہ مینڈھا جو اللہ نے جنت سے بھیجا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے بدلے میں۔ (6)...... ھد ھد سلیمان علیہ السلام: وہ ہدہد کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو وہ غیر حاضر تھا جب وہ آیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں تھا کہنے لگا احطت بمالم تحط بہ میں وہ خبر لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں۔ (7)...... نملة سلیمان علیہ السلام: وہ چیونٹی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام لشکر کے ساتھ آرہے تھے تو کہنے لگی ”یاایھا النمل ادخلوا مساکنکم“ اے چیونٹیو اپنے سوراخوں میں داخل ہوجاؤ۔ (8)...... کلب اھل الکھف: اصحاب کہف کا کتا جس نے ان کا احترام کیا۔ (9)...... حوت یونس علیہ السلام: وہ مچھلی جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے۔ (10)...... بقرة بنی اسرائیل: وہ گائے جس کو بنی اسرائیل نے سوالات وجوابات کے بعد ذبح کیا۔

ادنیٰ مخلوق کی اعلیٰ صفات

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: کتے کے اندر دس صفات ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک صفت بھی انسان کے اندر پیدا ہوجائے تو وہ ولی اللہ بن جائے۔

(1)...... کتے کے اندر قناعت ہوتی ہے جو مل جائے یہ اسی پر قناعت کرلیتا ہے، راضی ہوجاتا ہے یہ قانعین یا صابرین کی علامت ہے۔ (2)...... کتا اکثر بھوکا رہتا ہے، یہ صالحین کی نشانی ہے۔ (3)...... کوئی دوسرا کتا اس پر زور کی وجہ سے غالب آجائے تو یہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے یہ راضیین کی علامت ہے۔ (4)...... اس کا مالک اسے مارے بھی سہی تو یہ اپنے مالک کو چھوڑ کر نہیں جاتا یہ صادقین کی نشانی ہے۔ (5)...... اگر اسکا مالک بیٹھا کھانا کھا رہا ہو تو یہ باوجود طاقت اور قوت کے اس سے کھانا نہیں چھینتا دور سے ہی بیٹھ کر دیکھتا رہتا ہے یہ مسکین کی علامت ہے۔ (6)...... جب مالک اپنے گھر میں ہو تو یہ دور جوتے کے پاس بیٹھ جاتا ہے ادنیٰ جگہ پر راضی ہوجاتا ہے یہ متواضعین کی علامت ہے۔ (7)...... اگر اس کا مالک اسے مارے اور یہ تھوڑی دیر کیلئے چلا جائے اور پھر مالک دوبارہ اسے ٹکڑا ڈال دے تو دوبارہ آکر کھالیتا ہے اس سے ناراض نہیں ہوتا یہ خاشعین کی علامت ہے۔ (8)...... دنیا میں رہنے کیلئے اس کا اپنا کوئی گھر نہیں ہوتا یہ متوکلین کی علامت ہے۔ (9)...... رات کو

یہ بہت کم سوتا ہے یہ محبین کی علامت ہے۔ (10)...... جب مرتا ہے تو اس کی کوئی میراث نہیں ہوتی یہ زاہدین کی علامت ہے، غور کریں کیا ان صفات میں سے کوئی صفت ہم میں بھی موجود ہے۔

☆......☆......☆

خادموں کے ساتھ حسن سلوک کے (5) آداب

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کا غلام سے حسن سلوک

ایک دن حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان سے کہہ رہے تھے کہ آؤ اس چیز کا عہد کریں اور ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر وعدہ کریں کہ قیامت کے روز ہم میں سے جو کوئی نجات پائے وہ باقی سب کی شفاعت کرے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے اس لئے کہ آپ کے نانا جان تو خود تمام مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے اعمال کے ساتھ قیامت کے دن اپنے نانا جان کے سامنے جا کر ان سے آنکھیں چار کرسکوں۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ کا خادم سے درگزر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو کسی نے چین کا بنا ہوا عمدہ قسم کا آئینہ دیا۔ ایک دن خادم سے منگوایا لیکن لاتے ہوئے خادم کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا اور ٹوٹ گیا۔ خادم نے آ کر عرض کیا کہ ”از قضا آئینہ چینی شکست“ (قضائے الٰہی سے وہ چینی آئینہ ٹوٹ گے) آپ نے فوراً فرمایا: ”خوب شد سامان خود بینی شکست“ (اچھا ہوا کہ اپنے آپکو دیکھنے کی چیز ٹوٹ گئی)۔ مطلب یہ تھا کہ جس چیز کے ذریعے اپنے آپ پر اور اپنے کمالات پر نظر پڑتی تھی اور خود پسندی پیدا ہونے کا خطرہ تھا اچھا ہوا کہ وہ ٹوٹ گئی۔

(1)...... خادم اور نوکروں کے ساتھ درگزر کرنا سنت ہے۔ (دلائل)۔ (2)...... خادموں اور نوکروں کے کام میں ہاتھ بٹانا سنت ہے۔ (ادب مفرد)۔ (3)...... خادموں کی ضرورت پوچھنا سنت ہے۔ (فیض القدیر)۔ (4)...... خادم کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا سنت ہے۔ (ادب مفرد)

☆......☆......☆

مالک و مزدور کے (4) آداب

(1)...... بعض لوگ مزدور سے مزدوری کرانے کے بعد اس کی اجرت نہیں دیتے اگر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ مزدور سے مزدوری ٹھہرا کر کام لینا چاہیے اور جو مزدوری ٹھہر جائے وہی ادا کرنی چاہیے۔ جو مزدوری ٹھہرائی گئی تھی اس سے کم دی گئی اور مزدور مجبوراً لے کر چلا گیا تو پھر ان پیسوں کے عوض میں کام کرانے والے کی چھ سو نمازیں مزدور کو دلوا دی جائیں گی۔

(2)......اگر مزدوری بلا طے کیے کم پر لگا دیا تو پھر اس کی مزدوری وہی دینی پڑے گی جو اس علاقہ میں اس جیسے کام کی دی جاتی ہے۔ (3)......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مزدور کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔ (4) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کروں گا ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

☆......☆......☆

نصیحت کرنے کے بہترین آداب

ہمیں زندگی میں کئی ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن میں ہمیں لازماً نصیحت کرنی پڑتی ہے......

(1)......نصیحت کے اچھے طریقے بھی ہیں اور برے طریقے بھی...... بیٹا کبھی والدہ سے نصیحت قبول کرتا ہے اور والد کی بات نہیں مانتا اور کبھی اس کے برعکس بھی معاملہ ہو جاتا ہے...... ایسے ہی شاگرد کبھی کسی استاد سے نصیحت قبول کرتا ہے اور کبھی استاد کی بات نہیں مانتا...... اگر آپ نصیحت مشورہ کے طور پر پیش کر سکتے ہیں تو ایسے ہی کریں...... مثال کے طور پر آپ کے گھر والوں نے آپ کے سامنے کھانا لا کر رکھا...... اب بیوی نے تو اپنی طرف سے بہت اچھا کر کے کھانا پکایا ہے مگر غلطی سے اس میں نمک تیز ہو گیا...... آپ بیوی کو اس طرح نہ کہیں اف اف یہ کیسا کھانا ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ تم نے نمک کی پوری ڈبی کھانے میں انڈیل دی ہے...... نہیں بلکہ آپ کہیں کھانا تو بہت اچھا ہے مگر تم نمک کم ڈال دیتی تو اور بھی اچھا بن جاتا۔

(2)......اگر آپ اپنے بیٹے کو دیکھیں کہ کپڑے میلے کیے ہوئے ہے تو آپ نصیحت کو مشورہ کے طور پر پیش کریں ......کیونکہ آج کے لوگ اچھا نہیں سمجھتے کہ آپ ان پر حکم چلائیں...... اگر سکول میں شاگرد ہمیشہ تاخیر سے آتا ہے تو آپ اس سے کہیں اگر تم سکول میں آنے میں دیر نہ کرتے تو اچھا ہوتا...... ایسا رویہ استعمال کریں۔

مثلاً میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ ایسا کر لیں، یا میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ یہ الفاظ ان الفاظ سے اچھے ہیں کہ آپ کہیں بدتمیز تجھے کتنی بار سمجھایا ہے مگر تمہیں سمجھ نہیں آتی...... کب تک تمہیں سمجھاتے رہیں......

آپ کو پتہ ہے کہ ایسا برتاؤ کرنا کیوں درست نہیں کیونکہ اصل مقصد غلطی کی اصلاح کرنا ہے...... یہ مقصد نہیں کہ مخاطب کو ذلیل کرنا یا اس سے انتقام لینا...... لوگ اچھا نہیں سمجھتے کہ آپ ان پر حکم چلائیں......

☆......سیرۃ طیبہ کا مطالعہ ہمیں یہی طریقہ بتاتا ہے...... ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو تہجد پڑھنے کی نصیحت کرنا چاہتے تھے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ نہیں فرمایا کہ اے عبداللہ! نماز تہجد پڑھو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کو مشورہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا اگر عبداللہ تہجد پڑھتا تو کتنا اچھا ہوتا......

☆......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ہاں ایک آدمی کو چھینک آئی اور انھوں نے الحمدللہ نہ کہا...... حضرت عبداللہ رحمہ اللہ نے اس آدمی سے فرمایا، چھینک کے بعد کیا کہتے ہیں؟ اس آدمی نے کہا ''الحمدللہ'' آپ نے فرمایا ''یرحمک اللہ''۔

☆......ایک شخص دکاندار سے ایک کتاب لے گیا...... کچھ دنوں بعد جب کتاب واپس لایا تو اس پر کچھ چکنائی لگی ہوئی تھی...... معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کتاب کی حفاظت نہیں کی...... بہرحال دکاندار نے خاموشی اختیار کی اور اس کو کچھ نہ کہا...... کچھ دنوں بعد وہ دوبارہ کتاب لینے آیا تو دکاندار نے اس کو کتاب پلیٹ میں رکھ کر دی...... اس شخص نے کہا: مجھے کتاب چاہیے میں اس پلیٹ کو کہاں لے جاؤں؟ دکاندار نے کہا: کتاب تو پڑھنے کے لئے اور پلیٹ کھانا ڈالنے کیلئے ہے...... یہ شخص کتاب لے کر چلا گیا اور اسے سمجھ آ گئی کہ پلیٹ کا کیا مقصد ہوتا ہے۔

(3)...... کتنا اچھا ہوگا کہ ہم نصیحت کرنے والے بن جائیں اور نصیحت میں اچھے رویے اپنائیں...... مشورہ میں خوش طبعی ہو کسی کی ملامت نہ ہو...... لوگوں پر اچھا گمان رکھو......

(4)...... دوسروں کو اس طرح نصیحت نہ کرو جیسا کہ وہ غلطی سے کافر ہو گئے ہوں...... بلکہ یہ سمجھئے کہ انہوں نے یہ غلطی جان بوجھ کر نہیں کی...... دھیان کیجئے کہ نصیحت کے درمیان اپنی تعریف نہ کریں کیونکہ اس سے مخاطب یہ سمجھتا ہے کہ اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی پر بٹھا کر مجھے دھکا دیا جا رہا ہے...... اس بات کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا......

☆......بعض والدین جب اولاد کو نصیحت کرتے ہیں تو اپنی تعریف کرتے ہیں کہ میں ایسا تھا میں ویسا تھا...... اگر نصیحت میں کسی مثال کو پیش کرنے کی ضرورت بھی ہو تو اپنے علاوہ دوسروں کی مثال دیں...... تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور ان کی توہین کر رہے ہو......

☆......☆......☆

چھینک اور جمائی کے آداب

چھینک کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ (1)...... چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا سنت ہے۔ (مسند احمد)۔ (2)...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہُ پڑھنا سنت ہے۔ (ادب مفرد)۔ (3)...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہنے پر جواب دینا خلاف سنت ہے۔ (مسلم)۔ (4)...... بار بار چھینک کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیتے۔ (مسلم)۔ (5)...... چھینک آتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینا سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (6)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں زور کی آواز پسند نہ فرماتے تھے۔ (بیہقی)۔ (7)...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے جس نے چھینک کا جواب سن کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ'' کہا تا قیامت کان اور دانت کا درد نہ ہوگا۔ (ادب مفرد)۔ (8)...... جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)۔ (9)...... حتیٰ الامکان جمائی دور کرنا سنت ہے۔ (بخاری)

نام رکھنے کے آداب

(1)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام اور اچھی کنیت پسند فرماتے۔ (ادب مفرد)۔ (2)...... خدا کے نزدیک

سب سے پسندیدہ نام عبداللہ، عبدالرحمٰن ہے۔ (ابوداؤد)۔ (3)......نام کسی عالم اور بڑے بزرگ سے رکھوانا سنت ہے۔ (سبل)۔ (4)...... برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدلنا سنت ہے۔ (ترمذی)۔ (5)......حضرات انبیاء علیہ السلام کے نام پر نام رکھنا سنت ہے۔ (ادب مفرد)۔ (6)......جس سے خود کی تعریف ظاہر ہو وہ نام رکھنا خلاف سنت ہے۔ (ادب مفرد)۔ (7)......بادشاہوں کے نام پر نام رکھنا خلاف سنت ہے۔ (مطالب عالیہ)

☆......☆......☆

حقوق العباد کی کوتاہی کا وبال

سلطان محمود غزنوی نے ایک شخص کے چابک مارا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ سامنے جنت ہے ایک عالی شان مکان ہے اور باہر کھونٹی پر وہی چابک لٹک رہا ہے۔ پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے؟ کہا گیا کہ محمود کا مکان ہے سلطان نے اس میں جانے کا ارادہ کیا، حکم ہوا کہ جب تک یہ چابک تمہاری کمر پر نہ لگے گا تم اس میں نہیں جاسکتے۔ خوف زدہ ہوکر آنکھ کھل گئی اور اس شخص کو بلایا اور وہی چابک منگوایا اور اس سے کہا تم میرے چابک مارو، بھلا اس کی کیسے ہمت ہوسکتی تھی۔ غرض اس کو انعام و اکرام دے کر راضی کیا۔ دیکھو اللہ والو! اہل حقوق کے حق ادا کردو ورنہ وہاں آخرت میں ادا کرنے پڑیں گے۔

رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے: ☆......اپنے محارم (یعنی سگے رشتہ دار) اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق ان کی خبر گیری اولاد کی طرح ضروری ہے۔ اور غیر محرم (یعنی جو سگے نہیں) کا نان نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔ کبھی کبھی ان سے ملتے رہو اور خبر گیری کرتے رہو۔ ☆......ان سے رشتہ و تعلق ختم نہ کرے بلکہ کسی قدر ان سے تکلیف بھی پہنچے تو صبر کرنا افضل ہے۔

سسرالی رشتہ داروں کے آداب

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کو بھی ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر، سالے، بہنوئی، داماد، بہو اور بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لیے ان لوگوں کے ساتھ احسان و اخلاق کی رعایت کسی قدر خصوصیت کے ساتھ اوروں سے زیادہ رکھنا چاہیے۔

☆......☆......☆

یتیموں و کمزوروں کے (4) آداب

یتیم کی خیر خواہی اور خبر گیری بہت ہی بڑی سعادت کی بات ہے اس کی بہت ہی زیادہ فضیلت ہے۔ ان کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔ (1)......ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔ (2)......ان لوگوں کا کام خود کر دینا۔ (3)......ان کی دل جوئی اور تسلی کرنا۔ (4)......ان کے حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔

جنت میں نبی کریم ﷺ کا پڑوس

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کسی یتیم بچے (لڑکے یا لڑکی) کے سر پر (پیار و محبت اور شفقت کے ساتھ) ہاتھ پھیرتا ہے اس کیلئے ہر بال کے عوض میں جس پر اس کا ہاتھ لگا ہے نیکیاں لکھی جاتی ہے۔ نیز جو شخص اس یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ جو اس کی پرورش و تربیت میں ہو، اچھا سلوک کرتا ہے وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا (یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھایا) کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص جنت میں ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ (احمد، ترمذی)

جب ایک شرابی نے یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو رات کو خواب میں اسے قیامت کا منظر دیکھایا گیا اس یتیم کو لایا گیا یتیم کی سفارش کی بناء پر شرابی کو جنتی قرار دے دیا گیا۔

یتیم کی دلجوہی سے انوارات کا نزول

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ عید کا روز ہے اور آپ کھجوریں چن رہے ہیں پوچھا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہے میں نے اسے روتا ہوا دیکھا اور جب اس سے میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا آج عید کا روز ہے سب لڑکوں نے نئے نئے کپڑے پہنے ہیں میں یتیم ہوں۔ اس لئے میں کھجوریں چن رہا ہوں کہ انہیں فروخت کر کے اس کیلئے اخروٹ خریدوں تا کہ یہ ان سے بہلے اور اپنا غم بھول جائے۔ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لڑکا تو خوش ہو گیا اور میرے قلب میں اس فعل وامر سے ایک ایسا نور پیدا ہو گیا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔ (مدارج السالکین)

اولیاء کی زندہ دلی اور سخاوت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو گھر والوں سے فرمایا کہ ”مچھلی کھانے کو دل چاہ رہا ہے“ گھر والوں نے مچھلی حاصل کی اور انکی بیوی نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے شوہر کے لیے تیار کر کے دستر خوان پر بیٹھے اور کھانے کا ارادہ کیا تو ایک مسکین آ پہنچا اور سوال کرنے لگا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مچھلی اس مسکین کو دے دو گھر والوں نے عرض کیا یہ تو ہم نے آپ کی فرمائش پر بنائی ہے ہم اس کو اور کچھ دے دیتے ہیں۔

فرمایا نہیں یہی مچھلی اس کو دے دو کیونکہ مجھے یہ پسند ہے اور اس کی رغبت محسوس کر رہا ہوں۔ (مختصر منہاج القاصدین)

☆......☆......☆

عام مسلمان بھائیوں کے آداب

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے ثابت بنانی رحمہ اللہ سے کہا کہ فلاں حاجت مند شخص کی حاجت پوری کرو اور جا کر اس کی مدد کرو۔ انہوں نے جواب دیا میں تو نفلی اعتکاف میں ہوں، نہیں جا سکتا۔ حضرت حسن بصری رحمہ

اللہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا ”ثابت ! اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا اور اس کی حاجت پوری کر دینا کئی نفلی حج کرنے سے بہتر ہے۔“ ابن علان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی ہر طرح سے مدد و نصرت کرے خواہ علمی مدد ہو یا مالی، خود مدد کرے یا راہنمائی کرے، سفارش کرے یا پیٹھ پیچھے اس کیلئے دعا کرے۔ یعنی ہر صورت میں اس کی مدد اور نفع رسانی کی کوشش کرے۔ (دلیل الصالحین)

اسلام ایک ایسا نظام زندگی ہے جو ہر ہر قدم پر ہماری راہنمائی کرتا ہے اور ہمیں امن و سلامتی اور عافیت کا درس دیتا ہے۔

اسلام ہمیں ایسے اصول اور ضوابط سکھاتا ہے کہ اگر ہم صحیح معنوں میں ان اصولوں پر عمل کریں تو تب ہی ایک پر سکون اور امن و عافیت والی زندگی گزار سکتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی ہم جنتی زندگی کا کچھ ذائقہ چکھ سکتے ہیں۔ اس فتنہ و فساد کے دور میں ہمیں ایک پر امن اور پر سکون معاشرہ کی ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ معاشرہ افراد سے مل کر بنتا ہے اور یہ پر امن پر سکون معاشرہ تب ہی میسر آ سکتا ہے جب ہر فرد ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھے، جب ہر فرد ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھے گا تو معاشرہ خود بخود پر امن ہو جائے گا اور یوں ایک امن کی فضا قائم ہو جائے گی۔

علامہ اصبہانی رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جس میں مسلمانوں کے ایک دوسروں پر حقوق کا تفصیلی ذکر ہے۔ (1)...... اپنے مسلمان بھائی کی لغزش معاف کرے۔ (2)...... اسکے رونے پر رحم کرے۔ (3)...... اس کے عیب کو چھپائے۔ (4)...... اس کے عذر کو قبول کرے۔ (5)...... اس کی تکلیف کو دور کرے۔ (6)...... ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔ (7)...... اس کی حفاظت اور اس سے محبت کرے۔ (8)...... اس کی رعایت کرے۔ (9)...... بیمار ہو تو عیادت کرے۔ (10)...... فوت ہو جائے تو جنازہ پر حاضر ہو۔ (11)...... اس کی دعوت قبول کرے۔ (12)...... اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (13)...... اس کے احسان کا بدلہ دے۔ (14)...... اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (15)...... ضرورت پر اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ (16)...... ضرورت پر اس کی نصرت و مدد کرے۔ (17)...... اس کی درخواست کو سنے۔ (18)...... اس کی نیک سفارش قبول کرے۔ (19)...... اس کی حاجت پوری کرے۔ (20)...... اس کی مراد سے ناامید نہ کرے۔ (21)...... وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہے۔ (22)...... اس کی گم شدہ چیز اس تک پہنچائے۔ (23)...... اس کے سلام کا جواب دے۔ (24)...... نرمی و خوش خلقی سے گفتگو کرے۔ (25)...... اس کے ساتھ احسان کرے۔ (26)...... اگر وہ اس کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اس کے اعتماد کو پورا کرے۔ (27)...... اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو تو روک دے۔ (28)...... اس کے ساتھ دشمنی نہ کرے۔ (29)...... اس کو رسوا نہ کرے۔ (30)...... جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی کرے۔ (31)...... ملاقات کے وقت سلام کرے، ہو سکے تو مصافحہ بھی کرے۔ (32)...... اگر کوئی رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے۔ (33)...... بدگمانی نہ کرے۔ (34)...... اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ (35)...... امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کی تاکید اور گناہ سے منع کرے) (36)...... چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کرے۔ (37) ......

دو مسلمانوں کا جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دے۔ (38)...... کسی کی غیبت نہ کرے۔ (39)...... کسی کے مال و آبرو کو نقصان نہ پہنچائے۔ (40)...... تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں دو آدمی تنہا بات نہ کریں۔ (41)...... کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ (ترغیب و ترہیب) یہ وہ حقوق ہیں کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ان حقوق کا خیال رکھے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی پرسکون اور جنت کا نمونہ بن جائے گی۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد   کسے را با کسے کارے نہ باشد

جنت تو وہ جگہ ہے کہ جہاں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، کسی کو کسی سے معاملہ نہیں ہوتا ہے ہر ایک امن میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام باہمی حقوق کو بھی ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

معاملات کی اہمیت

معاملات کا تعلق دراصل ہماری زندگی کی تمام ضرورتوں اور خواہشوں سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ دیگر عبادت کی طرح معاملات کے بارے میں احکام دے کر ہمارے لیے ان کو بھی ثواب کا اور اپنی رضا اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔

☆...... ہر مسلمان کو عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے احکام معلوم کرنا ضروری ہیں ایسے ہی معاملات کے احکام معلوم کرنا بہت ضروری ہیں تا کہ آمدنی حرام نہ ہو جائے۔ پیٹ میں حلال غذا جائے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہر معاملہ میں شریعت کے احکام معلوم کرے۔

اگر کوئی شخص ملازمت یا تجارت یا اور کوئی کام کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ دیانتداری سے کرے خصوصاً دفتر کی چیزوں کاغذ، پنسل، سیاہی، یا ٹیلیفون ذاتی کام کیلئے استعمال نہ کریں۔ ایسے ہی دفتر کی بجلی کا بھی بے جا استعمال ہے، مقامی بسوں میں ٹکٹ نہ لینا، چونگی اور ٹیکس بچانے کیلئے ناجائز طریقے اختیار کرنا، اس قسم کی نادرست باتوں سے بھی بچنا ضروری ہے یہ بھی معاملہ میں داخل ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ایمان اور ہماری زندگی اس وقت تک کامل اور اسلامی زندگی نہیں بن سکتی جب تک کہ اپنے معاملات کو درست نہ کریں۔

☆......☆......☆

قرض کے آداب

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا ہو تو اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا۔ جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ ایک دینار دس درہم کی قیمت کا ہوتا ہے اور ایک درہم

ساڑھے چار ماشہ چاندی کا ہوتا ہے نیز ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''قرض دو طرح کا ہوتا ہے جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار رہوں اور جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا نہ کرنے کی ہو تو اس شخص کی نیکیوں سے لے لیا جائے گا اور اس روز دینار، درہم کچھ نہ ہوگا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا قرض خواہ سے حسن سلوک

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ اپنا چشم دیدہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا، اتنے میں دور سے آتے ہوئے شخص نے ہمیں دیکھ کر راستہ بدل دیا اور ایک دوسری گلی میں مڑ گیا۔

شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسی شخص کو خطاب کر کے پکار رہے ہیں: جس راستے پر تم آ رہے تھے، اسی پر چلے آؤ بھائی! دوسری راہ تم نے کیوں اختیار کی؟ راہ گیر ٹھہر گیا۔ ہم قریب پہنچے تو دیکھا کہ بے چارہ کچھ کچھ شرمایا سا کھڑا ہوا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اپنی راہ کیوں بدل لی؟ راہ گیر نے عرض کی حضرت! دس ہزار کی رقم آپ کی مجھ پر باقی ہے ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی ہے، آپ کو دیکھ کر سخت ندامت ہوئی، نظر برابر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لئے دوسری گلی کی طرف مڑ گیا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا سبحان اللہ! بس اتنی سی بات کیلئے تم نے مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیا اور مجھ سے چھپنے کی کوشش کی۔ صرف یہ نہیں بلکہ امام صاحب نے یہ ساری رقم اپنی طرف سے تمہیں ہدیہ کر دی ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا۔ شقیق رحمہ اللہ راوی ہیں کہ اس پر مستزاد یہ کہ امام صاحب اپنے قرض دار سے معافی مانگ رہے تھے، بھائی! مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں ندامت یا دہشت کی جو کیفیت پیدا ہوئی خدا کیلئے معاف کر دو۔

وصولی قرض میں نرمی بخشش کا سبب بن گئی

کسی گناہ کو صغیرہ سمجھ کر اس کے ارتکاب کی جرأت کرنا نادانی ہے اور کسی نیکی کو چھوٹا خیال کر کے اس کی پرواہ نہ کرنا بھی حماقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی صغیرہ گناہ میں غضب خدا تعالیٰ چھپا ہو اور اسی چھوٹی سی نیکی میں رضائے خدا تعالیٰ پوشیدہ ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے اگلی امتوں میں سے ایک شخص سے اس کے مرنے کے بعد پوچھا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ فرشتوں نے کہا یاد کر شاید کوئی نیک کام کیا ہو (اس کو اپنا ایک نیک عمل یاد آ گیا اور) کہا کہ میں (دولتمند تھا) لوگوں کو قرضے دیتا تھا۔ پھر (معیاد کے اختتام پر) اپنے ملازموں کو (وصولی کے وقت) تاکید کرتا تھا کہ تنگدست کو مہلت دیا کرو اور آسودہ حال سے نرم برتاؤ کیا کرو۔ (پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدا آئی (اے فرشتو!) تم بھی میرے بندے سے درگزر کر دو۔

اندازہ کریں، مقروض کو مہلت دینے سے اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوئے کہ اس شخص کو بخشش دیا حالانکہ اس عمل کے علاوہ اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا۔

☆……☆……☆

معاشرت مقام معرفت کیلئے بہت ضروری

معاشرت کو ہم لوگوں نے دین سے بالکل خارج ہی کر دیا ہے

بس نماز روزہ کا دین نام رکھ لیا ہے حالانکہ دین اسلام میں جہاں عقائد وعبادت کی تعلیم ہے وہیں معاشرت کی بھی تعلیم ہے کہ معاشرت کیسی ہونی چاہیے۔ ایک دوسرے سے ملنے جلنے کے کیا آداب ہیں پڑوسیوں کے کیا آداب ہیں۔ مہمان کے کیا آداب ہیں وغیرہ وغیرہ معاشرت کا اصل اصول ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو دل آزاری سے بچایا جائے اوران کا حق ادا کرنے کی (شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے) ان کو خوش کرنے خوش رکھنے اوران کے حق کے مطابق ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اس معاملہ میں اسلام کی جو منشاء اور جو نقطہ نظر ہے اس کا کچھ اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جب تین آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوں تو ایک کو تنہا چھوڑ کر ان میں سے دو الگ باتیں نہ کریں (ممکن ہے کہ اس کا دل دکھے اور آزردہ ہو) بلکہ جب کوئی چوتھا آجائے جو اس کے پاس بیٹھا رہے تو یہ دونوں الگ ہو کر اپنی باتیں کر لیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ’’ایسے دو شخصوں کے درمیان (جو قصداً پاس بیٹھے ہوں) جا کر بیٹھنا حلال نہیں بدوں ان کی اجازت کے‘‘ ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کی کدورت ہو نہ کرنا چاہیے لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ دوسروں کی دل آزاری میں ہمیں لذت آتی ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس بیماری کی اصلاح فرمائے حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا اور ہماری زندگی اسلامی زندگی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اپنے معاملات اور اپنی معاشرت کو بھی درست نہ کریں۔

☆……☆……☆

سیاست بھی مقام ولایت کا ذریعہ

مسلمان جس طرح عقائد وعبادات، معاملات ومعاشرت اور اخلاق میں دین کی خدمت ونصرت اور اس کے تمام شعبوں میں اللہ اور اس کے احکام اور ان کی ہدایات پر چلنے کا مکلّف ہے ٹھیک اسی طرح وہ سیاست وحکومت میں بھی اسلام کے ان اصول اور احکام کا پابند ہے۔ جو اسلام نے اس شعبہ کے متعلق دیئے ہیں۔ سیاست وحکومت ایک حیثیت سے انسانی زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے۔ دنیا کی صلاح وفساد پر سب سے زیادہ اثر اسی کے صلح وفساد کا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت ورہنمائی سے اس اہم شعبہ کو بالکل خارج فرما دیتے اور اس کے بندے بالکل آزاد ہو جاتے کہ سیاست

حکومت کی گاڑی وہ جس طرح چاہیں چلا!ئیں نہیں نہیں بلکہ وہ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح سیاست وحکومت کے بارے میں بھی اسلام کی خاص ہدایات اور منضبط اصول واحکام کے پابند ہیں۔

☆……☆……☆

نعتیہ کلام کے آداب

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، بلکہ ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دریا موجزن نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی ہر ادا اور سنت دل کو محبوب ہوجاتی ہے۔ جو آپ کا سچا محب ہے وہ اپنے تمام کاموں میں سنت کا بڑا خواہش مند ہوتا ہے اور سنت کی پیروی میں ہماری نجات کا سامان ہے اسی سے یہ محبت کامل اور مکمل ہوتی ہے۔

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھتا ہے اور اس محبت کو کامل کرتا ہے اور کوئی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار یوں کرتا ہے کہ وہ آپ کی شان کو تقریر، نظم یا تحریر کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

خدایا! یہ عشق ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ ہمارے سینوں میں بھی پیدا فرما اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔ کیونکہ صرف محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے جان چھڑانا سچی محبت کی دلیل نہیں، محبت تو وہی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے۔ یا اللہ! محبت رسول اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما۔ آمین!

☆……☆……☆

چاند کی تاریخوں کی اہمیت اور آداب

بہت سے لوگوں کو قمری تاریخوں اور سن کا پتہ ہی نہیں ہوتا، حالانکہ شریعت میں چاند کی تاریخوں کی بہت اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے بہت سے احکام قمری تاریخوں پر رکھے ہیں اور بہت سے مسائل شمسی اعتبار سے بھی مقرر فرمائے۔ افسوس ہے کہ ہم لوگوں نے ان تاریخوں کو یاد رکھا جن کا تعلق کاروبار، ملازمت، وغیرہ کے ساتھ ہے۔ مسلمان ہوکر بھی ہم نے چاند کی تاریخوں کو یاد رکھنا تو دور کی بات ہے کبھی ان تاریخوں کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔ مکمل طور پر ایک ہی حساب کو اختیار کرلینا اور دوسرے حساب کو بالکل چھوڑ دینا درست نہیں ہے، اس لئے علماء وفقہاء لکھتے ہیں کہ قمری تاریخوں کا یاد رکھنا بھی ”فرض کفایہ“ ہے اگر ایک علاقہ کے سب لوگوں کو قمری تاریخ یاد نہیں ہوگی (جیسا کہ آج کل ایسے علاقہ بہت سے ہیں) تو علاقہ والے سب لوگ ”فرض کفایہ“ چھوڑنے کے گناہ گار ہوں گے۔ (معارف القرآن) اب غور فرمائیے کہ شریعت میں شمس وقمر (سورج اور چاند) دونوں کے حساب سے مسائل مقرر کیئے گئے ہیں لہٰذا دونوں قسم کے مہینوں کی تاریخیں معلوم ہوں۔ حدیث میں ہے کہ چاند دیکھا کرو۔ (بخاری، مسلم)

جن احکامات کا تعلق چاند کی تاریخوں سے ہے

(1)...... زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے مال پر پہلی بار سال گزرنا شرط ہے وہ چاند کے اعتبار سے ہے، شمسی سال دس دن بڑا ہوتا ہے، زکوٰۃ کے حساب کیلئے قمری تاریخ متعین کرکے ساری زندگی ہر سال بعد اسی تاریخ پر مالی حساب وکتاب کرنا ضروری ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی بے شک پہلے کر دے یا بعد میں بہر حال جمع وتفریق اسی دن کا معتبر ہوگا۔ (2)...... ماہ رمضان کا مدار چاند پر ہے۔ (3)...... عیدالفطر کا آنا بھی چاند کے لحاظ سے ہی ہوتا ہے۔ (4)...... عیدالاضحیٰ بھی چاند کے اعتبار سے ہے۔ (5)...... حج کا مدار بھی چاند کی تاریخ پر ہے۔ (6)...... عورت کی عدت کے ایام بھی چاند کی تاریخوں پر منحصر ہیں۔ (7)...... قیامت بھی چاند کی تاریخ دس محرم کو آئے گی۔ (8)...... چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کے روزوں کی بھی بہت فضیلت ہے۔ (ترمذی)۔ (9)...... ایام تشریق کا تعین بھی چاند کے لحاظ سے ہے۔ نیز شب معراج، شب برات، دس محرم ۹ یا ۱۲ ربیع الاول وغیرہ یہ سب قمری تاریخوں کے لحاظ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں چاند کی تاریخ ہمیشہ یاد رکھنے کی توفیق دے دیں۔

☆......☆......☆

جوائنٹ فیملی کیلئے (10) آداب

جوائنٹ فیملی کے گزر بسر کے لئے بڑا ظرف، بڑا حوصلہ اور خوش اخلاقی چاہیے، اس سلسلہ میں چند گزارشات ہیں لوگ انہیں اپنائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ مفید پائیں گے:

(1)...... گھر کا ایک امیر یا سربراہ طے ہو، فائنل مشورہ اسی کا چلے۔ (2)...... مقررہ امیر یا سربراہ کسی بھی فیصلہ سے پہلے بالغ افراد سے مشورہ انفرادی یا اجتماعی طور پر لے لے۔ (3)...... گھر کے تمام افراد کو بڑوں کی رائے کی نہ صرف قدر بلکہ ان کی باتوں، چاہتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ (4)...... جوائنٹ فیملی میں کبھی نہ کبھی کھڑاک ہوتا ہے۔ خصوصاً آج کل اصلاح یافتہ نہ ہونے یا دینی پہلو نہ سمجھنے کی وجہ سے ناچاقیاں بہت رہتی ہیں۔ (5)...... کسی ایک شخص کے ہاں مہمان آئے تو سب کو تعاون کرنا چاہیے، ناک، منہ چڑھا کر مہمان کو مصیبت سمجھنا یا یہ کہنا کہ میرا مہمان تو نہیں آیا، جاؤ! خود بازار سے سودا لے کر آؤ...... وغیرہ یہ نازیبا بات ہے۔ (6)...... ماہانہ یا سالانہ اگر حساب وکتاب کرتے ہوں تو کسی کو سب کے سامنے رسوا نہ کرنا چاہیے۔ (7)...... گھر کے سب کاموں کیلئے اصول مقرر کر لینے چاہئیں۔ مثلاً آج فلاں کی باری ہے پکانے کی یا لانے کی یا صفائی وغیرہ کی، ہر چیز، ہر کام کیلئے اصول مرتب ہو سکتے ہیں۔ ان سب کو مشورہ سے مرتب کیجئے پھر ان پر عمل کیجئے۔ (8)...... سب عاجزی سے رہیں، ملیں، ایک دوسرے کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھیں پھر تو فائدہ ہے ورنہ علیحدہ ہونے کی دعائیں اور کوشش شروع کر دینی چاہئیں، پھر بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکھ کر زندگی بسر کی جائے۔ (9)...... ہر گھر کی ضروریات و مصلحتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ بڑوں سے مشورہ کرکے اقدام کیا کیجئے تاکہ جھگڑے کی صورت نہ ہو اور مستقبل میں غلط فہمیاں جنم نہ لیں۔ (10)...... ایک دوسرے کی راحت کا ہمیشہ خیال رکھیے، دکھ، سکھ، عیادت، تعزیت، خوشی، غمی، سفر

،حضر ،میل ملاقات وغیرہ میں سب کی رعایت برتئے اور خودغرضی سے ہمیشہ بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب اہل حقوق کے صحیح حق ادا کرنے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

☆......☆......☆

دو نہایت اہم کام

دو اہم کاموں میں احتیاط طالب معرفت کیلئے بہت ضروری ہے۔ آج کل کے دور میں ہمیں تین کاموں میں احتیاط کرنی چاہیے۔ (1)......موبائل کا استعمال :موجودہ دور میں جہاں تک موبائل کا ضروریات میں داخل ہونا ہے اس سے انکار نہیں مگر اس کو اپنے اوپر اس طرح مسلط کر لینا ہر وقت موبائل میں ہی مصروف رہے کسی بھی طرح درست نہیں۔ اگر معاشرہ کی طرف دیکھا جائے تو آپ کو نظر آئے گا کہ کسی کو ایس ایم ایس کا بخار ہے تو کسی کو نائٹ پیکیج کا ہیضہ ہے اور کوئی اپنے موبائل کو استعمال کر کے دوست واحباب پر ''مس کال'' کی بمباری میں مصروف ہے۔ قیامت تو یہ ہے کہ اب مساجد، درس گاہیں بھی اس سے محفوظ نہیں رہے، اسی موبائل کی رنگین دنیا میں گم ہو کر اولاد بھی ماں باپ کے احترام سے خالی ہوتی جارہی ہے۔ بہر حال موبائل ایک ضرورت کی چیز ہے اور اس کو صرف ضرورت کی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔

(2)......انٹرنیٹ کا استعمال :انٹرنیٹ کا نقصان بالکل موبائل جیسا ہے بلکہ اس سے دو قدم آگے ہے۔ انٹرنیٹ پر لڑکے اور لڑکیوں کا جنس بدل کر چیٹنگ کرنا، وائس میسج کا استعمال اور ایک دوسرے کو دھوکہ دے کر رقم بٹورنا بہت بڑا اخلاقی جرم ہے۔ بہر حال موبائل اور انٹرنیٹ پر بے حیائی اور بے دینی کی باتیں ملاحظہ کرنے کے ساتھ بڑا اجتماعی نقصان یہ بھی ہے کہ ہماری نوجوان نسل صحت مند تفریح ورزش وغیرہ سے بے نیاز ہوتی جارہی ہے، اکثر نوجوان اسی بے حیائی کی لت کا شکار ہو کر شادی سے خوف زدہ نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی صحت سے خوف زدہ نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی صحت ہی اس کی اجازت نہیں دیتی، ہمیں چاہیے کہ موبائل، انٹرنیٹ اور میڈیا کی جنگ کو سمجھیں اور اسلامی تعلیمات کے علاوہ کسی اور چیز کو اپنے اوپر سوار اور مسلط نہ کریں۔

(1) موبائل کا استعمال نہایت ہی احتیاط سے کریں۔ انٹرنیٹ کے نقصان آج سورج کی طرح روشن ہیں اس معاملے میں اپنے آپ کو بہت ہی زیادہ محتاط بنالیں۔

☆......☆......☆

موبائل رکھنے کے (11) آداب

عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے ''من کان لہ جوال فلیکرمہ '' کہ......جس کے پاس موبائل ہو اسے چاہیے کہ اس کا اکرام کرے۔

آج کل موبائل پاکستان بلکہ دنیا بھر میں بہت پایا جاتا ہے۔ تو مناسب معلوم ہوا کہ چند اہم باتوں کی نشان دہی کی جائے۔

(1)......موبائل رکھنا ہے تو اس کا اکرام بھی کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے اکرام میں یہ بھی ہے کہ جس طرح موبائل کو پانی کی پہنچ سے دور رکھا جاتا ہے تاکہ خراب نہ ہو اسی طرح بچوں کی پہنچ سے بھی دور رکھنا چاہیے۔ (2)......غیر شرعی (میوزک اور گانوں والی) گھنٹی نہیں رکھنی چاہئے۔ (3)......اگر آپ نماز سے پہلے موبائل یا اس کی گھنٹی بند کرنا بھول گئے ہوں تو دوران نماز فون آنے پر ہاتھ بڑھا کر ہلکا سا عمل کر کے موبائل کو بند کرنا ضروری ہے تاکہ دوسرے لوگ گناہ گار نہ ہوں اور وہ بھی مسجد میں۔ (4)......فری میسج کے چکروں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔ (5)......دوران فون آپ جس سے بات کر رہے ہیں اس کی اجازت کے بغیر سپیکر مت کھولئے شرعاً یہ درست نہیں۔ ہوسکتا ہے وہ یہ نہ چاہتا ہو کہ میرے فون کا کسی کو پتہ چلے۔ (6)......آپ نے وار دیا جاز رکھا ہے مگر کنکشن یوفون کا استعمال کر رہے ہیں۔ اب دیکھئے! فون کرنیوالے ہر بندہ کو پتہ نہیں ہے کہ آپ نے تبدیلی کر رکھی ہے۔ آپ نے خرچہ بچانے کی اپنی فکر تو کر لی تو مگر دوسرے کی فکر نہ کی۔ اسی طرح جاز سے وار دیا وار د سے جاز وغیرہ کروالیا۔ سب میں دھوکہ کی بو آتی ہے۔ (7)......آج کل یہ دوڑ ہے کہ اچھے سے اچھا موبائل رکھنا ہے۔ اس میں دوسروں کا مقابلہ، ریا، نمود، بڑا پن مقصود ہوتا ہے۔ اس سے بھی بچیئے، البتہ اپنی گنجائش کے حساب سے مناسب موبائل فون رکھئے۔ (8)......اپنے موبائل پر نیٹ چالو رکھا ہے تو اس کو غلط استعمال ہونے سے بچایئے یعنی آپ یا آپ کی بیوی، بچے/بچیاں، دوست وغیرہ اسے غلط استعمال نہ کریں۔ (9)......آواز بدلنے والے فون کا استعمال دھوکہ دینے کیلئے خریدنا، رکھنا، دھوکہ دینا سب ناجائز ہے۔ (10)......جس کسی نے بذریعہ فون کسی طرح بھی کسی کو تنگ کیا ہے تو اب اس کی معافی کی صورت نکالے۔ یعنی بندہ ڈھونڈ کر اس سے معافی مانگے ورنہ یہ عمل آخرت میں بہت نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنکھوں، کانوں کے غلط استعمال اور ہر طرح کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

☆......☆......☆

دوسروں کو تکلیف سے بچایئے ولی اللہ بن جایئے

کسی بھی شخص کی کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔ اگر کبھی ضرورت پڑے تو مالک سے اجازت لے کر اس چیز کو استعمال کرے۔ بغیر اجازت کے کسی کی چیز استعمال کرنے پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر نہ لے۔ (مجمع الزوائد)

آج ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو نظر آئے گا کہ نہ جانے کتنے شعبوں میں ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر ان احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

حالانکہ کسی کی مرضی کے خلاف اس کی ملکیت کا استعمال کسی بھی صورت میں ہو وہ چوری یا غصب کے گناہ میں داخل ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہمارے معاشرے میں عام ہیں اور اچھے خاصے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب افراد بھی ان میں مبتلا ہیں۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

چوری کی مختلف (9) صورتیں

اللہ کریم معاف فرمائے ہماری زندگی میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کی طرف اچھے خاصے لکھے پڑھے لوگوں کی بھی توجہ نہیں جاتی یا ان کو لوگ گناہ نہیں سمجھتے ایسی چند باتوں کا انتخاب کر کے عرض خدمت کرتا ہوں تا کہ بچنا آسان ہو جائے اور ہم میں ایک احساس پیدا ہو جائے۔

(1)......اپنا سامان ریل یا جہاز میں کرایہ کے بغیر نکال لانا حالانکہ اگر یہ کام متعلقہ افسروں کی آنکھ سے بچا کر کیا گیا تو اس میں چوری میں کوئی فرق نہیں۔ (2)...... ٹیلی فون کے کسی ملازم سے دوستی کر کے دوسرے شہروں میں مفت بات چیت کو اپنے وسیع تعلقات کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی چوری ہے۔ (3)......بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لیکر مفت بجلی کا استعمال بھی چوری میں داخل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی چیز محض شرما شرمی سے دے اور دل سے راضی نہ ہو تو یہ بھی غصب میں داخل ہے۔ (4)...... یہ بھی وعدہ خلافی ہے کہ کسی کی چیز استعمال کیلئے لی جائے اور مقررہ وقت پر نہ لوٹائی جائے۔ یہی حال قرض کا ہے کہ واپسی کی مقررہ تاریخ کے بعد قرض واپس نہ کیا جائے۔ یہ وعدہ خلافی اور غصب دونوں گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (5)...... کسی سے مکان، دکان یا زمین ایک مقررہ وقت تک کرائے پر لی تو وقت گزرنے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر اپنے استعمال میں رکھنا بھی وعدہ خلافی اور غصب میں داخل ہے۔ (6)...... عارضی لی ہوئی چیز کو ایسی بے دردی سے استعمال کرنا جس پر مالک راضی نہ ہو۔ یہ بھی غصب ہے۔ (7)...... اسی طرح اگر کسی کی طرف سے فون کرنے کی اجازت ہے تو اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پر طویل فاصلے کی لمبی کالیں کرنا یقیناً غصب میں داخل اور حرام ہے۔ (8)...... بک سٹالوں یا دکانوں پر کتب و رسائل اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ لوگ اپنے پسند کی چیز خرید سکیں۔ لیکن کھڑے ہو کر کتابوں یا رسائل کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا جائے جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو۔ یہ بھی غاصبانہ استعمال ہے جسکی شرعاً اجازت نہیں۔ یہ شریعت کی آسانی ہے کہ اس نے کتنی باریک بینی سے ہماری راحت کا خیال رکھا ہے۔ ہمیں بھی ان ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔

☆......☆......☆

پرسکون گھر کیلئے (10) آداب

گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے کتابوں رسالوں اور اخباروں میں مختلف طریقے اور تدابیر شائع ہوتی رہتی ہیں ذیل میں مختصر انداز میں ایسی باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن پر عمل کر کے خواتین ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کر کے اپنی زندگی کی مثالی بنا سکتی ہیں۔ (1)......گھر میں ہر وقت سکون کی فضاء پیدا کیجئے شوہر تھک ہار کر شام کو گھر آئے تو اسے آرام کی خواہش ہوتی ہے۔ اس کی یہ خواہش پوری کیجئے اور اس کے سامنے گھریلو معاملات بچوں کے جھگڑے وغیرہ کا تذکرہ نہ کیجئے۔ بلکہ موقع کی

مناسبت سے گھریلو امور پر مشورہ کے عنوان سے گفتگو کریں۔ (2)......شوہر کی حوصلہ افزائی کیجئے، تعریف وتحسین کے کلمات انسان میں امید وعزم پیدا کرتے ہیں اور مایوسی وبددلی زندگی کی دوڑ میں ناکام بناتی ہیں آپ کی حوصلہ افزا گفتگو آپ کے شوہر کو نئی زندگی دے سکتی ہے اور وہ ایک بامقصد زندگی گزارنے کے نئے جذبہ سے اضافی بوجھ اٹھانے کے قابل ہوسکتا ہے۔ (3)......دفتر کاروبار اور کام کے بارے میں شوہر کو اچھے اچھے مشورے دیجئے۔ (4)......آپ کا شوہر مقروض ہے تو قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں دعا اور تدبیر کے ساتھ اس کی دل جوئی کیجئے اور اسے ذہنی پریشانی میں مبتلا ہونے سے بچانے کی فکر کیجئے۔ (5)......شوہر کے ذاتی معاملات میں زیادہ نہ الجھئے اور نہ ہر وقت اس کی نگرانی میں رہئے کہ وہ کس وقت کہاں تھا اور کب کہاں اس سے آپ خود بھی بدگمانی سے بچ سکتی ہیں اور شوہر کو بھی ذہنی پریشانیوں سے بچا سکتی ہیں۔ (6)...... ماہرین صحت کی متفقہ رائے ہے کہ مردوں کیلئے قوت بخش ناشتہ بہت ضروری ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ دن چڑھنے تک سوتی رہیں اور ناشتہ میں دیر ہوجائے اور شوہر کو خالی پیٹ کام پر جانا پڑے ناشتہ بروقت نہ ملنے پر وہ دن بھر افسردہ اور مضمحل رہے گا۔ (7)......ازدواجی زندگی خوشگوار بنانے کیلئے ضروری ہے کہ آپ اپنے اندر قربانی اور ایثار کے جذبات پیدا کریں۔ یہ دونوں اوصاف گھر کو جنت کا نمونہ بناسکتے ہیں شوہر کی ذات کو اپنی ذات سے الگ مت سمجھئے وہ آپ کی اور بچوں کی خاطر ہی اپنے آرام کو قربان کررہا ہے۔ (8)......اگر شوہر کے والدین آپ کے ساتھ رہتے ہیں تو گھر میں ذرا سی بات پر ہنگامہ کھڑا ہوسکتا ہے۔ لہٰذا بات کو بڑھانے سے پرہیز کریں کہ جھگڑا ہونے کی صورت میں دو مخالف طاقتیں آپ کے شوہر کو اپنی طرف کھینچیں گی ایک طرف والدین اور دوسری طرف بیوی اور بچے، اس ذہنی کشمکش میں اسکی صلاحتیں نیست ونابود ہوکر رہ جائیں گی۔ عقلمند بیویاں حکمت بصیرت سے سب کو ساتھ چلایا کرتی ہیں۔ (9)......مجموعی طور پر شوہر کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار کیجئے۔ اس کے چال چلن کو کبھی شک کی نظر سے نہ دیکھئے۔ کسی رات دیر سے گھر آنے پر الٹے سیدھے سوالوں سے سے پریشان نہ کیجئے، نہ خود کوکوسئے اور نہ بچوں کا رونا رویئے، ہر حالت میں پرسکون رہئے، دعا اور مناسب تدابیر سے گھر کو جنت کا نمونہ بنایئے۔ (10)...... ہر انسان کو اپنی ذات عزیز ہوتی ہے کبھی بھی شوہر کی کمزوریوں کو مت اچھالئے۔ ان نکات پر عمل کرکے آپ اپنے ساتھ احسان کریں گی اور ان شاء اللہ آپ کا گھر ایک پرسکون گھر بن جائے گا۔

☆......☆......☆

بچوں کیلئے سکول ومدرسہ کے آداب

(1)......آپ جب مدرسہ یا اسکول جائیں تو وہاں آپ کو اچھے آداب کیساتھ رہنا چاہیے تاکہ ہمارا کوئی کام کسی کیلئے تکلیف کا سبب نہ بنے اب ہم آپ کو مدرسہ، سکول کے آداب بتاتے ہیں جنہیں آپ غور سے پڑھیں۔

پیارے بچو! آپ کا تعلق مدرسہ سکول کے ساتھ ساتھ کچھ اور چیزوں سے بھی ہوتا ہے آپ کو ان سب کا ادب، اساتذہ کا ادب، ہم درس ساتھیوں کا ادب اور ان کے حقوق وغیرہ۔

ادب: سب سے پہلے تو مدرسہ یا سکول کے قوانین کا ادب واحترام اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور ان قوانین پر عمل نہ کرنا اس عہد کا توڑنا ہے جو آپ نے داخلہ لیتے وقت کیا تھا اور عہد توڑنا بہت بڑا گناہ ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

ادب: مدرسہ یا سکول کی ساری چیزوں کا ادب واحترام بھی ضروری ہے، ڈیسک، ٹیبل، کرسی، تختہ سیاہ، کھڑکی دروازے، چاک ڈسٹر وغیرہ جیسی چیزوں کا ادب کرنا چاہیے۔ آپ کو یہ ساری چیزیں استعمال کرنے کیلئے دی گئی ہیں اور یہ آپ کے پاس امانت ہیں ان کو خراب کرنا بہت بری بات ہے۔ اس لیے سکول یا مدرسہ کی چیزوں کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔

ادب: مدرسہ یا سکول کا ایک حق یہ بھی ہے کہ صفائی کا خیال رکھیں، جس طرح آپ اپنے گھر کو صاف رکھتے ہیں اسی طرح سکول یا مدرسہ کو صاف رکھنا چاہیے، ہمیشہ سے یہ عادت بنائیں کہ کچرا وغیرہ صرف کوڑے دان میں ڈالیں اور ادھر ادھر نہ پھیلائیں۔

ادب: صفائی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ مدرسہ یا سکول اور خصوصی طور پر اپنی کلاس کی دیواروں پر چاک، پنسل یا پین سے کچھ نہ لکھیں۔ آپ سوچیں کہ کیا آپ اپنے گھر کی دیواروں کو بھی ایسا ہی خراب کرتے ہیں؟ نہیں تو پھر مدرسہ یا سکول کی دیواروں کو کیوں خراب کریں۔ مسلمان تو جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔

ادب: بعض بچے مدرسہ یا سکول کے بیت الخلاء کی دیواروں پر نعرے وغیرہ لکھتے ہیں پیارے بچو! یہ بھی بہت گندی عادت ہے اس سے علم سیکھنے کی چیزیں پنسل پین وغیرہ کی بے ادبی ہوتی ہے۔ ایسی جگہ عموماً فضول باتیں لکھی ہوتی ہیں کیونکہ اچھی باتیں لکھنے کی یہ جگہ نہیں ہے اس لیے اس بری عادت سے آپ بہت دور رہیں۔

ادب: بعض بچے چھالیہ، ببل ٹافی وغیرہ کھا کر اس کے ریپر اور کھائی ہوئی ببل ٹیبل یا ڈیسک کے نیچے چپکا دیتے ہیں یہ بھی بہت بری بات ہے۔ اس سے دوسروں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور علم سیکھنے کی چیزوں کے بے ادبی ہوتی ہے۔

ادب: بعض بچے ٹیبل ڈیسک وغیرہ پر اپنا بڑا ابڑا نام لکھتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ چیزیں آپ کی اپنی ملکیت نہیں ہیں بلکہ یہ تو صرف آپ کو ضرورت کے لئے امانت کے طور پر دی گئی ہیں۔ اس سے امانت میں خیانت ہوگی جو کہ بہت بڑا گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ہر بچہ لکھنے لگے تو ٹیبل وغیرہ کالی ہو جائے گی اور بہت ہی بری لگے گی۔ اس لیے پیارے بچو! اس سے بھی بچنا چاہیے۔

☆......☆......☆

نیکی کے (6) آداب

جب اللہ پاک کسی چھوٹی بڑی نیکی کرنے کی توفیق عطا کرے تو نیکی کرنے کے بعد ان چھ باتوں کو نیکی کے حقوق سمجھنا چاہئیں۔

(1)......نیکی کی توفیق ملنے کا شکریہ۔ (2)......قبولیت کا فکر۔ (3)......کمی کا غم یعنی زیادہ نیکی نہ کرسکا۔ (4)......اس نیکی کی دوسروں کو دعوت دینا۔ (5)......اللہ سے یہ دعا کرنا کہ یہ سعادت دوسروں کو بھی نصیب فرمائے۔ (6)......آئندہ اس نیکی کی فکر کرنے کا عزم (پختہ ارادہ) رکھنا۔

احترام انسان کے (7) آداب

(1)...... ہر انسان کو اپنے سے بہتر سمجھئے، خدانخواستہ کافر بھی ہو تو اسے اگلے دنوں کے اعتبار سے ایمان اختیار کر کے وہ ہم سے اچھا یقیناً ہو سکتا ہے۔ اس لئے کسی کو بھی گھٹیا مت سمجھئے۔ (2)...... جس انسان (مرد ہو یا عورت) کے بارہ میں غلط خیالات آئیں اس کی اچھائیاں سوچ سوچ کر بیان کی جائیں، اس کی تعریفیں کی جائیں۔ (3)...... ہر آنے جانے والے، ملنے جلنے والے سے اچھا برتاؤ، عمدہ اخلاق برتیے۔ (4)...... سلام میں پہل کیجئے، اگا! اگرچہ عمر میں آپ سے چھوٹا ہو۔ (5)...... عبادات کے موقع میں عیادت تعزیت کے موقع پر افسوس (شرعی طریقہ کے مطابق) کیجئے۔ (6)...... لین دین میں معاملات درست کیجئے، تلخ کلامی سے بچئے۔ (7)...... خدمت انسانیت کے لئے ہمیشہ نہ صرف نیت بلکہ عملی طور پر کوشاں رہئے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں بلا امتیاز انسانیت کا احترام کرنا نصیب فرمائیں۔

شہنشاہ اہل بیت اور انسانیت کا ادب

خلیفہ ثانی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کی وجہ سے دولت کی ریل پیل تھی۔ اس لیے مجلس مشاورت کی رضامندی سے اصحاب بدر کے وظیفے کا تعین سب سے زیادہ کیا گیا۔ لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کی وجہ سے اہل بیت کے وظائف میں مزید اضافہ کر دیا جس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں خوشحالی سب سے زیادہ تھی، لیکن وہ اس آمدن کو ذاتی تعیش پر صرف کرنے کی بجائے دکھی انسانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل میں خرچ کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ عنہ طواف میں مصروف تھے، ابھی طواف مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ ایک مفلوک الحال شخص آیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوا۔ میں مکان کا کرایہ چند ماہ سے ادا نہیں کر سکا، مالک مکان نے میرا سامان باہر پھینک دیا اور اہل خانہ کو گھر سے نکال کر کڑکتی دھوپ میں بٹھا دیا ہے۔ میرے بچے بھوکے ہیں اور پیاس سے خستہ حالی میں وقت گزار رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہماری امداد فرمائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے طواف نامکمل چھوڑا اور سیدھے اس دکھی بزرگ کے ہمراہ جا کر اس کا قرضہ ادا کیا اور اہل خانہ کو مکان میں داخل کر کے واپس کعبہ میں تشریف لائے اور اپنا طواف کیا۔ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اللہ کے گھر کو چھوڑ کر آپ نے ایک چیتھڑوں میں ملبوس اور تہی دست فقیر کے خستہ حال گھر کو ترجیح دی؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے ضروریات سے محروم تنگ دست کی امداد کی اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب حاصل ہوگا۔ طواف تو بعد میں بھی مکمل کیا جا سکتا ہے۔

مفلوک الحال مخلوق خدا کی امداد بہت جلد آپ کو مقام معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا سکتی ہے۔

صلہ رحمی سے معرفت کی بلندی حاصل کریں

صلہ رحمی کی (12) فضیلتیں

مرشدی ہجویری رحمہ اللہ کی زندگی میں میں نے دیکھا کہ اپنے تو اپنے پرائیوں اور بے گانوں سے بھی نہایت محبت کا درس دیتے، ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے حضرت کی خدمت میں آ رہا تھا کہ راستے میں اس کی جیب کٹ گئی اس نے خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے بعد حضرت سے صورت حال عرض کر دی تو حضرت زار و قطار رونے لگے کسی نے ہمت کر کے پوچھا تو ارشاد فرمانے لگے کہ اگر وہ چور حاجت مند تھا تو میری ذمہ داری تھی کہ میں اس کی ضرورت کو پورا کرتا اور اسے جیب نہ تراشنی پڑتی اور عادی جیب کترا تھا تو اس سے توبہ کروانی ضروری تھی کہ وہ یہ حرام کام چھوڑ دیتا۔

جب اپنا برا چاہنے والوں سے اللہ والوں کے یہ اخلاق ہوتے ہیں تو اپنے تعلق والوں سے اور رشتہ داروں سے ان کے اخلاق کا کیا عالم ہوگا جبکہ بہت ہی زیادہ احادیث مبارکہ صلہ رحمی کا حکم دے رہی ہیں۔ آج اللہ معاف فرمائے ہم نے ولایت اور معرفت کا روپ خلوت نشینی، چلے وغیرہ رکھ لیا ہے یہ سوچ کی بہت بڑی غلطی ہے......! صلہ رحمی کے بارے میں چند احادیث پاک میں آپ کی خدت میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ صلہ رحمی کے کیا کمالات ہیں۔

(1)......آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں خدا کی درگارہ میں پیش ہوتی ہیں جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (ترغیب وترہیب)۔ (2)......آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشادگی ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ خدا سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرتا رہے۔ (ترغیب وترہیب)۔ (3)......آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صدقہ دیتا رہتا ہے اور اپنے رشتہ ناطے والوں سے اچھا سلوک کرتا رہتا ہے، اس کی عمر کو خدا دراز کرتا ہے اور اس کو بری طرح مرنے سے بچاتا ہے اور اسکی مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)۔ (4)......آپ ﷺ نے فرمایا: رحم خدا کی رحمت کی ایک شاخ ہے اس سے خدا نے فرمادیا ہے کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے گا اس سے میں بھی رشتہ ملاؤں گا جو تیرے رشتہ کو توڑ دے گا اس کے رشتہ کو میں بھی توڑ دوں گا۔ (بخاری)۔ (5)......آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رحمت، اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (شعب الایمان، بیہقی)۔ (6)......آپ ﷺ نے فرمایا: بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر کوئی گناہ کا سبب نہیں کہ اس کی سزا دنیا میں فوراً دی جائے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو۔ (ترمذی وابوداؤد)۔ (7)......آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں وہ شخص گھسنے نہ پائے گا جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (بخاری ومسلم)۔ (8)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لئے جارہے تھے راستہ میں ایک اعرابی نے آ کر آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو ایسی بات بتایئے جس سے جنت ملے اور دوزخ سے نجات ہو، آپ نے فرمایا کہ تو ایک خدا کی عبادت کر اسکے ساتھ کسی کو شریک مت کر نماز پڑھ، زکوۃ دے

اور اپنے رشتے ناطے والوں سے (اچھا) سلوک کرتا رہ، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اگر میرے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو جنت ملے گی۔ (بخاری و مسلم)۔ (9)...... آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ذریعے ملک کو آباد فرماتا ہے اور اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے ان کو نہیں دیکھتا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رشتے ناطے والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے ان کو مرتبہ ملتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)۔ (10)...... آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا وآخرت کی خوبیاں ملتی ہیں اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں۔ (ترغیب وترہیب)۔ (11)...... ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے، میری توبہ کیوں کر قبول ہوسکتی ہے، آپ نے پوچھا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ خالہ؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (ترغیب وترہیب)۔ (12)...... آپ ﷺ نے مجمع میں فرمایا کہ جو رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو، وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے، یہ سن کر ایک شخص اس مجمع سے اٹھا، اور اپنی خالہ کے گھر گیا جس سے کچھ بگاڑ تھا، وہاں جاکر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا۔ پھر دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوگیا۔ جب وہ واپس آگیا تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو۔ (ترغیب وترہیب)

چار قسم کے خرچ کا حساب نہیں ہوگا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار قسم کے اخراجات ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ (1)...... وہ خرچ جو اپنے والدین پر کیا۔ (2)...... جو افطار کیلئے کیا۔ (3)...... جو سحری کیلئے کیا۔ (4)...... وہ خرچ جو اپنے اہل وعیال پر کیا۔ (تنبیہ الغافلین)

دوسروں کے ساتھ اچھائی کیجئے

ایک شخص خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت! فلاں شخص میرا مخالف ہے، مجھے بڑا تنگ کرتا ہے اور ہر وقت میرے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے۔ اصل میں وہ حضرت سے اجازت مانگنا چاہتا تھا کہ اگر مجھے اجازت مل جائے تو پھر میں اس کو ذرا مزا چکھاؤں گا۔ حضرت بھی انداز بیاں سمجھ گئے، کیونکہ اللہ والے بڑے سمجھ دار ہوتے ہیں۔ حضرت نے اس کو ایک بڑا عجیب جواب دیا، جسے سونے کی روشنائی سے لکھنا چاہیے۔ فرمایا: اے دوست! اگر کوئی تیرے راستے میں کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا، ورنہ پوری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہوجائیں گے۔ کاش! ہم اس اصول کو اپنالیں کہ اگر کوئی ہمارے ساتھ برائی کررہا ہو تو ہم اس کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرکے اس کی برائی کو ختم کرنے کا باعث بن جائیں۔

معرفت کیلئے معاملات کی ضرورت

معاملات کی صفائی دین کا اہم رکن

معاملات یہ دین کا بہت اہم رکن ہے، معاملات کی درستگی اور اس کی صفائی کا مطلب یہ ہے کہ ''انسان کا معاملات میں اچھا ہونا اور خوش معاملہ ہونا'' یہ دین کا بہت اہم باب ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ دین کا جتنا اہم باب ہے۔ ہم لوگوں نے اتنا ہی اس کو اپنی زندگی سے خارج کرر کھا ہے۔ ہم نے دین کو صرف چند عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ اور اوراد و وظائف میں بند کرلیا ہے لیکن روپے پیسے کے لین دین کا جو باب ہے اس کو ہم نے بالکل آزاد چھوڑا ہوا ہے گویا کہ دین سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر شریعت اسلامیہ کے احکام کا جائزہ لیا جائے تو نظر آئے گا کہ عبادات سے متعلق جو احکام ہیں وہ ایک چوتھائی ہیں اور تین چوتھائی احکام معاملات اور معاشرت سے متعلق ہیں۔

معاملات کی تلافی بہت مشکل ہے

جتنی بھی عبادات ہیں اگر ان میں کوتائی ہو جائے تو اس کی تلافی آسان ہے مثلاً نمازیں چھٹ گئیں تو اب زندگی میں نمازیں ادا کرلو اور اگر خدانخواستہ زندگی میں نہ ادا نہیں کر سکتے تو وصیت کر جاؤ کہ ''اگر میں مر جاؤں اور میری نمازیں ادا نہ ہوئیں تو میرے مال میں سے اس کا فدیہ ادا کر دیا جائے'' اور یہ توبہ کرلو اللہ تعالیٰ کے ہاں تلافی ہو جائے گی لیکن اگر کسی دوسرے کا مال ناجائز طریقے پر کھالیا ہے تو اس کی تلافی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک صاحب حق معاف نہ کرے چاہے ہزار توبہ کرتے رہو، نوافل پڑھتے رہو، اس لیے معاملات کا باب اور شعبہ بہت ہی اہم ہے اور اس سلسلے میں ہم بہت سی کوتاہیاں کرتے ہیں۔

چشتیہ بزرگ کا معمول

چشتیہ سلسلے کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے انکے یہاں تصوف اور طریقت کی تعلیمات میں معاملات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنے مریدین میں سے کسی کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے معمولات، نوافل اور وظائف وغیرہ پورے نہیں کیے تو اس کی وجہ سے بھی رنج ہوتا ہے اور اس مرید سے کہہ دیتا ہوں کہ ان کو پورا کرلو لیکن اگر کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے روپے پیسے کے معاملات میں گڑ بڑ کی ہے تو مجھے اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ معاملات میں کوتاہی اور سستی بہت ہی بری عادت ہے۔

ملکیت متعین ہونی چاہیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ معاملات چاہے بھائیوں کے درمیان ہوں، باپ بیٹے کے درمیان ہوں، شوہر اور بیوی کے درمیان ہوں وہ معاملات بالکل صاف اور بے غبار ہونے چاہئیں اور املاک آپس میں متعین ہونی چاہئیں

کہ کون سی چیز باپ کی ملکیت ہے اور کون سی چیز بیٹے کی ملکیت ہے یہ ساری بات صاف اور واضح رہنی چاہیے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ ” تعاشروا کالا خوان وتعاملوا کالا جانب “ (المستطرف)

یعنی بھائیوں کی طرح رہو لیکن آپس کے معاملات اجنبیوں کی طرح کرو۔ مثلاً اگر قرض کا لین دین کیا جا رہا ہے تو اس کو لکھ لو کہ یہ قرض کا معاملہ ہے اور اتنے دن کے بعد اس کی واپسی ہوگی۔

ان سب چیزوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاملات کی صفائی کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

تقسیم میراث کی اہمیت

تقسیم میراث میں سبق آموز واقعہ

ایک بزرگ ایک مسلمان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، تھوڑی دیر مریض کے پاس بیٹھے تھے کہ اس کی روح پرواز کر گئی، اس موقع پر جو چراغ جل رہا تھا انہوں نے فوراً اسے بجھا دیا اور اپنے پاس سے پیسے دے کر تیل منگایا اور روشنی کی، لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔

تو فرمایا: جب تک وہ شخص زندہ تھا یہ چراغ اس کی ملکیت تھی اور اس کی روشنی استعمال کرنا درست تھا، یہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی ہر چیز میں وارثوں کا حق ہو گیا۔ لہٰذا سب وارثوں کی اجازت ہی سے ہم یہ چراغ استعمال کر سکتے ہیں اور وہ سب یہاں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اپنے پیسوں سے تیل منگا کر روشنی کی۔

میراث تقسیم نہ کرنے کے (9) نقصانات

میراث تقسیم نہ کرنے اور مستحقین کو محروم رکھنے کے کئی خطرناک دنیا اور آخرت کے نقصانات درج ذیل ہیں: (1)...... میراث کو قرآن وسنت کے مطابق تقسیم نہ کرنا اور دیگر وارثوں کا حق مارنا کفار، یہود، نصاریٰ اور ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ (2)...... میراث کا شرعی طریقے پر تقسیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی نافرمانی ہے۔ لہٰذا ایسا شخص فاسق ہے، خاص طور پر برسہابرس اس پر اصرار کرنا اور توبہ نہ کرنا تو اور بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ (3)...... میراث کے حق داروں کا مال کھا جانا ظلم ہے اور یہ شخص ظالم ہے لیکن اگر وارث اپنے قبضے اور تحویل میں لے لیں اور پھر کوئی طاقت ور وارث چھین لے تو یہ غصب ہوگا، اس کا گناہ ظلم سے بھی زیادہ ہے۔ (4)...... میراث پر قبضہ کرنے والے کے ذمہ میراث مال قرض ہوگا اور قرض واجب الادا ہے۔ اگر کوئی دنیا میں ادا نہیں کرے گا تو آخرت میں لازماً دینا ہوگا۔ (5)...... ایسا مال جس میں میراث کا مال شامل ہو اس سے خیرات وصدقہ اور کوئی دوسرا کام کرنے پر ثواب حاصل نہیں ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک وطیب مال قبول کرتا ہے۔ (6)...... جو میراث کا مال کھا جاتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ (7)...... میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔ (8)...... جو اشخاص میراث کا مال کھا جاتے ہیں تو حق دار وارث ان کو بددعائیں دیتے ہیں۔ (9)...... میراث مستحقین کو نہ دینے والا حقوق العباد تلف کرنے کا مجرم ہے۔ میری زندگی

میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جو لوگ میراث تقسیم نہیں کرتے ان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، پریشانیاں ان کو گھیر لیتیں ہیں، ان کی نسلوں میں ویرانی چھا جاتی ہے۔

تقسیم میراث کے آداب

حساب کتاب کیے بغیر جو زندگی گزر رہی ہے وہ گناہوں سے آلودہ زندگی گزر رہی ہے، اس لیے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ جو کھا رہے ہیں وہ اپنا حق رکھا رہے ہیں یا دوسرے کا۔

شریعت کا حکم یہ ہے کہ جونہی کسی کا انتقال ہو جائے فوراً اس کی میراث تقسیم کر دو اور شریعت نے جس کا جتنا حق رکھا ہے وہ ادا کرو۔ اللہ والے اس میں بڑی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ حکیم الامت رحمہ اللہ کے مشہور خلیفہ مفتی اعظم صاحب رحمہ اللہ کا جب وصال ہوا تو حضرت اقدس عارفی نور اللہ مرقدہ تعزیت کیلئے تشریف لئے گئے، ابھی تدفین نہیں ہوئی تھی جنازہ رکھا ہوا تھا اس وقت حضرت عارفی رحمہ اللہ کی طبیعت ناساز تھی اور ساتھ میں حضرت مفتی صاحب کے وصال کے صدمے کا بھی طبیعت پر بہت اثر تھا۔ حضرت مفتی صاحب کا خمیرہ رکھا ہوا تھا جو کہ مفتی صاحب کے صاحبزادگان میں سے کسی نے حضرت عارفی صاحب رحمہ اللہ کو پیش کیا تا کہ کھا لیں اور کمزوری دور ہو جائے۔ حضرت رحمہ اللہ نے خمیرہ ہاتھ میں لینے سے پہلے فرمایا کہ بھائی! اب اس خمیرہ کا کھانا میرے لیے جائز نہیں کیوں کہ یہ خمیرہ اب ورثاء کی ملکیت ہو گیا اور جب تک سارے ورثاء اجازت نہ دیں اس وقت تک میرے لیے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادگان نے عرض کیا کہ حضرت! سارے ورثاء بالغ ہیں اور سب یہاں موجود ہیں اور سب بہ خوشی اجازت دے رہے ہیں لہٰذا آپ تناول فرما لیں تب جا کر آپ نے وہ خمیرہ تناول فرمایا۔

اللہ والوں نے وراثت کے معاملے میں کس قدر اہتمام فرمایا ہے لیکن آج ہمارے معاشرے میں نادانی کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی کے مرنے پر اس کے وارثین سے یہ کہا جائے کہ بھائی میراث تقسیم کر دو تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ توبہ توبہ ابھی مرنے والے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور تم نے میراث تقسیم کرنے کی بات شروع کر دی، چنانچہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

بہر حال ملکیت واضح رکھنے اور وراثت کی تقسیم میں بہت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اس میں بہت کوتاہی ہو رہی جس کے نتیجے میں معاشرے میں لڑائی جھگڑے، فسادات روز بروز بڑھتے ہی جا رہے ہیں اس لیے ہمیں خاص طور پر معاملات کی صفائی اور تقسیم وراثت کا خاص اہتمام رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

حکیم الامت رحمہ اللہ کی احتیاط

اللہ والوں کی زندگی احتیاطوں ہی کا مجموعہ ہوتی ہے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے پاس ایک قلم دان تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا، کیونکہ سارے ورثاء بالغ تھے اور میرے لینے سے سب خوش تھے۔ مگر مجھے کھٹکا ہوا کہ میرے فعل سے دوسرے دلیل پکڑیں گے۔ بس میں نے اس کی قیمت لگا کر ورثاء کو (حصہ کے

مطابق) تقسیم کر دی اور میں نے کہہ دیا کہ چاہے قلم دان لے لو چاہے پیسے لے لو۔ اور وجہ یہ تھی کہ مجھے اس کو مفت لیتے ہوئے غیرت آئی کیونکہ ورثاء کی منت کروں ان سے معاف کراؤں، دوسرا مجھے سبق سکھانا تھا کہ یوں کیا کرتے ہیں۔

احتیاط کا دوسرا واقعہ

اسی طرح والد صاحب کچھ کپڑے لکھنو سے لائے تھے ایک میرے لئے اور ایک بھائی کیلئے، مگر دینے نہ پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اگر میں لے لیتا تو الحمدللہ! کوئی ان کا مطالبہ کرنے والا نہ تھا اور ان کے کسی کام کے بھی نہ تھے۔ خوشی سے سب مجھ کو دے دیتے، مگر میں نے کہا کہ ان میں بھی میراث جاری ہو گی۔ یہ میں نے اس وجہ سے کہا کہ اوروں کو بھی سبق ملے گا۔ برتن وغیرہ سب کی تقسیم شرع کے مطابق کی گئی اور تھوڑی ہی دیر میں تمام ترکہ تقسیم ہو گیا اور ذرا جھگڑا نہ ہوا۔ اس لئے اگر کسی کے مرتے ہی ترکہ تقسیم ہو جائے تو بہت بہتر ہے، بعد میں بڑا لڑائی جھگڑا ہوتا ہے بس خدا سے ڈرنا چاہیے اور ان معاملات کو درست کر لینا چاہیے۔

دفتری معاملات میں کمال احتیاط

ایک بڑے بزرگ جو صدر مدرس تھے ان کا یہ دستور تھا کہ اوقات مدرسہ میں اگر کوئی ذاتی عزیز ملاقات کیلئے آتا تو بات شروع کرتے وقت گھڑی دیکھ لیتے اور واپسی پر گھڑی دیکھ کر اتنے منٹوں کو تاریخ وار درج کرتے رہتے تھے اور ماہ کے آخر پر ان سب منٹوں کو جمع کرا کر نصف یوم سے کم ہوتا تو آدھے روز کی رخصت اور اگر زائد ہوتا تو پورے روز کی رخصت مدرسہ میں درج کرا دیتے۔

اسکے علاوہ ہمارے اکابر دفتری معاملات میں بھی بہت ہی زیادہ احتیاط رکھتے تھے۔ قلم کا صفحات کا استعمال ذاتی نہ ہو، موبائل کمپنی نے دیا ہے تو اس سے صرف دفتر ہی کے معاملات ہوں، اسی طرح پیٹرول دے رہی ہے تو اس کو بھی دفتر ہی کے استعمال میں لایا جائے۔ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھیں بہت احتیاط کریں معاملات کی صفائی رکھنے والے سالک بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس میں بد احتیاطی کرنے والے مشکلات کی دلدل میں ہی گرتے رہتے ہیں اور آخرت میں بھی انھیں بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

برکت والی تجارت کے آداب

تجارت اللہ کا حکم، انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ رحمہم کا شیوہ ہے۔ اگر آپ سچے امانتدار اور برکت والے تاجر بننا چاہتے ہیں تو ان باتوں کا خیال کر کے تجارت کریں ان شاءاللہ تعالیٰ انعامات کی بارش کے علاوہ دنیا و آخرت میں عزت دار ہو کر سرخرو ہوں گے۔

(1)......حرام رزق اور حرام طریقہ کی کمائی سے بہت بچیئے۔ (2)......دھوکہ کبھی اور کسی کو نہ دیجئے نہ دھوکہ کا نشانہ

بنئے اور نہ اسے پسند کیجئے۔ (3)......رزق حلال اللہ کا حکم سمجھ کر حاصل کیجئے۔ (4)......روزانہ اپنی تلاوت کا معمول
بنائیے۔ (5)...... برکت کی طلب اور دعا کا ناغہ نہ کیجئے۔ (6)......اخلاقی زبان استعمال کیجئے، ناجائز غصہ سے بچئے۔
(7)......سود کا ایک روپیہ لینے دینے سے مکمل طور پر بچئے۔ (8)......حج فرض ہو تو ادائیگی میں تاخیر مت کیجئے۔
(9)......جھوٹ کبھی نہ بولئے اور نہ اسے پسند کیجئے۔ (10)......خیانت سے بچئے......مالک کی اجازت کے بغیر کوئی
چیز استعمال نہ کیجئے (11)۔ کسی کو گھٹیا مت سمجھئے اور اپنے کو بڑا مت خیال کیجئے۔ (12)......کبھی بھی کسی دکاندار سے حسد
نہ کیجئے اس سے دین و دنیا دونوں تباہ ہو سکتے ہیں۔ (13)...... کاروبار میں ضرورت سے زائد وقت نہ لگایئے۔
(14)......خود اور گھر والوں کو تھوڑے پر صبر کا سبق دیتے رہا کیجئے۔ (15)......بدنظری سے مکمل طور پر بچئے، اس میں
بھی بڑا امتحان ہوتا ہے۔ (16)......شلوار ٹخنوں سے نیچے تو ایک منٹ بھی نہ ہونے دیجئے۔ (17)۔ دکان گودام یا دفتر
وغیرہ میں جانداروں کی تصویریں نہ لگایئے۔ (18)......کسی کو گالی نہ دیجئے کیونکہ اس سے اپنی زبان بے نور ہوگی۔
(19)...... ماہانہ یا ہفتہ وار حسب توفیق صدقہ نکالتے رہا کیجئے اپنی آمدنی کا اڑھائی فیصد راہ خدا میں خرچ کیجئے۔ (
20)...... ہمیشہ سچ اور صاف گوئی سے کام چلایئے۔ (21)......اپنے کام کا معیار ہمیشہ اچھا اور ایک جیسا رکھئے۔
(22)......فارغ وقت میں ذکر و درود شریف وغیرہ کرتے رہا کیجئے۔ (23)...... نماز باجماعت کا اہتمام کیجئے، جتنا
بھی اہم کام ہو نماز نہ چھوڑیے۔ (24)...... ماہ رمضان کے روزے کسی کام کے سلسلہ میں کبھی نہ چھوڑیئے۔ (25)......
بلاضرورت ادھار نہ لیجئے اور مال سے دلی محبت بھی نہ رکھیے۔ (26)......والدین بیوی بچوں کے حقوق مکمل کیجئے، کسی کو
ناراض یا تنگ نہ کیجئے۔ (27)......جھوٹی قسم تو زندگی بھر نہ اٹھایئے، سچی قسموں سے بھی حتیٰ الامکان بچئے۔ (28)......
کسی چیز میں عیب ہرگز نہ چھپایئے بصورت مجبوری علماء سے مسئلہ پوچھئے۔ (29)......ہمیشہ شکر کے کلمات کہیے ناشکری
کے کلمات سے ہوشیار رہیے۔ (30)......لالچ کبھی نہ کیجئے کیونکہ اس میں نقصان بھی ہو سکتا اور ویسے بھی ناجائز ہے۔ (
31)......ناپ تول میں اگر کمی ہے تو توبہ کیجیے اور آئندہ کبھی نہ سوچئے۔ (32)......ملاوٹ کرنے والا اہل حق کی جماعت
سے خارج ہو جاتا ہے۔ (33)......موجودہ مال کا حساب لکھ کر رکھیے تاکہ سالانہ زکوٰۃ کیلئے حساب آسان ہو۔
(34)...... ماتحتوں چھوٹوں اور ملازموں کا خاص خیال رکھئے انکے کھانے پینے اور آرام کا۔ (35)......آنے والوں کا
احترام کیجئے اور دین کی بات آگے پہنچاتے رہیے۔ (36)...... دعا کو بیکار مت سمجھئے ہر کام سے پہلے دعا کی عادت
بنایئے۔ (37)...... دوران تجارت بچوں کی دینی تربیت کا خیال رکھئے، یہ آپ کا سرمایہ آخرت ہوگا...... (38)۔
ڈاڑھی سنت کے مطابق رکھئے اس سے رزق میں بھی برکت ہوگی۔

دیانتدار تاجروں کی (10) فضیلتیں

(1)......ان شاءاللہ ان کی دعائیں قبول ہوں گی۔ (2)......انکی عبادتیں قبول ہوں گی۔ (3)......ان کے مال میں
برکت ہوگی۔ (4)......ان کے گھروں میں خوشیاں نظر آئیں گی۔ (5)......ان کی اولاد کو حرام سے نفرت ہوگی۔ (6)......

ان کی نسل کو حلال و پاکیزہ چیزوں سے محبت اور ان کی طلب رہے گی۔ (7)...... بے روزگاری کے تسلسل سے خود بچنا اور اولاد کو بچانا نصیب ہوگا۔ (8)...... قناعت، صبر و شکر جیسی چیزیں نصیب ہوں گی۔ (9)...... ساری زندگی محتاجگی سے بچت ہوگی۔ (10)...... موت کے بعد شہداء صدیقین اور نبیوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔

رزق حرام

اللہ پاک اپنے پیارے دوستوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں 'یا ایھا الرسول کلوا من الطیبات' (اے رسولوں کی جماعت حلال اور پاک چیزیں استعمال کرو) حضور پاک ﷺ نے فرمایا 'کل لحم بنت من السحت فالنار اولی بھا' (یعنی جو گوشت رزق حرام سے بنا اس کے لیے جہنم ہی بہتر ہے) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے عبادت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے طلب رزق حلال ہیں، جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ مال کس طرح کمایا اللہ پاک بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس کو جہنم میں کس طرح ڈالا جائے۔

حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ صدیقین کے احوال اس پر ظاہر ہو جائیں تو حلال کے سوا کچھ اور نہ کھائے۔

حضور ﷺ کی احتیاط

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے، ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آج نیند نہیں آتی، ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی، میں نے اُٹھا کر کھالی تھی کہ ضائع نہ ہو، اب مجھے یہ فکر ہے کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو۔

ف:۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا یہ حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہیں آئی، اور غلاموں کا حال یہ ہے کہ رشوت، سود، چوری، ڈاکہ ہر قسم کا ناجائز مال نہایت آرام سے کھاتے ہیں......!!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا کہ اُسکا مزہ کچھ عجیب سا معلوم ہوا، جن صاحب نے پلایا تھا اُن سے دریافت فرمایا! کہ یہ دودھ کیسا ہے کہاں سے آیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقہ کے اُونٹ چر رہے تھے کہ میں وہاں گیا تو اُن لوگوں نے دودھ نکالا جس میں سے مجھے بھی دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور سارا کا سارا قے فرمادیا۔

چالیس دن تک عبادت قبول نہ ہونا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! پاک چیزیں اور حلال لقمے کھاتے رہو اللہ

تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا، قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی وجہ سے چالیس دن اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی، جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

تحفہ اور رشوت

مسلمانوں کے مشہور و معزز خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک بار سیب کھانے کی خواہش ظاہر کی ان کی خواہش ان کے ایک عزیز کو بھی معلوم ہوگئی۔ اس نے ایک سیب تحفہ میں بھیج دیا۔ اس کا آدمی تحفہ لے کر پہنچا۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا جاؤ کہہ دو آپکا تحفہ پسند خاطر نہیں۔ آنے والے نے عرض کیا امیر المومنین یہ تو گھر کی چیز ہے اسے قبول فرمانے میں کیا مضائقہ۔ آخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو تحفے قبول فرمایا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یقیناً وہ تحفے تھے مگر ہمارے لئے رشوت ہیں۔ (خزینہ)

ناپ تول میں کمی......نفع یا نقصان؟

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دکاندار صبح صبح آیا اور اپنی دکان کے ترازو کو توڑ دیا، پڑوسی دکاندار نے پوچھا: ترازو کیوں توڑا ہے؟ کہنے لگا: آج ہمارا پڑوسی مر رہا تھا ہم نے کہا کہ ''لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ'' یعنی کلمہ پڑھ لے۔ وہ کہنے لگا: مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ وہ کہنے لگا: میری دکان کے ترازو اس کا کانٹا میرے حلق میں چبھ گیا ہے مجھ سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا۔

ایک دکان دار جب غلط تولتا ہے وہ کہتا ہے میں نے 100 روپیہ کما لیا جب مرتے ہوئے یہ حال ہو گیا کہ کلمہ نصیب نہ ہوا تو کیا ملا؟ اللہ والو! ہلاکت، بربادی اور تباہی ہے کسی کا حق کھا کے مر جانا، ہمارے ہاں بہت وباء پھیل گئی ہے (کہ دوسروں کا حق کھایا جاتا ہے) تو اللہ کے واسطے میرے بھائیو! پرایا مال کھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

حضرت گنج شکر رحمہ اللہ کی احتیاط

ایک دفعہ حضرت بابا فرید رحمہ اللہ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین رحمہ اللہ کے ارشاد پر روزہ رکھا، تین دن تک کچھ نہ کھایا، تیسرے دن افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیاں لے کر حاضر ہوا، اس کو رزق غیب سمجھ کر آپ نے کھا لیا، ابھی کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کو امتلا کی کیفیت پیدا ہوئی اور وہ سارا کھانا قے ہو کر باہر نکل گیا، آپ نے یہ واقعہ اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین رحمہ اللہ سے بیان کیا۔ آپ کے شیخ نے فرمایا مسعود! تین روز کے بعد تم نے جس کھانے سے افطار کیا وہ ایک شرابی کا تھا، خدا کی عنایت سے تمہارے معدے نے اس مشتبہ کھانے کو قبول نہیں کیا۔ (سیر اولالیاء)

مشتبہ مال سے اجتناب ساری ترقی کا راز

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب کو ایک بھوکا دیکھا۔ چنانچہ میں نے اس کو

کھانا دیا لیکن اس نے اس کو ہاتھ نہ لگایا کیوں کہ وہ کچھ مشتبہ تھا۔ بھوک شدت کے ساتھ لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس شب کو وہ عبادت بھی نہ کر سکا حالانکہ تین سال سے ایک رات بھی ایسی نہ گزری کہ وہ عبادت ونماز سے غافل رہا ہو۔ اس ایک رات مشتبہ طعام کو چھوڑ کر بھوکا پڑے رہنے کا اسے جو اجر ملا وہ اس کے تمام اعمال صالحہ کے مجموعی ثواب سے بھی زیادہ تھا اور اس کے مراتب اس کی وجہ سے بہت بڑھ گئے۔

☆......☆......☆

ہفتہ وار اور ماہانہ معمولات تسبیح خانہ

ہر جمعرات درس وذکر خاص

ہر نوچندی جمعرات کو ذکر نفی اثبات، مراقبہ اور ختم آیۃ کریمہ
ہر انگریزی مہینے کی آخری اتوار کو حلقہ کشف المحجوب اور تفصیلی مراقبہ
(تسبیح خانہ قادری ہجویری، درود محل)
پتہ خط و کتابت: دفتر ماہنامہ عبقری عالمی مرکز روحانیت وامن
78/3، عبقری اسٹریٹ نزد قرطبہ مسجد مزنگ چونگی، لاہور
042-37425801-3
درس دنیا بھر میں براہ راست سننے کیلئے
www.facebook.com/ubqari

حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی صاحب دامت برکاتہم کی تالیفات

خاندانی الجھنیں

1۔ الجھے لوگ سلجھے اصول
2۔ گھریلو الجھنیں اور ماہرین کے تجربات
3۔ شگفتہ باتیں، بکھرے موتی، انمول یادیں
4۔ بڑوں کی زندگی کے ان گنت تجربات
5۔ گھروں میں ابدی سکون اور خوشیوں کا راز
6۔ شاداب زندگی کے راز، نبوی ؐ طریقے، جدید سائنس
7۔ کامیاب شادی کے 17 اصول، نبوی طریقے، جدید سائنس
8۔ خاندانی مسائل کا طبی ونفسیاتی نچوڑ
9۔ بے قرار زندگی سے خوشگوار زندگی تک
10۔ شاندار زندگی گزارنے کے جاندار اصول
11۔ پرکشش زندگی کے گر، نبوی ؐ طریقے جدید سائنس
12۔ شادی شدہ زندگی ہنسی خوشی گزارنے کے راز

اسلام اور جدید سائنس

1۔ تعلیمات نبوی ؐ اور جدید سائنس
2۔ فیضان سنت اور جدید سائنس
3۔ باپ کا تقدس، اسلام اور جدید سائنس
4۔ ماں کا تقدس، اسلام اور جدید سائنس
5۔ تربیت اولاد، اسلام اور جدید سائنس
6۔ سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس (جلد نمبر 1)
7۔ سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس (جلد نمبر 2)
8۔ سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس (جلد نمبر 3)
9۔ سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس (جلد نمبر 4)
10۔ جادو، جنات اسلام اور جدید سائنس
11۔ موت کے سائنسی اور روحانی انکشافات
12۔ معاشرت نبوی ؐ اور جدید سائنس

جسمانی امراض اور جدید سائنسی تحقیقات

1۔ ہارٹ اٹیک سے بچاؤ کی روحانی اور سائنسی ترکیب
2۔ پرسکون نیند، نبوی ؐ طریقے اور جدید سائنس
3۔ پتھری اور ڈائیلسز، علاج نبوی ؐ اور جدید سائنس
4۔ امراض معدہ، علاج نبوی ؐ اور جدید سائنس
5۔ شوگر کا سائنسی اور روحانی علاج
6۔ ہیپاٹائٹس کا سائنسی اور روحانی علاج
7۔ شاندار جوانی، جاندار بڑھاپا
8۔ موٹاپے سے نجات، علاج نبوی ؐ اور جدید سائنس
9۔ کولیسٹرول کا سائنسی اور روحانی علاج
10۔ جڑی بوٹیوں کے کمالات اور جدید سائنسی تحقیقات
11۔ وٹامن جسمانی صحت کیلئے کیوں ضروری ہیں؟
12۔ ہائی بلڈ پریشر کا روحانی اور سائنسی علاج
13۔ صحت بخش، خوش ذائقہ خوراکیں اور سائنسی اصول

شخصیات و تاریخی کتب

1۔ گلوکاری سے پرہیزگاری تک
2۔ مشاہیر کی آپ بیتیاں
3۔ 1947ء کے مظالم کی کہانی، خود مظلوموں کی زبانی
4۔ بھارتی مسلمانوں پر کیا گزری؟
5۔ شہید پاکستان
6۔ جیلوں میں بیتے لمحات کی کہانی مشاہیر کی زبانی
7۔ مولانا طارق جمیل شخصیت و کمالات
8۔ مولانا طارق جمیل کے ہمراہ
9۔ صادق دوست اور قلعہ ڈیراور

طبی کتب

1۔ رنگ برنگی سبزیاں، دوا بھی، شفاء بھی
2۔ پھلوں سے صحت وخوبصورتی
3۔ حسن وصحت کیلئے انمول ٹانک
4۔ شوگر کا کامیاب علاج
5۔ شافی دوائیں، شافی علاج
6۔ تندرستی کے دس راز دان ٹانک
7۔ حیرت انگیز حافظہ ناممکن نہیں
8۔ حکماء کی زندگیوں کے طبی نچوڑ
9۔ معالج اور مریضوں کے تجربات
10۔ طبی تجربات ومشاہدات
11۔ کینسر کوشکست
12۔ انوکھی بیماریاں، انوکھے علاج
13۔ میرے طبی رازوں کا خزانہ
14۔ آزمودہ گھریلو معالج
15۔ الرجی سے نجات کے قدرتی طریقے
16۔ دائمی قبض سے چھٹکارا
17۔ خوبصورت اور گھنے بال
18۔ عبقری ادویات کی شفایابی
19۔ عبقری بتائے جڑی بوٹیوں کے کرشمے
20۔ کچن سے شفاء پانے کے راز
21۔ عبقری لایا انوکھے اور لاجواب ٹوٹکے (جلد اول)
22۔ عبقری لایا انوکھے اور لاجواب ٹوٹکے (جلد دوئم)
23۔ مساج سے حسن، صحت اور سکون
24۔ ضدی بیماریوں کے 700 آسان ٹوٹکے

صوفی ازم اور اصلاح باطنی

1۔ اہل بیتؓ سے جینا سیکھیں
2۔ صوفی ازم سے روشنی کا سفر
3۔ صوفی ازم کے روشن ستارے
4۔ صوفی ازم اور قبولیت دعا
5۔ صوفی ازم اور باطنی سکون
6۔ صوفی ازم اور ٹینشن فری لائف
7۔ خطبات عبقری (جلد اول)
8۔ خطبات عبقری (جلد دوئم)
9۔ خطبات عبقری (جلد سوئم)
10۔ خطبات عبقری (جلد چہارم)
11۔ خطبات عبقری (جلد پنجم)
12۔ اقوال اولیاء
13۔ آداب معرفت
14۔ آداب معرفت جدید ایڈیشن
15۔ معرفت کے متلاشی
16۔ روحانی پاکیزگی
17۔ شاہراہ معرفت پر کامیابی کا سفر
18۔ توبہ کے کمالات۔۔۔۔۔۔ 19۔ کمالات اولیاء
20۔ شجرہ طیبہ قادری ہجویری
21۔ ندامت کے آنسو
22۔ علماء اہل حدیث کا ذوق تصوف
23۔ سچی کرامات اہل حدیث (جلد اول)
24۔ سچی کرامات اہل حدیث (جلد دوئم)
25۔ اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں
26۔ علماء اہل حدیث اور تصوف کی خوشبو (جلد اول)
27۔ علماء اہل حدیث اور تصوف کی خوشبو (جلد دوئم)
28۔ بیان المجذوب علی کشف المحجوب المعروف حلقہ کشف المحجوب
29۔ قبولیت دعا کے انوکھے واقعات

روحانیات وعملیات

1۔ روحانی غسل کے کرشمات
2۔ مشکلات سے نجات پانے والوں کے روحانی تجربات
3۔ دوانمول خزانے (اردو)
4۔ سورۂ بقرہ سے شرطیہ (انشاءاللہ) بیٹا پائیں
5۔ مالدار بنانے کا آزمودہ راز
6۔ جادو جنات کے پُراسرار حقائق اور آزمودہ روحانی علاج
7۔ گھریلو الجھنوں کا روحانی اور قرآنی علاج
8۔ جنات کی چوریاں روکنے کا فیصلہ کن عمل
9۔ ایک روحانی عامل کی خفیہ ڈائری
10۔ کامیاب عامل بنئے
11۔ روحانیت، جادو اور وہم
13۔ روزگار کی پریشانی کا آزمودہ وظیفہ
12۔ بدترین پریشانیوں کیلئے لاجواب وظائف
14۔ گھریلو الجھنوں کا روحانی علاج
15۔ بدترین خصلتوں کا بہترین علاج
16۔ کھنڈرات سے ملی خاندانی بیاض
17۔ مایوس خاندانی مشکلات کا پُرتاثیر روحانی علاج
18۔ روحانی دنیا کے انوکھے بھید
19۔ کشف اور پُراسرار روحانی قوتوں کا حصول
20۔ افحسبتم اور اذان کے کرشمات
21۔ یاقہار کے کرشمات
22۔ وضو کے بعد تین گھونٹ پانی کے کرشمات
23۔ سورۂ یٰسین کے کرشمات
24۔ عامل کامل بننے کے راز
25۔ گھریلو الجھنوں سے چھٹکارا پانے والے
26۔ مجھے وظائف سے غیبی مدد کیسے ملی؟
27۔ مشکلات کے پہاڑ اور میرے روحانی تجربات
28۔ سترہ وظائف سے زندگی آسان
29۔ حٰم لاینصرون کے کرشمات
30۔ موتی مسجد کے عمل کے کرشمات
31۔ مجھے شفاء کیسے ملی؟
2 3۔ کالی دنیا کالا جادو، وظائف اولیاء اور سائنسی تحقیقات
33۔ صلوٰۃ التسبیح کے کرشمات
34۔ مثالی حافظہ اور آزمودہ نبوی عمل
35۔ حال دل
36۔ علماء اہل حدیث کے آزمودہ عملیات
37۔ جنات کا پیدائشی دوست (جلد اول)
38۔ جنات کا پیدائشی دوست (جلد دوئم)
39۔ عرشی وظائف اور آزمودہ زمینی نتائج
40۔ علماء اہل حدیث کے آزمودہ عملیات
41۔ جنات سے سچی ملاقاتیں
42۔ باکمال عاملین کے بے مثال تجربات
43۔ روحانی بیڈٹی کے کرشمات
44۔ ربنا اتنا فی الدنیا کے کرشمات
45۔ سورۂ کوثر کے کرشمات
46۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے کرشمات
47۔ سورۂ قریش کے کرشمات
48۔ یاحفیظ یاسلام کے کرشمات
49۔ غلاف روضہ مبارک کے کرشمات
50۔ دوانمول خزانے کے کرشمات
51۔ الجھی زندگی کے 700 سلجھے وظائف

علاج نبویؐ اور جدید سائنس

1۔ صحت مند عادات نبویؐ طریقے اور جدید سائنس
2۔ مہلک دوائیں، نبوی دوائیں اور جدید سائنس
3۔ مہلک غذائیں، نبویؐ غذائیں اور جدید سائنس
4۔ معالجات نبویؐ اور جدید سائنس (جلد 1)
5۔ معالجات نبویؐ اور جدید سائنس (جلد 2)
6۔ معالجات نبویؐ اور جدید سائنس (جلد 3)
7۔ معالجات نبویؐ اور جدید سائنس (جلد 4)
8۔ نباتات قرآنی اور جدید سائنس
9۔ نبویؐ دسترخوان، صحت و تندرستی کے راز اور جدید سائنس
10۔ مہلک عادات، نبویؐ طریقے اور جدید سائنس
11۔ قدرتی ٹانک اور علاج نبویؐ
12۔ غلطیوں کی اصلاح، نبویؐ طریقے اور جدید سائنس
13۔ شہد کی کرامات
14۔ کلونجی کے کرشمات

نوجوانوں کے مسائل

1۔ ازدواجی مسائل علاج نبویؐ اور جدید سائنس
2۔ نوجوانوں کی جنسی الجھنیں، علاج نبویؐ اور جدید سائنس
3۔ نوجوانوں کے جنسی مسائل، علاج نبویؐ اور جدید سائنس
4۔ جنسی پاکیزگی، نبویؐ علاج و احتیاط اور جدید سائنس
5۔ جوانی کی حفاظت کیسے کی جائے؟
6۔ عشق، اسلام اور جدید سائنس
7۔ جنسی زندگی، اسلام اور جدید سائنس
8۔ مایوس نوجوان ویران جوانی
9۔ جنس، جوانی، اسلام اور جدید سائنس

نفسیاتی الجھنیں

1۔ ٹینشن کا سائنسی اور روحانی علاج
2۔ ڈیپریشن سے نجات پانیوالے
3۔ پرسکون زندگی کی تلاش، نبویؐ طریقے، جدید سائنس
4۔ جذبات اور خیالات کے روگ، نبویؐ طریقے اور جدید سائنس
5۔ شفابخش خیالات کی کرشمہ سازیاں، نبویؐ طریقے، جدید سائنس

خواتین

1۔ سدا بہار حسن کی ضامن غذائیں
2۔ خواتین کے حسن و جمال کے قیمتی راز
3۔ عورت اسلام اور جدید سائنس
4۔ خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق
5۔ حسن لازوال کی قاتل بیماریاں

دیگر زبانوں میں تراجم

1۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس (جلد اول)
(انگلش، ہندی، فرنچ، بنگلہ، وغیرہ)
2۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس (جلد دوئم)
(انگلش، ہندی، فرنچ، بنگلہ، وغیرہ)
3۔ دو انمول خزانے (انگلش)
4۔ آسان نیکیوں کے حیرت انگیز فضائل (انگلش)

متفرقات

1۔ رمضان المبارک کے روحانی و جسمانی ٹوٹکے
2۔ حرمین میں نیکیوں کے پہاڑ
3۔ ہزار سال پرانے طبی روحانی بھید
4۔ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا تحفظ ان کے حقوق اور ہماری ذمہ داریاں
5۔ پیغمبر اسلامؐ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک
6۔ مجاہدات اور قربانیاں ۔۔۔۔۔ 7۔ جیل کا جہنم
8۔ جانوروں کے انوکھے چشم دید واقعات
9۔ رمضان میں روحانی و جسمانی تندرستی
10۔ رمضان المبارک کے خاص تحفے

آدابِ معرفت (جدید ایڈیشن)

راہ سلوک میں چلنے والے ہر راہی کی ضرورت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبوت کے مقاصد کو ذکر فرمایا ہے وہاں پر ایک مقصد یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ ”ویزکیھم“ تاکہ آپ لوگوں کے دلوں کا تزکیہ فرمائیں۔ آسان الفاظ میں تزکیہ اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی کے دل پر محنت کی جائے اور اسکے دل سے رذائل کو نکال دیا جائے یا بالفاظ دیگر باطنی اور روحانی امراض کا علاج کیا جائے جس سے دل میں ان رذائل اور گناہوں کی نفرت آجائے اور اسلامی احکام کی محبت اور تڑپ دل میں بیٹھ جائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ احکام الٰہیہ اور مرضیات پر عمل اور معاصی سے اجتناب انسان کیلئے آسان ہو جائے اور پھر اس کے بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت ومعرفت اور اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کے مظاہر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات ہیں ان کی معرفت حاصل ہو جائے اور پھر اس کے بعد ترقی ہونی چاہیے اور اگلے مراحل معرفت طے ہو جائیں۔

آسان الفاظ میں معرفت جان پہچان کو کہتے ہیں انشاءاللہ ”آداب معرفت جدید ایڈیشن“ نہ صرف مبتدی سالکین کیلئے بنیادی نصاب اور رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوگی بلکہ کاملین معرفت کو بھی حلاوت ایمانی دلوانے کا ذریعہ بنے گی۔ عموماً مرد حضرات مجالس میں یا اجتماعات میں شریک ہو جاتے ہیں جس سے اصلاحی تربیت ہوتی رہتی ہے لیکن خواتین کو عموماً ایسے مواقع کم نصیب ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں اس پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ اخلاقیات معاشرت، کبائر گناہ، اولیاء کے اصلاحی واقعات، شیخ کامل کی پہچان، شیخ سے اکتساب فیض کے حصول کے طریقے، آداب شیخ اور دیگر مفید عنوانات شامل کئے گئے ہیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اسے ہدایت ومعرفت اور ترقی ایمان کا ذریعہ بنائے اور محض اپنے فضل سے اس کے حرف حرف کو قبولیت ومحبوبیت کی سند عطا فرمائے۔

جو یار فرید قبول کریں　　سلطان وی توں سرکار وی توں

4 6 7

دفتر ماہنامہ ”عبقری“

78/3 مرکز روحانیت وامن عبقری اسٹریٹ نزد قرطبہ مسجد مزنگ چونگی لاہور
فون: 042-37425801, 0322-4688313
Email: contact@ubqari.org, Website: www.ubqari.org